ناول:

# عشق صرف تم

## فائزہ احمد

## مکمل ناول

PRIME URDU NOVELS
Zuhnovelszone.com

افففف آج تو بہت دیر ہوگئی ہے پکا ڈانٹ پڑے گی آج تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تیز تیز قدموں سے نیچے آتی ہوئی ساتھ ساتھ پونی بھی بنا رہی تھی اور ساتھ ساتھ بڑبرانے کا کام بھی جاری تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپی آج تو آپ بہت لیٹ ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔زینش نے بیگ کندھے پر لٹکاتے ہوئے ہوئے بڑی بہن سے ہوچھا جو کھڑے کھڑے ہی جوس پی رہی تھی۔۔۔۔۔

ہمممم رات لیٹ سوئی تھی اس لیے دیر ہو گئی ہے آج۔۔۔۔۔۔۔

زلیخہ (زلے) نے جوس فنش کرتے ہوئے اسے جواب دیا پھر کچن میں چلی آئی جہاں نوین اور مبین بیگم کھانا پیک کر رہیں تھیں سب بچوں کے لیے وہ کھانا سب کو گھر سے ہی بنا کر دیتیں تھیں تاکہ باہر کا کھانا کوئی نا کھائے۔۔۔۔۔۔۔

بڑی چچی میرا ٹفن ابھی تک تیار نہیں ہوا۔۔۔۔زلے نے منہ بسورتے ہوئے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔"

نوین نے مسکرا کر اس کا ٹفن اس کے ہاتھوں میں دیا۔۔۔۔۔

ہو گیا ہے تیار میری جان۔۔۔نوین نے مسکرا کر اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھتے ہوئے دلار سے کہا۔۔۔۔۔

زلے مسکرائی پھر مبین چچی کو دیکھا جو نوال کا کھانا پیک کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اچھا میں چلتی ہوں آج بہت دیری ہو گئی ہے ابو آج ہسپٹل میں گھسنے نہیں دیں گے مجھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ کہتی ہوئی تیز تیز قدموں سے باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

نوین مسکرا کر رہ گئی جبکہ مبین نے تاسف سے نوین کو دیکھا تھا۔۔۔

بھابھی اس نے آپ کے بیٹے کے لیے اتنا کچھ کہا لیکن آپ کے سلوک میں پھر بھی کوئی کمی نہیں

آئی۔۔۔۔۔۔مبین نے انہیں دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

جس طرح ہارون میرا بیٹا ہے اسی طرح زلے بھی میری بیٹی ہے بے شک میں نے اسے جنم نہیں دیا لیکن میری لیے وہ ہمیشہ بیٹی ہی رہے گی۔۔۔۔۔

نوین نے مسکراتے ہوئے کہہ کر اپنی دیورانی کو دیکھا جو سر ہلاتی ہوئی دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""""

*

یونی نہیں جانا تم نے۔۔۔۔۔۔زینی نے اذمار کے کمرے میں آتے ہوئے حیرت سے پوچھا جو بیڈ چھوڑے نیچے کارپٹ میں لیٹا نیند میں گھم تھا۔۔۔۔۔۔۔زینش نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔

اس نے موندی موندی آنکھوں سے زینی کو دیکھ کر دوبارہ آنکھیں موندھ لیں تھیں۔۔۔۔۔۔

ارے سونا مت تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے یونی چھوڑ آو بے شک آکر سوتے رہنا میری طرف سے ۔۔۔۔۔۔زینی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا وہ اس کی نیند سے بہت تنگ تھی جو ایک بار سو جاتا تو پھر اٹھنے کا نام نہیں لیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔چاہے کچھ بھی ہوجائے

خود چلی جاو میں نے کوئی ٹھیکا نہیں لے رکھا تمہارا۔۔۔اذمار نے منہ بناتے ہوئے تنک کر کہا تھا"

جس پر وہ ٹھنڈی سانس بھرتی رہ گئی تھی کہ اب کیا کرے۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ کے باقی سب تو اپنے اپنے کام پر چلے گِے تھے۔۔۔۔۔۔۔ایک وہی نکما تھا جو یونی بھی اپنی مرضی سے جاتا تھا۔۔۔اور نالائق اتنا تھا کہ ہر بار چاچو کی فرمائش پر اسے اگلی کلاس میں پرموٹ کردیتے تھے یونی والے کیونکہ یونی کا اونر عدیل صاحب کا بیسٹ فرینڈ تھا۔۔۔۔۔۔۔دو بار تو اسے یونی سے بھی نکالا جا چکا تھا

۔۔۔۔۔لیکن نواب صاحب نے نہیں سدھرنا تھا تو نہیں سدھرے تھے۔۔۔۔۔۔وہ صرف اپنی مرضی ہی کرنے آیا تھا دنیا میں۔۔۔۔۔عدیل صاحب اسے کتنی بار تو پیٹ چکے تھے لیکن اذمار پر جوتوں کا کیا اثر بھلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔***

افففف زینی منہ بناتی ہوئی چلی گئی۔۔۔۔۔۔لائٹ بند کر دینا۔۔۔پیچھے سے خمار آلود آواز آئی تھی نواب صاحب کی۔۔۔۔۔جس پر زینی کھول کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

افففف آج تو لیٹ ہو گئی میں۔۔۔زلے نے سب کو اپنی اپنی ڈیوٹی میں مصروف دیکھ کر خود سے بڑبرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہیلو ڈاکٹر زلے !!

پیچھے سے آتی آواز پر وہ پلٹی تھی جہاں اسکی چھوٹی بہن اس کے ہی انتظار میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔ تاثیر سپاٹ نظروں سے خود کو تکتی اپنی بڑی بہن کے پاس آئی۔۔۔۔"

آپی میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔۔پاپا سے بھی مل لیا ہے میں نے۔۔۔۔۔تاثیر اسے خاموش دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔۔۔

کیوں آئی ہو۔۔۔۔زلے نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اپنے سے تین سال چھوٹی بہن سے پوچھا ۔۔۔۔جو یونی کے لاسٹ ایئر میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ زلے آپی امی نے آج دعوت رکھی ہے ماموں لوگوں کی تو امی !

تو تمہاری امی نے کہا ہو گا جو اپنی بہن کو بھی دعوت دے آو فالتو جو ہوئی میں۔۔۔۔زلے نے اس کی بات کاٹ کر تنک کر اسے سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔*

آپی آپ ہر چیز کو نیگٹیو کیوں لیتی ہیں کبھی کسی چیز کو پوزیٹیو بھی لے کیا کریں نا اور۔۔۔۔۔۔۔میں انتظار کروں گی آپ کا رات چھ بجے۔۔۔۔۔۔۔تاثیر نے اس سے جھنجھلا کر کہا۔اور پھر اس کی کچھ بھی سنے بغیر جلدی سے واپسی کے لیے پلٹ گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افف میں کیا کروں اس ڈیٹھ لڑکی کا۔۔۔زلیخہ نے جھنجھلا کر سوچا پھر ڈاکٹر ذوالفقار کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔"

السلام علیکم !!

سر۔۔۔۔۔زلے نے ڈرتے ڈرتے اندر آتے ہوئے کہا۔۔۔۔لیکن اندر بیٹھی شخصیت کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ سی رہ گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چیئر پر بیٹھا سامنے رکھی فائل کا غور سے مطالعہ کر رہا تھا لیکن اب زلے صاحبہ کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔۔۔

(یہ لندن سے کب آیا) زلیخہ نے پریشانی سے سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دو سال سے لندن میں مقیم تھا اسپیشل کورسز کے لیے۔۔۔۔وہ کل رات کو ہی واپس آیا تھا ۔۔۔اور اب ڈاکٹر ذوالفقار کی چیئر پر بیٹھا اسے زچ کرتی مسکان سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس سے کافی سینئر تھا۔۔۔ہارٹ سرجن تھا وہ۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر زلیخہ ہارون احمد آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں آپ جانتی تو ہوں گئ ہمارے رولز کتنے سخت ہیں ۔۔۔۔لیٹ آنے والے ڈاکٹرز اور نرسوں کو ایکول پنیشمنٹ ملتی ہے۔۔۔۔۔۔ہارون نے اپنی مخصوص زچ کرتی مسکان سے کہہ کر اسے تپایا تھا ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔۔۔

مجھے سزا دینے کا حق صرف ڈاکٹر ذوالفقار کا ہے۔۔۔۔۔۔زلے نے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے ہوئے اسے

جواب دیا لیکن غصے کو قابو میں ہی رکھا تھا۔۔۔۔۔

داکٹر زلیخہ آج آپ لیٹ آئیں ہیں تو سزا تو میں ہی دوں گا۔۔۔۔آج آپ کی ڈیوٹی بچوں والے وارڈ میں ہے..... جانتا تھا بچے اسے پسند نہیں کافی خار کھاتی تھی وہ بچوں کے رونے سے محترمہ

۔۔۔۔۔۔۔

زلیخہ کا تو دل کر رہا تھا اس کا گلا ہی کاٹ دے لیکن صبر کے گھونٹ پیتی وہ اس کے قریب آئی

۔۔۔۔۔۔مر جاو تم۔۔۔محصوص جملہ کہتی ہوئی تیز قدموں سے وہ بار چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔مس زلیخہ یہ آپ کی حسرت ہی رہے گئی تمہیں اس دنیا سے بھیج کر ہی مروں گا میں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون کی طنزیہ آواز اسے اپنی پشت پر سنائی دی تھی۔۔۔۔۔جس پر وہ اسے دل ہی دل میں ہزاروں گالیوں سے نوازتی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔

پیچھے وہ چیئر کو گھماتا ہوا زچ کرتی مسکان سے کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔۔مس زلیخہ الٹے دن گننا شروع کردو اپنی زندگی کے۔۔۔۔۔

اسے نے سپاٹ سے انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔"""

**

---

اذمار کیا یہ تمہارا کالج جانے کا ٹائم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔مبین نے اسے نو بجے نیچے آتے دیکھ کر غصے سے پوچھا جو ہاف سلیو وائٹ شرٹ پہنے نیچے بلیو پینٹ پہنے اپنے ہلکے براون بالوں کو ماتھے پر بکھیڑے وہ اپنے رف سے خلیے میں بھی غضب ڈھا رہا تھا۔۔خاندان کا سب سے خوبصوت نوجوان تھا وہ گلابی ہونٹ جو ہر وقت بھینچے ہی رہتے تھے۔۔۔گرین آئز جن میں سرد سا تاثر ہر وقت رہتا تھا

۔۔۔۔۔۔وہ حد سے زیادہ موڈی اور لڑکیوں سے الرجک تھا۔۔۔۔۔۔

مما پلیز موڈ نہیں ہے میرا لیکچرز سننے کا__وہ کہہ کر باہر کی طرف بڑھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

افففف بھابھی تنگ آگئی ہوں میں اس لڑکے سے اسے کسی کام میں دلچسپی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔مبین نے چائے پیتی ہوئی نوین سے کہا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہو جائے گا ابھی بچہ ہے وہ ! سب لوگ اس کے پیچھے مت پڑ جایا کرو۔۔۔۔۔نوین نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے اذمار کی سائیڈ لی تھی۔۔۔۔۔۔اچھا امی کو ناشتہ دے آئی تھی آپ۔۔۔۔۔مبین نے کپ اٹھاتے ہوئے نوین سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہمم سب سے پہلے انہی کے لیے تو بنایا تھا۔۔۔۔۔۔۔نوین نے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھتے ہوئے کہا۔

۔۔۔۔۔"""

ارم کب آئے گئی میکے سے نوین نے پلٹ کر دیورنی کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔۔۔

بس امی کی طبیعت سنبھلتے ہی آجائے گئی وہ۔۔۔۔۔مبین نے اپنی بہن کے بارے میں کہا جو بہنیں+دیورانیاں بھی تھیں۔۔۔۔۔۔۔"

**

---

کیا کہہ رہی تھی زلے۔۔۔۔۔نادیہ بیگم نے بسمل کے آگے ناشتہ رکھتے ہوئے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔"""

میں کہہ آئی ہوں امی آجائیں گئی وہ آج تک کوئی بات ٹالی ہے انہوں نے میری جو اب ٹالیں گئی

۔۔۔

تاثیر نے اپنی بہن کے زکر پر مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔زلے جتنی خوبصورت تھی تاثیر اتنی ہی عام شکل کی تھی وہ دونوں بہنیں لگتی ہی نہیں تھیں۔۔۔۔ایک دوسرے سے بلکل متضاد تھیں وہ شکل سے بھی اور سیرت سے بھی۔۔۔۔"

اچھا مما آج میں لیٹ ہو گئی ہوں یونی سے تو اب اجازت دیں مجھے۔۔۔تاثیر نے بیگ وغیرہ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

اللہ اور اس کے رسول کی امان میں جاو بیٹا۔۔۔۔نادیہ نے پیچھے سے کہہ کر اپنے شوہر کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔جو شہر کے بہت بڑے بزنس مین تھے لیکن نیچر کے بہت ہی اچھے اور ملنسار تھے وہ ؛ ان کا ایک ہی بیٹا تھا خنان

جو کالج میں پڑھتا تھا شرارتی اور خوبصورت سا۔۔۔۔۔۔۔**

**

---

سپورٹ بائیک پارکنگ میں کھڑی کرتا وہ ایک شان سے چلتا یونی میں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار یار میری بات سنو۔۔۔۔حسیب بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔۔تھا

کیا مسلہ ہے تمہیں کتنی بار کہا ہے پیچھے سے آواز مت لگایا کرو۔۔۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر اپنی جگری دوست سے کہا۔۔۔۔جو اسے ہمیشہ پیچھے سے ہی آواز لگاتا تھا۔۔۔۔۔۔

چھوڑو یار تم یہ سب باتیں اندر ٹیسٹ ہو رہا ہے میں تو ڈر کر اندر ہی نہیں گیا مجھے کونسا کچھ آتا ہے تمہاری طرح۔۔۔۔۔حسیب نے منمنا کر کہا۔۔۔۔۔

میری طرح سے کیا مطلب ہے تمہارا ہاں۔۔۔۔اذمار نے غصے سے اس سے باز پرس کی۔۔۔

افففف یار غصہ مت کیا کرو تم اور اب بتاو کیا کریں گئے اب۔۔۔۔حسیب نے منہ بناتے ہوئے اس سے پوچھا جو بلکل ریلکس تھا نواب صاحب اپنی مرضی کے مالک جو تھے دل کیا تو ٹیسٹ دیا ورنہ کوئی ٹینشن نہیں نکال بھی دیتے تو پھر دوسرے دن اس نے یونی میں ہی ہونا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

چل کینٹین چلتے ہیں ناشتہ بھی نہیں کیا آج میں نے۔۔۔۔اذمار گلاسز لگاتے ہوئے کیفے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

پیچھے پیچھے جسیب بھی جھنجھلاتا ہوا بڑھا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں کافی پی کر باہر آئے تھے جب سامنے سے اپنی فرینڈ کے ساتھ آتی تاثیر کو دیکھ کر وہ رکا تھا۔۔۔۔۔۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔۔۔

تاثیر سانولی رنگت کی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں والی ،لمبے قد کی کمر سے نیچے آتے سیاہ سیدھے بالوں کی مالک تھی۔۔۔جس کی ناک میں لونگ ہیرے کی مانند چمکتی تھی۔۔۔۔۔وہ دونوں کلاس میٹ تھے اور ایک دوسرے سے بہت خار بھی کھاتے تھے کیونکہ اگر تاثیر ٹاپر تھی تو وہ حد سے زیادہ نالائق ۔۔۔۔۔وہ ایک دوسرے سے دور دور ہی رہتے تھے۔۔۔۔

ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے وہ دونوں اپنی اپنی سمت کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

یار اندر ٹیسٹ تھا اور اسے دیکھو یہ لنچ کر رہا تھا_____تاثیر کی دوست نے سر دائیں بائیں ہلاتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔۔

چھوڑو اسے ہمیں کیا۔۔۔۔

تاثیر نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہہ کر کافی کا آرڈر دیا۔۔۔۔۔۔تھا

**

زلے کو آج لنچ کا ٹائم بھی نہیں ملا تھا۔۔۔۔ہارون کی وجہ سے جس نے اسکی ڈیوٹی بچوں والے وارڈ میں لگا دی تھی۔۔۔۔۔۔

تم سے تو ایسے ایسے بدلے لوں گئی کہ یاد رکھو گئے بچوں کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے نے کورٹ اتارتے ہوئے دانت پیستے ہوئے سوچا۔۔۔۔پھر چائے کا آرڈر دیتی ابھی بیٹھی ہی تھی جب وارڈ بوائے نے اسے ہارون کا پیغام دیا تھا کہ وہ بچوں والے وارڈ میں اس کا ویٹ کر رہا ہے.

۔۔۔۔۔۔۔۔

افففف کہاں سے آگیا یہ انسان۔۔۔نہیں جاوں گئی میرے باپ کا ہسپٹل ہے کسی کا آرڈر نہیں مانوں گئی میں۔۔۔۔۔زلیخہ نے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے خود سے کہا جو ابھی ابھی ایک لڑکا رکھ کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے اطمینان سے چائے پی۔۔۔اور پھر نوین بیگم کا دیا ہوا ٹفن کھول کر لنچ کرنے لگی جس میں پراٹھے اور آملیٹ تھا۔۔۔۔۔۔

لنچ کر کے اس نے واش روم سے ہاتھ منہ دھویا۔۔۔۔۔باہر آکر وہ ٹھٹھکی تھی کیونکہ ہارون کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا اس کا ہی انتظار کر رہا تھا وہ وائٹ شرٹ پہنے سلیوز کہنیوں تک موڑے وہ اپنی مونچھوں کے ساتھ بہت پرکشش مرد تھا لیکن زلے کو تو وہ دنیا کا انتہائی کم شکل انسان ہی لگتا تھا

۔۔۔۔۔

وہ اب اسے اپنی ڈارک براون آنکھوں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زلیخہ میں نے آپ کو شاید پیغام بھیجا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے سرد سی آواز میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

میری مرضی۔۔۔۔۔زلیخہ نے تنک کر اسے جواب دیا تھا۔۔۔۔

بدلے میں ہارون نے اسے کھینچ کر کرسی پر پٹخا تھا پھر کرسی کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتا اس پر جھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے حیرت سے اسے اپنے اتنے قریب دیکھا تھا۔۔۔۔

میں اس ہسپٹل کا اوونر ہوں مسز ہارون اگر چاہوں تو آپ کو ابھی کھڑے کھڑے اس ہسپٹل سے فارغ کردوں لیکن صرف چاچو کی وجہ سے مجھے تمہیں یہاں برداشت کرنا پڑھے گا۔۔۔۔۔

ہارون نے اس کی ہلکی گرین آنکھوں میں آنکھیں گاڑھاتے ہوئے غرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔جواباً وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔*"

*********

احمد صاحب ،ذوالفقار صاحب اور عدیل صاحب تین بھائی ہیں اور ایک بہن ہے ان کی جو پاس ہی بیاہی ہی گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد صاحب سب سے بڑے ہیں جن کی شادی اپنی خالہ زاد نوین سے ہوئی ہے۔۔۔ان کا ایک ہی بیٹا ہے ہارون۔۔۔جو اپنے سب کزنز سے بڑا ہے۔۔۔۔۔"

اسکے بعد ذوالفقار صاحب ہیں۔۔۔جن کی شادی دور کے رشتے داروں میں ہی ہوئی تھی نادیہ بیگم سے جو ایک نہایت خوبصورت خاتون تھیں۔۔۔لیکن شادی کے بعد ان کی آپس میں بن نہیں پائی تھی جس کی وجہ سے دونوں کی اطلاق شادی کے دو سال بعد ہی ہو گئی تھی۔۔۔زلیخہ جس کا نام دادی نے اپنی پسند کا رکھا تھا اس وقت دو سال کی تھی۔۔۔۔۔۔جب دونوں میاں بیوی الگ ہو گئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ بیگم اس وقت امید سے تھیں۔۔۔لیکن پھر بھی وہ نباہ نہیں کر سکی

تھیں۔۔۔۔۔۔زلیخہ کو لینے کی بہت کوشش کی نادیہ نے لیکن ذوالفقار نے کسی صورت انہیں زلیخہ نہیں دی تھی اطلاق کے بعد نادیہ کے گھر تاثیر پیدا ہوئی جس پر ذوالفقار نے لینے کی کوشش تو بہت کی لیکن اس بار فیصلہ نادیہ کے حق میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔زلیخہ ہارون سے تین سال چھوٹی تھی ۔۔۔۔۔۔جسے نوین نے بلکل اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا۔۔۔۔وہ بھی انہیں اپنی ماں ہی سمجھتی ہے ۔۔۔۔پھر ذوالفقار کی شادی اپنے چچا کے گھر ارم سے ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ارم سے ان کے دو بچے ہیں ۔۔۔۔زینش ،ارشمان۔۔۔۔ارم کا رویہ ہمیشہ زلیخہ سے سرد سا ہی رہا تھا وہ سوتیلے جیسا تو سلاک نہیں کرتی تھی لیکن اسے زیادہ مخاطب بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔جس کی کوشش زلے نے بھی نہیں کی ۔۔۔۔زینش اور ارشمان سے وہ بہت پیار کرتی تھی وہ دونوں بھی جواباً اس سے بہت پیار کرتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔ارم اور مبین آپس میں سگی بہنیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔ارم بڑی اور مبین چھوٹی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""

ذوالفقار سے چھوٹا عدیل تھا۔۔۔۔جن کی شادی اپنے چچا زاد کے گھر مبین سے ہوئی تھی جو تھوڑے تیکھے مزاج کی ہے۔۔۔۔۔ان کے دو ہی بچے ہیں اذمار اور نوال۔۔۔۔۔۔

اذمار نوال سے چار سال بڑا ہے جو بہت ہی بگڑا ہوا بچا تھا اور یہ عادت بڑے ہو کر بھی نہیں گئی تھی ۔۔۔ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے۔۔۔۔۔چاہئے اس کا نتیجہ اچھا نکلے یا برا کرنی اس نے اپنی ہی مرضی ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے سب کزنز سے پیارا اور ہینڈسم ہے جس پر اس کا دماغ ساتواں آسمان پر رہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ نوال ایک پیاری شکل کی سنجیدہ مزاج کی لڑکی ہے۔۔۔۔۔اس کے بعد شائستہ تھیں جن کی شادی اپنے بابا کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی جو بہت ہی گرم مزاج انسان ہے اپنی میں میں رہنے والا ان کے دو ہی بیٹے ہیں۔۔۔۔۔۔۔معاز اور معیز۔۔۔۔معاز اذمار کا ہم عمر ہے جبکہ

معاز زینش کی عمر کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد صاحب کے باپ کا انتقال پندرا سال پہلے ہی ہو گیا تھا لیکن ہاجرہ (والدہ) نے سب کو ایک دوسرے سے جوڑے رکھا ہوا ہے وہ بہت ہی سلجھی ہوئی خاتون ہیں۔۔۔۔۔

جن کی جان ہارون اور زلیخہ میں ہے۔۔۔۔ان دونوں کو انہوں نے خود پالا تھا۔۔۔۔۔پیار تو وہ سب سے ہی کرتی تھی۔۔۔۔

لیکن سب سے پیارے یہ دونوں ہی تھے انہیں۔۔۔۔جو دادی کے سامنے تو بہت اچھے بچوں کی طرح رہتے تھے لیکن اکیلے میں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔۔۔۔۔ان دونوں کی لڑائی تو پورے خاندان میں مشہور تھی۔۔۔۔بچے بڑے سب ان کی ایک دوسرے سے ناپسندگی کے بارے میں جانتے تھے۔۔۔۔دادی اصولوں کی بہت سخت تھیں ان دونوں کا نکاح بھی دادی کی خواہیش پر ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔.....

نادیہ کی شادی بعد میں جاننے والوں کے گھر ادریسسے ہوئی جن کی بیوی اور بیٹی ایک ایکسیڈینٹ میں فوت ہو گئی تھیں۔۔۔۔ادریس صاحب ایک بہت اچھے انسان تھے نادیہ اور ان کا ایک بیٹا تھا شازل ۔۔۔۔

---

---

زلے نے طنزیہ مسکرایٹ سے اپنے اوپر جھکے ہارون کو دیکھا۔۔۔۔۔

میں تو چاہتی ہی یہی ہوں کہ تم مجھے اس ہسپٹل سے نکالو تاکہ ہر وقت تمہاری شکل دیکھنے سے تو جان چھوٹے میری۔۔۔۔۔

زلے نے سپاٹ سے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔۔

جس پر ہارون نے بھی طنزیہ مسکراہٹ اچھالی تھی اس کی طرف۔۔۔۔۔افکورس میری جان تمہاری ہر خواہیش کو رد کرنا ہی تو مجھ پر فرض ہے۔۔۔۔ہارون نے اس بار سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔۔۔جس پر زلے نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے پر قابو پایا تھا ورنہ دل تو کہہ رہا تھا مکہ مار کے اس کے اگلے سارے دانت تو توڑ ہی دے جو موتیوں کی طرح چمکتے تھے جب وہ مسکراتا تھا۔۔۔۔۔۔""

اونہہ اونہہ۔۔۔۔۔

اس آواز پر ہارون کرنٹ کی طرح اس سے دور ہوا تھا۔۔۔۔کیونکہ دروازے کے فریم میں ذوالفقار صاحب اپنی بارعب پرسنلٹی سے کھڑے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔زلے بھی شرمندگی سے اپنی چیَئر سے جلدی سے کھڑی ہوئی !!

سر ڈاکٹر زلیخہ کی آنکھ میں شاید کچھ چلا گیا تھا تو انہوں نے ریکویسٹ کی کہ میں دیکھ کر نکال دوں ۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے پیچھے کی طرف ہاتھ باندھ کر نہایت سنجیدگی سے انہیں وضاحت دی۔۔۔۔۔۔

جس پر زلے نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا جو بہت ہی سعادت مندی سے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔

ڈاکٹر ہارون آپ میرے ساتھ آئیں پیشنٹس کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا ہے آپ سے ۔۔۔۔۔ذالفقار نے سنجیدگی سے دونوں کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔

جی میں آ ہی رہا تھا آپ کے پاس یہ تو ڈاکٹر زلیخہ نے بلا لیا تھا تو تھوڑی دیر ہوگئی۔۔۔۔۔

ہارون نے سر ہلا کر تاسف سے کہا۔۔۔۔۔۔۔جیسے اس سے سنجیدہ شاید ہی کوئی اس دنیا میں ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔

طنزیہ نظروں سے زلے کو دیکھ کر کہتا وہ باہر کی جانب چلا گیا تھا پیچھے ڈاکٹر ذالفقار بھی زلے کو دیکھ کر نکل گئے۔۔۔۔۔۔

دیکھو کرتی کیا ہوں میں اب تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔زلے نے چیئر پر

بیٹھتے ہوئے غصے سے سوچا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔""

*

---

آپی مجھے پتا تھا آپ ضرور آئیں گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تاثیر نے اسے دیکھ کر چیخ کے سے انداز میں کہا

۔۔۔۔

زلیخہ نے جواباً اسے گھورا۔۔۔۔۔۔تاثیر نے مسکرا کر اسے دیکھا جو ناک چڑھائے ارد گرد دیکھ رہی تھی جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔

آپی امی کچن میں ہیں آرہیں ہیں وہ۔۔۔۔۔۔۔تاثیر نے اسکی نظروں کی کی طلب کو سمجھ لیا تھا۔۔۔

غلط سمجھی ہو تم ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔۔اس نے تیکھے لب و لہجے میں کہا تھا تب ہی اس کی فون کی رنگ بجی تھی۔۔۔۔۔۔

بابا کالنگ !

جی بابا !!

بیٹا کہاں ہو سب کھانے پر ویٹ کر رہے ہیں تمہارا__ذولفقار صاحب نے فکرمندی سے اسے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بابا بس ٹریفنگ میں پھنس گئی ہوں بس پندرا منٹس میں پہنچ رہی ہوں میں۔۔۔۔۔۔زلے نے جلدی سے کہہ کر فون بند کیا اور تاثیر کو دیکھا جو منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

آپی آپ نے ہمارے ساتھ ڈیز کرنا تھا آج۔۔۔۔۔۔تاثیر نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

سوری پھر کبھی ابھی مجھے جانا ہو گا بابا ویٹ کر رہے ہوں گئے۔۔۔زلے کہہ کر ایک نظر خالی لاونج کو دیکھتی ہوئی پلٹ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔پیچھے تاثیر نے دھندلائی ہوئی نظروں سے اپنی بہن کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔پھر امی کو دیکھا جو ہاتھ پونچھتی ہوئی لاونج میں آئی تھیں۔۔.

کہاں گئی زلے۔۔۔۔نادیہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔

چلی گئی آپی انہیں ضروری کال آگئی تھی ہسپٹل سے۔۔۔۔۔۔۔۔تاثیر نے جلدی سے بہانہ بنایا تاکہ نادیہ کا دل نا ٹوٹے۔۔۔۔۔۔۔

اچھا میں نے تو اس کا فیورٹ کورما بنایا ہے۔۔۔۔۔تم ایسا کرو دے آو اسے ہسپٹل میں۔۔۔میں ابھی پیک کرتی ہوں۔۔۔۔۔۔نادیہ کہہ کر جلدی سے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔بنا تاثیر کی کچھ سنے ۔۔۔۔۔۔جو پریشانی سے اب ہوٹ کاٹتی کھڑی تھی کہ اب کیا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔"""""

---

اذمار تم نے آج ٹیسٹ نہیں دیا۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے موبائل میں گیمز کھیلتے ہوئے اذمار سے غصے سے باز پرس کی۔۔۔۔۔۔۔

نہیں دیا جب آتا ہی نہیں تھا تو دیتا کیا۔۔۔۔۔اذمار نے لاپرواہی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے سخت نظروں سے اسے دیکھا جو ان کی ناک کاٹوانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔۔۔

چھوڑو اسے اور میری بات کا جواب دو۔۔۔۔کیا چاہتے ہو ہاں بتاو دو آج مجھے___عدیل صاحب نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر غصے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار مسکراتا ہوا اٹھا پھر ان کے سامنے آیا۔۔۔۔

مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔مجھے سنگر بننے دیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے دو ٹوک بات کی تھی۔۔۔۔

ہمارے خاندان کی ناک کٹوانا چاہتے ہو تم لیکن کان کھول کر سن لو یہ میں ہونے نہیں دوں گا پڑھنا تو پڑے گا تمہیں چاہے کیسے بھی___عدیل صاحب غصے سے کہتے ہوئے کمرے سے تن فن کرتے ہوئے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔پیچھے ایک دو پل تو اس نے ان کی پشت کو آنکھیں سکیڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔پھر سر جھٹکتے ہوئے دوبارہ صوفے پر لیٹا۔۔۔۔۔۔دوبارہ گیمز کھیلتا ہوا وہ الجھی ہوئی سوچوں میں گھم تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"""

٭

---

مما مما۔۔۔۔۔وہ بالکنی میں کھڑا نوین کو آوازیں لگا رہا تھا۔۔جبکہ لاونج میں بیٹھی نیوز دیکھتی زلے مسکرائی تھی اپنی کارستانی پر۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے بیٹا کافی بنا رہی تھی تمہارے لیے۔۔۔۔نوین نے کچن سے آتے ہوئے اسے جواب دیا

۔۔۔۔۔۔

میرے کمرے میں کون آیا تھا ؟

وہ پوچھ تو نوین سے رہا تھا ،لیکن دیکھ وہ زلے کو رہا تھا جو طنزیہ مسکان سے نیوز دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

دروازہ تو لاک رکھتے ہو کمرے میں کوئی کیسے جا سکتا ہے تمہارے۔۔۔نوین نے سیڑیان پر آتے بیٹے سے کہا۔۔۔۔

..... I don't know my whole room is scattered

ہارون نے تیکھی نظروں سے زلیخہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اچھا میں کر دیتی ہوں تمہارا روم صاف۔۔۔۔۔۔نوین نے اس کے بکھڑے بال سنوارتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

مما آپ کیسے جا سکتی ہیں اوپر آپ کو میں نے منع کیا ہے سیڑیاں اترنے چڑنے سے گھٹنوں میں درد شروع ہو جاتا ہے آپ کے۔۔۔۔کسی اور سے کہہ دیں کنزے کی صفائی کے لیے۔۔۔۔

ہارون نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"

زلے نے اب یہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔۔۔

زلے تم میرا روم صاف کردو گئی یونو تم جانتی تو ہو نا امی کے گھٹنوں میں درد شروع ہو جاتا سیڑیاں چڑھنے سے۔۔۔۔۔۔ہارون نے معصومیت کے ساڑے ریکارڈ توڑتے ہوئے زلے صاحبہ سے ریکوئسٹ کی۔۔۔۔

نوین نے بھی اسے التجائی نظروں سے دیکھا کہ جاو میرے بچے کردو۔۔۔۔۔زلے نے ان کی نظروں کا مطلب سمجھ کر گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔۔ان کی کسی بات سے وہ انکار نہیں کرسکتی تھی اور یہ بات ہارون جانتا تھا۔۔۔

جی بڑی چچی۔۔۔۔۔زلے ہارون کو گھورتی ہوئی اس کے پاس سے ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گئی

۔۔۔۔۔۔

ہارون نے طنزیہ مسکراہٹ سے اسے اپنے روم میں جاتے دیکھا۔۔۔۔

میں تمہارے لیے کافی لے آوں۔۔۔۔۔نوین کہہ کر کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

وہ اپنے روم میں آیا جہاں وہ دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے کمرے کی حالت دیکھ رہی تھی اس نے تو صرف شرٹس اور چیزیں پھینکیں تھیں۔۔۔۔لیکن یہاں تو کمرے کی حالت بہت ابتر تھی

۔۔۔۔۔سارے فرش پر پانی بکھڑا پڑا تھا بیڈ شیٹ نیچے پڑی ہوئی تھی سارے شو پیس بھی فرش پر بکھڑے پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔اسے اچھی طرح یاد تھا اس نے صرف شرٹس نیچے پھینکی تھیں اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی فیومز وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔

بیگم صاحبہ آپ نے صفائی شروع نہیں کی ابھی تک۔۔۔۔ہارون نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

یہ سب تم نے کیا ہے فسادی انسان میں نے تو صرف شرٹس پھینکی تھیں۔۔۔۔۔زلے نے اس کی طرف پلٹ کر غصے سے کہا۔۔۔۔۔

جس پر اس نے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر لاپرواہی سے کندھے اچکائے تھے۔۔۔۔۔۔

آپ کو سزا بھی تو دینی تھی نا بیگم صاحبہ۔۔۔

..... When will I think so much punishment for you

ہارون نے طنزیہ مسکان سے کہا اور باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔

افففففف کیا کروں میں اس شاطر انسان کا ہر بار پکڑ لیتا ہے مجھے۔۔۔لیکن سزا تو اب میں تمہیں دوں گئی ڈاکٹر ہارون صاحب کہ یاد کرو گئے ساری رات۔۔۔۔۔۔

زلے نے دانت پیستے ہوئے غصے سے سوچا۔۔۔۔۔""

*

السلام علیکم۔۔۔۔

سب رات کا ڈیز کر رہے تھے۔۔۔جب تاثیر کی آواز پر چونک کر سب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے ۔۔۔۔

زلے نے حیرت سے رات کے وقت اپنی بہن کو یہاں دیکھا۔۔۔۔۔۔

میری بچی کیسی ہو تم۔۔۔۔دادی نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے شفقت سے پوچھا۔۔۔

میں بلکل ٹھیک۔۔۔۔۔

بیٹھو بیٹا ڈیز کرو ہمارے ساتھ۔۔۔۔نوین نے مسکراتے ہوئے اسے آفر دی۔۔۔

میں تو کر کر آئی ہوں لیکن تھوڑا سا چکھ لیتی ہوں آپ کے کہنے پر۔۔۔۔۔اس نے زینی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔زینش نے مسکراتے ہوِے اسے پلیٹ میں بریانی نکال کر دی۔۔۔۔۔

آپی یہ آپ کے لیے امی نے دیا ہے۔۔۔۔۔۔تاثیر نے ہچکچاتے ہوئے اس کے سامنے چھوٹا سا ڈبا کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

کیا ہے اس میں۔۔۔زلے نے اس سے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

آپ کا فیورٹ قورمہ۔۔۔تاثیر نے مسکرا کر کہا پھر ڈبا اس کے سامنے رکھا۔۔۔۔۔۔۔باقی سب کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔۔۔

کیا لائی ہے میری گڑیا۔۔۔۔زلے ابھی جو کچھ کہنے ہی والی تھی پیچھے سے ہارون نے آ کر ڈبا اٹھا کر پوچھا۔۔۔۔

بھائی آپی کے لیے مما نے قورمہ بھیجا ہے۔۔۔۔۔تاثیر نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔

ارے اچھا کیا لے آئی__ آپ کی آپی تو ڈینر کر چکی ہے میں ہی رہتا ہوں کیا یہ میں کھا سکتا ہوں ۔۔۔۔۔ہارون نے اپنی زچ کرتی مسکان سے تاثیر سے ہوچھا جس نے مسکراتے ہوئے زلے کو دیکھ کر سر ہلایا تھا وہ ہارون کو کبھی نا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

یہ میرا ہے لاو اسے دو مجھے۔۔۔زلے نے ڈبا اس کے ہاتھ سے لینے کی کوشش کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا دے دو اسے تمہیں تو ویسے بھی تیکھی چیزیں پسند نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔نوین نے اپنے بیٹے سے کہا جو چمچ سے قورمہ کھانا شروع کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اللہ کرے مرجاو تم۔۔۔۔زلے دھیمے سے کہہ کر تن فن کرتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی

۔۔۔۔۔۔

پیچھے وہ اس کی چھوڑی ہوئی چیئر پر بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔نوین نے شرمندگی سے تاثیر کو دیکھا جس نے مسکرا کر انہیں آنکھوں سے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔۔جبکہ مبین بیگم منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی جو اب ذوالفقار کے کندھے سے ٹیک لگائے ان سے کوئی فرمائش وغیرہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

میں چائے بناتی ہوں سب کے لیے۔۔۔تاثیر نے نوین کو کچن میں جاتے دیکھ کر کہا پھر اٹھ کر چائے بنانے چلی گئی۔۔۔۔۔۔

آپی آپ کی لائٹ کافی۔۔۔۔۔۔تاثیر نے بالکنی میں کھڑی زلے کے آگے مگ کرتے ہوئے کہا

۔۔۔۔۔۔

یہ بھی اپنے ہارون بھائی کو دے آو۔۔۔۔زلے نے تلخی سے کہا۔۔۔۔

تو آپا آپ نے کونسا مما کے ہاتھ کا قورمہ کھا لینا تھا جانتی ہوں اپنی آپی کو میں۔۔۔۔۔۔۔تاثیر نے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔۔۔۔

بس کردو تم لوگ جسے دیکھو اسکی ہی سائیڈ لیتا رہتا ہے__سڑیل سی شکل والے سے جان چھوٹی ہوئی تھی پھر آگیا کہی__زلے نے اسے ڈانٹتے ہوئے ہارون کے بارے باڑے ں غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

آپی میں سوچتی ہوں آپ کو کبھی ہارون بھائی سے محبت ہو گئی تو وہ محبت کیسی ہو گئی واو کاش میرا یہ خواب جلدی سے پورا ہو جائے____تاثیر نے حسرت سے منہ بناتے ہوئے کہا_____جس پر زلے کی تگڑی گھوری نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیئے۔۔۔۔۔آپی میں چلتی ہوں دیر ہو گئی ہے____

تاثیر جلدی سے کہہ کر باہر کی طرف لپکی تھی۔۔۔پیچھے وہ تیکھی ناک چڑھائے کافی کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔""

_____

اذمار کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے اسے باہر کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا____تاثیر نے ہوبٹ بھینچ کر اسے دیکھا جو شرٹ کے سارے بٹن کھولے نیچے ہلکی سے بنیان پہنے اپنے سنجیدہ سے تاثرات سے ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔چاچو ایک فرینڈ کی طرف جا رہا ہوں____اس نے موبائل کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے انہیں جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

جاتے ہوئے تاثیر کو گھر چھوڑ دینا۔۔۔میں نے کہا ہے رک جاو لیکن یہ روکنے کے لیے تیار نہیں ہے تم جاتے ہوئے اختیاط سے گھر چھوڑ دینا اسے۔۔۔۔۔۔۔

بابا میں چلی جاوں گئی ارشمان کے ساتھ ویٹ کر لیتی ہوں میں اس کا۔۔۔۔تاثیر نے جلدی سے کہا۔۔۔۔

نہیں بیٹے وہ لیٹ آئے گا۔۔۔

ذوالفقار صاحب نے سنجیدگی سے کہہ کر اذمار کو دیکھا جو بیزار سا منہ بنائے کھڑا تھا___

چاچو میں بائیک پر جا رہا ہوں۔۔۔اذمار نے تاثیر کو دیکھ کر کہا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھی

۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں تم آرام سے چلانا۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چائے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے___جبکہ وہ ہونٹ بھینچتے ہوئے تیز تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی منہ بنائے ذوالفقار صاحب سے مل کر باہر آئی تھی جہاں وہ اپنی سپورٹ ہیوی بائیک سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ گہرا سانس لیتی ہوئی اس کے پیچھے ایک طرف پاوں کر کے بیٹھی تھی

۔۔۔۔۔اذمار نے ہونٹ بھینچ کر اپنے پیچھے بیٹھی مصیبت کو دیکھا پھر بائیک کو فل سپیڈ میں چھوڑتا باہر مین روڈ پر آیا تھا___

پلیزز تھوڑی آہستہ چلا لیں۔۔۔۔راثیر نے کانپتی ہوئی آواز میں اس سے سپاٹ سی آواز میں کہا

۔۔۔۔۔۔جس نے ناک سکوڑ کر اس کی بات کو ہوا میں اڑایا تھا___

تاثیر نے لرز کر اس کے کندھے پر ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ رکھا___جس پر اس نے چونک کر اس کے ہاتھ کو اپنے کندھے پر رکھے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

افففففف یہ مصیبت کہاں سے میرے پلے پڑ گئی۔۔۔اس نے جھنجھلا کر سوچا تھا۔۔۔۔۔"""

*

ہارون کافی کا کپ لے کر بیڈ پر بیٹھا ہی تھا ___ لیکن دوسرے ہی پل اسے اٹھنا پڑا تھا۔۔۔۔

یہ کیا اس نے حیرت سے گلے بیڈ کو دیکھا۔۔۔۔پھر کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے ہاتھ لگا کر بیڈ چیک کیا تھا جو فل پانی سے گیلا تھا۔۔۔۔۔

ہارون نے ہونٹ بھینچ کر اپنے گلے بیڈ کو دیکھا جس پر کم سے کم آج تو سویا نہیں جا سکتا تھا !

_____ افففففف زلیخہ کی بچی چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں ___

..... You will have to pay for this

ہارون غصے سے ہونٹ بھینچ کر بڑبڑایا تھا۔۔۔۔۔۔،_____

جبکہ زلیخہ بیڈ پر لیٹی مزے سے اس کے ایکسپریشن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔

اور لو مجھ سے پنگا بچو۔۔۔زلے آنکھیں موند کر بڑبڑائی تھی۔۔۔۔

** _____

وہ سو رہی تھی جب اس پر سے کسی نے کمبل کھینچ کر اتارا تھا۔۔۔زلے نے حیرانی سے اپنے بیڈ کے قریب کھڑے ہارون کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر جلدی سے اپنے شرٹ درست کرتی بیڈ سے کھڑی ہوئی۔۔۔۔

تم میرے روم میں کیسے آئے، میں تو لاک کر سوئی تھی۔۔۔۔۔زلے نے صدمے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"

ونڈو سے ___ ہارون نے اسکی شکل دیکھتے ہوئے ریلکس سے انداز میں کہا۔۔۔۔"

افف کیسے لاک کرنا بھول گئی میں آج۔۔۔زلے نے پریشانی سے ونڈو کو دیکھتے ہوئے سوچا پھر ہارون کو دیکھا جو بھینچے ہوئے ہونٹوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

دیکھو شرافت سے میرے روم سے چلے جاو ورنہ ابھی چلا کر سب کو اکٹھا کر لوں گئی۔۔۔۔زلے نے غصے سے اسے وارننگ دی۔۔۔۔۔

میری طرف سے آپ یہ شوق پورا کر سکتیں ہیں __میں روئی اسی لیے تو لایا ہوں۔۔۔ہارون نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔۔*

یہ تم میرے بیڈ پر کیوں لیٹ رہے ہو۔۔۔۔۔۔زلے نے حیرانی سے اسے اپنے بیڈ پر لیٹتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔"

سونے کے لیے !!

جواب نہایت معصومیت سے آیا تھا۔۔۔۔*

اٹھو میرے بیڈ سے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔زلے نے اسے دیکھتے ہوئے انگلی سے وارننگ دی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ وہ بنا اسکی دھمکی کو کسی خاطر میں لاتے ہوئے آنکھیں موند چکا تھا اور لائٹ بھی گل کر چکا تھا۔۔۔۔

افففففف زلے نے زچ ہو کر اسے دیکھا جو ڈیٹھوں کا سردار تھا۔۔۔۔۔۔۔۔**

اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے۔۔۔زلے نے اپنا کمبل اس پر سے کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میں تو نہیں جارہا جانی

You can sleep with me i don't mind __جواب پھر سے زچ کرتا آیا تھا۔۔۔۔

زلے نے کھینچ کر تھپڑ اپنے سر پر مارا جس نے بے وقوفی سے اپنے ہی پاوں پر کلہاڑی مار لی تھی ۔۔۔۔۔جبکہ ہارون محصوص زچ کرتی مسکان سے اسے تپاتا پھر سے آنکھیں موند گیا تھا۔

میں کہاں سوں اب۔۔۔۔زلے نے پریشانی سے صوفے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔وہ کوئی تماشا نہیں چاہتی تھی اپنی زات پر اس لیے صبر کے گھونٹ پیتی ہوئی صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔پھر اپنے کمبل کو دیکھا جو وہ اوڑے ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے غصے سے اٹھی اور ایک جھٹکے سے اپنا کمبل کھینچتی صوفے پر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ ہارون نے کندھے اچکاتے ہوئے دوبارہ آنکھیں بند کی تھیں_____

زلے کوس کر رہ گئی تھی اسے۔۔۔۔

پھر تن فن کرتی لائٹ آن کرتی دوبارہ صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔۔

یہ تم نے لائٹ کیوں آن کی۔۔۔ہارون نے اس سے غصے سے باز ہرس کی۔۔۔۔۔

مجھے اندھیرے میں نیند نہیں آتی۔۔۔زلے نے کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔۔

جان من مجھے روشنی میں نیند نہیں آتی۔۔۔۔ہارون نے کہہ کر لائٹ بند کر دی۔۔۔۔۔۔جبکہ زلے کھول کر رہ گئی۔۔۔۔

یہ میرا کمرہ ہے تو مرضی بھی میری ہی چلے گئی۔۔۔۔۔زلے نے کہہ کر لائٹ آن کردی۔۔۔۔

جبکہ ہارون نے پھر سے بند کردی تھی۔۔۔۔۔یہ سلسلہ تو ساری رات تک ہی چلنا تھا ہار تو ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہیں ماننی تھی۔۔۔۔۔۔دونوں ضد کے پکے جو تھے۔۔۔۔۔""

*

صبح کے تین بج رہے تھے جب وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔۔وہ سویا کہاں تھا ساری رات تو لڑتے گزر گئی تھی دونوں کی۔۔۔۔۔اس نے صوفے پر دیکھا جہاں وہ بے ترتیب سی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔ہارون نے ہونٹ بھینچے۔۔۔پھر سر جھٹکتا ہوا اس تک آیا تھوڑا سا جھکا اور پھر نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں

اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلیخہ کی نیند بہت گہری ہوتی تھی اس لیے اس کی نیند میں کوئی خلل نہیں پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون اسے بیڈ پر لٹاتا جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے واپس چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں آ کر اس نے بیڈ چیک کیا جو اسی طرح ہی گیلا تھا۔۔۔ڈرائیر سے خشک کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔اس نے کمر پر ایک ہاتھ رکھ کر پر سوچ انداز میں کہا اور پھر فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔۔""

---

ذرواہ نے اپنے لمبے بالوں کو سخت چوٹی میں قید کر کے کالی شیشوں والی چادر اوڑی۔۔۔وہ ایک عام سی شکل والی لڑکی تھی لیکن دل کی وہ بہت پیاری تھی__لیکن آج کل لوگ دل نہیں شکلیں دیکھتیں ۔۔۔۔۔

اس کی بات نادیہ نے اپنے خاندان میں چلائی ہوئی تھی لیکن کسی بھی لڑکے کو سانولے رنگ کی لڑکی نہیں چاہیئے تھی جس کی وجہ سے نادیہ بہت پریشان بھی رہتی تھی۔۔۔۔۔۔"

اسلام و علیکم مما۔۔۔اس نے نیچے آتے ہوئے نادیہ کو السلام کیا جبکہ نادیہ کی ساس جو کبھی چھوتے بیٹے کی طرف ہوتی تھی تو کبھی بڑے کی طرف وہ آج صبح ہی اپنے چھوٹے بیٹے(ادریس) صاحب کی طرف آئیں تھیں۔۔۔۔اس نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔جو دھیمے قدموں سے چلتی دونوں تک آ رہی تھی۔۔۔۔

السلام و علیکم دادی جی۔۔۔۔ذروہ نے دھیمے سے انہیں بھی السلام کیا۔۔۔۔جس کا جواب فرزانہ بیگم نے منہ بنا کر دیا تھا۔

مما دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ذروہ آہستہ سے کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔۔

ارے بیٹا ناشتہ تو کرتی جاو !

نادیہ نے پیچھے سے اسے پکارا تھا *

ارے ایک ٹائم ناشتہ نہیں کرے گئی تو مر نہیں جائے گئی وہ چائے بنا کر لاو میرے لیے۔۔۔۔۔

وہ جو رکی تھی نادیہ کی پکار پر فرزانہ کے تیکھے لہجے پر وہ سر جھٹکتی ہوئی چلی گئی۔۔۔۔۔

اس کی کردو اب شادی جتنی جلدی ہوتی ہے آج کل تو خوبصورت لڑکیوں کے لیے رشتے نہیں ملتے یہ تو پھر نہایت کم شکل ہے۔۔۔فرزانہ بیگم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جس پر نادیہ غصے سے سر جھٹکتی کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔۔۔**

*

_____

وہ جو دادی کو السلام کر کرنے آئی تھی دادی کے بستر پر اسے سوتے دیکھ کر کھول کر رہ گئی تھی رات کا سارا منظر نظروں کے سامنے گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔

میری نیند تباہ کر کے خود کتنے آرام سے سو رہا ہے نواب۔۔۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔پھر

زلے نے مسکراتے ہوئے پانی کا گلاس پکڑا۔۔۔زلے نے پانی اس کے سر پر پھینکا تھا جس سے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

گڈ مارننگ ڈاکٹر ہارون احمد۔۔۔۔اٹھ جائیں ڈاکٹر صاحب یہ نا ہو کہ کہی آج آپ کو لیٹ آنے پر سزا نا مل جائے۔۔۔۔۔۔خوبصورت مسکان سے کہتی ہوئی وہ بھاگ گئی تھی کمرے سے _____ پیچھے وہ اسی طرح بیٹھا اپنے ساتھ ہوئی کاروائی کے بارے میں بے یقین سا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

*

_____

زرواہ نے چونک کر اسے دیکھا جو بری طرح وو تین لڑکوں سے پارکنگ میں ہاتھا پائی میں مصروف تھا ۔۔۔۔وہ اکیلا تھا اور وہ تین پارکنگ سنسان سی تھی اس وقت سب لوگ جا چکے تھے اسے تو سائمنٹ بناتے ہوئے دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

وہ بھاگ کر ان کے پاس آئی تھی وہ انہیں اچھا خاصا پیٹ چکا تھا۔۔۔۔

چھوڑو اسے۔۔۔۔زرواہ نے ایک لڑکے کا بازو پرے کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔تینوں لڑکوں سمیت اذمار نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

تم جاو یہاں سے۔۔۔۔اذمار نے ان لڑکوں کو دھکے مارت ہوئے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تم چلو یہاں سے ورنہ میں تم سب کی شکایت پرنسپل سے کروں گئ۔۔۔۔۔۔ذرواہ نے انہیں انگلی سے دھمکی دیتے ہوئے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

وہ تینوں جس نظر سے زرواہ کو دیکھ رہے تھے وہ اذمار کا خون کھولانے کے لیے کافی تھا__اس نے اس کی کلائی پکڑی تم تینوں کو تو میں بعد میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔اذمار تینوں سے کہتا ہوا تیز قدموں سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں آئی تم وہاں مس ذروہ صاحبہ۔۔۔۔۔اذمار نے غصے سے اس سے باز پرس کی۔۔۔۔۔۔جواباً زری نے ہونٹ کاٹ کر اسے دیکھا تھا جس کے چہرے کے خوبصورت نقوش تنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

تم لڑ رہے تھے۔۔۔۔زری نے جھنجھلائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔

آئندہ میرے کسی معاملے میں مت پڑنا۔۔۔۔۔۔اذمار نے غصے سے کہا اور ہاں اس فائٹ کے بارے میں گھر میں کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس بار ریلکس انداز میں اس سے کہا جو پریشانی سے اس کے ہونٹوں کے پاس لگے زخم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہیں چوٹ لگی ہے !!ذروہ نے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔*

جس پر وہ اسے تیکھی نظروں سے دیکھتا ہوا پلٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

پیچھے وہ پریشانی سے پلٹ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔**

---

وہ ابھی فارغ ہو کر اپنے کیبن کی طرف ہی بڑھی تھی جب ہارون نے اسے کھینچ کر پلر کے پیچھے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔۔۔زلے تو اس سچویشن کے لیے تیار ہی نہیں تھی اس لیے سیدھی اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔ہارون غصے بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ صبح سے کسی کانفرنس میں گیا ہوا تھا ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ہی آیا تھا۔۔۔اور اب زلے کی شامت پکی تھی صبح والی حرکت پر

"_____

یہ کیا حرکت ہے تمہیں شرم نہیں آتی__زلے نے اس سے اپنا آپ چھڑاتے ہوئے غصے سے کہا "

اپنی بیوی سے رومینس کرتے کیسی شرم ڈاکٹر زلیخہ ہارون احمد۔۔۔۔۔۔ہارون نے غصے سے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے ہوئے تیکھے پن سے اسے باور کروایا تھا__

کیاا زلے نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

آئندہ میرے ساتھ اگر اس طرح کی کوئی فضول حرکت کی تو بہت برا ہو گا مس زلیخہ۔۔۔۔۔۔ہارون نے سرد آواز میں اسے وارننگ دی تھی۔۔۔۔

ڈونٹ کال می زلیخہ۔۔۔زلے نام ہے میرا۔۔۔۔زلے نے چڑتے ہوئے اسے باور کروایا۔۔۔۔

زلیخہ بی بی آپ پہلے سے بہت موٹی ہو گئی ہیں۔۔۔ہارون نے زچ کرتی مسکان سے کہا۔۔۔

کیا مطلب ہے اس بکواس کا۔۔۔۔زلے نے تنک کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔ہمم رات کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر آپ کو بیڈ پر لٹایا تھا بس تب سے ہی ہاتھ میں بہت درد ہے میں نے سوچا شاید وزن زیادہ اٹھا لیا تھا اسی لیے درد ہو۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے لاپرواہی سے اسے آگ لگائی۔۔۔۔

کیا مطلب تم نے مجھے چھوا تھا___

جواباً وہ صرف مسکرایا ہی تھا۔۔۔۔افففففف مر جاو تو میری جان چھوٹے تم سے۔۔۔۔زلیخہ غصے سے کہتی پیر پٹختی ہوئی اندر چلی گئی پیچھے وہ اپنے سلکی بال سنوارتا ہونٹوں پر سٹی کی دھن بجاتا تاریک گوشے سے باہر آیا۔۔۔۔۔۔۔جس تپانا تھا اسے تپا چکا تھا وہ۔۔۔۔اب وہ بہت ریلکس فیل کر رہا تھا

"""_____

*

زروہ بالکنی میں کھڑی شازل کو دادی بابا سے لاڈ پیار کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی ___ایک حسرت تھی جو اس کے دل میں بہت شدت سے اٹھتی تھی۔۔۔۔۔

اپنے گھر کی ایسے ہی سب سے لاڈ کرنے کی شرارتیں کرنے کی لیکن اسے تو بہت کم عمر میں ہی باور کروایا جا چکا تھا کہ یہ اس کا گھر نہیں یہاں اسے سنبھل کر رہنا ہو گا _____

وہ گہری سانس لیتے ہوئے ہوئے مسکرائی پھر چینج کرنے اندر چلی گ ۔ی_____

تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔فرزانہ نے اسے گاڑی کی چابی پکڑے دیکھ کر غصے سے استفسار کیا۔۔۔

آپی کا فون آیا تھا انہیں کوئی ضروری کام ہے شاید۔۔۔۔وہ آہستہ سے کہتی بابا سے اور نادیہ سے اجازت لیتی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔

لو بھلا نادیہ اسے کہا کرو کالے کپڑے مت پہنا کرے اس میں تو اور کالی لگتی ہے یہ۔۔۔۔فرزانہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔جبکہ اس کے ہاتھ گاڑی کھولتے ساکت ہوئے تھے۔۔۔

اماں پلیزز آپ ہر وقت بچی کے پیچھے مت پڑا کریں۔۔ادریس صاحب نے جھنجھلاتے ہوئے اماں کو ٹوکا۔۔۔۔۔۔

اونہہ __فرزانہ نے سر جھٹک کر چائے کا کپ اٹھایا__نادیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا جو گاڑی میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

میری غلطیوں کی سزا میری بچی بھگت رہی ہے۔۔۔۔۔۔نادیہ نے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے سوچا__وہ ایک گورے رنگ کی خوبصورت خاتون تھی جبکہ ذوالفقار کا سانولا رنگ تھا وہ اس شادی کے لیے بلکل بھی راضی نہیں تھی لیکن اس کے گھر والوں نے زبردستی کر دی تھی اس کی شادی ذوالفقار سے۔۔۔۔۔لیکن وہ زیادہ عرصہ نباہ نا کر سکی تھی__اب وہ صرف پچھتا ہی سکتی تھی۔۔۔۔۔

**

---

اذمار اپنے دوستوں کے ساتھ ریس لگا کر گھر رہا تھا جب اس کی نظر سڑک کے بیچو بیچ چلتی زروہ پر پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ بے وقوف اس وقت سنسان سڑک پر کیا کر رہی ہے ایڈیٹ۔۔۔۔وہ غصے سے بڑبراتا ہوا اس کے سامنے رکا تھا۔۔۔۔۔""

زروہ اسے سامنے دیکھ کر چونکی۔۔۔۔۔۔وہ تو گھر ہی جا رہی تھی لیکن گاڑی کے اچانک خراب ہونے پر وہ پریشانی سے پیدل ہی چل پڑی تھی فون بھی وہ گھر چھوڑ آئی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن اب اذمار کو سامنے دیکھ کر اسے کہی خوشی بھی ہوئی تھی ورنہ اندر سے تو وہ بہت ڈر گئی تھی سنسان سڑک سے۔۔۔۔۔۔

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے اسے اپنی پریشانی ہچکچاتے ہوئے بتائی۔۔۔۔

بیٹھو پیچھے۔۔۔

اذمار نے سپاٹ سے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔ذروہ جلدی سے بیٹھی کہ نخرے وہاں دیکھائے جاتے ہیں جہاں کوئی دیکھنے والا ہو اس کے تو آج تک کسی نے نخرے اور لاڈ نہیں اٹھائے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اس لیے وہ چپ کر کے بیٹھ گئی تھی اس نے بھی اس کے بیٹھنے ہر بائیک فل سپیڈ میں چھوڑی تھی ۔۔۔۔۔۔۔جس پر ذروہ نے بے ساختہ ہاتھ اس کے کمر کے گرد کسے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔جس پر اذمار نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا اور پھر یہی سے غلطی ہوئی آگے گڑھ تھا جس سے بائیک لہراتی ہوئی دور گھسٹتی گئی تھی وہ کنٹرول نہیں کر سکا تھا بائیک کو ____*

_____

حد ہو گئی ہے امی کو میری بیٹی کے لیے یہی لڑکا ملا ہے پورے خاندان میں ___،نادیہ نے تپ کر ادریس صاحب سے کہا جو خود سر تھامے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

نادیہ پلیزز تم پریشان مت ہو امی نے صرف بات کی ہے ہم کونسا ذروہ کا رشتہ کر دیں گئے وہاں۔۔۔۔ادریس صاحب نے نادیہ کو ریلکس کرنا چاہا۔۔۔۔

کیا آپ اپنی امی کو نہیں جانتے جو ایک بار بات منہ سے نکال دیں تو پھر اسے پورا کر کے ہی چھورتی ہیں ___لیکن آپ اپنی اماں کو سمجھا دیں میں ہر گز اپنی بیٹی کی شادی ایک شادی سے نہیں کروں گئی میری بیٹی جیسی کوئی ایک تو ہو آپ کے خاندان میں۔۔میری بیٹی تو لاکھوں میں ایک ہے ان شاءاللہ

اس کے لیے اللہ کوئی ایسا ہی سبب لگائے گا کہ آپ سب کی آنکھیں کھل جائیں گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے دل سے اپنی بیٹی کے لیے کہا۔۔۔۔۔۔۔جبکہ ادریس چپ اور پریشانی سے نادیہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔**

*

---

آہ آہ !!

ذروہ کی چیخ پورے ویرانے میں گونجی تھی __چوٹیں تو اذمار کو بھی آئیں تھیں لیکن اس کا یہ معمولی چوٹیں کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی وہ آئے دن ایسے چوٹیں کھاتا رہتا تھا کبھی ہاتھا پائی سے تو کبھی بائیک ریسنگ میں۔۔۔۔۔۔لیکن وہ نازک سی لڑکی تھی جس کا احساس تھا اسے۔۔۔

اس نے اذمار کی کمر کو کس کر پکڑا ہوا تھا تو گرتے ہوئے بھی اسے نہیں چھوڑا اسے ساتھ لیے ہی گری تھی جس سے وہ کمر کے بل اس پر گرا تھا جس پر وہ چیخ کر رہ گئ تھی کہ ایک تو زخم آئے تھے اور ایک تو وہ نواب بھی اس پر ہی گرے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اذمار جلدی سے سیدھا ہوا اور اسے دیکھا جس کے ماتھے پر رگڑیں لگی تھی اور بازو پر ہونٹوں کے قریب بھی ہلکا سا خون رس رہا تھا۔۔۔بروقت گرنے سے انہیں چوٹیں اتنی شدید نہیں آئیں تھیں۔

---

ذروہ اٹھو کچھ نہیں ہوا __اذمار نے بنا اپنی چوٹ کو دیکھے اس کے پاس آیا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا کیا۔۔۔۔جو اونچا اونچا رو رہی تھی۔۔۔۔۔

دیکھو چپ ہو جاو میں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں تمہیں ریلکس رہو۔۔۔۔۔۔اذمار نے اب کی دفعہ اسے جھنجھورتے ہوئے کہا۔۔۔وہ ایک دم چپ ہوئی اور اسے دیکھا جس کے چہرے کے اطراف

میں رگڑیں لگی ہوئی تھیں اور ٹانگ پر بھی ہلکا ہلکا سا خون لگا ہوا تھا شاید ٹانگ پر زخم لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔وہ مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے ہونٹ لٹکا کر اس سے اپنا درد بیان کیا۔

۔۔۔۔۔

میں ہوں نا لے چلتا ہوں تمہیں ڈاکٹر کے پاس۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اس کے بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر سر ہلایا ورنہ درد تو اسے کہنی پر بہت ہو رہا تھا اور چہرے پر بھی جلن کا بہت احساس تھا۔۔۔۔

اذمار ہونٹ بھینچ کر ٹانگ کو سمیٹ کر آہستہ سے اٹھا۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے بائیک کی طرف بڑھا جو پہلے تو چل رہی تھی لیکن اب خاموش سڑک ہر اوندی پر ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے مشکل سے جھک کر بائیک سیدھی کی۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ حیرانی سے اسے دیکھے جا رہی تھی جس کے ٹانک سے بلیڈینگ جاری تھی لیکن وہ پھر بھی کیسے چل رہا ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے درد کو ضبط کرتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔

بائیک تو سٹارٹ ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے تھی اوپر سے موسم بھی خراب ہونا شروع ہو چکا تھا۔ ۔۔۔۔۔۔اسے اپنی تو کوئی ٹینشن نہیں تھی وہ ذروہ کی وجہ سے فکر مند تھا کہ جلدی سے اس خطرناک روڈ سے نکلے لیکن بائیک اس کی اس کوشش کو ناکام بنا رہی تھی جو سٹارٹ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے زور سے بائیک کو غصے سے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا جس پر ذری نے نہایت چونک کر اسے دیکھا وہ اب اس کے قریب آرہا تھا لنگڑاتا ہوا۔۔۔۔

ذری نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا جو کمر پر ہاتھ ٹکائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔""

*

زینی بیٹا جاو بابا کے لیے چائے بنا لاو۔۔۔۔ارم نے لاونج میں بیٹھی زینش سے کہا۔۔۔۔

میں بنا لاتی ہوں۔۔۔۔زلے نے کافی کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زینش نے بھی التجائی نظروں سے ماں کو دیکھا کہ بنانے دیں آپی کو میں ڈرمہ دیکھ لوں۔۔۔۔

جس سے کہا ہے وہی بنائے__جاو زینی۔۔۔۔ارم اسے غصے سے گھورتی ہوئی روم میں چلی گئی

۔۔۔زلے نے سنجیدگی سے زینی کو دیکھا زینی نے شرمندگی سے نظریں جھکا کر کچن میں جانے ہی لگی

تھی جب اس نے روکا۔۔۔۔

بابا کے لیے چائے میں ہی بناوں گئی۔۔۔۔وہ غصے سے کہتی ہوئی کچن میں چلی آئی۔۔۔۔پیچھے زینش

نے کندھے اچکا کر اس کی پشت کو دیکھا اور پھر سے ڈرامے کی طرف متوجہ ہوئی____

زلے کچن میں چائے بنا رہی تھی جب ہارون کچن میں اینٹر ہوا۔۔۔۔

زلے ایک کپ کافی پلیز__ہارون کی طرف سے نہایت شرافت سے فرمائش آئی تھی۔۔۔۔

اوکے میں بھیجوا دیتی ہوں تمہارے روم میں۔۔۔۔زلے نے بھی شرافت اور معصومیت سے

کہا۔۔۔۔

جس پر ہارون نے داڑھی کھجاتے ہوئے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا____*

اوکے میں چاچو وغیرہ کے ساتھ باہر ہی بیٹھا ہوں__ہارون مونچوں کو انگلیوں سے سنوارتا ہوا باہر چلا

گیا۔۔۔۔وہ زلے کے سامنے جان بوجھ کر مونچھیں سنوارتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اسے اس کی

مونچھوں سے کتنی چڑ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

زہر لگتا ہے یہ مجھے اور اسکی مونچھیں __زلے نے شوگر کا ڈبا بند کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔""

وہ سب کے لیے چائے بنا کر لائی تھی سب کو دینے کے بعد وہ ہارون کے پاس آئی جو کسی فائیل کا بہت باریک بینی سے مطالعہ کر رہا تھا ___

تمہاری کافی !

زلے نے ٹرے اس کے سامنے کرتے ہوئے مصنوعی مسکان سے کہا۔۔۔۔

ہارون نے ٹرے کو دیکھا جس پر دو کپ رکھے تھے ایک چائے کا دوسرا کافی کا __ہارون طنزیہ مسکرایا۔۔۔

پھر ہلکی سی مسکان سے کافی کا کپ چھوڑے چائے کا کپ اٹھا لیا۔۔۔۔زلے نے حیرانی سے کافی کے کپ کو دیکھ کر اسے دیکھا جو سنجیدگی سے چائے کے کپ سے سپ لے چکا تھا۔۔۔

تم نے کافی کے لیے کہا تھا __یہ چائے میری تھی۔۔۔۔زلے نے صدمے سے چور لہجے میں کہا __*

سوری زلے تم کافی پی لو یونو سر میں بہت درد تھا میرے __ہارون نے دادی کو دیکھ کر نہایت معصوم سا منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ارے تو کوئی دوا لو نا بچے۔۔۔۔دادی نے فکر مندی سے اس کا ماتھا چھوتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اٹس اوکے دادی چائے پیتے ہی ٹھیک ہو جاوں گا __ہارون نے بہت ہی معصومانہ انداز میں کہا تھا ____جبکہ زلے کا تو دل کر رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ دے جھوٹوں کے سردار کا ___ہارون نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جس کے چہرے پر غصے والے شدید تاثرات سجے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

زلے تم کافی پی لو اور پلیززز مجھے دل میں گالیاں مت نکالنا کہ میں نے تمہاری چائے پی لی ہے_____ہارون نے چائے کا سپ لیتے ہوئے پھر سے معصومانہ انداز نداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے وہ کیوں تمہیں گالیاں نکالے گئی اتنا چھوٹا دل نہیں ہے میری بچی کا اِدھر آو اور کافی لو بچے ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گئی۔۔۔۔۔

دادی نے اسے اپنے ایک طرف بٹھاتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔۔۔۔

زلے دادی کہہ رہیں کہ کافی پی لو اور اگر تم نے نا پی تو میں ہرٹ ہو گا کہ شاید تم نے غصے کی وجہ سے نہیں پی۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے سنجیدگی سے کہا جس کے چہرے پر بارہ بج چکے تھے

پی لو بیٹا !

ذوالفقار صاحب نے چائے پیتے ہوئے بیٹی سے کہا جو ستواں ناک سکوڑے بہت بے بسی سے کافی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اتنے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے نا چاہتے ہوئے بھی کافی کا گھونٹ لیا تھا۔۔۔۔جس سے اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔کافی میں وافر مقدار میں سرخ مرچ جو ملائی تھی میڈیم نے لیکن ہارون کو بے وقوف بنانا آسان نہیں تھا وہ ایک نمبر کا ہوشیار تھا تو بھلا کیسے نا زلے کی حرکت کو سمجھ پاتا۔۔۔۔

کیا ہوا زلے کافی اچھی نہیں بنی۔۔۔۔۔۔نہایت معصومیت سے پوچھا تھا ڈاکٹر صاحب نے۔۔۔۔۔۔جس پر وہ بنا کچھ کہے کچن کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔۔پیچھے وہ تاسف سے سر جھٹکتا ہوا چائے کے سپ لینے لگا۔۔۔۔۔۔۔""

*

اٹھو ہمیں جلدی سے یہاں سے نکلنا ہو گا ___ اذمار نے ارد گرد دیکھتے ہوئے اعجلت سے اس سے کہا

------

زری نے بے بسی سے اپنی پنڈلی کو دیکھا جہاں پر شاید چوٹ آئی تھی __ اٹھو ہمارا یہاں ٹھہرنا زیادہ دیر تک صحیح نہیں ہے اس روڈ پر بہت سی قتل و چوری کی واردات ہو چکی ہیں اور میں اس کنڈیشن میں نہیں ہوں کہ کسی سے لڑ سکوں۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اپنے محصوس روڈ لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر وہ ڈرتی ہوئی کھڑی ہوئی لیکن وہ چل نہیں سکتی تھی یہ اسکی کنڈیشن بتا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

چلو اذمار کہتا لنگڑا کر آگے بڑھا۔۔۔لیکن اسے اپنی جگہ جمے دیکھ کر غصے سے پلٹا۔۔۔۔

تم اونچا سنتی ہو۔۔۔ایک تو یہ سب کچھ جو ہوا ہے وہ تمہاری وجہ سے ہوا ہے اوپر سے نخرے دیکھا رہی ہو حد ہے۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے کافی غصے سے کہا۔۔۔۔۔

مجھ سے چلا نہیں جا رہا ___ زری نے ہچکی سے روتے ہوئے اپنی بات کمپلیٹ کی تھی۔۔۔

وہ ابھی کچھ کہنے والا ہی تھا __ جب دو گاڑیاں زن سے ان کے پاس آ کر روکی تھیں۔۔۔۔۔

جس میں سے اسلحہ لیے بہت سے بھاری جسمات کے آدمی نکلے۔۔۔۔۔وہ پانچ لوگ تھے اور حلیے سے وہ کوئی پٹھان لگ رہے تھے ____

اذمار نے پریشانی سے زری کو دیکھا جس نے ڈر کے مارے اس کا بازو دبوچا ہوا تھا۔۔۔۔

کون ہو تم اور رات کے اس وقت یہاں ہمارے علاقے میں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔

ان میں سے لمبی جسامت والے انسان نے کافی رعب سے پوچھا۔۔۔۔

ہمارا چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے خان صاحب __ اذمار نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا وہ پہلے بھی اسی روڈ سے اس انسان کو دو تین بار گزرتے دیکھ چکا تھا

تمہارے ساتھ لڑکی ہے تمہیں احتیاط کرنی چاہئے تھی بابا یہاں پر بہت بری بری واردات ہوں چکی ہیں جن میں زیادتی اور گواہ بھی شامل ہے۔۔۔۔۔۔

اس آدمی نے اپنی مونچھیں مڑورتے ہوئے انہیں باور کروایا۔۔۔

ہم بس نکل ہی رہے ہیں چلو زروہ۔۔۔۔وہ کہہ کر اس کی طرف پلٹا جو اس کے کندھے کو دونوں ہاتھوں سے دبوچے لرزتی کھڑی تھی اسے ایک تو درد بہت ہو رہا تھا پنڈلی پر اوپر سے ان آدمی سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔۔

تم لوگ ہمارے ساتھ چل رہے ہو بیٹھو گاڑی میں یہاں سے تم لوگوں کو کوئی کنوینس نہیں ملے گئ ۔۔۔۔اسی آدمی نے کہا جس کا نام لالا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں جو ابھی چلے ہی تھے اس کی آواز پر ساکت ہوئے اذمار کی چھٹی حس اسے کسی خطرے کا لارم دے رہی تھی۔۔۔

نہیں ہم چلے جاتے ہیں میں نے اپنے دوست کو فون کر دیا ہے وہ آتا ہی ہو گا۔۔۔۔۔۔۔اذمار سنجیدگی سے کہتا ہوا زری کا ہاتھ پکڑ آگے بڑھا جب انہیں رکنا پڑا کیونکہ وہ بندوقوں کا رح دونوں کی طرف کر چکے تھے۔۔۔۔

خادم انہیں گاڑی میں بٹھاو __ ایک تو پرائی لڑکی کے ساتھ اس وقت عیاشیاں کرتے ہوئے پکڑے گئے ہو اوپر سے رعب بھی دیکھاتے ہو __ تم جانتے نہیں ہو لالا کی دہشت کو آرام سے گاڑی میں

بیٹھو ورنہ گولیاں کھا کر بیٹھو گئے بابا۔۔۔۔۔لالا نے دونوں کو گھور کر کہا اور مغرور چال چلتا ہوا گاڑی میں بیٹھا_____"

اذمار کا دل تو کر رہا تھا کہ سر پھار دے اس گھٹیا انسان کا جو بلاوجہ ان کے پیچھے پر چکا تھا لیکن وہ کچھ کرنے کی پوزیشن

میں نہیں تھا اس لیے صرف ضبط کرتا زری کا ہاتھ پکڑتا گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں گاڑیاں تیز رفتاری سے آگے بڑھیں۔۔۔۔

یہ کوگ ہمیں کہاں لے کر جارہے ہیں۔۔۔۔زری نے اس کے کان کے پاس ہونٹ کرتے ہوئے پوچھا"

پتا نہیں تم پریشان مت ہو دیکھ لوں گا میں ان سالوں کو____

اذمار نے غصے سے کہا وہ پریشان تھا تو صرف زروہ کی وجہ سے اپنی اسے کوئی ٹینشن نہیں تھی_____**

**_____

میں چاہتی ہوں اب ہارون اور زلیخہ کی رخصتی کردی جائے آخر کو دوسال ہو گئے ہیں نکاح کو ____دادی نے تینوں بیٹوں سے بات شروع کی۔۔۔۔۔

ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا اماں جو آپ کو ٹھیک لگتا ہے وہ کریں۔۔۔۔احمد صاحب نے اماں کو دیکھتے ہوئے اختترام سے کہا___

خوش رہو میرے بچوں۔۔۔۔اماں نے خوشی سے نہال ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

میں سوچ رہی تھی کیوں نا زینی اور اذمار کی بھی بات پکی کر دیں یا پھر نکاح کر دیں۔۔۔۔۔دادی نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے ان سے رائے لی۔۔۔۔

اماں کیا وہ مان جائے گا ___عدیل صاحب نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔۔۔

ارے کیوں نہیں مانے گا __یہ بات تو اسے ماننا ہی پڑے گئی۔۔دادی نے اٹل لہجے میں کہہ کر سب کے اعتراض بند کر دیئے ___دروازے میں کھڑی زینی کے چہرے پر یہ بات مسکراہٹ کے پھول کھلا گئی تھی۔۔۔۔وہ شرماتے ہوئے بھاگ گئی تھی اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی دادی کی بات سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا اذمار بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔""

**_____

کون ہو تم لوگ اور ہمیں یہاں کیوں لائے ہو ___اذمار نے ان سب کو گھور کر پوچھا جو ان دونوں کو سرخ اینٹوں والی چھوٹی سی حویلی میں لے کر آئے تھے ____یہاں ایک آدمی بڑی سی کرسی پر بیٹھا تھا جو ان کا سردار لگتا تھا۔۔۔۔

زری اس کے کندھے میں منہ دیئے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا لگتی ہے یہ تیری __اس آدمی نے ماچس کی تیلی سے دانت صاف کرتے ہوئے بے تاثر لہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

کیوں بتاو میں تمہیں ہو کون تم ہاں __اذمار نے تیش سے کہا __اوئے منہ بند رکھا جو پوچھا جائے اس کا جواب دو ورنہ یہی قبر بنا دیں گئے تیری۔۔۔۔۔لالا نے غصے سے اس کا گلہ دبوچتے ہوئے کہا_

___

اذمار کو زخمی سمجھ کر کمزور مت سمجھو اذمار کسی سے نہیں ڈرتا تم جیسے لوگوں سے تو بلکل بھی نہیں جو بندوقوں کے سر پر شیر بنے کھڑے ہیں۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے سے کہا۔

۔۔۔۔۔۔

زری نے چونک کر اسے دیکھا جس کے خوبصورت نقوش غصے سے تنے ہوئے تھے وہ ہر روپ میں انتہا کا پیارا لگتا تھا ابھی بھی انہیں گھورتا وہ کہی سے بھی کمزور نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔

بات یہ ہے کہ تم جا سکتے ہو لیکن اکیلے لڑکی تمہارے ساتھ نہیں جائے گئی جو لڑکی ہمارے قبضے میں آجائے پھر وہ یہاں سے کسی صورت نہیں جا سکتی _____ سردار نے کمینگی سے کہا۔۔۔۔۔۔

جس پر اذمار کے نقوش سے اتنا غصہ جھلکا تھا کہ دور کھڑا سردار بھی چونک گیا تھا اس چھوٹے سے لڑکے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

زروہ نے نفرت سے سردار کو دیکھ کر اذمار کو دیکھا اور چونک گئی تھی جس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

اچھا اگر میں کہوں کے مجھے تمہاری بیوی پسند آگئی ہے اور مجھے وہ چاہیئے ایک رات کے لیے تو ؟

اذمار کی سرد بات پر سب ساکت ہوئے تھے اپنی جگہ پر۔۔۔جس کی آنکھوں میں سرد پن اتر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

تیری یہ ہمت لالا نے پسٹل کے ٹریگر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا زری کی چیخ نکل گئی تھی گولی کی آواز پر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

** _____

زری کب سے گھر سے غائب ہے اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔۔۔۔ذوالفقار نے غصے پر کنٹرول کرتے ہوئے نادیہ سے پوچھا جو بہت پریشان تھی وہ ریلکس تھی کہ زروہ اذمار ہاوس ہو گئی لیکن اب ذوالفقار کہہ رہا تھا زری وہاں نہیں ہے ان کے پیروں سے خقیقت میں زمین سر کی تھی۔۔۔۔۔۔

میں سمجھی وہ ادھر ہو گئی۔۔۔نادیہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

نہیں ہے وہ یہاں کرتا ہوں میں کچھ _____ ذوالفقار نے کہہ کر غصے سے فون بند کیا۔۔۔۔۔۔۔

کہاں گئی ہو گئی میری بچی ذوالفقار نے پریشانی سے سوچا پھر تیزی سے ہارون کی طرف آئے

۔۔۔۔۔۔ہارون بیٹا زرا باہر آنا تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

ذوالفقار نے اسے لاونج میں کوئی ڈوکومینٹری فلم دیکھتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

چاچو خیریت ہے نا۔۔۔ہارون نے انہیں پریشان دیکھ کر فکرمندی سے پوچھا۔۔۔۔

بیٹا کچھ ٹھیک نہیں وہ عورت میری بچی کی حفاظت نہیں کر سکی زری 4 بجے کی گھر سے نکلی ہوئی ہے اور ابھی تک گھر نہیں پہنچی زلے سے میں نے باتوں باتوں میں پوچھا ہے اس نے کہا اس تو زری نے آج فون تک نہیں کیا۔۔۔۔ذوالفقار نے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے نہایت پریشانی سے کہا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""

آپ نے زلیخہ کو بتایا۔۔۔۔ہارون نے ہونٹ بھینچ کر ان سے پوچھا۔۔۔

نہیں بیٹا میں اسے پریشان نہیں کر سکتا تھا۔۔۔انہوں نے سرخ آنکھوں سے اسے جواب دیا۔۔

چاچو آپ پریشان نا ہوں میں اپنے دوست احمر سے کہتا ہوں وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔۔۔وہ ضرور ہماری مدد کرئے گا آپ کسی کو کچھ مت بتایئے گا ہو سکتا ہے وہ اپنی کسی گرینڈ کی طرف ہو آپ پریشان نا ہوں۔۔۔۔۔

میں نکلتا ہوں پہلے چینج کر لوں۔۔۔آپ آرام کریں۔۔۔۔ہارون عجلت سے کہتا اندر تیز قدموں سے بھاگا۔۔۔۔۔۔۔

افففف دیکھ کر نہیں چل سکتے میری ناک توڑ دی۔۔۔۔

زلے نے ناک پر ہاتھ رکھ کر اسے غصے سے ڈانٹا۔۔۔۔

ٹوٹ ہی جاتی تو اچھا تھا۔۔۔۔وہ کہتا ہوا اوپر روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔

زلے نے کھلے منہ سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔ایڈیٹ انسان زہر لگتا ہے یہ مجھے اسے ہمارے گھر میں ہی پیدا ہونا تھا بڑی مونچھوں والا نکما انسان۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے ناک مسلتی غصے سے کہتی ہوئی اوپر کمرے کی طرف بڑھی ____

** _____

زینی مسکراتے ہوئے صرف اذمار کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔افففف اللہ اذمار سچ میں میرا ہو جاۓ گا وہ ناک چڑا میرا ہوجائے گا ہائے میں کیا کروں کیسے کنٹرول کروں میں اپنی خوشی کو ۔۔۔۔۔۔زینش نے پلو دور پھینکتے ہوئے خوشی سے اونچا بڑبرائی۔۔۔۔۔اذمارررررر۔۔۔۔۔

اس کا نام لے کر وہ خوشی سے بیڈ پر اچھلی تھی ____"

** _____

سردار نے سرعت سے لالا کا ہاتھ اوپر کیا تھا جس سے بندوق کا رخ آسمان کی طرف ہو گیا اور ٹھاہ سے فائر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

زری کے چیخ بے ساختہ تھی جبکہ اذمار طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتا زروہ کو اپنے مظبوط حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

ہوش سے کام لو لالا۔۔کیا میں نے تمہیں کہا تھا فائر کرنے کو۔۔۔۔۔۔سردار نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا___

جبکہ لالا نے غصے سے سر جھٹکا۔۔۔۔۔

کیا ثبوت ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے یہ جھوٹ بھی تو ہو سکتا ہے تم دونوں تو کہی سے بھی میاں بیوی نہیں لگتے۔۔۔۔۔۔سردار نے ہلکی طنزیہ مسکان سے دونوں کو باور کروایا۔۔۔

میں ثبوت دینا ضروری نہیں سمجھتا اور ویسے بھی مجھے پتا ہوتا کہ راستے میں ہمیں سے غنڈے تکڑ جائیں گئے اور وہ نکاح نامہ مانگے گئے تو لے آتا ساتھ ___اذمار نے سنجیدگی سے انہیں جواب دے کر زری کو دیکھا جو حیرت سے سارا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی ___

اذمار کی بلیو آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔۔۔۔

سردار آپ کیوں اس کی باتیں سن رہے ہیں۔۔۔لڑکی چھینے اور نکالے اسے یہاں سے ورنہ یہ مرے گا میرے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔۔لالا نے غصے سے کہا۔۔۔۔

بکواس بند رکھو تم جانتے ہو مجھے بیاہی عورتیں پسند نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔سردار نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جبکہ اب اذمار کی بلیو آنکھوں میں مسکراہٹ کا تاثر تھا۔۔۔۔۔

سردار یہ جھوٹ بول رہا ہے آپ کو کہاں سے یہ شادی لگتے ہیں ابھی نہایت کم عمر ہیں یہ دونوں۔۔۔لالا نے زچ ہوتے ہوئے سردار کو سمجھایا۔۔۔۔وہ یہ لڑکی کسی صورت ہاتھوں سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا ورنہ پھر اسے سردار کے لیے کوئی اور شکار تلاش کرنا پڑھتا۔۔۔۔۔۔۔

اب کی دفع سردار مسکرایا۔۔۔۔اگر تم دونوں شادی شدہ ہو تو پھر سے نکاح کرو میرے سامنے تاکہ مجھے یقین آجائے ___سردار نے داڑھی کھجاتے ہوئے کمینگی سے زری کو دیکھتے ہوئے

کہا۔۔۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا اگر وہ دونوں جھوٹ بول رہے ہیں تو کبھی بھی نکاح نہیں کریں گئے ____جس پر دونوں کے چہروں پر تاریک سایہ لہرایا تھا۔۔۔

کیا ہوا لڑکے نکل گئی ہوا ساری ___لالا نے قہقہ لگاتے ہوئے طنزیہ مسکان سے پوچھا___

اذمار مسکرایا تم لوگوں کو کیا لگتا ہے میں تمہارے کہنے پر نکاح کر لوں گا میں __اذمار نے روڈ لہجے میں کہہ کر زروہ کو دیکھا جس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیر رہے تھے۔۔۔ایک فیصلہ لے لیا تھا اس نے وہ کبھی تیار نا ہوتا لیکن اس کے آنسو یہ کام کر گئے تھے

ٹھیک ہے منظور ہے مجھے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بعد تم لوگ ہمیں شرافت سے یہاں سے جانے دو گئے میری بیوی کی طبیعت نہیں ٹھیک۔۔۔۔۔۔اذمار کی اٹل آواز ان سب کو چونکا گئی تھی وہ تو سمجھے تھے وہ انکار کر دے گا اس نکاح سے لیکن وہ ابھی اذمار کو نہیں جانتے تھے جو ایک بار فیصلہ کر لیتا تھا تو پھر کون تھا جو اسے فیصلہ سے ہٹا سکے۔۔۔۔

سردار اور لالا سمیت سب حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

سردار آئی ایم ویٹنگ بلا لیں اب مولوی کو۔۔۔۔۔اذمار کی سپاٹ آواز پر سردار نے لالا کو آنکھوں سے اشارہ کیا مولوی کو بلانے کا۔۔۔۔۔

ی ی یہ تم کیا کہہ رہے ہو تم پاگل ہو گئے ___زری نے اسے دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا___

جس پر اسکی آنکھوں میں سرد پن اترا تھا یہ جو کچھ میں کر رہا ہوں نا تو یہ سب کچھ تمہارے لیے ہی کر رہا ہوں میڈیم اس لیے چپ رہیں تو بہتر ہو گا ہم دونوں کے لیے۔۔۔۔۔اذمار کے سرد سی آواز پر وہ ڈر سی گئی تھی وہ ابھی بھی اس کے مضبوط حسار میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

پھر کیا تھا ___ مولوی نے دونوں کو ایک مضبوط بندھن میں باندھ دیا تھا۔۔۔۔وہ دونوں حیرت زدہ سے تھے کچھ ہی دیر میں کیا سے کیا ہو گیا تھا جس پر زری کی آنکھیں تو برس رہی تھیں جبکہ اذمار سپاٹ سے تاثرات سے سے سردار اور لالا کو دیکھ رہا تھا جن کے چہرے اسے مسکرانے پر مجبور کر چکے تھے۔۔۔۔

میں چاہتا تو ایک منٹ لگاتا تمہیں اس دنیا سے اٹھانے میں ___ لیکن تم مجھے پسند آگئے تھے تم میں ایک نڈر پن جھلکتا ہے جو مجھے بہت پسند آیا ہے۔۔۔اس لیے تم دونوں یہاں سے جاسکتے ہو ہاں پولیس ہماری اپنی ہے اگر لے آنا چاہو تو شوق سے لے آنا۔۔۔سردار نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

چلو زروہ ___ اذمار سنجیدگی سے کہتا اس کی کلائی پکڑے پلٹا تھا۔۔۔

اگر تم چاہو تو ہمارے آدمی تمہیں چھوڑ آئیں گئے ینگ مین ___ سردار نے خلوص سے اسے آفر دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اذمار مسکرا کر پلٹا۔۔۔پھر زری کی کلائی چھوڑے سردار کے پاس آیا۔۔۔۔آپ کو ایک راز کی بات بتاوں میرا نکاح ابھی ہی ہوا ہے سمجھ تو گئے ہو گے ___ اذمار طنزیہ مسکان سے کہہ کر جھکا ٹیبل پر سے پسٹل اٹھاتا سب کے حیرت سے کھلے منہ دیکھتا ہوا مغرور چال چلتا زری کے پاس آیا جو تکلیف سے ہونٹ بھینچے کھڑی تھی۔۔۔۔اذمار نے پسٹل کو پاکٹ میں گھسایا اور دوسرے ہی پل زری اسکی بازوں میں تھی وہ لنگڑا کر چلتا دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا۔۔۔

جب لالا نے پسٹل کا رح اس کی طرف کیا تھا۔۔۔

اونہہ جانے دو دونوں کو یہ میرا فیصلہ ہے ___ سردار نے لالا سے غصے سے کیا۔۔۔۔"

لالا اس نے ہم سے جھوٹ بولا ہے۔۔۔۔لالا نے غصے سے کہا۔۔۔۔

معاف کیا اسے میں نے مجھے یہ لڑکا اپنا عکس لگتا ہے۔۔۔۔۔سردار نے اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔جس پر لالا تاسف سے سر جھٹکتا رہ گیا۔۔۔۔""

*_____

اذمار نے لرزتی ہوئی زروہ کو روڈ پر آہستہ سے کھڑا کیا۔۔۔جو منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکی روک رہی تھی __ اذمار نے سنجیدگی سے اسے دیکھ کر پاکٹ سے سیل فون نکالا۔۔۔۔اذمار سپیکنگ۔۔۔۔میں چمن روڈ پر ہوں جلدی سے آجا دس منٹ میں۔۔۔۔اذمار نے حسیب سے کہہ کر فون رکھا اور اسے دیکھا جو ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی تھی وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی بارش کی اچانک تیز بوچھار سے بھیگ تو وہ بھی گیا تھا لیکن وہ ایک مظبوط جسامت کا تھا جس پر سردیوں کی تیز بارش کا کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا لیکن وہ ایک کمزور سی لڑکی تھی جو ہلکا ہلکا کانپتی اسے چونکا گئی تھی_____**

تم ٹھیک ہو !!

اذمار نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔وہ بس یہی کہہ سکی تھی وہ کیسے اسے بتاتی کہ چوٹ سے زیادہ درد تو اسے یہ تھا کہ جب سب کو پتا لگے تو وہ کیسے سب کو فیس کر گئی _____*

حسیب آرہا ہے یہاں سے ہم سیدھے ڈاکٹر کے پاس ہی جائیں گئے۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اس کا عام نقوش سے سجا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔جس کی ناک میں سجی لونگ اس کا سارا ہار سنگار تھی جو اس کے چہرے کو عجیب سے روشنی بخشتی تھی۔۔۔۔۔۔۔"زری خاموش ہی رہی وہ نظریں جھکائے رو رہی تھی جس کا اندازا اذمار کو تھا۔۔۔۔

تب ہی گاڑی کی پیڈ لائٹس چمکی تھی وہ ہارون کی گاڑی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔۔

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو __ہارون نے حیران ہوتے ہوئے دونوں سے پوچھا۔۔۔

بس بھائی ذروہ کی گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔۔میں اسے گھر ہی لے کر آرہا تھا لیکن پھر ہمارا چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے میں نے حسیب کو کال کر دی تھی ابھی آتا ہی ہو گا۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اسے آدھی ادھوری بات بتائی __جس پر زری نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔جو یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے آدھی چھپائی ہوئی بات کا کیا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اگر جانتا تو بتا دیتا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔افففف تم دونوں کو تو بہت چوٹیں آئی ہیں۔۔۔ہارون نے تاسف سے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

میں پہلے چاچو کو فون کردو وہ بہت پریشان ہیں اور میں نے تو احمر سے بھی کہہ دیا ہے۔۔۔۔

ہارون نے کہہ کر پہلے چاچو کو فون کیا پھر احمر کو کیا۔۔۔۔۔

آو زری میں تمہیں گاڑی میں بٹھاوں۔۔۔ہارون نے اسے کندھوں سے تھام کر اٹھایا جب سرعت سے وہ دونوں تک آیا تھا۔۔۔بھائی آپ گاڑی سٹارٹ کریں میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

ہارون مسکرایا میں لے چلتا ہوں۔۔ہارون نے کہہ کر اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور گاڑی کے پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔۔۔۔۔

اذمار نے سنجیدگی سے آنکھیں سکیڑ کر دونوں کو دیکھا۔۔۔

پھر ہونٹ بھینچ کر گاڑی تک آیا اور آگے بیٹھتا دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔

آہستہ یار توڑو گئے کیا۔۔۔۔ہارون نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جواباً اسے نے سیل فون نکال کر حسیب کو میسج کرنے لگا کہ مت آنا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اس ستمگر کی پشت کو دیکھا جس کی خوبصورتی کی مثالیں سب دیتے تھے جہاں جاتا تھا سب کو چونکا دیتا تھا اور وہ کیا تھی ایک عام سی شکل کی جسے سب نے عام سی کہہ کر سب خاندان کے لڑکوں نے ٹھکڑا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ایسی بہت سی زہریلی سوچیں تھیں جو اسے گھیرے ہوئے تھی

۔۔۔۔۔جبکہ اذمار آنکھوں موندیں لیٹا تھا۔۔۔"

_____"

جب وہ دونوں گھر آئے تو سب بے چینی سے لاونج میں ان کا ویٹ کر رہے تھے۔۔۔نادیہ کو بتا دیا تھا ذوالفقار صاحب نے کہ وہ گھر پہنچ گئی ہے۔۔۔۔۔۔*

میں نے تم جیسا لاپروہ انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا خود تو روز کہی نا کہی چوٹ لگا کر آتے ہو آج بچی کو بھی لگوا لائے۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے اسے ڈانٹا جو لاپرواہ انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔جیسے وہ کسے اور کو ڈانٹ رہے ہوں۔۔۔۔۔زری زلے سے پٹی کرواتی اسے دیکھ رہی تھی جس کی وائٹ پینٹ پر خون جم چکا تھا۔۔۔

چاچو پلیززززز اس نے کوئی جان بوجھ کر ایکسیڈینٹ نہیں کرا۔۔آو اذمار تمہاری پٹی کردوں ___ہارون نے اسے پکڑ کہا جو درشتگی سے اپنا بازو چھڑاتا روم میں جا چکا تھا۔۔۔۔۔

عدیل آپ بھی حد کر دیتے ہیں بچہ زخمی ہے لیکن آپ کو کوئی پرواہ نہیں ___ مبین تاسف سے کہتی اسکے پیچھے لپکی۔۔۔۔ہارون بھی اذمار کے پیچھے گیا تھا اسے کی پٹی کرنے۔۔۔۔۔۔۔۔ذوالفقار نے

بھی سر جھٹک کر زری کو دیکھا جس کا سانولا چہرہ کملا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔زلے زری کو دودھ میں ہلدی ملا کر دو اور پین کلرز یاد سے دینا اسے۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے زری کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے زلے کو تاکید کی جو پریشانی سے زری کو دیکھ رہی تھی بابا کی بات پر سر ہلا کر وہ اٹھی تھی "

اٹھو میرے روم میں چلو آرام کرو بخار ہو رہا ہے تمہیں۔۔۔۔زلے نے فکرمندی سے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"""

زلے نے اسے ہلدی ملا دودھ پلا کر سوا چکی تھی۔۔۔۔پھر چینج کر کے لیٹی اور زری کو دیکھنے لگی وہ اسکی بہن تھی اسے سب سے زیادہ عزیز تھی۔۔لیکن وہ اس سے ہمیشہ روڈ ہو جاتی تھی۔۔۔۔

*

---

ارے تمہاری بیٹی بھی عجیب ہے جب دیکھو کہی بھی منہ اٹھا کر چلی جاتی ہے واوا بھئی واوا۔۔۔۔۔۔۔فرزانہ بیگم نے منہ بناتے ہوئے نادیہ پر طنز کیا۔۔۔۔

وہ گھر اس کے باپ کا ہے اماں جی۔۔۔۔نادیہ نے بھی دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔۔

اونہہ !ہاں وہ باپ جس نے اپنے گلے سے اتار کر میرے بیٹے کے متھے مار دی۔۔۔۔اماں نے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے طنز کیا۔۔۔

اس کا باپ ہر مہینے لاکھوں روپے اس کے اکاونٹ میں جمع کرواتا ہے اماں اسے کسی کے پیسوں کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔نادیہ نے سبزی کے ٹوکری اٹھاتے ہوئے غصے سے انہیں باور کروایا۔۔۔۔۔۔"""

ہاں جو بھی ہو لیکن میں نے اب جواب دے دیا ہے منصور کے گھر والوں کو اور دنیا جانتی ہے فرزانہ اپنی بات سے پلٹتی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرزانہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جبکہ نادیہ نے صدمے سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

اماں آپ نے کس کی اجازت سے انہیں زبان دی تھی اس کا باپ ابھی زندہ ہے۔۔۔۔۔نادیہ نے صدمے سے ان سے کہا۔۔۔

جو بھی ہو اسکی شادی منصور سے ہی ہو گئی بتا رہی ہوں میں اور منصور کو بھی پسند ہے وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔اماں نے پان منہ میں ڈالتے ہوئے اس کے سر پر بمب پھوڑا۔۔۔۔۔

کیاااا سب جانتے تھے منصور کس قماش کا آدمی تھا۔۔۔۔۔نادیہ سے تو بات ہی نا ہو پائی منصور وہ جو سمگلنگ کا کام کرتا تھا اور شادی شدہ تھا لیکن بیوی دو سال پہلے فوت ہو گئی تھی فرزانہ کی بہن کا بیٹا تھا جو زری سے گیارہ بارہ سال تو بڑا تھا ہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*****

*

---

آپی میں اب ٹھیک ہوں گھر چلی جاتی ہوں امی پریشان ہو رہی ہوں گی ____ زروہ نے دودھ کا گلاس خالی کرتے ہوئے زلے سے کہا جو ہسپٹل جانے کے لیے بلکل تیار کھڑی تھی ____

کل چلی جانا آج یہی رہو۔۔۔۔زلے نے اس کا ماتھا چھوتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔۔

پر آپی !!

کوئی بات نہیں سنوں گئی میں آج تو تم یہی رہو گئی۔۔۔۔۔۔زلے نے بیگ اٹھاتے ہوئے قطعیت سے کہا۔۔۔۔۔۔زلے کے جانے کے بعد وہ بیزار سی بیٹھی تھی۔۔۔۔پھر اٹھ کر باہر آئی۔۔۔۔۔۔سارا لاونج خالی تھا۔۔۔۔وہ لنگڑا کر چلتی ہوئی باہر آ گئی سوئمنگ کا نیلا پانی اسے بہت بھایا تھا۔۔۔۔۔۔

لگتا ہے سب اپنے اپنے کام پر چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔زروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سوئمنگ پول کے بلکل قریب کھڑی آنے والے حالات کے بارے میں سوچتی پریشانی سی لب بھینچے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔اس کی تیز آواز پر وہ پھسل کر سوئمنگ پول کے شفاف پانی میں گری تھی !!

آہہہہہ زروہ چیختی ہوِئی ہاتھ پیر مار رہی تھی۔۔۔۔۔۔

او شٹ !!

اذمار شرٹ اتار کر پھینکتا ہوا پانی میں کودا تھا ___*

ایڈیٹ۔۔۔۔۔اذمار نے کھینچ کر اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا جس نے اس کو اپنی کمزور بانہوں میں بھر کر خود کو سنبھالا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کودی جب تیرنا نہیں آتا تھا تو۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے سینے میں سر رکھے کانپتی ہوئی پانی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔

زینی کی آواز پر اذمار نے اسے خود سے الگ کیا جو اس سے لپٹی ہوئی تھی زینش کی آواز پر سرعت سے اس سے الگ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔**

*

---

زینی الجھے ہوئے تاثرات سے دونوں کو دیکھ رہی تھی جو دونوں بھیگے ہوئے اور ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے ___

زروہ پانی میں گر گئی تھی۔۔۔اس نے زروہ کے شرمندگی سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر سنجیدگی سے زینی کو بتایا___یہ سب بھی اس نے زروہ کے لیے ہی کہا تھا ورنہ وہ اپنی صفائی کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔۔وہ شرٹ پکڑتا ہوا اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

زینش نے اسے دیکھا جو گیلے کپڑوں پر گیلا ڈوپٹہ اوڑتی بنا اسے دیکھے اندر چلی گئی تھی۔۔۔زینش نے سپاٹ تاثرات سے زری کے بھیگے سراپے کو دیکھا اسے کہاں برداشت تھا کہ کوئی اذمار کو نظر بھر کر بھی دیکھے اور زری تو پھر اسے کے حصار میں تھی اپنے بھیگے ہوئے سراپے کے ساتھ___زینش نے گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کیا اور پھر اندر آئی وہ آج کالج نہیں گئی تھی۔۔۔۔۔اس لیے اس وقت گھر پر نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔"""

*

زلے سخت تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی جو ڈاکٹر رابیل سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا___ وہ پنسل منہ میں ڈالے گلاس وال سے دونوں کو کھکھلاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

میری بلا سے جس سے مرضی باتیں کرئے___لیکن اب اسے چونکنا پڑا تھا جب ہارون نے جھک کر رابیل کے کان میں کچھ کہا تھا جس سے رابیل بے ساختہ ہنسی تھی___

یہ ہسپٹل ہے ک۔۔۔۔زلے نے دونوں کے سامنے آتے ہوئے مصنوعی مسکان سے دونوں کو یاد دلایا۔۔۔جس پر دونوں نے سامنے دیکھا جہاں وہ محصوص وائٹ کوٹ پہنے ہاتھ سینے ہر باندھے دونوں کو مصنوعی مسکان سے دیکھتی انہیں یاد دلا رہی تھی___

آئی نو ڈاکٹر زلیخہ۔۔۔۔رابیل آپ پشنٹ نمبر تیس کو دیکھ لیں یہ رہی اس کی فائل۔۔۔۔۔ہارون نے زلے سے مخاطب ہو کر رابیل سے کہا جو فائل پکڑ کر سر ہلاتی ہوئی چلی گئی بنا زلے کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔""

جی تو ڈاکٹر زلیخہ کچھ کہہ رہی تھیں آپ۔۔۔۔۔ہارون نے کورٹ بازو پر ڈال کر زلے سے پوچھا جو ناک چڑھائے اسے سخت غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ فلرٹ وغیرہ نا میرے ہسپٹل سے باہر جا کر کیا کرو یہاں کا ماحول مت خراب کرو۔۔۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے اس سے کہا جس کے خوبصورت ہونٹوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ چمکی تھی

۔۔۔۔۔۔

زلے یہ ہسپٹل میرا اور چاچو کا ہے آپ سے کس نے کہا یہ آپ کا ہے۔۔۔۔۔لیکن اگر آپ میری بیوی کی خیثیت سے کہہ رہیں ہیں تو ٹھیک ہے پھر آپ کا کہنا بنتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس بار کافی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

جس پر زلے نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔۔

تمہاری بیوی تو میں کبھی نہیں بنوں گئی ڈاکٹر ہارون یہ حسرت تو قبر میں ہی لے کر جاو گئے تم

۔۔۔۔زلے نے غصے سے تلملا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔آپ کی زندگی میں ہی یہ حسرت پوری ہو گئی ڈاکٹر زلیخہ ہارون احمد۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کی پشت کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔**

*

PRIME URDU NOVELS
PRIMEURDUNOVELS.COM

ایک کم تھی جو یہ بھی آگئی۔۔۔۔پتا نہیں کب چھوڑے گئے یہ دونوں ہماری جان۔۔۔۔ارم نے کپڑے طے کر کے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

امی آپی آپ کو کیا کہتی ہیں وہ تو اچھی ہیں اور اپنا کماتی ہیں۔۔۔۔زینی نے ایپل کھاتے ہوئے زلے کی سائیڈ لی۔۔۔۔

ارے مجھے تو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتی اور اب ایک اور آکر ہمارے سر پر بیٹھ گئی ہے۔۔۔ارم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

دروازے کے پاس کھڑی زری کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئیں تھیں۔۔۔وہ جانتی تھی ارم ان دونوں کو کچھ خاص پسند نہیں کرتی لیکن اب ان کے منہ سے سن کر پتا نہیں آنسو کیوں بہہ نکلے تھے ۔۔۔۔۔وہ آنسو صاف کر کے زلے کے کمرے میں آئی اپنی بڑی سی شیشوں والی کالی چادر اوڑھی بیگ پکڑ کر دھیمے قدنوں سے چلتی باہر آئی۔۔۔۔۔دادی میں چلتی ہوں امی بلا رہیں ہیں۔۔۔۔۔زری نے لاونج میں بیٹھی دادی کے سامنے سر جھکاتے ہوئے اجازت لی۔۔۔۔۔

ارے بلانے دو اسے تمہاری طبیعت ابھی کہاں سنبھلی ہے۔۔۔۔۔دادی نے فکرمندی سے اس کا زرد چہرہ دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔

دادی میں ٹھیک ہوں۔۔۔اجازت دیں مجھے۔۔۔اس نے دادی کے گالوں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا ۔۔۔۔دادی نے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی۔۔۔۔

وہ باہر آئی گاڑیاں تو دو تین کھڑی تھی لیکن وہ کسی کو بنا کوئی تکلیف دیئے باہر آگئی۔۔۔۔وہ روڈ پر دھیم@ٰے قدموں سے چلتی ساتھ ساتھ آنسو بھی صاف کر رہی تھی۔۔۔۔پتا نہیں میرا وجود کیوں کسی کو اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔زری نے بہتے آنسو صاف کے کے تلخی سے سوچا۔۔۔۔۔روکو بے

وقوف لڑکی۔۔۔۔۔پیچھے سے آتی تیز آواز پر اسے رکنا پڑا تھا لیکن وہ پلٹی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔اذمار خود ہی اس کے سامنے آیا۔۔۔۔۔

جب گھر میں دو تین گاڑیاں ہیں تو پیدل گھر سے کیوں نکلی ہاں۔۔۔۔۔اس نے اپنی گرین آئز سکیڑتے ہوئے اس سے تنک کر پوچھا۔۔۔۔۔جواباً اس نے اسے دیکھ کر آنکھیں جھکائیں۔۔۔۔

تم سے بات کر رہا ہوں میں۔۔۔اذمار نے اسے خاموش دیکھ کر کندھوں سے پکڑ کر جھنجھور کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں چلی جاوں گئی۔۔۔زروہ نے اپنا بازو آزاد کرواتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔۔۔

اذمار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو نظریں جھکائے ہونٹ کاٹتی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

یہی روکو آرہا ہوں میں۔۔۔۔۔وہ دائیں بائیں سر ہلاتا ہوا اسے تاکید کرتا پلٹ کر گھر میں چلا گیا۔۔۔زری نے چہرے سے پسینا اپنی چادر سے صاف کیا اور آہستہ سے آگئے بڑھی۔۔۔۔۔جب وہ ایک دوسری بائیک لیے آیا تھا۔۔۔۔۔۔بیٹھو۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اس سے کہا جبکہ زری نے خوف سے بائیک کو دیکھا۔۔۔۔میں بائیک پر نہیں بیٹھوں گئی۔۔۔زری نے خوف ذدہ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

بات سنو مجھے نخرے دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے چپ کر کے بیٹھو۔۔۔اذمار نے اس بار غصے سے کہا وہ اتنی دیر کہاں غصے کے بغیر رہ سکتا تھا۔۔۔۔جس کی ناک پر ہر وقت غصہ رہتا تھا جو اسے بہت سوٹ بھی کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زری ہونٹ کاٹتی اس کے پیچھے بیٹھی تھی۔۔۔۔وہ ہینڈل کو پکڑے بیٹھی تھی اور وہ تھا کہ بائیک سٹارٹ ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔زری نے اسے باور کروایا جو بائیک کو چلا نہیں رہا تھا۔۔۔

اذمار نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اب دونوں کے چہرے بلکل ایک دوسرے کے قریب تھے۔۔۔۔زری نے حیرت سے اسے دیکھا جو اس کے ہاتھ ہینڈل سے ہٹاٹا اپنے گرد باندھ رہا تھا۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ اپنے گرد باندھ کر اس نے بائیک سٹارٹ کردی تھی جبکہ زری تو ابھی بھی حیرت سے اسکی پشت کو الجھی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔جو بائیک کو فل سپیڈ میں چھوڑے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔""اسے سمجھنا زری کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔۔"

**

ڈاکٹر ہارون اور ڈاکٹر زلے آپ دونوں کو مانن پور گاوں جانا ہو گا ساتھ ایک ٹیم لے جائیں کیونکہ وہاں جانا ضروری ہے۔۔۔وہاں کے لوگوں کو ہماری ضرورت ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر ذوالفقار نے کانفرنس روم میں ہارون اور زلے سے کہا۔۔۔۔۔۔ان دونوں نے سنجیدگی سے سر ہلایا تھا

آپ دونوں کو جو ساتھ لے کر جانا ہے وہ پیک کر لیں کیونکہ آج رات تک آپ لوگوں کو نکلنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر ذوالفقار نے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے دونوں سے کہا__،زلے ہاں میں سر ہلا کر چلی گی جبکہ ہارون نے چائے کا کپ منہ سے لگاتے ہوئے انہیں دیکھا """

وہاں کے لوگوں کو کیا مسلہ درپیش ہے۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

انہیں بخار اور کھانسی کا مسلہ ہے انہوں نے درخواست کی ہے وہاں آس پاس کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اوکے میں پھر تیاری کرتا ہوں . ہارون کہہ کر اٹھا اور پھر باہر چلا گیا ....."""

*

امی آپ پونی کر دیں میری میرے ہاتھ میں پین ہے۔۔۔۔۔زری نے برش پکڑے سیڑیس اترتے ہوئے نادیہ سے کہا۔۔۔۔

لاونج میں بلیک سوٹ پہنے وائٹ واسکٹ کوٹ پہنے بلیک ہی گلاسز لگائے وہ سیڑیاں اترتی زری کی طرف متوجہ ہوا تھا جو بنا چادر کے لمبے کالے سیدھے بال کھولے اپنے نازک سے سراپے کے ساتھ منصور ملک کو ٹھٹھکا گئی تھی۔۔۔۔۔

تم اوپر جاو میں آتی ہوں۔۔۔۔نادیہ نے اسے جلدی سے اوپر بیجھنا چاہا۔۔۔اس کی نظر ملک منصور پر نہیں پڑی تھی۔۔۔۔ورنہ وہ کسی کے سامنے بنا چادر کے نہیں آتی تھی اور یہ اس کی بد قسمتی ہی تھی کہ ملک منصور کو وہ عام سی شکل کی لڑکی پہلی نظر میں ہی بھاہ گئی تھی۔۔۔۔۔

اچھا پھر آپ جلدی آیئے گا میں نے کل سے پونی بھی نہیں کی۔۔۔۔۔وہ کہتی پلٹ گئی تھی ۔۔۔۔جبکہ ملک منصور گلاسز اتارے اس کی پشت کو دیکھتا رہ گیا جہاں اسے کے خوبصورت سلکی بال لہرا رہے تھے۔۔۔۔۔

اونہہ !فرزانہ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔ملک منصور چونک کر خالہ کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔ خالہ مجھے آپ کی پوتی قبول ہے میں اسی سے ہی شادی کروں گا۔۔۔۔ملک منصور نے فرزانہ کی طرف دیکھتے ہوئے قطیعت لہجے میں کہا۔۔۔۔۔جبکہ نادیہ کچن میں تھی۔۔۔۔فرزانہ بیگم مسکرائی۔۔۔۔بس بیٹا میں چاہتی ہوں کسی طرح تمہارا گھر بس جائے۔۔۔۔فرزانہ نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔۔۔۔۔وہ ایک خوش شکل جو تینتئس چوتیس کی عمر کا زبردست پرسنلٹی کا آدمی تھا۔۔۔جو بہت امیر تھا۔۔۔۔اور اپنے اصولوں کا پکا تھا ایک بار جو فیصلہ کر لیتا تھا پھر اسے انجام تک پہنچا کر ہی رہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

تم بس باقاعدہ رشتہ ڈالو نادیہ اور ادریس کو منانا میرا کام ہے۔۔۔۔۔۔فرزانہ نے چائے پیتے ہوئے اسے تسلی دی۔۔۔۔

اونہہہ خالہ اب کوئی مانے یا نا مانے میری شادی اسی سے ہہ ہو گئی۔۔۔۔۔۔اس نے اٹھتے ہوئے اٹل لہجے میں کہہ کر گلاسز لگائیں اور پھر فرزانہ سے پیار لیتا ہوا چلا گیا جہاں تین چار گارڈز کی گاڑیاں کھڑی اسی کا ہی ویٹ کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔"""

---

میں نے نکاح آپ کی مرضی سے کر لیا تھا لیکن میں رخصتی نہیں چاہتی۔۔۔۔۔۔

زلے نے دادی سے آج کہہ ہی دیا تھا__ جنہوں نے اسے سے رخصتی کی بات کی تھی۔۔۔۔

زلے نے آج دو ٹوک بات کرنے کی ٹھانی تھی۔۔۔۔۔

تم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔دادی نے چشمہ درست کرتے ہوئے اس سے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

بلکل ہوش میں ہی ہوں۔۔۔مجھے اطلاق چاہئے۔۔۔۔زلے نے سینے پر ہاتھ باندھ کر دادی سے بنا نظریں ملائے کہا۔۔۔

بکواس بند کرو زلے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوری دادی لیکن میں اب کسی کی بات نہیں سنوں گئ مجھے بس اطلاق۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے !!

ہارون کی آواز پر وہ دونوں دروازے پر کھڑے ہارون کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔۔

ہارون میں بات کر رہی ہوں نا۔۔۔۔دادی نے دونوں کو آمنے سامنے آتے دیکھ کر بے ساختگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔"

دادی آج مجھے بات کرنے دیں پلیززز۔۔۔ہارون دادی سے کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

ہاں تو مس زلے ذوالفقار خان آپ کو مجھ سے اطلاق چاہئے۔۔۔۔ہارون نے سپاٹ سے انداز میں اس سے پوچھا۔۔۔۔زلے جواباً خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔آج سے ایک ماہ بعد میں تمہیں اس بندھن سے آزاد کر دوں گا۔۔۔۔۔لیکن شرط یہ ہے کہ اسی دن میری شادی ہو گئی اور وہ بھی رابیل سے۔۔۔۔۔

دادی سمیت کمرے میں آتے سب اس کی اونچی پر ٹھٹھکے تھے۔۔۔

ہارون تم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔۔

احمد صاحب نے اسے غصے سے ٹوکا۔۔۔۔

بابا پلیززز اب آپ کو زلے کی مرضی کو اہمیت دینی ہو گئی۔۔۔۔۔زلے سمیت سب اسے دیکھ رہے تھے جس کی سپاٹ نظریں صرف زلے پر تھیں۔۔۔۔۔زلے ساکت نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔اور وہ سب پر ایک نظر ڈالتا ہوا تیز قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا

۔۔۔۔پیچھے اب زلے اور احمد صاحب،ذوالفقار،نوین،ارم اور دادی ہی تھیں۔۔۔۔۔کمرے میں حد سے زیادہ خاموشی تھی۔۔۔۔زلے ذوالفقار صاحب کی نظروں سے بچتی اپنے کمرے کی طرف دوڑی تھی۔۔۔۔اب کیا ہو گا۔۔۔۔دادی نے پریشانی سے اپنے بیٹوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا !!

آپ پریشان مت ہوں اماں ہارون سب سنبھال لے گا ڈونٹ وری۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے انہیں کندھوں سے تھامتے ہوئے تسلی دی ___'

باقی سب پریشانی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔۔"

*

زری روڈ پر کھڑی کسی ٹیکسی وغیرہ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔اس کی گاڑی تو خراب تھی اور ایک گاڑی ادریس صاحب آفس لے گئے تھے تو دوسری شازل لے گیا تھا کالج ،اس لیے اسے آج ٹیکسی کا ویٹ کرنا پر رہا تھا۔۔۔۔

دو گاڑیاں سرعت سے اس کے پاس سے گزری تھیں لیکن پھر تھوڑا ہی آگے جا کر وہ واپس آئیں تھیں۔۔۔۔۔زروہ نے پریشانی سے اپنے پاس آتی ہوئی گاڑی کو دیکھا جس میں سے ملک منصور ایک شان سے اترتا ہوا اس تک آیا ____ ذروہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی وہ جانتی تھی اسے ایک تقریب میں اسے دیکھا تھا اس نے۔۔۔۔

آپ اس طرح کیوں کھڑی ہیں۔۔۔اس نے چشمہ اتارتے ہوئے اس سے پوچھا جو ہونٹ کاٹتی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

میں کالج جا رہی ہوں __ میری گاڑی خراب تھی تو بس ٹیکسی کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔۔۔زری نے نظریں جھکائے ہی اسے جواب دیا تغا اس کی اس ادا نے منصور کو بہت اپیل کیا تھا ____

آو میں چھوڑ دیتا ہوں اسی طرف جا رہا ہوں میں بھی۔۔۔۔۔

نہیں میں چلی جاوں گئ __

زری نے پریشانی سے کوئی ٹیکسی وغیرہ دیکھتے ہوئے کہا ___ اونہہ آو شاباش منصور نے گاڑی کا پیچھلا ڈور کھولتے ہوئے ملائم سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔زری گہرا سانس لیتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئ منصور دروازہ بند کرتے ہوئے خود بھی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔اس کے بیٹھتے ہی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی چلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔زری بلکل شیشے کے ساتھ جڑ کر بیٹھی تھی وہی محصوص بلیک شیشوں والی چادر لیے وہ بہت معصوم سی لگ رہی تھی ___ ملک منصور مسکرایا۔۔۔

کونسی کلاس میں پڑھتی ہو۔۔۔۔۔ملک منصور نے اسے دیکھتے ہوِے پوچھا۔۔۔۔۔۔

میں ماسٹرز کر رہی ہوں۔۔۔۔۔زروہ نے سنجیدگی سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا ۔۔۔۔ملک منصور ایمپریس ہوا تھا اس چھوٹی سی لڑکی سے۔۔۔۔۔۔

باقی راستہ خاموشی سے ہی کٹا۔۔۔۔۔۔

لو آگیی تمہاری یونی۔۔۔۔

ملک منصور نے گاڑی سے نکلتے ہوئے کہا۔۔۔۔زروہ بھی باہر نکلی۔۔۔۔۔شکریہ آپ کا__ زروہ بس یہی کہہ سکی تھی۔۔۔۔

ہونہہ مینشن ناٹ سویٹ گرل۔۔۔۔بلکہ مجھے اچھا لگا اتنی زہین لڑکی سے مل کر۔۔۔۔۔۔ملک منصور نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

زروہ بھی ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔اور اس کی یہ مسکراہٹ بائیک سے اترتے ہوئے اذمار کو آگ لگا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔""

٭

---

ملک منصور کے جانے کے بعد وہ پلٹ کر اندر جانے ہی لگی تھی جب تیز قدموں سے اپنی طرف آتے اذمار کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

زری اسے دیکھ کر رکی۔۔۔۔

کس کے ساتھ آئی ہو تم !

اذمار نے قریب آتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا__

زری نے حیرت سے اسے دیکھا جو اپنی گرین آئز سکیڑیں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

دادی کی بہن کے بیٹے ہیں وہ۔۔۔زری کہہ کر آگے بڑھی ہی تھی جب اسے رکنا پڑا کیونکہ وہ ایک ہی جسٹ میں اس کے سامنے تھا۔۔۔

مس ذروہ !

اس کی سرد آواز پر اس نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے خوبصورتی کے مجسمے کو دیکھا۔۔۔۔مجھ سے منسوب چیز صرف میری ہوتی ہے میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا کہ آپ میرے علاوہ کسی سے لفٹ لیں یا یوں ہنسے۔۔۔۔Remember this is my last warning to you

وہ ستواں ناک سکیڑ سرد لہجے میں کہتا اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

ذروہ نے حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھا یہ کیا کہہ گیا تھا وہ۔۔۔۔زری نے اس کی پشت کو دیکھا جو تین چار کے قدم کے فیصلہ پر رک چکا تھا جیسے اس کے آنے کا انتظار ہو۔۔۔۔

ذروہ غصے سے ہونٹ بھینچتی ہوئی تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھی۔۔۔اس کے آگے جانے پر وہ بھی دھیمے قدموں سے آگے بڑھا۔۔۔۔۔۔

اذمار تیاری پکی ہے آج رات کی۔۔۔۔حسیب اور وقاص نے اس کے پاس آتے ہوئے اسے بتایا۔۔۔

ہمممم !

آذمار نے سر ہلایا___ اور پھر اسے دیکھا جو اپنی دوستوں کے پاس کھڑی ہونے والے ٹیسٹ کے بارے میں بات کر رہی تھی۔۔۔اس کی چادر پر لگے شیشے اور ناک میں پڑی چھوٹی سی لونگ نے اسے کافی ڈسٹرب کر دیا تھا۔۔۔۔

تو سن رہا ہے نا۔۔۔حسیب نے اسے ہلاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاں سن لیا ہے میں نے کانوں سے سنتا ہوں میں آنکھوں سے نہیں۔۔۔۔۔۔اذمار نے روڈ سے لہجے میں کہا البتہ نظریں زری کی پشت پر ہی تھیں جو اندر کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

حسیب اور وقاص نے اسے کافی حیرت سے دیکھا جو اپنی کزن پر نظریں جمائے ہوئے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔""

٭

ہارون سنجیدگی سے ہونٹ بھینچے دوسری طرف کی بات سن رہا تھا۔۔۔

اوکے تو پھر تیاری کر لو شادی کی آج سے ایک ماہ بعد کی۔۔۔۔۔ہارون نے کمرے میں آتی زلے کو دیکھ کر رابیل سے کہا۔۔۔

زلے نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

اوکے تھوڑی دیر میں روبرو بات کرتے ہیں اوکے اللہ خافظ۔۔۔۔۔

ہارون نے کہہ کر فون رکھا اور پھر دروازے میں بلیک سوٹ پہنے لمبے بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ جانے کے لیے بلکل تیار تھی۔۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر زلیخہ ذوالفقار خان آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے۔۔۔

ہارون کی اجنبی آواز پر اس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو وائٹ شرٹ پہنے نیچے بلیک جینز پہنے وہ اپنی مونچھوں سمیٹ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون احمد ہمیں دیر ہو رہی ہے شاید!۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے دیری کا باور کروایا تھا وہ کب سے گاڑی میں اس کا ویٹ کر رہی تھی جب وہ کافی دیر تک نیچے نا آیا تو اسے خود ہی اس کے کمرے میں آنا پڑا۔۔۔۔۔

چلیں۔۔۔ہارون نے اپنی ہینڈ کیری اٹھاتے ہوئے زلے سے کہہ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

زلے نے کافی حیرت سے اس کے رویے کو جانچا تھا۔۔۔۔

وہ دوپہر سے اس کے ساتھ ایسا ہی اجنبی بیہیو کر رہا تھا۔۔۔۔

زلے گہری سانس لیتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی۔۔۔۔۔۔"

٭

وہ سب ٹیسٹ دے رہے تھے ___جب زری کی نظر اچانک اپنے دائیں سائیڈ پر بیٹھے اذمار پر پڑی۔۔۔وہ بہت محویت سے نوٹ پیپر پر کوئی دھن بنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

زری نے حیرت سے اسے دیکھا یہ ٹیسٹ بہت اہم تھا اور وہ تھا کہ کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔۔۔۔"

ذروہ اپنے پیپر پر توجہ دو۔۔۔سر نے اسے دوسری طرف دیکھتے دیکھ کر ٹوکا۔۔۔۔۔ذروہ جلدی سے اپنے پیپر پر جھکی ___اذمار نے سرد نظروں سے سر کو دیکھا کر ذروہ کو دیکھا جو سپیڈ کے ساتھ لکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔پھر اس کی نظر اس کی ناک میں چمکتی لونگ پر پڑی جو چمکتی ہوئی اسے بہت اچھی لگ رہی تھی۔۔۔۔افففف یہ کیا ہو رہا ہے مجھے،مجھے یہ لڑکی کیوں اتنی اچھی لگ رہی ہے ___اذمار نے اپنے بروان بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے غصے سے سوچا !! مجھے اس لڑکی سے دور رہنا ہو گا۔۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے سوچا۔۔۔۔

اور پھر سے اپنا ادھورا کام کمپلیٹ کرنے لگا۔۔۔۔۔٭٭

٭

وہ دونوں خاموشی سے سفر کر رہے تھے۔۔۔۔۔گاڑی ہسپٹل کے مین ڈور کے آگے کھڑی کی اس نے۔۔۔۔یہاں سے انہوں نے ایک بڑی گاڑی میں شفٹ ہونا تھا___

وہ کل پانچ لوگ تھے جن میں ڈاکٹر رابیل بھی شامل تھی ___وہ سب گاڑی میں شفٹ ہوئے تھے ۔۔۔ڈاکٹر رابیل آپ یہاں آجائیں۔۔۔۔۔۔ہارون نے رابیل کو آفر دی جس پر زلے اور ڈاکٹر سیرت نے چونک کر ہارون کو دیکھا۔۔۔۔۔رابیل اور وہ بیٹھ چکے تھے۔۔۔اب وہ پتہ نہیں کونسی باتیں کر رہے تھے جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔۔۔۔"

زلے لگتا ہے ڈاکٹر ہارون رابیل کو پسند کرتے ہیں دیکھو نا ان دونوں کی کیمسٹری کتنی ملتی ہے آپس میں۔۔۔۔سیرت نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔زلے ناک سکیڑے سینے پر ہاتھ باندھے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

میری بلا سے جس سے چاہے کیمسٹری ملاتا پھرے۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے دل میں سوچا۔

۔۔۔۔

پھر باہر کے خوبصورت نظاروں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔لیکن کانی آنکھ سے کبھی ہارون کو بھی دیکھ لیتی۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے دیکھا جو اسی کی طرف ہی متوجہ تھی۔۔۔۔۔ہارون ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔اس کی مسکراہٹ جواباً

مقابل کو تپا گئی تھی۔۔۔۔۔۔"

ہارون نے سنجیدگی سے مونچھوں کو کھجایا جس پر زلے سر جھٹکتی ہوئی باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔"

*

افففف شکر ہے ٹیسٹ ٹھیک ہو گیا۔۔۔ذروہ نے ریلکس ہوتے ہوئے اپنی دوست عینی سے کہا

۔۔۔۔۔۔۔

ہاں یار۔۔۔بس اب مارکس ٹھیک آ جائیں۔۔۔۔ماہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جب وہ دونوں چونکی ان کی یونی کی دی گریٹ گرل ماہم ان کے پاس آ کر رکی تھی وہ ہمیشہ فارنر ڈریس میں ہی ہوتی تھی ابھی بھی ریڈ شرٹ نیچے تن بلیک جینز پہنے ڈارک میک اپ کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔*

سنو یہ اذمار تمہارا کزن ہے۔۔۔اس نے موبائیل پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے اس سے مغرور لہجے میں پوچھا "

ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا___"

ہاں۔۔۔ذروہ نے سنجیدگی سے اس سے کہا۔۔۔

تو مجھے اس کا نمبر دے دو۔۔۔ماہم نے سیل پر کی بورڈ نکالتے ہوئے ،زری کو آرڈر دیا۔۔۔

سوری میرے پاس اس کا نمبر نہیں ہے.....زری نے سپاٹ سے تاثرات سے کہا۔۔۔۔

کیاا وہ تمہارا کزن ہے اور اس کا نمبر تمہارے پاس نہیں ہے ہاو سٹرینج۔۔۔۔۔۔ماہم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

جواباً زری اسے گھورتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

ایڈیٹ تم نے مجھے اگنور کیا ! تمہیں تو میں دیکھ لوں گی۔۔۔ماہم نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔۔"

*

ٹی وی میں چلتا شو ان سب کو چونکا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ٹی وی پر بہت جنون سے گاتا مظاہرین کو پاگل کر رہا تھا۔۔۔اس کی آواز میں ایسا جنون تھا کہ گھر والے یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

یہ اذمار ہے نا۔۔۔۔سب سے پہلے

دادی نے سنبھلتے ہوئے غصے سے پوچھا ،___ احمد اور عدیل صاحب کافی حیرانی سے ٹی وی کو دیکھ رہے تھے جہاں وہ ہاف سلیوز شرٹ پہنے مائیک پکڑے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ گاتا ایک سماں سا باندھ چکا تھا۔۔۔۔

ارے کیا اب ہمارے گھر کا لڑکا مراثیوں کا کام کرے گا۔۔۔۔۔دادی نے صدمے سے چور آواز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔"

اسے میں نے لاسٹ وارننگ دی تھی لیکن یہ کسی کی سن لے ایسا کب ہوا ہے۔۔۔عدیل صاحب نے صوفے پر واپس بیٹھتے ہوئے شدید غصے سے کہا۔۔۔۔۔

آپ پریشان مت ہو۔۔۔۔ مبین نے انہیں تسلی دی۔۔۔زینی اور ارم بھی پریشانی سے سکرین پر دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔نوین دادی کے پاس بیٹھی انہیں تسلی دے رہی تھی۔۔۔۔۔"

ارے کیسے پریشان نا ہوں لوگ کیا کہیں گئے یہ تربیت کی ہے ہم نے اپنے بچوں کی۔۔۔۔دادی نے پانی پیتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

میں نے اسے سختی سے منع کیا تھا۔۔۔لیکن اب اور نہیں اسے بھگتنا پڑے گا اس کیے کا انجام ۔۔۔۔۔پاپا پلیززز بھائی کو معاف کردیں نا۔۔۔۔نوال (بہن )نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

"تب ہی وہ بلیک جیکٹ کندھے پر ڈالے بارہ بجے گھر میں آیا تھا سب ہی لاونج میں بیٹھے اسی کا ہی ویٹ کر رہے تھے___

وہی رک جاو۔۔۔۔۔عدیل صاحب کی غصے سے بھری آواز پر وہ رکا تھا اور پھر سب کو سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔

تمہیں میں نے کیا کہا تھا کہ اپنے اس شوق کو اپنے کمرے تک ہی محدود رکھنا لیکن تم سدا کے ڈیٹھ انسان تمہیں کیا کوئی جو مرضی کہتا پھرے تمہاری بلا سے۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے سخت تیش سے کہا۔۔۔۔

وہ جواباً خانوش ہی رہا،___

تم سن رہے ہو ڈیٹھ انسان۔۔۔۔

عدیل تم چپ کرو میں اسے سمجھاتی ہوں۔۔۔۔دادی نے عدیل کے غصے میں دیکھتے ہوئے کہا

۔۔۔۔۔۔۔سوری دادی میں اب کسی کی نہیں مانوں گا میں! بہت عرصہ آپ لوگوں کی ہی مانی ہے لیکن اب میں خود کو اور نہیں سمجھا۔۔۔۔۔۔۔ٹھاہ۔۔۔۔۔ابھی لفظ اسکے منہ میں ہی تھے جب عدیل صاحب کے تھپڑ نے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔سب عورتوں نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔۔۔

عدیل آپ ہوش میں تو ہیں جوان بیٹے پر کون ہاتھ اٹھاتا ہے بھلا۔۔۔۔مبین نے صدمے سے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ایک دم چپ کوئی کچھ نہیں بولے گا۔۔۔۔احمد صاحب کو بخار تھا اس لیے وہ روم میں تھے۔۔۔۔اور ذوالفقار صاحب ہسپٹل میں تھے وہ ہوتے تو عدیل صاحب کو کنٹرول کر لیتے۔۔۔۔۔

دفع ہو جاو اس گھر سے۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے تیش سے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔

لیکن اس کے ہونٹوں پر آتی مسکان سب کو ٹھٹھکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔ڈیڈ آپ شاید بھول رہے ہیں یہ گھر میرے نام پر ہے (اذمار ہاوس )

مجھے تو کوئی یہاں سے چاہ کر بھی نہیں نکال سکتا مائے ڈیئر ڈیڈ _____ اذمار نے زچ کرتی مسکان سے عدیل صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔جنہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

گڈ نائٹ مائے ڈیئر فیملی۔۔۔۔اذمار نے مسکراتے ہوئے کہا پھر اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

۔۔۔۔۔۔"

افففف اماں آپ اگر یہ گھر اس کے نام نا کرتی تو یہ دن نا دیکھنا پڑتا ہمیں۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔"

ارے اسی کے کہنے پر تو یہ گھر میں نے اس کے نام پر کیا تھا مجھے کیا پتا تھا۔۔۔۔"اماں نے اپنی صفائی پیش کی۔۔۔۔باقی سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔"

*

سب لوگ اپنی اپنی پسند کا آرڈر دیں لیں۔۔۔۔ہارون نے ہوٹل میں گاڑی رکواتے ہوئے کہا۔۔۔۔

رابیل کی پسند کا مجھے پتا ہے اس کے لیے ایک بریانی کی پلیٹ ود کوک۔۔۔۔کیوں رابیل۔۔۔۔ہارون نے مسکراتے ہوئے پوچھا "

بلکل تمہیں نہیں میری پسند کا پتا ہو گا تو کسے ہو گا۔۔۔۔۔رابیل نے مسکراتے ہوئے ایک ادا سے کہا۔۔۔۔۔۔۔اپنا آرڈر لکھواتی زلے کو رابیل اور ہارون کی بات تپا گئی تھی اسے۔۔۔۔۔میری پسند یہ جانتا ہو گا یا نہیں۔۔۔۔زلے کے دل میں سرعت سے یہ خیال آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

*

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔نادیہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

نادیہ یہ فیصلہ بیسٹ ہے زری کے لیے زری میری بھی بیٹی ہے میں اس کے لیے کوئی غلط فیصلہ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

آپ نہیں جانتے میں تو دور ذوالفقار کبھی نہیں مانے گا۔۔۔۔۔نادیہ نے ہاتھوں میں سر تھامتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔

وہ میری بیٹی ہے۔۔۔اُس کے لیے فیصلہ کرنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔۔ادریس صاحب نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

زری میری بیٹی ہے وہ میری بات کبھی نہیں ٹالے گئی۔۔۔۔ادریس صاحب نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے قطعیت سے کہا۔۔"

نادیہ نے بے بسی سے ہونٹ کاٹے۔۔ ۔۔۔۔۔وہ اور اب کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

زلے یہاں کے قدرتی ماحول سے بہت خوش تھی۔۔۔۔ایسا ماحول کہاں ملتا ہے شہری لائف میں ۔۔۔۔زے نے لوگوں کو چیک اپ سے فارغ ہوتے ہوئے عینی سے کہا۔۔۔۔وہ دونوں باہر ندی کے پاس بیٹھی چائے پی رہیں تھیں۔۔۔۔۔حب زلے نے ہر طرف ہریالی کو دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔*

ہمم یار سچی میں تو بہت خوش ہوں کاش ڈاکٹر ذوالفقار مہینے میں دو دفعہ تو ہمیں ایسے وزٹ پر بھیج ہی دیا کریں۔۔۔۔۔عینی نے حسرت سے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔کوئی حال نہیں تمہارا۔۔۔۔زلے نے چائے پیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ویسے یار ہارون سر ہیں بہت ہینڈسم کاش تمہاری شادی سر سے ہو جاتی۔۔۔۔تو کتنا مزہ آتا نا!۔۔۔عینی جو ان کے نکاح سے انجان تھی ہارون کو دیکھتے ہوئے ایکسائیٹڈ سے انداز میں کہا۔۔۔۔

تمہیں بڑا پسند ہے یہ۔۔۔زلے نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں نا مجھے مونچھوں والے مرد بہت پیارے لگتے ہیں قسم سے۔۔۔عینی نے ہارون کو دیکھتے ہوئے حسرت سے کہا۔۔۔۔

افففف بہت ہی فلرٹی طبیعت ہے تمہاری۔۔۔شرم کرو بڑے ہیں وہ تم سے۔۔۔۔زلے سے برداشت نہیں ہوا تھا عینی کا ہارون کو مسلسل دیکھنا۔۔۔۔۔

تم تو ہو ہی سدا کی بیزار خود تو ہی خشک مزاج ساتھ مجھے بھی کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔عینی نے مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔"

زلے کچھ کہنے ہی والی تھی جب ہارون ان دونوں کی طرف آیا۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر عینی آپ کو ڈاکٹر عشر بلا رہے ہیں سو جائیں پہلے ان کی بات سن لیں۔۔۔۔ہارون نے زلے کو دیکھتے ہوئے عینی کو آرڈر دیا

عینی سر ہلاتی جلدی سے وہاں سے گئی جہاں ڈاکٹر عشر لوگوں کا چیک اپ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے آپ کچھ پریشان سی لگ رہی ہیں۔۔۔ہارون نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اسے چڑایا۔۔۔۔۔"

پریشان ہوتی ہے میری جوتی۔۔۔میں کیوں پریشان ہوں گئی۔۔۔زلے نے تیکھے لب ولہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے اب بھی اتنا غصہ اب تو آپ میری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جانے والی ہیں۔۔۔ڈاکٹر ہارون نے اس بار کافی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے سنجیدگی سے دیکھا جو

کہتا ہوا پلٹ گیا تھا۔۔۔۔۔۔پیچھے زلے تب تک اس کی پشت کو دیکھتی رہی جب تک وہ اندر نہیں چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔*وہ باخوب اسکی نظریں خود پر محصوص کر رہا تھا جس سے اس کی ہونٹوں پر ایک پرسرار سی مسکراہٹ چمکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔*

*

---

ذروہ نے سنجیدگی سے اسے بہت سے لوگوں میں گھرے دیکھا جو بیزار سا منہ بنائے ہجوم کو پرے ہٹا رہا تھا۔۔۔۔۔

یار کیا قسمت ہے اس انسان کی ایک تو اتنا خوبصورت ہے اوپر سے آواز بھی غضب کی ہے۔۔۔۔۔۔عینی نے منہ بناتے ہوئے رشک سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ جواباً چپ ہی رہی لیکن اب اسے چوکنا پڑا تھا وہ اسی کی ہی طرف آرہا تھا__وائٹ ہاف سلیوز شرٹ پہنے اوپر بلیک جیکٹ پہنے گلاسز گریبان میں اٹکائے وہ اپنی قاتل پرسنلٹی سے جہاں جاتا تھا سب کو چونکا دیتا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ کو اس کی اتنی خوبصورتی احساس کمتری میں مبتلا کر دیتی تھی

۔۔۔۔۔۔

آو اگر گھر جانا ہے تو__اذمار نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔جو کافی کا مگ رکھ کر اٹھی تھی میں آج اپنی فرینڈ کے ساتھ جاوں گئی۔۔۔۔۔ذروہ نے بیگ کندھے پر رکھتے ہوئے سپاٹ سے تاثرات سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسکی بات پر اسے ناک چڑہا کر دیکھا___چلو عینی ذروہ کہہ کر آگے بڑھی تھی جب اسے رکنا پڑا۔۔۔۔۔اذمار نے جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس سے وہ اسکے انتہائی قریب آگئی تھی۔۔۔۔۔۔

مس ذروہ نا سننے کی عادت نہیں ہے میری۔۔۔اذمار کہہ کر اس کی کلائی پکڑتا باہر لے آیا تھا جہاں سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا چونکنا تو سب کا بنتا ہی تھا کہاں وہ لڑکیوں سے الرجک اور کہاں اب خود ہی زری کی کلائی پکڑے اسے کھینچتا لے جا رہا تھا۔۔۔۔"چھوڑو مجھے پاگل انسان کیوں مزاق بنا رہے ہو اپنے ساتھ ساتھ میرا بھی۔۔۔۔۔زری نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ اذمار ہی کیا جو کسی کی بات سن لے۔۔۔۔اپنی بائیک کے قریب لا کر ہی اسے چھوڑا۔۔۔

بیٹھو !!

اذمار نے اسے غصے سے مخاطب کیا۔۔۔۔

دیکھیں میں چلی جاوں گئی اپنی فرینڈ کے ساتھ مجھے نہیں بائیک پر بیٹھنا۔۔۔۔زری نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

مس زروہ !!

دونوں نے چونک کر سامنے دیکھا جہاں ملک منصور اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ کھڑا زری سے مخاطب تھا۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے انہیں اپنے کالج میں دیکھا۔۔۔

اذمار کی آنکھوں میں آگ جلی تھی ملک منصور کو زری سے مخاطب ہوتے دیکھ کر۔۔۔۔

آپ یہاں۔۔۔۔زری نے مروت سے منصور سے پوچھا۔۔۔

ذروہ بائیک پر بیٹھو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ذروہ اس کی سپاٹ سی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئی !

ملک منصور نے آنکھیں سکیڑ کر اسے خوبصورت سے نوجوان کو دیکھا جو بڑے حق سے اسکی ہونے والی بیوی سے مخاطب تھا۔۔۔۔۔۔"

تم کون ہو اور ذروہ تمہارے ساتھ کیوں جائے گئی۔۔۔۔ملک منصور نے غصے سے پوچھا۔۔۔۔۔

زری حد سے زیادہ پریشان ہوئی۔۔۔۔اذمار کی سرخ آنکھیں دیکھ کر۔۔۔۔

تم جو کوئی بھی ہو اپنا راستہ ناپو مجھے چیپ لوگ سے بات کرنے کا کوئی خاص شوق نہیں ہے

۔۔۔۔۔۔اذمار کی سرد آواز پر ملک منصور سمیت سب نے اسے دیکھا۔۔۔جس سے غصہ کم ہی برداشت ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔اذمار پلیز حد میں رہ کر بات کرو وہ بڑے ہیں۔۔۔۔زری کی تلخ آواز اسے اور غصہ چڑہا گئی تھی۔۔۔۔

ملک منصور نے بھی غصے سے مٹھیاں بھینچ کر اس بد تمیز لڑکے کو دیکھا۔۔۔۔جو سرد نظروں سے اسے جانچ رہا تھا۔۔۔۔

ذروہ آپ کی زمہ داری نہیں اس لیے آپ جاسکتے ہیں اور آئندہ اسے لینے مت آنا ورنہ !

اس سے آگے وہ چپ ہوا تھا۔۔۔جیسے اتنا ہی سمجھانا ہو اسے۔۔۔۔جبکہ ذروہ ہونٹ بھینچتی اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔

تم کون ہوتے ہو حکم دینے والے ذروہ کو میں اس کی باپ کے کہنے پر لینے آیا ہوں مسٹر۔۔۔آو ذروہ مجھے کسی اہم کام ہر بھی جانا ہے۔۔۔۔ملک منصور نے بہت غصے سے کہا۔۔۔۔۔

آئی ڈونٹ کیئر !تمہیں کسی نے بھی بھیجا ہو لیکن ذروہ میرے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں جائے گئی ۔۔۔۔اور آئندہ مجھے اس کالج میں نظر مت آنا۔۔۔۔آذمار نے غصے سے تیوریاں چڑہا کر کہا اور غصے سے بائیک سٹارٹ کی وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے وہ اس ملک کا منسٹر ہو۔۔۔۔۔

ذروہ تم بیٹھ رہی ہو یا نہیں۔۔۔۔۔اذمار نے اس بار اتنے سرد لہجے میں کہا کہ ذروہ ہونٹ بھینچتی ہوئی اس کے پیچھے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اور وہ اس کے بیٹھتے ہی بائیک زن سے اڑا لے اڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہاں جاتے جاتے ملک منصور کو گھورنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

یہ جو بھی ہے۔۔۔مجھے کل تک یہ ہسپٹل میں زخمی حالت میں چاہئے تاکہ اسے پتا لگے ملک منصور سے الجھنے کا انجام۔۔۔۔۔ملک منصور نے بھر پور غصے سے اپنے گارڈ سے کہا۔۔۔۔۔

گارڈز نے سر ہلا کر حکم مانا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب سے جلد ہی شادی کی بات کر نی ہو گئی مجھے۔۔۔۔۔۔ملک منصور کچھ سوچتے ہوا بڑبرایا۔۔۔۔۔

*

آوچھ۔۔۔۔زلے جو ندی کے پاس کھڑی سیلفی لے رہی تھی تاکہ ذروہ کو بھیج سکے۔۔۔۔۔اس کا اچانک ہی پیر پھسلا تھا جس سے وہ لہرا کر نیچے گری تھی۔۔۔۔۔۔بچاو بچاو۔۔۔۔۔اس نے ہاتھ پیر مارتے ہوئے چلا کر کہا۔۔۔۔۔ندی کافی گہری تھی۔۔۔۔۔

ایک آدمی بھاگ کر ہارون کے پاس گیا جو چاَئے کی پیالی پکڑے باہر ہی آ رہا تھا۔۔۔

اس آدمی کے بتانے پر وہ پیالی نیچے پھینکتا دوڑتا ہوا بہتی ندی میں کودا تھا۔۔۔۔ندی کا پانی اچھل اچھل کر زلے کو کافی دور لے گیا تھا۔۔۔۔۔ندی بہت دور تک جاتی تھی۔۔۔۔۔۔زلے کافی دور پہنچ گ َئی تھی ہارون تیزی سے تیرتا اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پانی اس کی کوشش کو مسلسل ناکام بنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔***

*

اب کیوں بائیک روک دی آپ نے۔۔۔۔۔۔۔۔اسے بائیک روکتے دیکھ کر اس نے اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر خفگی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

اذمار نے پلٹ کر اسے دیکھا جس کا چہرہ اس کے بلکل قریب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔جس سے ذروہ نے ٹھٹھک کر اس کے گلابی کٹاو دار ہونٹ دیکھے جو شاید ہی کبھی بھرپور مسکرائے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ کیا اسے کہتا کہ جب اس نے پہلی بار اس کے گرد ہاتھ باندھے تھے تو کیسے کا دل دھڑک اٹھا تھا وہ کیسے اسے بتاتا کہ اسے پہلی بار کسی لڑکی نے یوں چھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو خود حیران تھا اپنی بدلتی حالت پر کہ وہ کیسے کسی کی چاہ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

اپنے ہاتھ میرے گرد باندھو تب ہی بائیک سٹارٹ ہو گئی۔۔۔۔۔۔اذمار نے قطیعت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کو سو واٹ کا جھٹکا لگا تھا اسکی بات پر _____ ذروہ مجھے بار بار اپنی بات دوہرانا پسند نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسے خود کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے جلدی سے ہاتھ بائیک کے ہینڈل پر رکھے۔۔۔۔۔۔

اذمار نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔۔۔۔۔۔۔اوپر سے بارش کی ہلکی ہلکی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔اور وہ تھی کہ ضد کر رہی تھی اذمار سے۔۔۔۔۔۔اذمار غصے سے بائیک سے اترا تھا۔۔۔۔۔۔جس پر ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

آپ سب ریڈرز کے پیار کو دیکھتے ہوئے یہ چھوٹی سی قسط لکھی ہے۔۔۔۔۔۔۔ورنہ عید تک میں کافی مصروف ہوں۔۔۔ان ریڈرز کے لیے جو ہمیشہ کومینٹ کر کے میرا حوصلہ بڑھاتے ہیں❤❤❤❤❤

*

شام کے سائے پھیلنے لگے تھے۔۔۔۔ہارون اور وہ ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے__جو سارا مٹی سے بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔ارے اس میں تکلف کی کیا بات ہے۔۔۔۔تم دونوں آج ادھر روکو گئے تو مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔۔۔ایک درمیانی عمر کی عورت نے انکے آگے چائے کی پیالیاں رکھتے ہوئے بناوٹی لب و لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں چلتے جارہے تھے جب انہیں ایک اکلوتا گھر ملا تھا جو گاوں سے کافی فیصلہ پر تھا وہ عورت انہیں زبردستی ساتھ لے آئی تھی۔۔۔۔۔۔زلے کی حالت دیکھتے ہوئے ہارون نے بھی منع نا کیا۔۔۔۔

آپ کے باقی گھر والے کہاں ہیں۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس حلیمہ نامی عورت سے پوچھا جس کا پہناوا اسے ہرگز اس گھر کا نہیں بتاتا تھا۔۔۔۔۔وہ عورت نیلے ڈیزائنر سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھ کر ہارون حیران ہوا تھا کہ گھر تو مٹی سے بنا ہوا ہے اور سوٹ اتنا قیمتی۔۔۔۔۔

بس کیا بتاوں میں آپ کو شادی ہوئی تو شوہر مر گیا بچہ تو کوئی ہے نہیں تھا۔۔۔۔شہر کی زندگی مجھے اچھی نہیں لگی تو میں یہاں کے پر سکون ماحول میں آکر بس گئی۔۔۔۔۔۔حلیمہ نے دونوں کو بتاتے ہوئے چہرے پر آفسردگی کے تاثرات پیدا کیا۔۔۔۔۔۔

زلے چائے پیتی ہارون کو دیکھ رہی تھی جس کا چائے کا کپ جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہارون صاحب آپ بھی چائے پیئیں نا!۔۔۔۔۔۔

حلیمہ نے اسکی توجہ چائے پر دلوائی۔۔۔۔۔

میں پیتا ہوں لیکن ٹھنڈی چائے گرم چائے مجھے سوٹ نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے اسے جواب دیا___

جبکہ چائے پیتی زلے کو بہت زور کا اچھو لگا تھا بھلا ٹھنڈی چائے اور ہارون یہ تو قیامت کی ہی نشانی ہو گئی وہ تو گرم گرم چائے پیتا تھا اگر زرا جو چائے ہلکی سی بھی ٹھنڈی ہوتی تو وہ چائے پیتا نہیں تھا بلکہ دوسری بنوا کر پیتا تھا۔۔۔۔۔

اور اب جناب کہہ رہے ہیں وہ چائے پیتے ہیں لیکن ٹھنڈی ! گرم چائے سوٹ نہیں کرتی واوا ۔۔۔۔زلے تو حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔۔۔

اچھا آپ لوگ چائے پیئں تب تک میں کوئی کام وغیرہ کر لوں۔۔۔۔حلیمہ کہتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

تم کب سے ٹھنڈی چائے پینے لگے۔۔۔۔زلے نے اپنا کپ خالی کرتے ہوئے اس سے ورطہ حیرت میں پوچھا۔۔۔۔

جب سے پانی میں غوتا لگایا ہے۔۔۔۔۔ہارون نے زچ کرتی مسکان سے کہا۔۔۔۔۔۔جو زلے کو سر تا پیر سلگا گئی تھی۔۔۔۔۔

اب تم ساری زندگی مجھے یہی تانا مارو گئے کہ میں نے پانی میں غوتا کھایا ہے۔۔۔۔۔زلے نے ستواں ناک چڑھاتے ہوئے اس بڑی مونچھوں والے سے پوچھا۔۔۔۔

تم نے کونسا ساری زندگی میرے ساتھ رہنا ہے۔۔۔۔ہارون نے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے گہری بات کہی جس پر زلے کے چہرے پر سپاٹ سے تاثرات چھائے۔۔۔۔۔لیکن بیک وقت وہ چونکی ہارون چائے کو پاس ہی بنی کیاری میں گرا چکا تھا۔۔۔

یہ تم نے کیا کیا اس نے اتنی محبت سے چائے بنائی تھی۔۔۔۔زلے نے خفگی والے تاثرات سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ہارون نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔۔بس اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔زلے اس کی نظروں کے ارتکاز سے پہلی دفعہ سخت گھبرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔""

*

ی ی یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔زروہ نے اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بے یقینی سے پوچھا !

وہی جو آپ نے سنا۔۔۔اذمار کے نقوش مسکرائے تھے اس کے جھنجھلائے ہوئے تاثرات دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔وہ سن چکی تھی ذلیخہ اور زینش سے کہ دنیا میں اذمار جتنا شاید ہی کوئی ڈیٹھ واقع ہوا گا

میں ایسے ہی بیٹھوں گئی جیسے تم کہو گئے پلیزز مجھے گھر چھوڑ آو اب۔۔۔۔زروہ نے روہانسے لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔اسے پتا تھا ایسے تو وہ ٹلے گا نہیں"

جس کے لبوں پر شاید پہلی بار ہلکی سی مسکراہٹ چمکی تھی جو ذروہ کو مبہوت کر گئی تھی کوئی مسکراتے ہوئے اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے بھلا۔۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔جو بائیک میں چابی لگاتا اسے سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔

بیٹھنا پسند کریں گئی آپ !

اذمار نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا ! جو بائیک کے پاس تذبذب میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔وہ اس کے میٹھے سے طنز پر آہستہ سے بائیک پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔اذمار مسکرایا تھا ؛اپنے گرد اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر۔۔۔۔۔"

گھر میں سے کوئی اسے ایسے مسکراتے ہوئے دیکھتا تو ضرور وہ شاکس سے بے ہوش ہو جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی نظریں اس کے سلکی براون بالوں پر تھیں جو تیز ہوا سے اُرتے ہوئے اسے بہت اچھے لگے تھے۔۔۔۔۔۔"

*

ذروہ جب گھر آئی تو چونک گئی تھی۔۔۔۔کیونکہ لاونج میں ملک منصور اور اسکی ماں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔

ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے انہیں السلام کیا۔۔۔۔

وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔۔شازیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔۔شازیہ دیکھنے میں ہی کوئی بہت رعب دار اور نفیس سی عورت لگتی تھیں جنہوں نے کندھے پر بہت خوبورت سی شال رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ذروہ جاو بچے جا کر فریش ہو جاو۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے لاونج میں آتے ہوئے اسے وہاں سے ہٹایا۔۔۔۔۔

ذروہ ہلکی سی مسکان سے سر ہلاتی ہوئی چلی گئی ___ ملک منصور کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔۔"

یہ آج کچھ زیادہ لیٹ نہیں آئی دھیان رکھا کرو جوان لڑکی ہے ___ فرزانہ نے منہ بناتے ہوئے نادیہ سے کہا جو مہمانوں کے آگے چائے وغیرہ رکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اماں بارش تھی اور بارش میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔نادیہ کہتی ہوئی چلی گئی۔۔۔۔۔

دیکھا کتنی لمبی زبان ہے اسکی ہے۔۔۔۔۔فرزانہ نے شازیہ سے کہا جو چائے پی رہی تھی۔۔۔۔۔

ارے ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے وہ۔۔۔۔دیر تو ہو جاتی ہے اس طرح کے موسم میں۔۔۔۔۔شازیہ نے اپنے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔جبکہ ملک منصور ہونٹ بھینچے کچھ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ اذمار اور ذروہ کو لے کر سوچ رہا تھا کہ ذروہ اتنی دیر کیا اس لڑکے کے ساتھ تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپا اب ہمیں اجازت دیں اور ہمیں جواب دے دیجئے گا ایک دو دن تک میں منصور کی شادی جلد کر دینا چاہتی ہوں پتا نہیں کتنی زندگی ہے میں بس اپنی زندگی میں اس کا گھر بسا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔شازیہ نے دھیمے سے لہجے میں فرزانہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ارے تم کیوں فکر کرتی ہو۔۔۔۔بس اب ذروہ صرف تمہاری ہی بہو بنے گئی ادریس میری کوئی بات ٹال سکتا ہے بھلا۔۔۔۔فرزانہ نے اپنے مخصوص تیکھے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔""جس پر ملک منصور کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

اگر کوئی نا بھی مانے تو ذروہ میری ہی ہے خالہ جان!۔

ملک منصور نے موبائیل ہاتھوں میں گھماتے ہوئے سنجیدگی سے سوچا۔۔۔۔۔

*

---

واٹ آر یو سیریس دادی۔۔۔۔۔۔اذمار نے بھنویں اچکاتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔۔۔۔۔!

کیا تمہاری دادی اس عمر میں تم سے مزاق کریں گئیں۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے اسے گھورتے ہوئے ہو چھا۔۔۔تمہارا اور زینش کا نکاح ہو گا پچیس تاریخ کو بہتر ہو گا اپنا مائنڈ بنالو۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے کسٹرڈ کی پیالی اٹھاتے ہوئے اٹل لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

مبین اور نوین نے حیرت سے اسے دیکھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔سیریسلی ڈیڈ آپ کو لگتا ہے میں اتنا سیدھا ہوں۔۔۔۔۔اذمار نے ہاتھ پاکٹ میں گھساتے ہوئے تیکھے لب و لہجے میں پوچھا ::::::::::::::::::::

جس پر عدیل صاحب نے پیالی میز پر پٹخی دادی نے بھی چشمہ اتار کر اسے گھورا جو انتہائی بد لحاظ واقع ہوا تھا !

تم سیدھے ہو یا نہیں لیکن تمہاری شادی زینش سے ہی ہو گئی۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

اذمار تمہارے ڈیڈ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔آج تک ہم نے تمہاری ہی باتیں مانی ہیں۔۔۔لیکن اس معاملے میں تمہارا کوئی بہانہ نہیں سنے گئے۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔واٹ آ جوک __ سیریسلی پہلے آپ لوگوں نے میری کتنی باتیں مانی ہیں بتائیں گئی موم آپ زرا مجھے !!اذمار نے تمسخرانہ لہجے میں پوچھا۔۔۔

تم پاگل ہو گئے ایسے بات کرتے ہیں بڑوں سے۔۔۔۔دادی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

تو میں کونسا بڑوں کے سروں پر ڈنڈے برسا رہا ہوں جیسٹ بات ہی تو کر رہا ہوں۔۔۔۔اذمار نے کندھے اچکاتے ہوئے بد تمیزی سے کہا۔۔۔۔"

آففففف دفع ہو جاو یہاں سے لیکن ایک بات سنتے جانا میری بھی اب ضد ہے تم سے ! شادی تو تمہاری زینش سے ہی ہو گئی۔۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے غرا کر کہا۔۔۔۔۔۔

جس کا اذمار پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔

آپ کا جو دل کرتا ہے وہ آپ کریں پیارے ڈیڈ ! لیکن جو آپ کے بیٹے کا دل چاہے گا ہو گا وہی ۔۔۔۔۔ظنزیہ مسکان سے کہتا سیٹی بجاتا ہوا سیڑیاں چڑ گیا۔۔۔۔۔پیچھے وہ سب حیرت کے مارے بیٹھے رہ گئے۔۔۔۔ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے یہ۔۔۔۔۔دادی نے غصے سے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ رکا تھا سیڑیاں پر زینی کھڑی اسے صدمے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے ایک پل اس کے چہرے کی طرف دیکھا پھر اس کے پاس سے تیزی سے گزر گیا۔۔۔۔زینی نے غصے بھری نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔۔زلے نے آنکھیں مسلتے ہوئے ہارون سے کہا۔۔۔۔۔"

جس نے پرسوچ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔زلے چلو یہاں سے یہ جگہ ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔۔۔۔ہارون نے اسکی کلائی پکڑتے ہوئے عجلت سے کہا۔۔۔۔

کیا مطلب !

زلیخہ نے الجھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔ابھی ان سب باتوں کا ٹائم نہیں ہے زلے جلدی سے اٹھو !

ہارون نے اسے آنکھیں مسلتے دیکھ کر زبردستی اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔

زلے بھی جلدی سے اس کے ساتھ لپکی !

وہ عورت اتنی اچھی ہے اُسے تو بتا دو جانے کا۔۔۔زلے نے اس کے سنجیدہ سے راثرات دیکھ کر کہا !

زلے مجھے وہ عورت ٹھیک نہیں لگی تم بس بنا کچھ بولے جلدی سے نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔۔

یہ کیا دروزہ تو لاک ہے۔۔۔۔ہارون نے پریشانی سے بند دروازے کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

اب کیا ہو گا۔۔۔۔۔زلے نے ناسمجھی سے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے غور سے دیکھا جس کا نیند سے برا حال تھا۔۔۔۔۔

زلے وہ عورت کسی سازش کے تحت ہمیں یہاں لے کر آئی ہے مجھے پہلے تو شک تھا لیکن اب یقین یو گیا ہے وہ عورت ٹھیک نہیں !ہارون نے لکڑی کے مظبوط دروازے کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

*

---

تم ایک نمبر کے بد لحاظ انسان ہو کیا کمی ہے مجھ میں جو تم نے شادی سے انکار کیا۔۔۔۔زینی نے نمی لیے آنکھوں سے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اذمار جو شرٹ اتار چکا تھا زینی کے بنا نوک کے آنا اور پھر اس کا پوچھنا اس نے نظر انداز کر کے پہلے شرٹ پہنی۔۔۔پھر زینی کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

زینی مجھے اس طرح کی باتیں پسند نہیں بہتر ہو گا اگر تم مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو گئی تو !اس نے کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بنا مروت دیکھائے اس جواب دیا۔۔۔۔

زینش غصے سے پیر پٹختی ہوئی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

پیچھے اس نے سپاٹ نظروں سے اسکی پشت دیکھی۔۔۔۔وہ اسے کوئی امید نہیں دلانا چاہتا تھا اس سے نرمی سے بات کر کے۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ذروہ سے نکاح نا ہوا ہوتا تو وہ پھر بھی زینی سے شادی نا کرتا بلکہ ساری زندگی کسی سے نا کرتا "۔۔۔۔۔

---

چوہدری جی آپ لڑکی دیکھ کر دنگ رہ جائیں گئے۔۔۔۔۔اتنی خوبصورت ہے کہ بس کیا بتاوں میں آپ کو۔۔۔حلیمہ نے مسکراتے ہوئے چوہدری منیب کو فون میں بتایا !

اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو اس بار انعام تمہاری سوچ سے بھی زیادہ ہو گا۔۔۔چوہدری منیب نے مونچھوں کو بل دیتے ہوئے کمینگی سے کہا۔۔۔۔۔۔

ارے چوہدری صاحب آپ کو میں تصویر بھیجتی ہوں لڑکی کی۔۔۔میں نے چھپکے سے بنا لی تھی اس کی تصویر۔۔۔۔۔۔حلیمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جلدی سے بھیج دو میں اپنے آدمی بھیج رہا ہوں لڑکی ان کے حوالے کر دو اور اپنا پیسا لے جانا آکر ۔۔۔۔۔۔چوہدری منیب نے کہہ کر فون رکھ دیا تھا۔۔۔!

حلیمہ نے مسکراتے ہوئے ہونٹ بھینچے تھے پیسے کا سن کر۔۔۔۔۔۔"

*

---

ہارون نے زلے کو پریشانی سے دیکھا جو نیند میں گھم ہو چکی تھی یا شاید بے ہوش ہو چکی۔۔۔ہارون نے ہونٹ بھینچے اور لکڑی کے پرانے مگر مضبوط دروازے کو دیکھا جو توڑنا بہت مشکل تھا اور تو کمرے میں صرف ایک ہی کھڑکی تھی جو کہ دروازے کی طرح ہی بہت مضبوط تھی۔۔۔۔

دروازہ کھولو ورنہ اچھا نہیں ہو گا !

ہارون نے دروازے کو لات رسید کرتے ہوئے چلا کر کہا۔۔۔۔

باہر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔۔۔ہارون کے دماغ میں وہ منظر گھوما جب وہ عورت زلے کو بہت للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔افف وہ عورت ٹھیک نہیں تھی مطلب وہ کسی شازش کے تحت ہمیں یہاں لے کر آئی تھی۔۔۔۔ہارون نے غصے بھری نظروں سے دروازے کو دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔

پھر اپنی بانہوں میں جھولتی زلے کو چارپائی پر ڈالا۔۔۔۔۔اور دروازے کی طرف آیا دروازے کو بہت زور سے دھکا مارتا وہ کوئی جنونی سا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔باہر کھڑی حلیمہ نے پریشانی سے ہلتے ہوئے دروزے کو دیکھا۔۔۔۔۔

چوہدری جی بس جلدی سے آ جائیں۔۔۔حلیمہ نے پریشانی سے باہر کی طرف جھانکتے ہوئے خود سے کہا۔۔۔۔۔

*

جی۔۔۔۔ذروہ نے حیرت نے ادریس صاحب کو دیکھا اور پھر نادیہ کو دیکھا جو صوفے پر بیٹھی پریشانی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

بیٹا آئی نو وہ تم سے تھوڑا بڑا ہے لیکن بچے مرد عمر کا بڑا ہو تو وہ بہت خیال رکھتا ہے اپنی بیوی کا اور یہ بھی تو سوچو تم وہاں راج کرو گئی کوئی روک ٹوک نہیں ہو گئی۔۔۔۔ادریس صاحب نے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔۔جس کے تاثرات بہت الجھے سے تھے شاک سے۔۔۔۔۔۔۔

ارے ادریس اسے کوئی اعتراض تھوڑے ہی ہو گا نادیہ خود ہی تو کہتی ہے اس نے اپنی بیٹی کی تربیت بہت اعلٰی پیمانے پر کی ہے۔۔۔۔۔۔فرزانہ نے پان منہ میں ڈالتے ہوئے تنک کر کہا۔۔۔۔۔"

جس پر ذراوہ نے دھندلائی ہوئی نظروں سے نادیہ کو دیکھا جو سپاٹ سی نظروں سے فرزانہ بیگم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بیٹا آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا میں جانتا ہوں آپ میرا مان نہیں توڑیں گئی زبان جو دے چکا ہوں میں ان لوگوں کو۔۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے مان بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے سر اٹھا کر ادریس صاحب کو خالی خالی نظروں سے دیکھا !

ابھی تو اس کے دل میں کسی کے لیے احساس جگا تھا ابھی ہی تو اس نے کسی کی نظروں میں اپنے لیے کیئرنگ دیکھی تھی۔۔۔۔۔بہت سے پل اس کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔۔۔۔لیکن وہ خاموش تھی بہت خاموش !

*

اذمار بال ہوا میں اچھالتا ہوا سڑک پر سپاٹ تاثرات سے دوڑتا جا رہا تھا۔۔۔۔جب فٹ بال کسی کے پیروں کے پاس جا کر رکا تھا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے سامنے دیکھا جہاں چار پانچ بندے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ہاتھوں میں ڈنڈے پکڑے وہ کوئی شکل سے ہی بد معاش لگ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔اذمار کے چہرے پر بہت پیارے تاثرات آئے تھے اسے فرسٹریشن سے نکلنے کا موقع مل چکا تھا وہ ایسے ہی تو اپنا غصہ کم کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ بندے بھی چونک چکے تھے اس کے ہونٹوں پر سپاٹ سی مسکراہٹ دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

کیا تم لوگ مجھے مارنے آئے ہو۔۔۔۔اذمار نے ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے ہوئے لاپراوہی سے ان سے پوچھا۔۔۔۔

بلکل !ان میں سے ایک آدمی نے ڈنڈا اپنے ہاتھ میں گھماتے ہوئے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔۔'

اذمار مسکرا کر پلٹا۔۔۔۔"

*

ہارون نے اب کی دفع کھڑکی پر زور ازمائی کی۔۔۔

کھڑکی کی کنڈی پر زنگ لگا ہونے کی وجہ سے ہارون کے ایک دو وار پر ہی وہ جھٹکے سے کھلی چکی تھی ۔۔۔۔۔۔"

ہارون نے گہرا سانس لے کر خود جو کمپوز کیا۔۔۔پھر نظریں چارپائی پر ڈالی جہاں وہ ہاتھ پاوں چھوڑے بے ہوش پڑی تھی۔۔۔۔۔

ہارون نے اس پر جھک پر اسے بانہوں میں اٹھایا۔۔۔۔۔۔وہ اسے اٹھا کر کھڑکی پاس لے آیا کھڑکی کافی چوڑی تھی ایک آدمی آسانی سے بیٹھ کر بیچ میں سے گزر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے اپنے سینے میں کسی قیمتی چیز کی طرح بھینچا اور کھڑکی میں بیٹھا۔۔۔کھڑکی میں بیٹھ کر وہ نیچے کودا تھا۔۔۔کیونکہ کمرہ زیادہ اونچائی پر نہیں تھا تو وہ آسانی سے اسے لیے کود گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی بس ساکت سی حالت میں بیٹھی تھی __کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ اسے کوئی خوشی پورے طرح راس کیوں نہیں آتی تھی۔۔۔۔۔ذروہ نے آنسو پونچھتے ہوۓ سوچا۔۔۔۔

آپ !

ادریس صاحب کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ چونک کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

بابا آپ اس وقت۔۔۔ذروہ نے مروت میں مسکرا کر ان سے پوچھا۔۔۔۔

مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی ذروہ بیٹھو ادھر۔۔۔۔

ذروہ الجھتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی۔۔۔۔

اور پھر جو انہوں نے ذروہ سے بات کی وہ ذروہ کو ساکت کر گئی تھی اسے ایسے لگا جیسے ساتوں آسمان اسے کے سر پر آ کر گر گئے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری بات پر غور سے کام لینا۔۔۔ادریس صاحب کہہ کر کمرے سے چلے گئے اور وہ اسی طرح بیٹھی رہ گئی ساکت سی کسی مورت کی طرح ؛

*

پلٹ کہاں رہے ہو۔۔۔۔۔اسی آدمی نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

اذمار بنا پلٹے مسکرایا۔۔۔۔ایک بات یاد رکھنا اذمار میدان چھوڑنے والوں میں سے نہیں بلکہ مقابل کو بھگانے والوں میں سے ہے۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے جواب دے کر اپنی طرف بڑھتے آدمی کو ہاتھ کے مکہ سے راستے میں ہی روکا تھا جو لہرا کر نیچے گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔آجاو تم سب بھی ___ اذمار نے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے سب کو چڑایا اپنی زچ کرتی مسکان سے۔۔۔۔۔۔

وہ کہاں جانتے تھے اسے کہ جس سے مقابلہ کر رہے ہیں وہ بلیک بیلٹ ہے اور پانچ بار ریسلنگ میں بھی حصہ لے چکا ہے اور پانچوں بار جیت کر ہی میدان سے اترا تھا۔۔۔اگر جانتے تو اس سے کبھی مقابلہ نا کرتے۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے بنا اپنی جگہ سے ہلے سب کو زمین چٹا دی تھی۔۔۔۔۔۔اب سب وہ مار کھا کر زمین پر پڑے ہوئے کراہ رہے تھے۔۔۔۔"

کس نے بھیجا ہے تم لوگوں کو ___ اذمار نے ایک کے منہ پر زور سے مکہ نارتے ہوئے سپاٹ سے تاثرات سے پوچھا۔۔۔۔۔

ملک منصور نے !

ایک نے اپنے ہونٹوں سے خون صاف کرتے ہوئے کراہ کر جواب دیا۔۔۔۔۔۔"

اذمار کی گرین آنکھوں آنکھوں میں سرد پن اترا تھا۔۔۔۔ملک منصور ذروہ کا کزن۔۔۔اس نے ہاتھ پر نیلا رومال باندھتے ہوئے سرد سی آواز میں خود سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔بھاگو یہاں سے ورنہ تم لوگوں کا قیمہ بنانے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔۔۔۔۔اس کی سرد سی آواز پر وہ چاروں اٹھ کر بھاگتے جہاں سے آئے تھے وہی کہی غائب ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے فٹ بال کو ہاتھوں میں لے کر نیچے رکھا پھر زور سے کک مارتا ہوا اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

وہ ابھی پلٹا ہی تھا جب اس کے سامنے حلیمہ پسٹل پکڑے آئی تھی۔۔۔۔۔

کہاں جانے کی تیاری ہے ہارون صاحب۔۔۔تھوڑی دیر مجھے حدمت کا موقع تو دیں۔۔۔۔حلیمہ نے کمینی سی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔۔ہارون کے چہرے پر تپش والے تاثرات آئے تھے۔۔۔۔

کون ہو تم ! اور ہم سے کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ہارون نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

بس آپ کی خوبصورت بیوی پسند آگئی ہے ہمارے چوہدری جی کو۔۔۔۔۔منان نامی آدمی نے پیچھے سے آتے ہوئے اس کی بات پر ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔"

یو باسٹرڈ۔۔۔۔ہارون نے غصے سے کھینچ کر لات اس کے پیٹ پر ماری جس پر منان لڑکھڑا کر سنبھل چکا تھا۔۔۔۔

پکڑ لو اسے اور چھین لو لڑکی اس سے۔۔۔۔منان نے غصے سے چلا کر اپنے آدمیوں سے کہا۔۔۔۔

ہارون نے حیرت سے اپنے ارد گرد کھڑے بھاری جسامت والے آدمیوں کو دیکھا اور پھر زلے کو جو ہوش میں آ چکی تھی۔۔۔۔۔

*

ذروہ نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا تھا جو گارڈن میں کھڑا بہت سے لڑکوں سے الجھ رہا تھا ۔۔۔۔یار ذروہ یہ انسان جگڑا کیے بغیر نہیں رہ سکتا ! عینی نے اسے دیکھتے ہوئے رائے دی۔۔۔جبکہ ذروہ کے نقاہت زدہ چہرے پر کوئی تاثر نہیں آیے تھے۔۔۔۔۔وہ بس سپاٹ سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو شرٹ پہنتا ہوا ذروہ کی طرف ہی آرہا تھا وہ ہاتھوں سے بال سنوارتا ہوا خوبصورت سی چال چلتا اس کے قریب آ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

٭

زلے کو ہوش میں آتے دیکھ کر وہ ریلکس ہوا تھا اب وہ ان لوگوں سے آسانی سے نمٹ سکتا تھا ۔۔۔۔

زلے حیرت سے منہ کھولے ان آدمیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔جو ان کے سامنے کھڑے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے انہیں گھور رہے تھے۔۔۔۔۔ہارون نے زلے کو نیچے اس کے پیروں پر کھڑا کیا۔۔۔۔۔۔زلے نے ہارون کو دیکھ کر حلیمہ کو غصے سے گھورا۔۔۔

تم بچ عورت تمہاری یہ ہمت کے تم ہمارے ساتھ دھوکہ کرو تمہاری تو میں ہڈی پسلی ایک کر دوں گئی سمجھ کیا رکھا تھا تم نے ہمیں ہاں!۔۔۔۔۔۔۔زلے نے حلیمہ کے پاس جا کر اسے دھکا دیتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔حلیمہ سمیت سب نے غصے سے بھری لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔البتہ ہارون کے چہرے پر بہت خوبصورت تاثرات آئے تھے اسے شیرنی کے روپ میں دیکھ کر۔۔۔۔۔۔وہ ابھی زلے اور ہارون کو جانتے نہیں تھے۔۔۔۔جو پورے خاندان میں لڑاکا کے نام سے کچھ کچھ مشہور تھے ۔۔۔۔۔

اے لڑکی تم نے مجھے گالی دی اور دھکا دیا مجھے تیری تو۔۔۔۔حلیمہ نے پھنکار کر تھپڑ اس کے منہ پر مارنا چاہا تھا۔۔جسے زلے راستے میں ہی روک چکی تھی۔۔۔۔۔

یہ ہاتھ اگر میرے چہرے پر پڑتا نا تو ساری عمر اس ہاتھ کو روتی۔۔۔۔زلے نے بھی خوب غصہ کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔۔پکڑ کے لے جاو اس لڑکی کو چوہدری جی کے پاس اسے تو وہی سیدھا کریں گئے ___ حلیمہ نے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے چوہدری کے آدمیوں کو حکم دیا۔۔۔۔۔۔۔

جو حکم ملتے ہی سرعت سے زلے کی طرف آئے تھے ___اس سے پہلے وہ زلے کی کلائی پکڑتا اس کا ہاتھ راستے میں ہی ہارون اپنی مظبوط گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔۔میری بیوی کو ہاتھ لگائے گا تجھے تو میں نہیں چھوڑوں گا اب باسٹرڈ انسان !

ہارون نے کہتے ہی اس کا ہاتھ مڑور کر اسکی پشت پر لے جا چکا تھا جس سے اس کے ہاتھ سے پسٹل چھوٹ کر نیچے گری تھی۔۔۔۔۔۔

باقی سب ہارون کی طرف بڑھے ہی تھے جب ہارون نے اس (راجا)

جو چوہدری کا سب سے خاص آدمی تھا۔۔۔۔اس کو گلے سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔۔زلے نے سرعت سے نیچے جھک کر اس کے ہاتھ سے گرا پسٹل اٹھا کر ہارون کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔۔۔

ہارون نے پسٹل کیچ کر کے راجا کی کھوپڑی پر رکھا جس سے سب وہی رکے تھے۔۔۔۔۔راجا نے خود کو چھڑانے کی بہت کوشش کی جب نے ہارون پسٹل اس کی ٹھوڑی پر مارا تھا جس سے وہ چیخ کر رہ گیا۔۔۔۔۔

اگر اسکی زندگی چاہتے ہو تو سب پیچھے پیچھے ہو جاو ورنہ اس ناکارہ سے ہاتھ دھو بیٹھو گئے

۔۔۔۔۔ہارون نے سب کو غصے سے وارن کیا۔۔وہ لڑ سکتا تھا ان سے اگر اس کے ساتھ زلے نا

ہوتی تو !وہ اسی پسٹل سے سب کے دماغ درست کر دیتا۔۔۔۔لیکن ابھی اسے اس خطرناک علاقے نکلنا تھا۔۔۔۔۔حلیمہ نے غصے سے ہونٹ بھینچ کر زلے کو دیکھا جو ہارون کے کندھے کے پیچھے کھڑی غصے سے سرخ ہوتے چہرے سے سب کو گھور رہی تھی ____ہارون راجا کو لیے آہستہ آہستہ پیچھے ہوا ،

باقی سب بھی آگے بڑھے ہی تھے جب ہارون نے ان کے پاوں کے پاس فائر کیا تھا جس وہ سرعت سے پیچھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اگر کسی نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی تو یہی بھون دوں گا !ہارون نے تیش سے سب کو وارن کیا۔حلیمہ نے مٹھیاں بھینچی کہ وہ اگر یہاں سے نکل گئے تو چوہدری تو اسے نہیں چھوڑے گا ۔۔۔۔۔کیا کرے وہ اب !

حلیمہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے لرز کر سوچا ____چوہدری کو اگر کوئی لڑکی پسند آجائے تو پھر اس لڑکی کا کہی اور ٹھکانہ نہیں ہو سکتا سوائے چوہدری کی حویلی کے۔۔۔۔۔!

ہارون کیا میں اس عورت کے بال کھینچ لوں۔۔۔۔زلے نے غصے سے کہا۔۔۔۔جس پر حلیمہ نے جلدی سے بوکھلاتے ہوئے بڑی والی شال

آپنے سر پر اوڑھی تھی۔۔۔۔۔۔جس پر ہارون کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چمکی تھی۔۔۔۔۔

زلے بعد میں اس کے بال کھینچنا پہلے یہاں سے بھاگ تو لو۔۔۔۔ہارون نے اسے ہمیشہ کی طرح تپایا۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹ لٹکا کر اسے دیکھ کر ناک چڑھایا۔۔۔۔۔

راجا بھرپور کوشش کر رہا تھا ہارون کی گرفت سے نکلنے کی لیکن ہارون نے بھی اس پر خوب گرفت کی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔زلے ابھی بھی دور فون کان سے لگاتی حلیمہ کو گھور رہی تھی بھلا اسکی اتنی ہمت کے وہ زلے کو ٹریپ کرنے کی کوشش کرے۔۔۔۔زلے نے دانت پیستے ہوئے دل میں سو چا۔۔۔۔

*

ارم تم کیوں پریشان ہوتی ہو وہ سمجھ جائے گا جانتی تو ہو تھوڑا نخریلا ہے لیکن عدیل اسے منا لیں گئے ۔۔۔۔۔مبین نے اپنی بہن ارم کو تسلی دی جس نے جب سے سنا تھا اذمار نے اس رشتے سے انکار کر دیا ہے وہ تب سے پریشان تھی کہ اذمار کی ضد کا تو سب کو پتا تھا۔۔۔۔۔

مبین پتا نہیں کیا ہو گا زینش تو اسے بہت پسند کرتی ہے۔۔۔ارم نے چائے کا کپ اٹھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔۔میں جانتی ہوں زینش اسے پسند کرتی ہے تم فکر مت کرو اذمار صرف زینش کا ہی ہو گا۔۔۔۔۔مبین نے بھی اپنی چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے اسے تسلی دی۔۔۔۔۔۔۔"

اور یہ زلے کیا وقعے ہارون سے خلع لے لے گئی۔۔۔ارم نے ادر گرد دیکھتے ہوئے آہستہ سے اپنی بہن سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں ہو جائے تو جان چھوٹے اس ناک چڑی لڑکی سے۔۔۔مبین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔جس پر ارم نے سر ہلا کر تائید کی۔۔۔۔۔"

*

وہ اس کے پاس آ کر رک چکا تھا۔۔۔ذروہ نے اسے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا !

کہاں جارہی ہیں آپ۔۔۔اذمار نے اسے پلٹتے دیکھ کر بے ساختہ پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔"آئی تھنک

میں یونی میں پڑھنے ہی آتی ہوں۔۔۔وہ اسے جتاتی ہوئی کلاس روم میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔اذمار نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس کی دراز چوتی دیکھی جو چادر سے باہر جھانکتی ہوئی نظر آ رہی تھی،،،

وہ لب بھینچے اسکے پیچھے ہی گیا تھا۔۔۔۔"

وہ آگے والے ڈیسک میں بیٹھ چکی تھی ساتھ ہی عینی بھی بیٹھی تھی _____عینی آپ دوسرے ڈیسک میں بیٹھ جائیں۔۔۔۔اذمار صاحب نے درخواست نہیں حکم دیا تھا۔۔۔۔عینی اور ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا جو ان کے سر پر ہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔"عینی کہی نہیں جائے گئی وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہی بیٹھتی ہے۔۔۔۔ذروہ نے سنجیدگی سے اسے جواب دیا۔۔۔۔۔

مس عینی آپ یہاں سے اٹھنا پسند کریں گئی۔۔۔۔۔اذمار نے بھینویں اچکاتے ہوئے عینی سے پوچھا جبکہ اسے اگنور کیا جو غصے سے اسے دیکھ رہی تھی عینی منہ بناتی کھڑی ہوئی تھی جبکہ ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر اس ڈیٹھ انسان کو دیکھا تھا جو صرف اپنی ہی مرضی کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ بیٹھ چکا تھا ذروہ کے ساتھ جو سپاٹ تاثرات سے سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی _____*

تم ناراض ہو مجھ سے !

اذمار نے اس کی طرف محویت سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں اس سے پوچھا،جو ریڈ شرٹ اور وائٹ کیپری پہنے سر پر وہی بلیک شیشوں والی چادر اوڑھے بلکل سادہ سی تھی اور اسکی سادگی ہی تو اذمار کو اپیل کرتی تھی۔۔۔۔۔چمکتی لونگ اسکی کمزوری بن چکی تھی جو وہ ذروہ سے تو کہنے سے رہا۔۔۔۔۔"

اتنے میں سر کلاس میں اینٹر ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔ذروہ سنجیدگی سے سر کا لیکچر نوٹ بک پر کاپی کرتی جا رہی تھی اور وہ تھا کہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اس کے چلتے ہاتھوں کی سپیڈ دیکھ رہا تھا اسکی لکھائی کافی رف سی تھی جسے اذمار نے ناک چڑہا کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ذروہ کب سے خود پر اس کی گرم نظریں

محسوس کر رہی تھی اب اسنے لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا جس کی گرین آنکھیں بلکل ایک الگ ہی رنگ میں ڈھل چکیں تھیں جن میں شاید کچھ الگ سا تاثر تھا ذروہ کے لیے جسے ذروہ سمجھ نہیں سکی تھی اگر سمجھ جاتی تو خود پر رشک کرتی مغرور شہزدے کی اتنی توجہ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کیا دیکھ رہے ہیں !

ذروہ نے سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔*

آپ کی لکھائی بہت گندی ہے مجھے لگتا ہے اس لیے آپ سیکنڈ پوزیشن لیتی ہیں !

اذمار نے گلابی ہونٹ دانتوں میں دباتے ہوئے کافی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا پھر نظر اپنی نوٹ بک پر ڈالی۔۔۔۔

آپ کو خود کچھ لکھنا نہیں آتا اور چلیں ہیں میرے لکھے میں کیڑے نکالنے اونہہ۔۔۔۔ذروہ نے ناک پھلاتے ہوئے غصے سے کہا وہ کافی مائنڈ کر گئی تھی اپنی لکھائی کو لے کر۔۔۔۔۔

اذمار ہونٹ بھینچے آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی زچ ہوتے نقوش اسے کافی پیارے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

ادھر لائیں !

اذمار نے کہتے ہی نوٹ بک اس کے ہاتھوں سے لے لی تھی۔۔۔۔۔اور وائٹ بورڈ پر لکھا نوٹ بک میں اتارنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے غصے سے اسے دیکھا پھر گہری سانس لے کر خود کو ریلکس کیا ۔۔۔۔۔نوٹ بک کی طرف دیکھ کر وہ چونک گئی تھی جہاں وہ خوبصورت لکھائی سے لکھتا اسے چونکا گیا تھا۔۔۔۔۔

اتنا نالائق بندا اتنا خوبصورت کیسے لکھ سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے اس کی لکھائی دیکھتے ہوئے دل میں حیرت سے سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

ہارون اور وہ اسے ایک درخت کے ساتھ باندھ کر وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اور نہیں بھاگ سکتی مجھے کہی سے کھانا لادو ورنہ میں ایک قدم نہیں چلوں گئی۔۔۔۔۔۔زلے نے کمر پر ہاتھ اٹکاتے ہوئے ہانپتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے سنجیدگی سے گھورا۔۔۔۔۔ڈاکٹر ذلیخہ یہاں آپ کو کوئی ریسٹورینٹ نظر آرہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے کافی سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔۔۔

نہیں تو ! زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر میں ڈاکٹر صاحبہ کو کھانا کہاں سے لا کر دوں۔۔۔۔ہارون نے آئی بروز اچکاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔"

زلے نے اسے گھورا ! میں کچھ نہیں جانتی میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا اور اب تو شام ہو گئی ہے بھوک سے میرے پیٹ میں آگ لگی ہوئی ہے۔۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے روہانسے لہجے میں کہا ۔۔۔۔۔۔"

ہارون کا دل نرم پڑا آپ مجھے کھا کر اپنے پیٹ کی آگ بجھا سکتی ہیں آئی ڈونٹ مائنڈ۔۔۔۔ہارون نے اس کے قریب آتے ہوئے کافی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔

بڑا گوشت مجھے نہیں پسند۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے دیکھتے ہوئے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔۔۔ہارون کے چہرے پر تاسف والے تاثرات آئے۔۔۔۔۔۔

زلے ہمیں یہاں سے جلد نکلنا ہو گا ورنہ وہ لوگ ہم تک پہنچ سکتے ہیں آسانی سے اگر آپ کی یہی سپیڈ رہی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے ارد گرد دیکھتے ہوئے طنزیہ کہا۔۔۔۔۔۔

مجھے سے نہیں بھاگا جائے گا۔۔۔۔زلے نے خشک گلے کو تر کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے ایک دو پل اسے دیکھا پھر وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاچکا تھا۔۔۔۔۔زلے نے حیرت سے اسے دیکھا جو سنجیدگی سے سامنے کی طرف دیکھتا تیز قدموں سے چلتا جا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؛

اسکی مونچھیں نا ہوں تو اتنا برا نہیں ہے یہ ___زلے نے اسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے پیچھے چونک کر دیکھا جہاں سے قدموں کے دوڑنے کی آواز قریب آرہی تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے پریشانی سے دیکھ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔زلے ہمیں یہاں سے جلدی نکلنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ابھی یہی لفظ اس کے منہ میں ہی تھے جب وہ بلکل ان کے قریب پہنچ چکے تھے

۔۔۔۔۔

ہلنا مت ورنہ جان سے جاو گئے۔۔۔۔۔۔راجا نے پسٹل کا رح ہارون کی طرف کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔:

زلے تم نے یہاں سے بھاگنا ہے !

ہارون نے اسے کھڑا کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

میں ہرگز تمہار بنا کہی نہیں جاوں گئی سمجھے تم ____زلے نے سنجیدگی سے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی کو ہمارے حوالے کردے اور تو یہاں سے پھوٹ جا۔۔۔۔ورنہ جان سے ہاتھ دھونے پڑے گئے تجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک اور آدمی نے اسے دھمکی دی۔۔۔۔۔۔

ہارون نے مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔۔۔۔آو اور لے جاو اسے اگر ہمت ہے تو!۔۔۔۔۔ہارون نے انہیں دیکھتے ہوئے دانت پر دانت جماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔*

*

_____

کیا کہہ رہی ہو شائستہ تم!۔۔۔۔

دادی نے چائے کا کپ نیچے رکھتے ہوئے اپنی بیٹی سے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔"

اماں میں بلکل سنجیدہ ہوں اور مجھے فیصلہ اقرار میں ہی چاہئیے۔۔۔۔۔شائستہ نے نوین کو دیکھتے ہوئے اماں سے کہا۔۔۔۔۔۔

اماں شائستہ نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔ذروہ بہت پیاری اور دھیمے مزاج کی بچی ہے

۔۔۔۔۔۔۔نوین کو یہ فیصلہ بہت بھایا تھا اس لیے شائستہ کی بات پر دل سے تائید کی تھی اس نے

۔۔۔۔۔۔۔

ہمم اعتراض تو کوئی نہیں مجھے! اور یقیناً ذوالفقار کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔"

دادی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

لیکن اماں اگر نادیہ نے کوئی اعتراض کیا تو !

شائستہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔"

ارے اسکی کیا مجال ہے ہماری بیٹی کے معاملے میں بولنے کی وہ بھی کوئی رشتہ تلاش کر رہی ہے ذروہ کے لیے ملی تھی ایک دن ہسپٹل میں جس دن میں چیک اپ کروانے گئی تھی ذروہ کے رشتے کے لیے کہہ رہی تھی وہ میں نے کہہ دیا ذروہ کی کوئی ٹینشن نا لے ہماری بچی ہے ڈھونڈ لیں گئے ہم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دادی نے شائستہ کو کافی تفصیل سے بتایا۔۔۔۔۔"

جس پر شائستہ کے چہرے پر اطمینان جھلکا تھا۔۔۔۔انہیں اپنے بیٹے کے لیے کوئی معصوم سی لڑکی ہی چاہیئے تھی اور ذروہ سے بھر کون ہوگئی معصوم سی اور سیدھی سادی سی۔۔۔۔شائستہ اب اطمینان سے چائے پیتی نوین سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

ہارون نے اس آدمی کا ہاتھ راستے میں ہی روکا تھا۔۔۔۔میری بیوی کی طرف دیکھ کر تو دیکھاو ہاتھ لگانا تو دور کی بات ہے۔۔۔۔۔ہارون نے کہتے ہی زور سے اس کا ہاتھ مڑور کر توڑ دیا تھا جس سے اسکی چیخ پورے ویرانے میں گونجی تھی۔۔۔۔۔۔

زلے نے حیرت سے ڈاکٹر کے غصیلے تاثرات کو دیکھا۔۔۔۔۔

اب سب اس پر آ چکے تھے۔۔۔۔ہارون بہت تیش سے لڑتا کہی سے بھی ڈاکٹر نہیں لگ رہا تھا بلکہ کوئی ماہر فائٹر ہی لگا تھا وہ زلے کو اس وقت۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے سامنے پڑا موٹا ڈنڈا اٹھایا اور ایک آدمی کے سر پر مارا جو ہارون کی گردن جھکڑے کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔آہ ___ وہ آدمی درد سے بلبلاتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔۔انہیں مارنے کا حکم نہیں ملا تھا ورنہ وہ لوگ گولی سے کام لیتے۔۔۔۔۔۔۔ورنہ یوں مار نا کھا رہے ہوتے۔۔۔۔۔۔۔۔زلے اب ڈنڈا

پکڑے غصے سے باقیوں کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔دونوں میاں بیوی لڑ رہے تھے ان آدمیوں سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

زلے بھاگو یہاں سے۔۔۔۔۔ہارون اسے کہتا اس کی کلائی پکڑے بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے بھاگتے اندھیرے میں کہی گھم ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔ہارون نے پسٹل جاتے وقت اٹھا لیا تھا۔۔۔

راجو نے ساری بات چوہدری منیب کو بتائی جس نے غصے سے سارے شراب کی بوتلیں نیچے گرا دی تھیں ہاتھ مار کر۔۔۔۔۔

راجو مار دو اس لونڈے کو اور وہ لڑکی اب میری ہے صرف میری وہ بھی ساری زندگی کے لیے

۔۔۔۔۔منیب نے ہونٹ بھینچ کر اسے باور کروایا۔۔۔۔

جی چوہدری صاحب۔۔۔۔۔راجو نے جلدی سے کانپتے ہوئے ہاں کی تھی۔۔۔۔۔۔اتنی شدت اس نے پہلے چوہدری منیب کے لہجے میں کب محسوس کی تھی اس لیے گھبرانا تو بنتا تھا نا اس

کا۔۔۔۔۔۔چوہدری جی وہ لڑکا بڑا سخت لڑتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راجو نے ہکلاتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔

منہ بند رکھو اپنا ناکارہ انسان ماردو اسے اور لڑکی لے آو۔۔۔۔۔چوہدری نے غصے سے دانت پیستے ہوئے اسے حکم دے کر فون بند کر دیا۔۔۔۔۔۔"

*

---

پوری کلاس میں وہ ذروہ کو زچ کرتا رہا تھا اپنی نگاہوں اور حرکتوں سے۔۔۔۔۔۔جس پر ذروہ صرف صبر کے گھونٹ ہی بھرتی رہی تھی۔۔۔۔

میں چھوڑ دیتا ہوں تمہیں !

اذمار نے اسے پارکنگ کی طرف بڑھتے دیکھ کر آنکھوں پر گلاسز لگاتے ہوئے کہا مغرور لہجے میں کہا

۔۔۔۔۔

میری گاڑی ٹھیک ہو چکی ہے سو میں خود جاسکتی ہوں۔۔۔۔۔اس نے کیز سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

مس ذروہ آپ میرے ہی ساتھ یونی میں آیا کریں گئی اور جایا کریں گئی اٹس ڈن۔۔۔۔۔۔اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا جو ذروہ کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میں کیوں جاوں گئی تمہارے ساتھ میرے ابھی ہاتھ پاوں سلامت ہیں گاڑی چلا سکتی اور الحمداللہ راستے بھی سارے آتے ہیں مجھے۔۔۔۔۔ذروہ نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔جس پر اذمار نے اسے کے ہاتھ سے چابی چھینی تھی۔۔۔۔۔جس پر ذروہ نے اس کی طرف پلٹ کر غصے سے اسے گھورا تھا

:۔۔۔۔۔۔۔

*

کیا مسلہ ہے آپ کے ساتھ۔۔۔ذروہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اس سے تیکھے لب و لہجے میں پوچھا۔۔۔

مسلہ آپ کے ساتھ ہے میرے ساتھ تو نہیں۔۔۔!اس نے کیز اوپر کی طرف اچھالتے ہوئے لاپراوہی سے کہا۔۔۔۔۔"

کیا مطلب !

ذروہ نے زچ ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

مطلب آپ کو خود سمجھنا ہے ہو گا ! اب آپ دیر مت کریں اور میرے ساتھ آئیں اگر ٹائم پر گھر پہنچنا ہے تو ! اذمار نے کیز کو ہاتھوں میں گھماتے ہوئے پاس ہی کھڑی اپنی سپورٹ بائیک کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

انتہائی بد تمیز ہے یہ تو۔۔۔۔۔ذروہ نے دل میں ہی دل میں دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر گہرا سانس لیتی اس کے پیچھے بیٹھی۔۔۔۔۔

اس دفعہ ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیا جس پر اسکی گرین آنکھوں میں چمک بڑھی تھی محض اس کے چھونے پر ہی۔۔۔۔۔آپ کب سٹارٹ کریں گئے اسے مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ذروہ نے تیکھے لہجے میں اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے جتایا۔۔۔۔اذمار ہلکا سا پیچھے مڑا اب ذروہ اور اس کا چہرہ ایک انچ کی دوری پر تھا۔۔۔۔ذروہ نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا جس کی آنکھیں پل میں کئی رنگ بدلتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کا دل زوروں سے دھڑکا تھا جس پر وہ گھبرا کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔مسز ذروہ ! وہ اسکی گھمبیر آواز پر اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کچھ بھول رہی تھی شاید۔۔۔اذمار نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا۔۔۔۔"ذروہ نے اس کی نظروں سے بچنے کے لیے جلدی سے اپنے ہاتھ اس کے گرد رکھے تھے ۔۔۔اذمار ہلکی سی مسکراہٹ سے سیدھا ہوا اور بائیک کو فل سپیڈ میں چھوڑا۔۔۔۔۔۔ذروہ کے نظریں اب دھندلا گئی تھی۔۔۔۔۔۔میں کیا کروں کہاں جاوں کتنی بے بس ہوں میں !ذروہ نے آنسو اندر ہی کہی اتارتے ہوئے آفسردگی سے سوچا۔۔۔۔"ذروہ کی نظریں ہمیشہ کی طرح اس کے ہلکے بروان بالوں پر تھیں جو دھوپ میں خوب چمکتے تھے ادھر ادھر اڑتے وہ ذروہ کو بھی اپنے ساتھ باندھ رہے تھے۔۔۔۔۔"

*

ہارون وہ دیکھو !

زلے نے اسکی توجہ دور گاوں کی طرف دلائی جہاں سے بلب وغیرہ جلتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔۔۔۔

ہارون نے سر ہلایا اور زلے کا ہاتھ پکڑتا ہوا گاوں کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔۔زلے آئی نو وہ ہمیں سب سے پہلے اسی گاوں میں ہی تلاش کریں گے ہارون نے رکتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

تو پھر اب !

زلے نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔۔۔"

زلے وہ سامنے حویلی کو دیکھ رہی ہو۔۔۔ہارون نے دور کھڑی سرخ حویلی کی طرف اشارا کیا تھا۔۔۔۔۔۔جو بہت شان و شوکت سے کھڑی تھی۔۔۔۔تو کیا یہاں جانا چاہئیے ہمیں۔۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹوں پر انگلی بجاتے ہوئے اس سے پوچھا تھا جس نے سر ہلا کر تائید کی تھی اپنی بات کی

*۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم چلو یہاں سے۔۔۔۔۔۔اسی حویلی میں ہی رات رہیں گے ہم صبح چلے جائیں گئے میں فون بھی کمرے میں چھوڑ آیا تھا ورنہ انہیں کال ہی کر دیتا ساری ٹیم پریشان ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے آگے بڑھتے ہوئے سنجیدگی سے کیا۔۔۔۔۔۔۔زلے نے اسکی وائٹ میلی شرٹ کو دیکھا وہ ایک ہاتھ میں اسکی کلائی پکڑے تیز قدموں سے چلتا اچھا لگا تھا اسے ; افففف اسکی مونچھیں۔۔۔۔۔۔زلے کی جب نظر اسکی مونچھوں پر پڑی تو وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

پیچھے ہٹ جاو سب ایک آدمی گاڑی سے نکلتا ہوا تیز آواز میں بولا اور گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھولا جہاں سے ایک درمیانی عمر کا بزرگ آدمی نکلا تھا۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ بزرگ صاحب۔۔۔۔ہارون کی اونچی آواز پر وہ وائٹ کپڑوں اور سفید داڑھی وال انسان رکا تھا وہ دیکھنے میں ہی کوئی رعب دار اور سوبر سا لگتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون اور زلے جلدی سے ان کے پاس آئے۔۔۔۔

بچو ! کوئی مسلہ ہے تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔۔۔داڑھی والے آدمی نے ان کے پریشان چہرے دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

جی اصل میں !ہارون نے انہیں ساری بات بتادی جس پر انہوں نے افسوس سے سر ہلایا۔۔۔۔

آو میرے ساتھ۔۔۔وہ کہتے ہوئے آگے بڑھے تھے پیچھے زلے اور ہارون بھی بڑھے اور ان کے کچھ آدمی بھی۔۔۔۔۔۔۔"

،

---

ذروہ نے خاموشی سے ذوالفقار صاحب کو دیکھا جو سٹڈی روم میں کھڑے ہارون سے بات کر رہے تھے ۔۔۔۔۔۔ٹھینک گاڈ تم دونوں ٹھیک ہو زلے کا خیال رکھنا ہارون تم جانتے تو ہو تھوڑی نازک مزاج ہے وہ ! میں نکل ہی رہا تھا گاوں کے لیے۔۔۔۔۔تم دونوں صبح ہوتے ہی واپس ٹیم کے پاس پہنچو وہ سب بھی بہت پریشان ہیں صبح سے۔۔۔۔!

ہمم میں کال کرتا ہوں انہیں کہ تم دونوں بلکل ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے کہہ کر فون بند کیا اور سینئر ڈاکٹر کے نمبر پر کال کی وہ اب ان سے بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ذروہ جو ان سے بات کرنے آئی تھی لیکن ان کے پاس تو ہمیشہ ہی اپنی اس بیٹی کے لیے ٹائم نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے سوچا اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔

ڈیڈ میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے انہیں مخاطب کیا جو کال کی دوسری طرف کسی کو ہدایت دے رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ اسد !بچے ابھی تو آپ آئی ہو رات کا کھانا کھا کر جانا۔۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی۔۔۔۔نہیں میں چلتی ہوں ویسے بھی مجھے کچھ خاص بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔آپی جب آئیں گئیں تو پھر آوں گی۔۔۔۔۔ذروہ سنجیدگی سے کہتی ہوئی سٹڈی روم سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔پیچھے وہ دوبارہ کال کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

ذروہ نے بے دردی سے بہتے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔۔اِس گھر میں اور اُس گھر میں کسی کو میں نظر نہیں آتی۔۔۔۔ذروہ نے ازیت سے سوچا تھا پھر چادر کو سر پر درست کرتی ہوئی نیچے آ گئی جہاں سب بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔دادی اور چچی اجازت دیں میں چلتی ہوں اب ۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ان سے مسکراتے ہوئے اجازت لی۔۔۔۔ارشمان جاو بہن کو چھوڑ آو !ارشمان جو ٹی وی دیکھ رہا تھا دادی کے کہنے پر بد مزہ ہوا تھا وہ۔۔۔۔۔۔اماں وہ ابھی ہی تو اکیڈمی سے آیا ہے ۔۔۔۔تھک چکا ہے وہ ;اکیڈمی بھی تو کافی دور ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔ارم نے ارشمان کو فریش جوس دیتے ہوئے سپاٹ سے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔دادی نے شرمندگی سے ذروہ کو دیکھا جو انہیں دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔۔۔دادی انٹی ٹھیک کہہ رہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ارشمان واقع ہی تھک گیا ہو گا ۔۔۔۔۔۔میں چلی جاتی ہوں ڈونٹ وری۔۔۔۔۔ذروہ نے مصنوعی سی مسکان سے دادی سے کہا اور

نوین کے گلے لگتی ہوئی تیز قدموں سے باہر چلی گئی۔۔۔۔پیچھے دادی تاسف سے ارم کو دیکھتی رہ گئی جو پھر سے کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔نوین نے انہیں آنکھوں سے تسلی دی کہ وہ سمجھدار بچی ہے چلی جائے گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

*

---

ہارون اور وہ صوفے پر بیٹھے تھے سامنے چائے کے کپ دھرے ہوئے تھے جو وہ پی چکے تھے

---

بس بیٹا زمانہ بہت خراب ہے سوچ سمجھ کر چلنا چاہیئے۔۔۔انسان کو ہر قدم پر احتیاط کرنی چاہیئے ۔۔۔۔چوہدری رحمت نے ان کی بات سن کر کہا۔۔۔۔۔۔آپ دونوں آرام کرنا چاہیں گئے اب ۔۔۔۔۔رحمت صاحب نے دونوں سے پوچھا۔۔۔۔

نہیں انکل ہم پہلے کھانا کھانا چاہئیں گئے۔۔۔۔زلے نے بے ساختہ کہا تھا۔۔۔۔جس پر ہارون شرمندہ سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔زلے نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا جو اسکی بات سن کر مسکرائے تھے

---

سوری بچے مجھے خیال نہیں رہا۔۔۔۔۔میں ابھی لگواتا ہوں۔۔۔۔زینب بچے !

انہوں نے کہہ کر زینب کو آواز لگائی جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے کی بیٹی تھی۔۔۔۔

جی دادو !

ایک خوش شکل سی لڑکی بھاگتی آئی تھی ان کی پکار پر۔۔۔

بچے مہمانوں کے لیے کھانے کا بند وبست کرو رحمت صاحب نے اپنی پوتی سے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔۔۔۔۔

جی دادو میں لگوا ہی رہی تھی۔۔۔۔آجائیں آپ لوگ کھانا ریڈی ہے۔۔۔۔۔زلے جھٹ سے اٹھی تھی جبکہ ہارون ایک بار سے شرمندہ ہوگیا تھا اپنی بیوی کی عجلت پر۔۔۔۔۔۔اِئیں آپ بھی ۔۔۔زینب نے مسکراتے ہوئے ہارون کو مخاطب کیا !

ہارون سر ہلاتا ہوا رحمت صاحب سے اجازت لیتا ان کے پیچھے گیا

زلے کھانے پر ٹوٹ چکی تھی۔۔۔۔وہ کسی کو بھی دیکھے بغیر کھانے سے بھر پور انصاف کرتی ہارون کو چونکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔افففف یہ لڑکی !ہارون نے چاول کھاتے ہوئے تاسف سے سوچا۔۔۔۔۔"

*

---

اذمار اسے دیکھ کر چونکا جو دیکھ تو سامنے رہی تھی لیکن اس کا دھیان کہی اور تھا اس سے اس کا سر دیوار پر لگ سکتا تھا وہ اوپر بالکنی میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔وہ نیچے کی طرف دوڑا تھا۔۔۔۔۔۔تم اس طرح کہاں جا رہے ہو۔۔۔زینش نے اسے بھاگتے دیکھ کر حیرانی سے پوچھا۔۔۔۔کہی نہیں اس نے بنا رکے اسے جواب دیا اور باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا۔۔۔۔۔ذروہ ہونٹ بھینچے چلتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔جب اذمار نے سرعت سے اس کی کلائی پکڑ اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔"

تم پاگل ہو دھیان کہاں ہے تمہارا۔۔۔۔۔اذمار نے اسے جھنجھورتے ہوئے درشتگی سے پوچھا ۔۔۔۔لیکن پھر وہ چونکا تھا اسکی سرخ نم آنکھیں دیکھ کر۔۔۔۔۔ذروہ کیا ہوا ہے تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے تم سے ،بتاو مجھے۔۔۔۔اذمار نے اسے کندھوں سے پکڑتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے ،ذروہ نے شوں شوں کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔تم مجھے گھر چھوڑ دو ____ ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے آفسردگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے آنکھیں سکیڑ کر اسے کا ذرد چہرہ دیکھا ۔۔۔۔۔آج یہی رک جاو۔۔۔۔اذمار کے لہجے میں اس بار بہت نرمی تھی۔۔۔۔۔۔*

ذروہ نے نامیں سر ہلایا۔۔۔میں گھر ہی جاوں گئی۔۔۔اس نے سوئمنگ پول کے شفاف پانی کو دیکھتے ہوئے قطیعت سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

تم اتنی ضدی کیوں ہو !

اذمار نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے بھینویں اچکاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیاااا۔۔۔ذروہ نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔اذمار کی آنکھیں مسکرائیں تھیں اس کے شاک والے رئیکشن پر۔۔۔۔۔۔۔

میں ضدی ہوں۔۔۔۔ذروہ نے اپنی طرف انگلی کرتے ہوئے صدمے سے پوچھا۔۔۔۔۔"

اذمار نے ناک چڑہا کر ہاں میں لاپرواہی سے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔"

تم خود ضدی ہو۔۔۔۔۔کسی کو کہنے سے پہلے خود کو دیکھ لیا کرو اچھے سے پتا چل جائے گا کہ کون ضدی ہے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے غصے سے کہا اسے تو غصہ ہی آگیا تھا اذمار کا اسے ضدی کہنا۔۔۔۔۔۔۔"

اذمار اس کا غصے والا روپ دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی مسکراہٹ ذروہ نے تو نہیں ہاں البتہ زینش نے ضرور دیکھی تھی اور وہ سمجھ گئی تھی اسکے انکار کی وجہ۔۔۔کیسے نا سمجھتی ایسا روپ کسی نے کب دیکھا تھا اذمار کا۔۔۔۔۔۔۔زینش نے ہونٹ بھینچ کر آنسو روکے تھے۔۔۔۔۔وہ تو شروع سے اسے ہی چاہتی آئی تھی۔۔۔۔۔۔"

"_____*

میں تمہارے ساتھ ہرگز بیڈ شیئر نہیں کروں گئی۔۔۔زلے نے سینے پر ہاتھ باندھ کر اکڑ سے کہا۔۔۔۔۔

ایز یو وش مسز زلیخہ۔۔۔آپ نیچے سو سکتی ہیں مجھے بھلا کیا اعتراض ہو گا اس پر۔۔۔۔۔ہارون نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔جس پر زلے نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم خود نیچے سو جاو میں تو بیڈ پر سوں گئی مجھے نہیں نیچے سونا کوئی چھپکلی آ گئی تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے پہلے غصے سے کہا پھر چھپکلی کا نام لیتے ہوئے آواز خود بخود دھیمی ہو گئی تھی اس کی۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری زلیخہ جی میں تو ہرگز نیچے نہیں سو سکتا اگر سونا ہے تو بیڈ پر سو سکتی ہو ادروائز اس سے زیادہ کی امید مجھ سے تو مت رکھنا۔۔۔۔۔۔ہارون نے تکیہ بانہوں میں لیتے ہوئے دو ٹوک لہجہ اپنایا ۔۔۔۔۔۔۔۔جس پر زلے منہ بناتی رہ گئی۔۔۔میں نیچے ہی سوں گئی لیکن تمہارے ساتھ ہرگز نہیں سوں گ ئی۔۔۔۔۔زلے نے تکیہ اس کی بانہوں سے کھینچتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔"جس پر ہارون نے مسکرا کر اسے چڑایا۔۔۔۔۔۔"

زلے نے تکیہ نیچے پٹخا اور لیٹی۔۔۔۔۔۔۔۔چوہدری رحمت بہت اچھے انسان ہیں ____زلے نے کچھ دیر بعد اس سے کہا۔۔۔۔ ہمممم ___ہارون نے صرف اتنا ہی کہا۔۔۔۔۔۔جس پر زلے نے ہونٹ لٹکا کر اسے گھورا۔۔۔۔۔۔

زلے میں نے کچھ دیر بعد ایک چھپکلی کے بچے کو بیڈ کے نیچے جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہارون کا اتنا ہی کہنا تھا کہ زلے جھٹ سے اٹھتی

دوسرے ہی پل بیڈ پر تھی۔۔۔۔تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔زلے نے ڈری ہوئی آواز میں اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بلکل سچ !پہلے کتنے جھوٹ بولے ہیں میں نے تم سے جو اب جھوٹ بوکوں گا۔۔۔۔۔۔۔!

زلے جلدی سے اسکے پاس لیٹی تھی۔۔۔۔۔۔جس پر ہارون نے ہونٹ بھینچ کر اپنی مسکرایٹ روکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

تمہیں صبح چھوڑ آوں گا میں آئی پرومس یو اور اذمار کبھی اپنے پرومس نہیں توڑتا یاد رکھنا یہ۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے خود کو دیکھتی ذروہ سے کہا۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔۔اذمار ہلکا سا مسکرایا تھا اس کی محویت پر۔۔۔۔۔مسز ذروہ اندر چلیں باہر ٹھنڈ ہے پہلی ہی اتنی کمزور ہیں آپ اور اگر ٹھنڈ لگ گئی تو بخار ہو جائے گا آپ کو اس لیے اچھے بچوں کی طرح میری بات مانے اور اندر چلیں آئیں شاباش۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے نا میں سر ہلایا اور نا ہا!ں میں۔۔۔۔۔ب،س ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے بھی سنجیدگی سے اب اسے غور سے دیکھا کہ کیا مسلہ ہے اسکے ساتھ جو یہ صبح سے سٹرینج بیہیو کر رہی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں اگر کوئی بھی مسلہ ہو یا پریشانی ہو مجھ سے کہنا سب سولو کر دوں گا۔۔۔۔اذمار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ذروہ کی چپی نہیں ٹوٹی تھی بلکہ آنکھیں دھنلائی جا رہی تھیں اسکی بار بار۔۔۔۔۔۔

*

ہارون اٹھو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے باہر کوئی ہے وہ کہی حلیمہ کے آدمی نا آ گئے ہوں۔۔۔۔۔زلے نے باہر سے قدموں کی آواز سن کر ہارون کو ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔زلے خدا کا واسطہ ہے مجھے سونے دو۔۔۔ کبھی تمہیں گولیاں چلنے کی آوازیں آتی ہیں تو کبھی چمگاڈر کی اور اب قدموں کی آوازیں بھی تمہیں ہی کیوں سنائی دیتی ہیں ڈیئر ڈاکٹر صاحبہ آخر کب آپ خود بھی سوئیں گئی اور مجھے بھی سونے

دیں گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اب کی دفعہ غصے سے بھنبھناتے ہوئے اسے ڈانٹا جو کب سے اسے ایسے ہی ڈسٹرب کیے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

میری بلا سے جہنم میں جاو تم۔۔۔۔اگر اس حلیمہ کے آدمی تمہیں اٹھا کر لے گئے تو مجھ مت کہنا کیونکہ میں نے تو اپنا بندو بست کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔

ہارون نے حیرت سے اسے دیکھا !

اف یو کائینڈ انفارمیشن وہ مجھے نہیں تمہیں اٹھانا چاہتی ہے اور دوسری بات کونسا بندوبست کر لیا ہے میڈیم نے بیڈ سے تو ایک پاوں نیچے نہیں اترا آپ نے بندوبست کب کیا تھا آپ نے بتائیں گئی مجھے زرا۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے کہنی کے بل اٹھتے ہوتے ہوئے خاصے طنزیہ لہجے میں اسے سے پوچھا تھا جو ناک منہ چڑہائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔میں کب سے اِس گاوں سے نکلنے کا آڈیا سوچ رہی تھی تمہاری طرح سو نہیں رہی تھی اور جہاں تک مجھے اٹھانے کی بات ہے تو وہ اٹھوا کر تو دیکھے نسلیں یاد کروا دوں گئی اس کمبخت عورت کی۔۔۔۔ہلکا لے رہی ہے مجھے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے بال پیچھے کرتے ہوئے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔۔۔۔جس پر ہارون نے گہری سانس لیتے ہوئے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

آپ سوچ لیجئے یہاں سے نکلنے کا طریقہ لیکن مجھے سونے دیں آپ کی بہت بڑی مہربانی ہو گئی یہ مجھ معصوم پر۔۔۔۔۔۔۔ہارون کہتے ہوئے لیٹا اور کمبل منہ پر لے لیا۔۔۔۔۔۔۔وہ نا کل رات سو سکا تھا اور نا آج زلے اسے سونے دے رہی تھی اس کی نیند کی تو وہ شروع سے ہی دشمن تھی

۔۔۔۔۔۔ہارون نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ زلے کمبل میں گھم ہوئے ہارون کو غصے

سے دیکھتی تو کبھی دیوار پر بھی دیکھ لیتی کہ کہی کوئی چھپکلی ہی نا اس پر گر جائے بس یہی ڈر اس بے چاری کو سونے نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

تم گئی نہیں !

زینش نے چائے بناتی ذروہ سے مصنوعی مسکان سے پوچھا۔۔۔

نہیں وہ رات زیادہ ہو گئی تھی اس لیے نہیں گئی۔۔تمہارے لیے بھی نکالوں چائے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے اسے جواب دیتے ہوئے آخر میں چائے کی آفر دی۔۔۔۔۔

جس پر زینی نے غصے بھری نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔۔"

نہیں مجھے اس ٹائم چائے پینا پسند نہیں۔۔۔۔ویسے بھی چائے سے منہ پر بہت سے پمپلز آ جاتے ہیں تم بھی کم پیا کرو دیکھو نا اب ایک تو تم پہلے سے ہی اتنی سانولی ہو اوپر سے چائے پی پی کر کے تو تم نے چہرے پر پمپل نکالوا لیے ہیں۔۔۔۔۔زینی نے منہ بناتے ہوئے اس سے مسکرا کر کہا جس پر ذروہ کے ہلکی سی مسکان میں ڈھلے ہونٹ سکڑے تھے۔۔۔۔۔

ذروہ نے پلٹ کر اسکی صاف اور خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔

ہمم ٹھیک کہہ رہی ہو تم اب سے کم ہی پیا کروں گئی میں بھی۔۔۔۔ذروہ نے مصنوری مسکان سے سر ہلا کر کہا۔۔۔۔۔۔

ہاں اب سے نا کچھ زیادہ خیال رکھنا اپنی سکن کا کچھ دن بعد ہی تو نکاح کا فنکشن ہے اس پر تم یہ پیمپلز والا چہرہ لے کر آو گئی تو اچھا تھوڑا ہی لگے گا۔۔۔۔۔۔زینی نے ایک ادا سے اپنے ڈارک براون بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ چونکی ! کس کے نکاح کا فنکشن ہونے جا رہا ہے ؟۔

ذروہ نے زرد چہرے سے اس سے حیرت سے پوچھا۔۔۔

ارے یار میرا اور اذمار کا نکاح آج سے پندرہ دن بعد ہی تو ہے لگتا ہے تمہیں کسی نے نہیں بتایا ۔۔۔۔۔اچھے سے تیار ہو کر آنا۔۔۔۔تم جانتی ہو میں اذمار کو شروع سے ہی بہت چاہتی آئیں ہوں یونو بچپن سے۔۔۔۔وہ بس میرا ہی ہے اور ان شاءاللہ میرا ہی رہے گا۔.....زینی سپاٹ تاثرات سے اسے اچھے سے باور کرواتی ہوں کچن سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔پیچھے وہ ساکت سی پوزیشن میں کھڑی ہر چیز سے غافل ہو گئی تھی اس کے ارد گرد صرف یہی بازگشت ہو رہی تھی (آج سے پندرہ دن بعد ہمارا نکاح ہے ،یونو میں اسے بچن سے ہی چاہتی آئی ہوں )

زینی کے کہے لفظ اس کے ارد گرد چکرا رہے تھے جب وہ سر تھامتی لہرا کر نیچے گری تھی۔۔۔

ذروہ !

اذمار بھاگتا ہوا اس تک آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ گرتی ہوئی ذروہ کو دیکھ چکا تھا کھڑکی سے۔۔۔۔۔

وہ بھاگتا اس کے قریب آیا تھا جو ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی بلیک شیشوں والی چادر سر سے سر ک گئی تھی۔۔۔۔۔ذروہ کیا ہوا ہے تمہیں ذروہ ہوش میں آو۔۔۔۔اذمار نے اسے اپنی گود میں لیتے ہوئے چلا کر کہا۔۔۔۔اس کی آواز پر دادی ,نوین اور مبین بھی کچن میں بھاگتی ہوئی آئیں تھیں۔۔۔

کیا ہوا ہے میری بچی کو۔۔۔۔دادی نے بوکھلاتے ہوئے اس سے پوچھا جو عجلت میں اسے اپنی گود میں اٹھاتا بنا کسی کو کچھ کہے جلدی سے اسے ذوالفقار صاحب کے کمرے میں لے کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔"

پیچھے وہ دونوں بھی گئی تھیں۔۔۔۔مبین نے حیرت سے اپنے بیٹے کی پشت کو دیکھا وہ تو کبھی ایسا ریکشن نہیں دیتا تھا پھر آج کیسے اس لڑکی کے بے ہوش ہونے پر اتنا پریشان کیوں ہوا تھا وہ ! مبین نے حیرت سے سوچا لیکن کوئی سر پیر انہیں نہیں ملا تو وہ بھی ان کے پیچھے گئی۔۔۔۔۔:

*

اذمار اسے ذوالفقار صاحب کے بیڈ پر لٹا چکا تھا۔۔۔۔۔اذنار بیٹے کیا ہوا ہے اسے !

ذوالفقار صاحب نے سخت پریشان سے سب سے پوچھا جو خود نہیں جانتے تھے اسے کیا بتاتے

۔۔۔۔چاچو پلیز بعد میں پوچھ لیجئے گا پہلے آپ اسے چیک اپ تو کریں کے یہ کھڑے کھڑے بے ہوش کیوں ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔اذمار کی تیز آواز پر وہ سر ہلاتے ہوئے جلدی سے اسے چیک اپ کرنے لگے۔۔۔۔۔اذمار کی نظریں صرف اس کے چہرے ہر تھیں جس کا زرد چہرا اسے اندر سے چیڑ رہا تھا کہ آخر اس معصوم سی لڑکی کو کیا ہوا ہے یہ کیوں پریشان رہتی ہے اتنا۔۔۔۔اذمار کی نظریں ایک پل کے لیے بھی ذروہ کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں۔۔۔۔۔۔۔جو مبین کو بار بار ٹھٹھکا رہیں تھیں۔۔۔۔۔دادی اس کے سراہنے بیٹھی ذروہ پر کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔:

کیا ہوا ہے اسے۔۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے چاچو سے پوچھا۔۔۔۔جن کے چہرے پر پریشانی والے راثرات نمایا تھے۔۔۔۔۔کچھ نہیں بیٹے بس کمزوری سے بے ہوش ہوئی یہ کھانا بھی تو نہیں کھاتے ٹائم پر آج کل کے بچے۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے اپنا فرسٹ ایڈ باکس بند کرتے ہوئے کہا انہوں نے اپنا لہجہ نارمل ہی رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔جو اذمار کی زیرک نگاہوں نے بھانپ لیا تھا۔۔

. .

اذنار چو کھانا کھا لو تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔۔۔مبین نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔

موم مجھے زرا بھی بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس نے بیڈ کے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔ہاں نظریں صرف اور صرف ذروہ پر ہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔افففف یہ لڑکا ایک دن ہمیں پاگل کر دے گا۔۔۔۔۔مبین جھنجھلا کر کہتی ہوئی روم سے غصے سے چلی گئی۔۔۔۔نوین نے تاسف سے مبین کی پشت کو دیکھا اعر پھر کچن سے ذروہ کے لیے جوس وغیرہ لینے چلی گئی ۔۔۔۔۔۔۔دادی اور ذوالفقار صاحب ذروہ کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھے گہری نظروں سے ذروہ کے چہرے کا حائزہ لے رہا تھا اس کے چہرے کے اس وقت سپاٹ سے تاثرات تھے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؛

٭

---

او مام پلیز آپ کو میرے لیے وہ کم شکل لڑکی ہی ملی تھی۔۔۔۔ایم سوری مام میں اس سے ہرگز شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔معاز نے منہ بناتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

منہ بند رکھو اپنا تم سے کسی نے رائے مانگی ہے اور جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں نا تو تمہیں اسی طرح کی معصوم لڑکی ہی سوٹ کرے گئی۔۔۔۔۔شائستہ نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

موم پلیززز !

معاز نے صوفے پر دھڑام سے بیٹھتے ہوئے دوبارہ ان سے التجا کی۔۔۔۔۔

تم باز آجاو اپنی حرکتوں سے۔۔۔اور مائنڈ بنا لو شادی تو میں تمہاری ذروہ سے ہی کروا اوں گئ ۔۔۔۔۔ایک تو میری بتیجی ہے اوپر سے انتہائی اچھی بچی ہے وہ تمہیں اور کیا چاہیئے اتنی لائق فائق ہے ہمارے پورے خاندان میں ایسی کوئی لڑکی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔شائستہ نے سیب کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔"

اوکے مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے لیکن اگر آپ نے مجھے پاپاسے ون لاکھ نا لے کر دیئے تو میں عین ٹائم نکاح سے انکار کردوں گا۔۔۔۔معاز نے سیب کی فاش کھاتے ہوئے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

مل جائیں گئے تمہیں پیسے منہ بند رکھو اب اپنا !

شائستہ نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔۔"

معاز نے منہ بسورا اپنی عزت افزائی پر۔۔۔۔۔

٭

---

رات کو جو مہمان آئے تھے انہیں جگا آئی بیٹا۔۔۔۔۔۔چوہدری رحمت نے ناشتہ کرتے ہوئے زینب سے پوچھا۔۔۔۔۔۔"

جی دادا ابو میں اٹھا آئی ہوں وہ آرہے ہیں۔۔۔۔زینب نے جوس پیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

کون مہمان دادا جی۔۔۔۔۔۔

اس نے ان سے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔۔"

بیٹا مسافر تھے راستہ بھٹک گئے تھے وہ تو میں انہیں ساتھ لے آیا۔۔۔۔!چوہدری رحمت نے ناشتہ کرتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

دادا آبا آپ جانتے ہیں آج کل کے حالات کتنے خراب ہیں کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا !وہ کوئی چور ڈاکو بھی تو ہو سکتے ہیں یا پھر کیا پتا وہ کس بری نیت سے آئے ہوں ہمارے گھر۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے چائے پیتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔

السلام علیکم !

ہارون نے ان کی طرف آتے ہوئے اونچی سی آواز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔جس پر چائے پیتا منیب اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔لیکن اسے دیکھ کر وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ لڑکی اس کے گھر تھی اور اس نے کل سے آدمی کو تھکوا دیا تھا اس چہرے کی تلاش میں۔۔۔۔۔اور وہ لڑکی اسی کے سامنے تھی اسی کے گھر پر۔۔۔۔۔۔چوہدری منیب نے حیرت کی زیادتی سے ہونٹ بھینچے وہ چہرہ تو تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت تھا ایک دم چمکتا ہوا روشن چہرہ ۔۔۔۔۔وہ گائل ہو گیا تھا اس کے حسن سے۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں بیٹھ چکے تھے ناشتے کی ٹیبل پر۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ بت بنا کھڑا اسی پر نظریں جمائے ہوئے کھڑا تھا جو زینب کا نیلا سوٹ پہنے اونچی پونی بنائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ لڑکی صرف میری ہے !

چوہدری منیب کے دل نے ہولے سے شدت سے کہا تھا۔۔۔۔

آپ بھی بیٹھ جائیں مسٹر۔۔۔۔ہارون نے اسے دیکھتے ہوئے تیکھے لہجے سے کہا جو کب سے اسکی بیوی پر نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔زہریلی نظروں والا۔۔۔۔ہارون نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔۔۔۔"

چوہدری منیب اسے گھورتا ہوا واپس بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

زلے جلدی کرو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ہارون نے زلے کو دیکھتے ہوئے عجلت دیکھائی۔۔۔جو چائے میں بسکٹ ڈبو ڈبو کر کھا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔چائے تو ختم کر لوں پہلے۔۔۔زلے نے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔اسکی یہ ادا سامنے بیٹھے منیب چوہدری کو بہت بھا گئی تھی۔۔۔۔۔وہ چائے کے گھونٹ لیتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔پہلی بار کوئی لڑکی اس کے دل کو لگی تھی۔۔۔۔۔

چوہدری صاحب جی آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے ہمارا بہت خیال رکھا ہے ہمیں پناہ دی۔۔۔ہارون نے چوہدری رحمت سے مسکراتے ہوئے کہا

بیٹا اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ پردیسی ہیں اور پردیسیوں کا خیال رکھنے سے رب سوہنا خوش ہوتا ہے ہمیں تو خوشی ہوئی آپ کی حدمت سے۔۔۔۔۔۔چوہدری رحمت نے اپنے نرم لہجے میں اس سے کہا وہ مسکرایا تھا انکے اچھے اخلاق پر۔۔۔۔۔۔

چلیں زلے۔۔۔۔اس نے زلے کو مخاطب کیا جو زینب سے مل رہی تھی۔۔۔۔زلے سر ہلا کر چلی تھی اس کے پیچھے۔۔۔۔وہ دونوں چوہدری رحمت کی گاڑی پر جا رہے تھے واپس۔۔۔۔۔چوہدری منیب نے سرد نظروں سے ہارون کو دیکھا جو زلے کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھ رہے تھے

۔۔۔۔۔۔

تو یہ ہے وہ لڑکا جس کا حلیمہ بتا رہی تھی چوہدری نے تیکھے پن سے سوچا۔۔۔۔۔"

*

کیا ہوا تھا آپ کو !

اذمار نے رات کے کسی پہر اس کے ہوش میں آنے پر سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

وہ زلے کے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔میں یہاں کیسے آئی۔۔۔۔ذروہ نے حیرانی سے اسے سے پوچھا۔۔۔۔میں لایا تھا چاچو سے پوچھ کر آپ کو زلے آپا کے کمرے میں۔۔۔۔اذمار نے اس کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے چونک کر اس کا گھمبیر لہجہ سنا۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں اب آپ جائیں۔۔۔۔ذروہ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

کیا ہوا تھا آپ کو! کس بات کی ٹینشن ہے آپ کو۔۔۔۔۔اذمار نے اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے پوچھا نظریں اس کے چہرے کا ہی طوائف کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھ سے آنسو بہا تھا ۔۔۔۔۔۔وہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جس پر اس کے لیے فکر مندی چھائے ہوئے تھی ۔۔۔۔۔۔وہ ایک دم اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔اب وہ بے آواز آنسو سے رو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔اذمار کا دل زور سے دھڑکا تھا اسے اپنے سینے میں منہ چھپا کے روتے ہوئے دیکھ کر ۔۔۔۔۔۔ذروہ آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے یا پھر کوئی اور مسلہ ہے تو پلیز ٹیل می۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے چونک کر اپنی حالت دیکھی وہ بنا ڈوپٹہ کے اس کے بے حد نزدیک تھی وہ جلدی سے پیچھے ہوتی اپنی چادر پکڑ کر اوڑھ چکی تھی اب نظریں جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی اذمار کو اپنا دیوانہ بنا گئی تھی.۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اپنے ہونٹ اس کی شیشوں والی چادر پر رکھے تھے۔۔۔۔۔۔ذروہ جلدی سے بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔آپ میرے کمرے سے جائیں۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار مسکرایا تھا اسکی احتیاط پر۔۔۔۔۔۔مسز ذروہ آپ کے آرام کے خیال سے جا رہا ہوں۔۔۔۔ورنہ اذمار کب کسی کی مانتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اذمار کے لہجے میں اسکے لیے شدت تھی جسے ذروہ بھانپ گئی تھی۔۔۔۔۔۔اس لیے اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔۔۔۔۔وہ اس کے سامنے آ رکا

تھا اس کے چہرے کے نقوش دیکھتے اسکی آنکھوں نے پل میں ہی کئی روپ بدلے تھے محبت کے ۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھیں اس کے ہر تاثر پر رنگ بدلتی تھی یہ ایک خاص گفٹ تھا جو اسے اللہ نے عطا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ابھی اسکی آنکھیں ہلکی گرین تھیں جو صرف ذروہ کے لیے محبت میں کئی رنگ بدلتی تھیں۔۔۔۔۔اسکے عام نقوش اذمار کو دنیا کے سب سے خوبصورت نقش لگتے تھے جو زینش جیسی لڑکی سمجھنے سے رہی جو صرف شکل و صورت سے پیار کرتی تھی۔۔۔۔۔۔

جا رہا ہوں اپنا خیال رکھنا۔۔۔اذمار نے پل دو پل اس کے بہت قریب آتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔پھر دل کے کہنے پر وہ ہلکا سا جھکتا اس کے آئی بروز پر ہونٹ رکھتا ہوا جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کو ساکت چھوڑے۔۔۔۔ذروہ نے مرر کے سامنے اپنا چہرہ دیکھا جو زرد سے سرخ ہو چکا تھا کسی کے لمس پر۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھوں میں آنسو جبکہ ہونٹوں پر ایک انجانی سی مسکراہٹ کھلی تھی ۔۔۔۔جس پر وہ خود بھی چونک کر اپنے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔اذمار۔۔۔۔۔ذروہ کے ہونٹوں سے صدا نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

---

ہارون نے چونک کر اپنے پیچھے آتی گاڑی کو دیکھا جو کافی دیر سے انہیں فالو کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ہارون نے اب سنجیدگی سے اس سفید گاڑی کو دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ گاڑی وہ پہلے بھی کہی دیکھ چکا تھا۔۔۔لیکن کہاں ؟۔۔۔۔ہارون نے الجھ کر سوچا۔۔۔پھر زلے کو دیکھا جو اس کے کندھے پر سر رکھے دنیا جہاں سے غافل بس نیند میں گھم تھی۔۔۔۔۔۔

یہ کہی اسی حلیمہ کے تو بندے نہیں ہیں !ہارون نے پرسوچ نظروں سے پیچھے دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔۔۔۔۔یہ میڈیم اب اپنی نیند پوری کر رہی ہے اور مجھے ساری رات نہیں سونے دیا۔۔۔۔ہارون

نے سر جھٹکتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔۔پھر زلے کو دیکھا جو اس کا کندھا جکڑے معصوم سا منہ بنائے اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔"

تب ہی وہ گاوں کی حدود میں داخل ہوئے تھے۔۔۔۔زلے اٹھو ہم پہنچ گئے ہیں گاوں۔۔۔۔۔

ہارون نے اس کا سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔زلے نے اسے گھور کر اپنی آنکھیں دوبارہ موندیں !لیکن ہارون کی کہنی مارنے پر وہ اٹھی تھی اور اسے گھورا۔۔۔۔

پھر انگڑائی لیتے ہوئے وہ باہر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اب اپنے کیمپس میں آگے تھے ڈرائیور انہیں اتار کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے سیرت اور باقی فی میل ڈاکٹر سے مل رہی تھی تو ہارون باقی سب کو سچویشن کے بارے میں بتا رہا تھا کہ وہ راستے بھول گئے تھے۔۔۔۔۔"

ہارون اب اندر چلا گیا تھا اسے پینڈینگ کام نبٹا کر یہاں سے نکلنا تھا۔۔۔۔۔بس یار مجھے تیرنا تو آتا تھا لیکن اس ٹائم میں ڈر کر بھول ہی گئی تھی۔۔۔۔زلے نے ڈاکٹر رابیل کو دیکھتے ہوئے سیرت سے کہا۔۔۔۔تمہیں کب تیرنا آتا ہے !تم نے ایک بار خود ہی تو کہا تھا کہ تمہیں تیرنا وغیرہ نہیں آتا ۔۔۔۔۔سیرت نے حیرت سے اس سے پوچھا۔۔۔۔جو ڈاکٹر رابیل کے سامنے شوخ مارنا چارہی تھی لیکن سیرت کی مداخلت پر دانت پیستی رہ گئی۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے کو سب کام آتے ہیں۔۔۔۔تیرنا بھی آتا ہے تمہیں میں نے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔۔ڈاکٹر زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔۔رابیل سر جھٹک کر اپنی دوسری ساتھی ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے غور سے رابیل کو دیکھا جو ہارون کی طرح ہی سرجن تھی اور وہ بہت خوبصورت بھی تھی اس کے شہد رنگ بال کمر تک آتے تھے وہ ہمیشہ ماڈرن

لک میں ہی ہوتی تھی۔۔۔۔۔زلے پر پہلی بار انکشاف ہوا تھا کہ اسے اس حسین بلا سے ڈاکٹر ہارون کو دور رکھنا چاہیئے۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹ بھینچے ہوئے سر ہلاتے ہوئے سوچا_____*

_____*

ذروہ اس کے جانے کے بعد زرا بھی نہیں سوئی تھی۔۔۔۔۔۔کبھی ٹہلتی تو کبھی بیٹھ جاتی۔۔۔۔۔

کیا کروں میں اللہ اب تو ہی کوئی راستہ دیکھا مجھے۔۔۔۔۔ذروہ نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا مانگی

۔۔۔۔۔۔

میں کس کو بتاوں۔۔۔۔ذروہ نے آنسو پونچھتے ہوئے اپنے اللہ سے پوچھا۔۔۔۔۔نماز سے اس کا دل مطمئن سا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

بالوں کی چوٹی کس سے بنواوں میں۔۔۔۔۔ذروہ نے ہاتھ میں کنگا لیتے ہوئے خود سے پوچھا اس کی چوٹی ہمیشہ نادیہ ہی بناتی تھی اسے نہیں آتی تھی یہ چوٹی وغیرہ بنانا۔۔۔۔۔چچی سے کہتی ہوں وہ بنا دیں گئی ہاں۔۔۔۔۔وہ کہتی ہوئی پلٹی تھی جب ٹھٹھک کر رکنا پڑا تھا اسے وہ دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا تھا تازہ شاور لے کر آیا تھا وہ ؛بال گیلے تھے ابھی اسکے۔۔۔۔۔وائٹ ہاف سلیوز شرٹ پہنے جس میں

اسے کے مسلز بہت ہی نمایا تھے۔۔۔۔۔۔وہ اپنی ڈارک گرین آنکھیں اس پر جمائے بے فکر سے انداز میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ کیوں آئے ہیں میرے روم میں۔۔۔۔ذروہ نے جلدی سے اپنی بلیک چادر اٹھاتے ہوئے اس سے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔

آپ کو دیکھنے !

اس نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔۔۔۔"

اذمار کا جواب اس کے چادر لیتے ہوئے ہاتھ ساکت کر گئے تھے۔۔۔۔۔"

کیا مطلب۔۔۔ذروہ نے اپنے لمبے الجھے بال پیچھے کرتے ہوئے معصومیت سے اس سے پوچھا

۔۔۔۔اذمار کا دل اس کے بس سے باہر ہوا تھا اس کے بالوں کو دیکھ کر۔۔۔۔

پھر ہلکا سا مسکرایا تھا وہ لڑکی بہت خاص تھی جو اس کے سامنے بھی چادر سر سے اترنے نہیں دیتی تھی وہ لڑکی خاص ہی تو تھی جسے سب کی پرواہ ہوتی تھی لیکن. اس کی کسی کو پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہے اور کیا نہیں۔۔۔

اذمار اب اس سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا اس کے چہرے کو اپنی لو دیتی نظروں سے دیکھتا کسی اور ہی جہاں میں تھا۔۔۔۔

آپ پلیز اس طرح مت دیکھیں اور جائیں یہاں سے اگر کوئی آگیا تو مجھے اچھا فیل نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ذروہ نے اسکی نظروں سے پگھلتے ہوئے خود کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔

اذمار عدیل کو کسی کی کیا پرواہ!۔۔۔اذمار نے اس کے ہاتھ سے کنگا پکڑتے ہوئے سرد سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے اس کے ہاتھوں کو اپنے کندھوں پر دیکھے۔۔۔۔وہ اب اس کا رح پلٹ چکا تھا مرر کی طرف۔۔۔۔اس کے سر سے چادر سر کا کے وہ اس کے بال اپنے مظبوط ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس کے بالوں میں کنگی کرنا شروع کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کے ہونٹ نیم وا ہوئے تھے اذمار کی حرکت پر۔۔۔۔وہ کیسے جان لیتا تھا اسکی بنا کہے بات۔۔ ۔۔ذروہ کے دل میں یہ بات آئی تھی۔۔۔اسے تو آج تک کسی نے اتنی توجہ نہیں دی تھی پھر یہ

کیوں اسکی عادتیں خراب کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔اس کے ہونٹوں پر نظریں جمائے ذروہ نے سوچا ۔۔۔۔۔وہ انسان انتہا کا خوبصورت تھا پھر وہ کیسے اس کی اتنی کیئر کرتا ہے مجھے میں تو کچھ خاص بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔پھر کیوں یہ میری طرف آتا ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے بے چارگی سے سوچا۔۔۔۔۔۔اذمار کے ہونٹ ہلکی سی مسکان میں ڈھلے تھے ذروہ کی نظریں اپنے چہرے پر جمی دیکھ کر۔۔

وہ اس کے بالوں میں کنگی کر چکا تھا اور اب پونی کو ہاتھ میں لے کر اس کے بال پونی میں سمیت چکا تھا۔۔۔۔اب چوٹی بنانی تو اسے آتی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا رخ اپنے سامنے کیا ۔۔۔۔۔میں تمہارا نیچے ویٹ کر رہا ہوں جلدی سے آجاو۔۔۔۔مجھے ویٹ کرنا پسند تو نہیں ہے لیکن تمہارے لیے تو یہ کرنا ہی پڑے گا مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔اس کے ہونٹوں کی اپنے کانوں میں سرگوشی اسے ہلا گئی تھی۔۔۔اس کے ہونٹ اسکے کان کی لو سے مس جو ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جا چکا تھا اس کے سر پر چادر درست کرتا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن ذروہ کو اپنے حصار میں ہمیشہ کے لیے قید کر گیا تھا جس سے رہائی موت تک ممکن نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے اپنے کان کی لو کو اپنی انگلی سے چھوا پھر وہ روئی تھی۔۔۔۔۔۔

یا اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے آہستہ سے سرگوشی کی تھی اپنے اللہ سے جو بے شک سننے والا اور جاننے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

نادیہ نے حیرت سے ہاجرہ(دادی) کی بات سنی جو کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے ذروہ کا رشتہ معاز سے طے کر دیا ہے۔۔۔

اماں آپ مجھے سے پوچھے بغیر یہ سب کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔۔ذروہ کا رشتہ ہم نے طے کر دیا ہے اپنے جاننے والوں میں۔۔۔۔۔۔نادیہ نے بوکھلاتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔۔

ارے وہ ہماری بچی ہے نا کہ اس ادریس کی جو وہ ہماری بچی کا رشتہ کرئے گا اس کا باپ ابھی زندہ ہے اس کی زندگی کا فیصلہ کرنے والا۔۔۔۔۔

بہرحال ذروہ کے شادی معاز سے ہی ہو گئء وہ اس کی عمر کا ہے اور سب سے بڑی بات اپنا ہے تو یہ رشتہ شائستہ کے گھر ہی ہو گا سمجھا دینا اپنے میاں کو۔۔۔۔۔ہاجرہ بی بی نے کہہ کر فون رکھ دیا تھا ;جبکہ نادیہ چکرا کر رہ گئی تھی کہ اب کیا کرے گئء وہ۔۔۔۔۔

وہ تو پس

کر رہ گئی تھی حالات کے چکی میں۔۔۔۔۔۔۔"

٭

---

افففف تھک گئی میں تو!۔۔۔۔۔ذلیخہ نے گہری سانس لیتے ہوئے خود سے کہا جو کمرے میں آتے ہارون نے حیرت سے سنا۔۔۔۔

ڈاکٹر ذلیخہ آپ نے آئی تھنک پانچ پیشنٹ کو چیک کیا ہے اتنے سے ہی آپ تھک گئی ہیں۔۔۔۔۔ہارون نے آئی بروز اچکاتے ہوئے اسے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

تو میں انسان ہوں کوئی ربوٹ تھوڑی ہی ہوں کل کا سارا دن تو تم بھگاتے رہے اور نا ہی رات کو چین کی نیند لینے دی اب آتے ہی کام پر لگوا دیا ہے تو میں تھکوں گئء نہیں تو فریش ہوں گئی کیا۔۔۔۔۔ زلے نے اپنے مخصوص لڑاکا انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے تنک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

تو میڈیم آپ سے کس نے کہا تھا نہر میں سوَمنگ کرتے ہوئے سیلفی بنائے۔۔۔ہارون نے ماتھے میں بل ڈالتے ہوئے اس س حساب برابر کیا۔۔۔

میں گر گئی تھی سیلفی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔زلے نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے باور کروایا۔۔۔

ایک ہی بات ہے میڈیم !

یارون نے ناک چڑہا کر کہا۔۔۔

اب اگر آپ نے اپنی تھکن اتار لی ہو تو آجائیں اپنے پیشنٹس کو چیک کر لیں ہم نے شام تک سارا کام مکمل کر کے نکلنا

ہے۔۔۔۔۔ہارون اسے آرڈر دیتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔

افففف اس انسان کی مونچھیں مجھ سے شہید ہو جائیں گئی۔۔۔زبان ہاتھ جتنی لمبی ہے اسکی ۔۔۔زلے نے بھنبھناتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

لیکن آپ سے پھر بھی ایک ہاتھ چھوٹی ہے آپ کی تو دو ہاتھ جتنی لمبی ہے۔۔۔۔۔ہارون پلٹ کر کہتا ہوا بلکہ اسے تپاتا ہوا جا چکا تھا زلے نے غصے سے تکیہ زمین پر پھینکا۔۔۔۔۔۔۔"

جب وہ باہر آئی تو وہ ڈاکٹر رابیل کے ساتھ کھڑا کچھ باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔جو زلے کو تپا گئی تھیں۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون اینڈ رابیل کیا آپ دونوں کے پیشنٹ جا چکے ہیں جو آپ دونوں یہاں فرصت سے گفتگو کر رہے ہیں۔۔۔۔بہتر ہو گا اگر آپ دونوں اپنے کام پر توجہ دیں تو۔۔۔۔۔زلے کچھ دیر کا بدلہ

چکاتی اپنے پیشنٹ کی طرف بڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔جبکہ ہارون نے اسکی پشت کو تاسف سے دیکھا تھا کہ اس لڑکی کے سدھرنے کے چانسز بہت کم تھے۔۔۔۔۔

*

یہ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں یہ تو میرے گھر کا راستہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے اسے سے حیرت سے پوچھا جو آج اسے گاڑی میں لے کر نکلا تھا۔۔۔۔

آپ کو کسی اور دنیا میں لے کر جا رہا ہوں۔۔۔اذمار نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

واٹ ! کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔۔

آپ کو ناشتہ کروانے لے کر جا رہا ہوں مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔اذمار کی طرف سے جواب نہایت اطمینان سے آیا تھا۔۔۔

پر کیوں میں گھر جا کر کھا لیتی اور پلیز آپ مجھے میرے نام سے مخاطب کریں تو بہتر ہو گا۔۔۔ذروہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

بس میری مرضی۔۔۔۔جواب پھر اطمینان سے آیا تھا۔۔۔

ذروہ جواباً کچھ بولتی کہ جب اذمار کا سیل رنگ ہوا تھا۔۔۔۔

ہاں حسیب۔۔۔۔

کنسرٹ آج رات کو ہی ہو گا تم دونوں تیاری رکھو اپنی۔۔۔۔۔اور ہاں ٹکٹ پانچ ہزار کی بھیجنا اس سے کم کی نہیں۔۔۔۔۔

PRIME URDU NOVELS ZuNovelsZone.com

اذمار نے کہہ کر فون بند کر دیا اور اسے دیکھا جو نیم وا ہونٹوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

آپ کو کچھ کہنا ہے۔۔۔اذمار نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

عدیل چاچو کو یہ سب پسند نہیں ہے۔۔۔ناچ گانا۔۔۔ذروہ نے حیرت سے نکلتے ہوئے اسے باور کروایا۔۔۔"

آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔

اذمار نے سٹیرنگ پر انگلیاں بجاتے ہوئے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔۔۔

ذروہ نے جواباً اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔۔

یہاں اس دنیا میں کوئی آپ کو جینے نہیں دے گا آپ کو خود کوشش کرنی پڑتی ہے یہاں رہنے کی اور اپنی مرضی سے جینے کی ورنہ دنیا دبے ہوئے کو اور دباتی ہے۔۔۔۔۔اذمار کی گہری بات اس کے پلے نہیں پڑی تھی۔۔۔۔

ذروہ سر جھٹکتے ہوئے باہر کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ اسے اوپن ریسٹورینٹ میں لے کر آیا۔۔۔جہاں ابھی اتنا رش نہیں تھا شاید وہ اسے اسی لیے یہاں لایا تھا۔۔۔۔پرسکون سا ماحول تھا آس پاس گریزی تھی تو دور سرسبز پہاڑ وغیرہ نظر آ رہے تھے یہ ماحول ذروہ کو اپنا آئیڈیل لگا تھا۔۔۔۔اسے نیچر بہت متاثر کرتی تھی۔۔۔۔۔کیا کھاو گئ تم !

اذمار نے اس کے چہرے پر خوشی تلاش کرتے ہوئے گھمبر آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔"

کچھ ہلکا پھلکا سا۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔

اس نے سر ہلاتے ہوئے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جو اسے سب سے خاص لگتا تھا۔۔۔

اذمار ویٹر کو بلاتا اپنا آرڈر نوٹ ہی کروا رہا تھا۔۔۔۔جب تین کالج کی لڑکیاں اس کے پاس اشتیاق سے آئیں تھیں۔۔۔۔

آپ ہی اذمار عدیل ہیں نا جو

سنگنگ کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ان میں سے ایک لڑکی نے ایکسائیٹڈ سے انداز میں اس سے پوچھا۔۔۔۔

ذروہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو چہرے پر مغرور سے تاثرات سجائے بیٹھا تھا۔۔۔

نو !

اذمار نے بے زار سے لہجے میں کہا۔۔۔۔جبکہ ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا کہ اس نے یہ کیوں کہا۔۔۔۔۔

لیکن آپ تو وہی ہیں۔۔۔اب کی دفعہ دوسری لڑکی نے یقین سے کہا۔۔۔۔

اگر آپ لوگوں کو پتا ہے کہ میں وہی ہوں تو کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔۔۔اذمار نے انہیں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔

پلیزز آپ ہمیں اپنا آٹو گراف دے دیں نا ہم آپ کی بہت بڑی فینز ہیں۔۔۔۔۔۔اب کی دفعہ پہلی والی لڑکی نے دوبارہ سے کہا۔۔۔۔۔اذمار نے زچ ہوتے ہوئے ذروہ کو دیکھا جو دلچسپی سے گرلز کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔آپ میری وائف سے پوچھ لیں اگر ان کو کوئی اعتراض نہیں تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا ___ اذمار نے ذروہ کو دیکھتے ہوئے ان گرلز کو جواب دیا _____

ان لڑکیوں کی اب نظر پڑی تھی ذروہ پر جس کے چہرے پر بہت پیارے سے تاثرات تھے۔۔۔۔

او کیا یہ آپ کی وائف ہیں۔۔۔۔تیسری لڑکی نے اس سے اشتیاق سے پوچھا۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔اذمار کی آنکھوں سے چاہت چھلکی تھی۔۔۔۔جو ذروہ کو حیرت میں ڈال گئی تھی۔۔۔۔

میم پلیززززز آپ سر سے کہیں نا ہم آٹوگراف دیں۔۔۔۔

پہلی والی لڑکی نے اس سے مسکراتے ہوئے درخواست کی۔۔۔۔

اذمار کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی ذروہ کے ایکسپریشن دیکھ کر۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھا جو ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اسے اتنی توجہ سے دیکھ رہا تھا کہ ذروہ کی آنکھوں میں اسے کے عشق کے دیپ جلے تھے وہ ان لڑکیوں کو بھولے ایک دوسرے کو عشق سے دیکھتے کہی اور ہی پہنچ گے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لڑکیاں مسکرائیں تھیں۔۔۔۔سچ میں آج پہلی بار خقیقت میں عشق دیکھ رہی ہوں میں۔۔۔۔۔تیسری لڑکی نے ذروہ کے عام نقوش سے چھلکتا عشق دیکھ کر بولی تھی ۔۔۔۔۔لائیں ادھر نوٹ بک۔۔۔اذمار نے بنا اس سے نظریں ہٹائیں اب لڑکیوں کو مخاطب کیا تھا۔۔۔۔"

وہ آٹو گراف لے کر جا چکیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔کھانا کھاو مائے ہارٹ۔۔۔۔۔اذمار کی دھیمی آواز پر وہ واپس خقیقت کی دنیا میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے جھٹ سے اس سے نظیں ہٹائیں تھیں۔۔۔۔۔اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے اس کے لیے ہاف فرائی ایگ ،بریڈ اور اورنج جوس منگوایا تھا۔۔۔۔۔

اسے کیسے پتا وہ ناشتے میں یہ سب کھاتی ہے۔۔۔ذروہ نے حیرت سے سوچ کر بنا اسے دیکھے ناشتہ شروع کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔وہ ناشتہ نہیں کر رہا تھا وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اس کی ڈارک گرین آنکھیں اب ہلکی سی گرین ہو گئی تھیں۔۔۔۔ذروہ اس کی آنکھوں کی گرمائش خود پر محسوس کرتی ہوئی گھبرا گئی تھی اتنی محبت کب کسی نے دی تھی اسے۔۔۔۔۔...

مین روڈ سے گاڑی میں بیٹھا ملک منصور ہونٹ بھینچے دونوں کو دیکھتا ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

چلو۔۔۔اس کی سخت آواز پر ڈرائیور نے گاڑی جلدی سے آگے بڑھائی تھی۔۔۔۔۔ *

*

وہ ساری ٹیم گاڑی میں بیٹھی واپس اپنے شہر جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔زلے کب سے ہارون کو گھورے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔جو ڈاکٹر زلے سے کسی فائل کو کھولے ڈسکس کرتا اسے تپا رہا تھا۔۔۔۔۔اس سفید لومڑی سے ہر وقت چمٹا رہتا ہے یہ۔۔۔۔۔۔۔۔اس لیے تو بہت خوش ہوا تھا میری خلع والی بات پر۔۔۔۔زلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصے سے سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون تمہیں خوش تو نہیں ہونے دوں گئی میں۔۔۔کچھ تو کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹوں پر انگلی بجاتے ہوئے غصے سے سوچا۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون نے ہلکی سی مسکان سے اسے دیکھا جو تپے تپے چہرے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون کی مسکان نے جلتی پر تیل ڈالا تھا زلے نے ناک سکوڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون کی ہلکی سے مسکان میں ڈھلے ہونٹ گہری مسکان میں ڈھلے تھے۔۔۔۔۔۔۔

*

ذروہ چونک سی گئی تھی ڈرائنگ روم میں ملک منصور اور شازیہ(والدہ) کو بیٹھے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

ملک منصور کے سپاٹ تاثرات اسے دیکھ کر بدلے تھے۔۔۔۔۔

السلام علیکم !

ذروہ نے مروت میں مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"

وعلیکم السلام آو بیٹا بیٹھو اور منہ میٹھو کرو آج سے ٹھیک پانچ دن بعد تمہاری منصور سے منگنی ہے ۔۔۔۔۔۔۔شازیہ نے خوشگواری سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ کے سر پر تو بمب پھٹا تھا۔۔۔اس نے نادیہ کی طرف حیرت سے دیکھا جو لب بھینچے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ملک منصور نے مسکرا کر اس کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھے تھے۔۔۔

---

وہ دونوں خیریت سے گھر پہنچ گئے تھے ہارون تو ہسپٹل چلا گیا تھا اسے ایک اپریشن کرنا تھا جبکہ زلے تب سے ہی گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی۔۔۔۔

وہ رات کی سوئی صبح گیارہ بجے اٹھی تھی وہ بھی نوین کے دو بار جگانے پر۔۔۔۔

کھلا سا ٹروزر پہنے اوپر گھٹنوں تک آتی لمبی کھلی شرٹ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

چچی ماں پلیز ایک کپ گرما گرما چائے تو بنوا دیں۔۔۔زلے نے نوین کی گود میں سر رکھ کر ان سے فرمائش کی۔۔۔جبکہ پاس ہی صوفے پر سبزی بناتی ارم نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔پتا نہیں یہ کب جان چھوڑے گئی ہماری۔۔۔ارم نے سر جھٹکتے ہوئے سوچا۔۔۔۔

اچھا میں کہتی ہوں غفوراں سے۔۔۔غفوراں چائے بنا لاو زلے کے لیے اور ساتھ کچھ کھانے کے لیے بھی لے آنا۔۔۔نوین نے لاونج سے ہی غفوراں کو آواز لگائی۔۔۔

زلے بیٹا اپنے بالوں کی بھی کیئر کیا کرو نا۔۔۔دیکھو کتنے رف سے ہو گئے ہیں تھوڑی دیر میں میں تمہارے بالوں میں تیل لگاتی ہوں پھر نہانا ابھی مت شاور لینا۔۔۔نوین کی اتنی محبت پر وہ مسکراتی ان کے گال چوم گئی تھی ایک وہی تو تھی جنہوں نے اسے بلکل ماں بن کر پالا تھا۔۔۔۔"

السلام وعلیکم ایوری ون !

ہارون نے گھر میں اینٹر ہوتے ہوئے سب کو کہا۔۔۔۔جس کا جوان زلے کے سوا سب نے ہی دیا تھا۔۔۔۔

بیٹا آتے ہی چلے گئے تم !میں پوچھتی ہوں اسپتال بھاگا جا رہا تھا کیا کہی۔۔۔۔۔دادی نے لاونج میں آتے ہوئے اسے دیکھ کر غصے سے پوچھا۔۔۔۔

ان کی محبت پر نوین اور ہارون مسکرائے تھے۔۔۔۔میری پیاری دادی ایک دو سرجری کرنی تھی بس اسی میں ہی دیر ہوگئی۔۔۔۔ہارون نے ان کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔

زلے نے اسے سنجیدگی سے دیکھا جس کے چہرے ہر تھکن واضع تھی۔۔۔۔۔۔

بیٹا جاو تم شاور لے کر فریش ہو جاو میں چائے بھیجواتی ہوں تب تک تمہارے لیے۔۔۔۔نوین نے اس کے بالوں کو پیار سے چھوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"

اوکے موم جلدی بھیجوا دیں پھر میں سووں گا شام تک۔۔۔۔وہ کہتا ہوا بنا اسے دیکھے سیڑیاں چڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔***

زلے نے منہ بنایا۔۔۔مجھے تو ایسے اگنور کرتا ہے جیسے میں تو مری جا رہی ہوں اس کی نگاہیں کرم پر اونہہ۔۔۔۔زلے نے اسکی پشت کو دیکھتے ہوئے جل کر سوچا۔۔۔۔۔ہارون مسکرایا تھا۔۔۔اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے۔۔۔۔۔"

*

---

ذروہ بیڈ پر الجھے تاثرات سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ کچھ نہیں سوچ رہی تھی۔۔۔اس کا دماغ بلکل بلینک تھا۔۔۔اس کے سر پر بس ہلکا ہلکا سا درد تھا جو زیادہ سوچنے سے پیدا ہوتا تھا۔۔۔۔

یہ لو چائے پی لوں۔۔۔نادیہ نے اس کے سامنے بڑا سا چائے کا مگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

مما میں اس سے شادی نہیں کر سکتی پلیزز آپ بابا کو سمجھائیں۔۔۔۔ذروہ نے بنا چائے کے کپ کو پکڑے ان سے سرد لہجے میں التجا کی۔۔۔۔

دیکھو بیٹا تم سمجھدار ہو خود سوچو اس سے بہتر رشتہ تمہیں کہاں سے ملے گا۔۔۔۔۔نادیہ نے اس کے سرد ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔جس پر زری کے آنکھوں میں جھٹ سے کسی کی روشن گرین آئز آئیں تھیں۔۔۔۔۔۔خاندان کے سب لڑکوں کو خوبصورت بیویاں چاہئیں خود کچھ بھی نہیں ہیں بس بیویاں ان کو حوروں جیسی چاہئیے ____نادیہ نے کہتے ہوئے سر جھٹک کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں ویرانی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔۔۔۔

مما فرض کریں میں نے اگر کسی اور سے نکاح کر لیا ہو اور آپ سب کو پتا نا ہو تو !

ذروہ کی بات پر نادیہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے زری خبر دار اگر مزاق میں بھی اس طرح کی کوئی بات کہی ہو تو میرا مان کبھی مت ٹوٹنے دینا جو مجھے تم پر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ سرد سے لہجے میں اسے اچھے سے باور کرواتی جا چکی تھی وہ پیچھے اسے ساکت چھوڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کئی آنسو گرے تھے ۔۔۔۔۔۔سر میں شدید قسم کا درد اٹھا تھا جسے پر اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔۔۔۔"

میری زندگی کہاں ہے میرے اللہ۔۔۔ذروہ کے دل نے کرلاتے ہوئے اللہ سے بے ساختہ شکوہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔

*

اذمار کی آنکھ کھل چکی تھی شدید گھبراہٹ سے۔۔۔۔۔

یہ کیا تھا !

اذمار نے اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے الجھ کر سوچا۔۔۔اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ ذروہ ویران سڑک پر بیٹھی سر پر ہاتھ رکھے اونچا اونچا روتی اسے ہی بلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ذروہ ___ اذمار کہ منہ سے بس یہی نکل سکا تھا۔۔۔۔

وہ رات کے گیارہ بجے گھر آیا تھا کنسرٹ سے فارغ ہو کر آتے ہی اس نے شرٹ اتار کر دور پھینکی تھی اور شاور لیتا ہی سو گیا تھا وہ۔۔۔۔۔اور اب یہ خواب جو اس کا دل بہت زورو سے دھڑکا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ عجلت میں شرٹ پکڑتا بائیک کی کیز پکڑتا ہوا وہ کمرے سے بھاگنے والے انداز میں نکلا تھا سارا گھر خاموشی سے شاں شاں کر رہا تھا۔۔۔۔وہ بائیک فل سپیڈ پر چھوڑے آدھے گھنٹے میں ذروہ کے گھر کے گیٹ کے سامنے تھا

*

وہ اس گھر میں کبھی نہیں آیا تھا۔۔۔وہ ہونٹ بھینچے بند گیٹ کو دیکھا رہا تھا اس ٹائم وہ سب کے سامنے آتا ذروہ کو پریشان نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

وہ کچھ سوچتا ہوا گھر کی پچھلی سائیڈ پر آیا تھا۔۔۔۔دیوار پر چڑنا اس کے لیے کوئی بڑا مسلہ نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔وہ ایک ہی چھلانگ سے دیوار کے اوپر تھا دیوار اتنی بڑی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

دھیمے قدموں سے نیچے کودتا وہ آہستہ سے گھر کے اندر اینٹر ہوا تھا کھڑکی کے راستے جو لاونج میں کھلتی تھی۔۔۔۔

اب ذروہ کا روم کونسا ہے۔۔۔۔کمر پر ہاتھ رکھ کر اس نے سنجیدگی سے سوچا۔۔۔۔

پھر اندازً سیڑیاں چڑتا وہ اوپر آگیا تھا وہ ایسے چل پھر رہا تھا جیسے یہ اس کے باپ کا گھر ہو۔۔۔۔۔

ایک دروازہ اس نے کھولنے کی کوشش کی جو کہ لاک تھا۔۔۔۔پھر وہ بائیں سائیڈ والے روم میں آیا جو لاک نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ڈور کھولا اور اندر قدم رکھا جہاں وہ اس سے مخالف سمت کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی

۔۔۔۔۔

ذروہ !

اس پکار پر اس کا تکلیف سے لرزتا وجود ساکت ہوا تھا۔۔۔۔

وہ حیرت سے اٹھ کر پلٹی تھی۔۔۔۔۔اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ بھاگتی اس تک آئی تھی اگلے ہی لمحے وہ اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔۔۔اذمار نے ضبط سے اس کے ہلتے ہوئے وجود کو دیکھا۔۔۔۔۔وہ کب برداشت کر سکتا تھا کہ اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی شکن بھی آئے یہاں تو وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔اذمار نے اسے خود سے زبردستی الگ کیا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے آپ کو۔۔۔۔۔ذروہ جواباً خاموشی سے آنسو بہاتی رہی

۔۔۔۔۔۔۔ذروہ I am telling you something.....

اس بار وہ چلایا تھا جس پر وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔

می میرے سر میں درد ہے۔۔۔۔ذروہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا

۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسے کھینچ کر اپنے اندر کہی گھم کیا تھا۔۔۔۔۔

اس کا سر درد کہی دور چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اپنی گھم ہوتی پین کے بارے میں سوچا کہ ابھی تو اس کے سر میں شدید قسم کا درد تھا اور ابھی درد کا نام ونشان بھی نہیں تھا یہ کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ذروہ اس کے ہونٹوں کا لمس جا بجا اپنے بالوں پر محسوس کر سکتی تھی ____

ذروہ کے ناک میں اس کی پرفیوم کی مہک گھسی تھی جس پر اس کے ہونٹ ہلکی سی مسکان میں ڈھلے تھے۔۔۔۔۔۔

اب بھی درد ہے تمہیں۔۔۔۔اذمار نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں لیتے ہوئے دھیمی سی آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کا سر بے ساختہ نا میں ہلا تھا۔۔۔

جس پر وہ پر تجسس سے انداز میں مسکرایا تھا جیسے اسے پتا ہو کہ جواب یہی ملے گا۔۔۔۔۔

مجھ سے اپنا مسلہ ڈسکس کرو۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسے صوفے پر بٹھا کر خود اس کے پیروں میں اکڑو سٹائل سے بیٹھتا وہ پوچھ رہا تھا ہاتھ اس کے سفید گرین نسوں والے ہاتھوں میں گھم تھے۔۔۔۔۔۔

آپ کیوں آئے یہاں اگر کسی نے آپ کو دیکھ لیا تو !

ذروہ نے اس کے چہرے کے نقوش میں گھم ہوتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔۔

___Its not the answer of my question

اذمار نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ جائیں یہاں سے۔۔۔۔ذروہ نے اس بار نظریں جھکا کر کہا۔۔۔۔

ذروہ آپ کے ساتھ کیا مسلہ ہے آپ اگر بتا دیں گئی تو بہتر ہو گا آپ کے لیے ورنہ میں ایک منٹ میں جان سکتا ہوں لیکن میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔

یہ الفاظ وہ کہتے ہوئے اس کے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔لیکن ذروہ نہیں دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں اگر دیکھ لیتی تو شاید ایسے بیٹھی نا ہوتی۔۔۔۔۔۔۔*

کچھ ہے ہی نہیں تو آپ کیا جانے گئے ذروہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے تنک کر کہا۔۔۔۔

اذمار نے اپنی انگلی کی پوروں سے اس کے ہونٹ اس کے دانتوں سے آزاد کروائے۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔تم خود کو اس طرح کی کوئی تکلیف نہیں دو گئی۔۔۔۔۔تم سو جاو میں چلتا ہوں اب۔۔۔ایک منٹ تم چائے پیو گئی۔۔۔اذمار نے پلٹ کر اس سے پوچھا۔۔۔

یہ انسان ہی ہے نا۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھ کر دل میں سوچا ابھی تو اس کا دل چائے پینے کا کر رہا تھا اور وہ انسان جان بھی گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے پینی ہے چائے لیکن میں بنا لوں گئ آپ جائیں یہاں سے۔۔۔۔ذروہ نے جلدی سے کہا

۔۔۔۔۔۔

تم پانچ منٹ ویٹ کرو میں آرہا ہوں۔۔۔۔وہ کہتے ہی پلٹ گیا تھا۔۔۔۔کیا یہ چائے بنانے گئے ہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے سوچا کیونکہ وہ تو ہل کر پانی کا گلاس تک خود نہیں پیتا تھا اور یہاں وہ چائے بنائے گیا تھا اس کے لیے وہ بھی کسی کے گھر۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے لب بھینچ کر حیرت کی زیادتی سے سوچا۔۔۔۔

یہ لو تمہاری چائے اور ریلکس رہنا جب تک اذمار زندہ ہے آپ کو کوئی تکلیف پہنچنے نہیں دے گا ۔۔۔۔۔۔اذمار چائے کا کپ میز پر رکھتا اس کے آئی بروز پر ہونٹ رکھتا جا چکا تھا اسے حیرت سے ساکت چھوڑے۔۔۔۔۔۔۔"

ذروہ نے حیرت سے نکلتے ہوئے چائے کے کپ کو دیکھا تیز پتی والی چائے ذروہ کو پسند تھیں۔۔۔۔

یہ کون ہے یہ کیسے جان جاتا ہے میری ہر بات! کیسے ؟۔۔۔۔ذروہ نے الجھتے ہوئے خود سے پوچھا۔۔۔۔۔۔"

*

وہ سڑک پر چلتا جا رہا تھا۔۔۔۔اب وہ اسی جگہ پر تھا جہاں اس نے ذروہ کو روتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب اسکی آنکھوں کا رنگ ہلکا سا گرین تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ تھی۔پھر وہ پرسراریت سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن یہ مسکراہٹ ہرگز بھی عام مسکراہٹ نہیں تھی۔۔۔۔۔

*

کیسی ہیں آپ آپی۔۔۔ذروہ نے زلے کے گلے لگتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔۔

میں تو بلکل ٹھیک ہوں تمہیں کیا ہوا ہے اتنی کمزور کیوں لگ رہی ہو۔۔۔۔زلے نے اس کے گال ہاتھوں سے چھوتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں آپی! بس ہلکا سااا بخار ہو گیا تھا لیکن اب اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ذروہ نے اس کے ہاتھ اپنے گالوں سے ہٹا کر اپنے ہونٹوں سے چھوتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔۔

افففف ایک تو تم پہلے ہی اتنی کمزور ہو اوپر سے اپنا خیال بھی نہیں رکھتی کیا کروں میں تمہارا ۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے گلے لگاتے ہوئے بڑی بہنوں والی شفقت سے کہا۔۔۔۔۔۔سامنے ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرتی زینش نے غصے سے زری کی پشت دیکھی۔۔۔۔افففف اب یہ میری بہن پر بھی

قبضہ کرنا چاہتی ہے ایک تو روز آ جاتی ہے ہمارے گھر !زینش غصے سے دانت پیستے ہوئے بڑبرائی۔۔۔۔۔۔

آو ناشتہ کرو میں تو ہسپٹل جا رہی ہوں آج ضروری کانفرنس ہے ہماری اور اپنی مما سے کہا کرو تمہارا خیال رکھا کریں۔۔۔۔زلے نے اسے چیئر پر بٹھاتے ہوئے کہا____اللہ آپی وہ آپ کی بھی مما ہیں۔۔۔۔ذروہ نے منہ بسورتے ہوئے اسے یاد دلایا۔۔۔۔

میری صرف نوین چچی ہی مما ہیں۔۔۔۔زلے نے اسے جوس گلاس میں نکال کر دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔ذروہ مسکرائی اپنی خوبصورت بہن کو دیکھ کر جو ہر بات ناک چڑھا کر کیا کرتی تھی۔۔۔۔۔"

آپی آپ سکن سپیشلسٹ سے ذروہ کے لیے کوئی ایکنی کریم ہی لے آئیں دیکھے نا کتنے پمپلز ہیں اس کے فیس پر۔۔۔۔۔۔۔

زینش کی بات پر ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔جو طنزیہ مسکراہٹ سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔میری بہن بہت کیوٹ ہے اسے ایسی چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے زینش ! اور ذروہ تم سے ڈیڈھ سال بڑی ہے تمیز سے بلایا کرو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔زلے کے تیکھے لہجے پر زینش نے سر جھٹکا۔۔۔

آپی آپ کو دیر ہو رہی تھی نا۔۔۔ذروہ نے اسے وقت کا احساس دلایا۔۔۔۔ہاں جا رہی ہوں اللہ خافظ۔۔۔زلے دونوں سے کہتی ہوئی جلدی سے باہر بھاگی۔۔۔۔

ویسے ذروہ سنا ہے دادی نے تمہارا رشتہ معاز بھائی سے کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔زینی کی بات پر جوس پیتی زری کو زور سے اچھو لگا تھا۔۔۔

کیاا یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے نکلتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

زینش بلکل سچ کہہ رہی ہے ذری آپی۔۔۔۔۔نوال(اذمار کی بہن جو ماموں کے گھر گئی ہوئی تھی رات کو ہی واپس آئی تھی)

نوال نے ڈرائنگ روم میں آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دونوں کو دیکھا۔۔۔۔نوال مسکرا کر زری سے ملی لیکن ذروہ ساکت ہی بیٹھی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔لیکن دادی اور پاپا نے مجھ سے تو کچھ نہیں کہا یا پوچھا۔۔۔۔ذروہ زرد نے چہرے سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

دادی کب کسی سے پوچھتی ہیں مائے ڈیئر کزن۔۔۔۔نوال نے اپنے لیے چائے نکالتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔۔زینش ہلکا سا مسکرائی تھی ذروہ کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

میں چلتی ہوں یونی سے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ کہتی ہوں ئی بنا کسی کو دیکھا جلدی سے اپنا بیگ کندھے پر رکھتی جا چکی تھی۔۔۔ارے سنو تو۔۔۔۔۔۔نوال اسے پکارتی ہی رہ گئی تھی لیکن وہ دوڑتی ہوں وہاں سے نکلی تھی۔۔۔۔۔

بنا کچھ سوچے بس چلتی جانا چاہتی تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔آنسو پر تو کسی کا بس نہیں ہے وہ بہتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ دریا کے برج پر کھڑی تھی۔۔۔۔بلیک شیشوں والی چادر سر سے اتر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔برج کی ریلنگ کو تھامے وہ گہری نظروں سے پانی کو دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔جو اچھل اچھل کر اسے آدھا تو بگھو چکا تھا۔۔۔۔۔۔"

*

اسے کافی دیر ہو گئی تھی وہی کھڑے کھڑے وہ پانی کو دیکھتی الجھی بکھڑی سی لڑکی دور کھڑے تین لڑکوں کو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی جو گاڑی سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اب چلنا چاہئے مجھے۔۔۔ذروہ خود سے ہی بڑبرائی تھی سر پر چادر درست کرتی ہوئی وہ پلٹی تھی جب اسے ٹھٹھکنا پڑا تھا

!وہ تینوں لڑکے بلکل اس کے پاس کھڑے اپنی خبیث مسکراہٹ سے اسے دیکھتے ڈرا گئے تھے اسے

*_____

زلے جیسے ہی ہسپٹل آئی سامنے ہی وہ محصوص کوٹ پہنے گلے میں اسٹیتھوسکوپ ڈالے وہ رابیل سے ہنس ہنس کر باتیں کرتا زلے کا تو خون ہی جلا گیا تھا____گھر میں مسکراتے ہوئے تو دانت ٹوٹتے ہیں اس کے اور یہاں دیکھو کیسے قہقے ہر قہقے لگا رہے ہیں۔۔۔۔۔زلے دانت پیستی بڑبراتی ہوئی ان تک آئی۔۔۔۔۔

رابیل میں چاہتا ہوں تم شادی پر ریڈ لہنگا پہنو اور دنیا کی سب سے خوبصورت دلہن لگو۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔زلے کے قدم وہی ٹھٹھک کر رکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے حیرت سے ہارون کے چہرے کو دیکھا جو صرف رابیل کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔۔۔۔رابیل جواباً شرمائی تھی۔۔۔۔۔بس زلے کی حد یہی تک تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون اور ڈاکٹر رابیل آپ دونوں کو اور کوئی کام نہیں ملا جو یہ سب بیہودہ باتیں کرنا شروع کر دیں ہیں یہاں! یہ ہسپٹل ہے کوئی لو سپاٹ نہیں۔۔۔۔زلے نے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

سیریسلی ڈاکٹر یہ ہسپٹل ہے افففف میں تو رابیل کو دیکھ کر سب کچھ ہی بھول جاتا ہوں کیا کروں میں اپنا۔۔۔شکریہ ڈاکٹر زلے ہمیں جگہ کا احساس کروانے کے لیے۔۔۔۔ہارون نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کافی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے آپ کی ڈیوٹی آج سیکنڈ فلور پر ہے یہ آرڈر ڈاکٹر ذوالفقار کا ہے۔۔۔۔چلیں ڈاکٹر ہارون ہمیں ایک پیشنٹ کی فائل بھی تو ڈسکس کرنی تھی۔۔۔۔رابیل نے زلے کو باور کرواتے ہوئے ہارون سے کہا۔۔۔

وائے نوٹ ڈیئر۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔اور دونوں باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ گے۔۔۔۔"

زلے نے حیرت سے دونوں کی پشت کو دیکھا۔۔۔یہ کیا تھا !

ڈاکٹر ہارون تمہیں تو میں اچھی طرح دیکھ لوں گئ سمجھتے کیا ہو خود کو !

کبھی بھی تمہاری شادی میں اس سفید لومڑی سے تو ہونے نہیں دوں گئ ہرگز نہیں۔۔۔زلے نے کوٹ جھٹکتے ہوئے غصے سے پیر پٹخ کر کہا۔۔۔۔

پھر سیکنڈ فلور کی طرف بڑھی جہاں ہارون ہوتا تھا ہارون کا بھی سیکنڈ فلور پر ہی کیبن تھا۔۔۔۔"

*

---

ہائے مامی جان۔۔۔معیز (شائستہ کا بیٹا) نے گھر میں آتے ہوئے اونچا سا کہا آخر کسی کو سنانا جو تھا۔۔۔۔۔۔

نوال نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔۔۔

بیٹا سلامتی بھیجتے ہیں سب پر گھر میں داخل ہوتے وقت۔۔۔۔۔نوین نے اسے ہر بار کا سبق پھر سے پڑھایا کہ شاید اگلی بار وہ عمل کر جائے۔۔۔

سوری مامی اگلی بار میں السلام ہی لوں گا یہ پکا وعدہ رہا آپ سے مائے جان۔۔۔۔۔معیز نے نوال کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر نوین سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

وعدہ توڑنے والوں کو اللہ سخت نا پسند کرتا ہے معیز بھائی۔۔۔۔۔۔نوال نے سبزی کی ٹوکڑی سے پالک کے پتے چنتے ہوئے اسے چڑایا۔۔۔۔۔۔۔"

میں خود اس انسان کو ناپسند کرتا ہوں جو وعدہ توڑے ویسے بھائی میں کسی کا نہیں ہوں انڈرسٹینڈ ۔۔۔۔۔۔معیز نے منہ بناتے ہوئے سر جھٹک کر کہا۔۔۔:

نوین مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔جبکہ نوال دانت پیستی رہ گئی۔۔

تم نے ابھی چچی کے سامنے کیا کہا۔۔۔۔۔نوال نے اس سے تنک کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

یہی کہ میں کسی کا بھائی نہیں ہوں سمپل۔۔۔۔۔معیز نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کہا۔۔۔

کان کھول کر سن لو میں شادی کروں گئی تو صرف اپنی مرضی سے کروں گئی تم سے نہیں اس لیے جا کر کسی اور لڑکی کو تاڑو۔۔۔۔۔۔

نوال نے نازک ہاتھ میں پکڑے اسے غصے سے دھمکی دی۔۔۔۔۔۔!

تم بھی کان کھول کر سن لو۔۔۔شادی کروں گا تو تم سے کروں گا ورنہ تمہارا قتل مجھ پر واجب ہو گا آئی بڑی مجھے سے شادی نا کرنے والی تمہاری اس گھر میں سنتا کون ہے۔۔۔۔۔۔۔معیز نے ناک چڑہا کر لڑاکا عورتوں کی طرح اسے اچھے سے باور کروایا۔۔۔۔۔۔

افففف شٹ اپ تمہاری زبان کے آگے تو گویا خندق ہے۔۔۔نوال پلیٹ پکڑتی غصے سے بڑبراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی پیچھے معیز نے بھی شرٹ جھاری اور اس کے پیچھے لپکا۔۔وہ اسے خوب تنگ کرتا تھا بلکہ ناک میں دم کر کے رکھتا تھا اسکی___"ہائے نوال بے چاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""

_____*;

کارپٹ پر بنا شرٹ کے وہ سو رہا تھا جب وہ جھٹ سے اٹھا تھا۔۔۔۔۔نہیں چھوڑوں گا میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔وہ چلا کر کہتا ہوا بنا شرٹ کو پکڑے باہر بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔

_____*

ذروہ نے چادر کو ٹھیک سے سر پر کھینچا۔۔۔اور سر جھکا کر ان کے پاس سے گزری ہی تھی جب ایک لڑکے نے سرعت سے اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنے نزدیک کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ کے چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔

ارے چلی جانا جان من اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔۔۔اس لڑکے نے خباثت سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے زلیل انسان۔۔۔زری نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔تو جان پہلے ہمیں تو خوش کرتی جاو پھر جہاں کہو گئی ہم خود تمہیں چھوڑ آئیں گئے۔

۔۔۔۔دانی نے اسے اپنے بلکل پاس کرتے ہوئے زہریلی مسکان سے کہا۔۔۔۔ذروہ نے آس پاس دیکھا جہاں اس وقت لوگوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

باقی دونوں بھی مزہ لیتے ہوئے ذروہ کے سراپے کو دیکھ رہے تھے

دیکھو پلیزز مجھے جانے دو تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔۔۔

ذروہ نے روتے ہوئے بے بسی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔شانی گاڑی یہی لے آو۔۔۔دانی نے اسکی چادر اس کے سر سے کھینچتے ہوئے کمینگی سے اپنے ساتھی سے کہا۔۔۔۔جس پر وہ مسکرا کر سر ہلاتا ہوا گاڑی لینے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

زری نے لرز کر اس شیطان صفت انسان کو دیکھا پھر ایک ہاتھ سے زور سے تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر چکی تھی وہ۔۔۔۔۔۔

دانی کو اس ڈرپوک لڑکی سے ایسی امید ہرگز نہیں تھی____

دانی نے اسے غصے سے زور سے دھکا مارا تھا۔۔۔۔جس سے وہ چیختی ہوئی چکنی سڑک پر گری تھی۔۔۔۔۔۔تیری یہ جرت کی توں دانی پر ہاتھ اٹھائے تجھے تو اب میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا کم زات لڑکی۔۔۔۔۔۔دانی نے زور سے اس کے کندھے پر لات رسید کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ذروہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے ذروہ درد سے چلائی تھی۔۔۔۔۔دانی اسے بالوں سے گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب تیز قدموں سے چلتا وہ ان لوگوں تک آیا تھا اور زور سے ٹانگ دانی کے ناک پر ماری۔۔۔دانی نے نیچے گرے اپنے سامنے مضبوط جسامت اور لمبے قد والے کو حیرت سے دیکھا____جس کی آنکھیں سرخ اور سیاہ تھیں۔۔۔۔۔

جو دانی کو ڈرا گئیں تھیں۔۔۔۔۔اذمار نے اسے بالوں سے کھینچ کر اوپر اٹھایا پھر اسے بنا سنبھلے کا موقع دیئے اس کے منہ پر لگاتار سات آٹھ تھپڑ مار دیئے تھے اس نے۔۔۔۔دانی لہو سے لہان ہوتا ہوا چیخا تھا کون ہو تم میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا____دانی درد سے با مشکل بولا تھا۔۔۔وہ بنا اسے دیکھے اب ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا جو لرزتے ہوئے اسے دیکھ کر بھاگے تھے

۔۔۔۔۔اذمار ایک ہی جست میں ان کے سامنے تھا ____اس نے دونوں کے سر پکڑ کر آپس میں زور سے مارے تھے۔۔۔۔

وہ انہیں وحشیوں کی طرح مارتا ہوا وہ کہی سے بھی انسان نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ حیرت سے دنگ اسے دیکھتی جا رہی تھی تکلیف تو کہی دور چلی گئی تھی اس کی۔۔۔۔۔۔۔۔تینوں کی گردنیں باری باری مڑور کر وہ انہیں پانی میں پھینک چکا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چلاتے ہوئے روتے ہوئے بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔اذمار رکا تھا اسے ڈرتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔پھر تیز قدموں سے اس تک پہنچ کر اسے اپنے مضبوط حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے تم انسان نہیں ہو نہیں ہو تم انسان۔۔۔۔۔ذروہ نے اس کی گرفت میں مچلتے ہوئے آنکھیں میچے ہی چلا کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔

اذمار نے اس کا چہرہ اپنی گرفت میں لے کر اس کے چہرے پر لگی ہوئی مٹی پر اپنے ہونٹ رکھتا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھا جو اب اس کے کندھوں پر پڑی بلیک شیشوں والی چادر کو اس کے بکھڑے بال سنوارتا اس کے سر پر اوڑ چکا تھا۔۔۔۔

تم کون ہو !

ذروہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے لرزتی آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔

تمہارا عکس میری جان۔۔۔۔۔۔اذمار نے کہتے ہی اسے خود میں گھم کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اب اسے کی آنکھیں ڈارک گرین تھیں۔۔۔۔۔

ذروہ کے دماغ میں زلے کی آواز گونجی تھی (تمہیں پتا ہے اذمار کی آنکھیں بچپن میں بروان ہوا کرتی تھی پھر پتا نہیں کیا ہوا کہ وہ ایک دن صبح اٹھا تو اسکی آنکھیں ڈارک گرین تھیں۔)

زلے کی آواز نے اسے پھر سے اذمار کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔جس نے محبت سے اسکی چمکتی لونگ پر ہونٹ رکھ کر اسے اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

٭

وہ اسے اٹھائے بنا شرٹ کے چلتا کئی لوگوں کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔وہ لاپرواہی سے چلتا کسی کو ایک نظر تک نہیں دیکھ رہا تھا__اسے کون نہیں جانتا تھا سب جانتے تھے وہ ایک زبردست آواز والا سنگر ہے۔۔۔۔۔۔۔لیکن اس کی آنکھوں کا سرد پن کسی کو بھی اس کے پاس پھٹکنے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ کی نظریں صرف اس کے خوبصورت چہرے کا طوائف کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔وہ ناک کی سید پر چلتا اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اب اسے لیے ایک بہت پیاری جگہ آ گیا تھا۔۔۔۔۔۔جہاں ہر طرف ہریالی ہریالی تھی پاس ہی بہتی جھیل جس کا شفاف ٹھنڈا پانی پہاڑو سے بہتا ہوا نیچے آتا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ حیرانی سے سب دیکھتی اس کی طرف پلٹی۔۔۔۔

یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو مجھے گھر جانا ہے مما ویٹ کر رہی ہوں گی۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ہاتھ کی انگلیاں آپ سے میں پیوسٹ کیے اس سے کہا۔۔۔۔۔۔۔جو اس کی بلیک چادر پر لگی ہوئی مٹی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

آپ سن کیوں نہیں رہے۔۔۔ذروہ نے اس بار اس کا کندھا ہلا کر پوچھا۔۔۔۔۔۔"

اپنی چادر مجھے دو میں واش کر دیتا ہوں !

اذمار نے کہتے ہی اس کی چادر اس کے سراپے سے اتاری۔۔۔۔

ی ی یہ کیا کر رہے ہیں آپ__میں گھر جا کر واش کر والوں گئی آپ ادھر دیں مجھے میری چادر ۔۔۔۔ذروہ نے غصیلے لہجے سے کہتے ہی چادر پکڑنی چاہی تھی جب اس نے اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر اپنے نزدیک کھینچا۔۔۔۔۔

ذروہ نا سننے کی عادت نہیں ہے مجھے مائے ہارٹ اس لیے نو آرگومینٹ۔۔۔۔۔اس نے حیرت سے اس کے نرم لہجے کو سنا___

پھر

میں کیا اوڑو گئی۔۔۔۔ذروہ نے جیسے لاڈ سے پوچھا ہو اس سے۔۔۔۔۔۔آپ مجھے اوڑھ لیں زندگی بھر کے لیے آپ کو کبھی بکھڑنے نہیں دوں گا یہ پرومس ہے اذمار عدیل کا آپ سے۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے محبت سے پُر گھمبیر لہجے میں کہا_____ذروہ نے حیرت سے نیم وا ہونٹوں سے اسکی حرکت کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

آپ نے یہ کیا حرکت کی ہے۔۔۔۔مجھے نہیں پسند اس طرح کی حرکتیں۔۔۔۔۔۔۔

لیکن مجھے تو پسند ہیں نا !

ازمار کہتا اس کی چادر کو بہتے پانی میں بھیگو چکا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ سب کرتا وہ کہی سے بھی دی کھڑوس اذمار عدیل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھیں مسکرائیں تھیں !

کیا اللہ نے اسے میرے لیے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے اس کی مضبوط پشت کو دیکھتے ہوئے خود سے بڑبرائی۔۔۔وہ اب اسکی چادر کو نچوڑتا ہوا درخت کے سائے میں ڈال رہا تھا کیونکہ بارش شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔"

ادھر آئیں۔۔۔امار نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔ذروہ نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔۔۔۔۔"اس کے دماغ میں تلخ سوچیں آنا شروع ہو چکی تھی کبھی زینش کی باتیں تو کبھی نادیہ اور فرزانہ کی باتیں۔۔۔۔۔۔۔اس کے ارد گرد سب کی آوازیں چکرا رہیں تھیں۔۔۔۔۔(ذروہ میرا مان کبھی مت ٹوٹنے دینا) نادیہ ہی تو کہتی ہے اس نے اپنی بیٹی کی پروش بہت اعلی پیمانے پر کی ہے! فرزانہ کی آواز )

تم اچھے سے تیار ہو کر آنا ہمارے نکاح میں ؛)زینش کی آواز کے ساتھ ہی وہ ہوش کی دنیا میں آئی تھی

وہ اب شدید سر درد کے ساتھ اذمار کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اذمار کی آنکھوں میں سنجیدگی آ چکی تھی۔۔۔۔

; Zarwah, I am telling you something

اذمار کی بات پر اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔۔۔۔پھر ایک فیصلہ کر لیا تھا اس نے کہ یہ فیصلہ سب کی زندگیوں میں طوفان لانے سے بچا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔'

مجھے آپ سے طلاق چاہیئے۔۔۔۔

اس نے سامنے برستی بارش کو دیکھتے ہوئے سپاٹ سے انداز میں کہا۔۔۔۔۔*

اذمار نے پہلے تو اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا پھر غصے سے بولا_____"

کیاااااا ! یہ کیا بکواس ہے۔۔۔اذمار نے اس کا رح اپنی طرف کرتے ہوئے درشتگی سے پوچھا۔

:۔۔۔۔۔

یہ بکواس نہیں ہے مجھے بس اس بے نام رشتے سے آزادی چاہئے تو چاہئے بس۔۔۔۔۔ذروہ نے کہتے ہوئے ہونٹ بھینچے تھے"۔۔۔۔۔۔

اور اگر نا دوں تو !

اذمار نے اسے اپنے بے حد قریب کرتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔۔۔۔*

ذروہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر بارش کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے (یہ خوبصورت شخص میرا نصیب کیسے ہو سکتا تھا بھلا یہ تو زینش کی ہی نصیب ہو سکتا ہے مجھ جیسی کم شکل کا نہیں !)

ذروہ کے دل سے ایک تلخ آواز آئی تھی اندر ہی اندر کہی بہت سے آنسو گرے تھے۔۔۔۔۔

تو میں عدالت میں جاوں گئی خلع کا کیس کروں گئی تم پر۔۔۔۔۔ذروہ کی آواز میں بہت سی تھکن اور ایک ضد سی تھی۔۔۔۔۔

جاو جہاں مرضی جانا ہے جاو لیکن اذمار عدیل کے نام سے تمہیں دنیا کی کوئی عدالت رہائی نہیں دلا سکتی جاو جسے بتانا ہے بتاو لیکن اذمار کی گرفت سے تم کبھی نہیں نکل سکو گئی ! مر کر بھی نہیں سمجھی تم ۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا چہرہ اپنی سخت گرفت میں لیتے ہوئے سرد اور اونچی آواز میں کہا

۔۔۔۔۔۔۔اس کے ہونٹ ذروہ کو اپنی لونگ پر محسوس ہوئے تھے جس پر وہ کانپ سی گئی تھی اس کی شدت پر۔۔۔۔۔۔۔"

*

صبح سے ہارون نے زلے کو زچ کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔کبھی اس پیشنٹ کو دیکھو تو کبھی کسی پیشنٹ کو ۔۔۔۔۔وہ زچ ہو کر رہ۔۔گئی تھی۔۔۔۔۔جس کی بروان آنکھیں زلے کی تیکھی ناک پر دھرا غصہ دیکھ کر مسکرا رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔"

افففف یہ عجیب انسان ہمارے گھر پر ہی پیدا ہونا تھا۔۔۔زلے نے چیڑ پر بیٹھتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے پیچھے سے کسی کی برائیاں کرنا گلہ کہلاتا ہے اس اگلے بندے کے تو گناہ کم ہوں گئے لیکن کرنے والے کے بڑھیں گئے۔۔۔۔۔ہارون نے فائل اس کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے نرم لہجے میں سمجھایا۔۔۔۔

تمہیں اس سے کیا تم جاو ڈاکٹر رابیل تمہیں ڈھونڈ رہی ہو گئی۔۔۔۔۔زلے نے چڑچڑے لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہارون مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔۔۔۔آپ نے تو مجھے چھوڑ ہی دینا ہے نا تو میرا گھر رابیل کے ساتھ ہی بس جانے دیں آخر کسی نا کسی سے تو شادی کروں گا ہی نا تو رابیل بہت خوبصورت لڑکی ہے یقیناً میرے ساتھ وہ بہت سوٹ کرے گئی۔۔۔۔ہارون نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

رابیل مائے فٹ !اور کہاں سے خوبصورت ہے وہ۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے تیکھے لب و لہجے میں اس سے پوچھا.____

زلے نے اس کا حد سے زیادہ قریب آنا محسوس نہیں کیا تھا___وہ بس غصے میں تھی___

ڈاکٹر زلے اب یہ تو زیادتی ہے نا بھلا رابیل میں کس چیز کی کمی ہے اتنی خوبصورت تو ہے اور مزے کی بات اسے میری بڑی بڑی مونچھوں سے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ہارون نے اس کی الجھی لٹ کو گال سے پرے کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔

زلے نے اب اسے غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔گندمی رنگت پر تیکھے نقوش والا انسان اتنا برا تو نہیں تھا لیکن وہ کیا کرتی اپنے دل کا کہ وہ شادی جیسے بندھن میں بندھنا نہیں چاہتا تھا جس رشتے کا کوئی اعتبار ہی نہیں تھا۔۔۔۔

ہارون نے پہلی دفعہ اسے خود سے اتنا نزدیک کیا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے پیچھے ہوئی اور پھر گہرا سانس لیتی اس کی طرف پلٹی۔۔۔۔میں تمہاری شادی ہرگز اس چونے جیسے شکل والی سے نہیں دوں گئی۔۔۔۔تم بھی غیر شادی شدہ رہو گئے اور میں بھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے کی بات پر ہارون کو چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔۔

زلے !

ہارون بس یہی کہہ سکا تھا۔۔۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں مائے ڈیئر ہسبنڈ ، تمہاری شادی تو کسی سے نہیں ہو گئی رابیل اور تم لاکھ کوشش کر لو لیکن میں تم دونوں کی شادی کبھی نہیں ہونے دوں گئی انڈرسٹینڈ یو بیٹر انڈرسٹینڈ۔۔۔۔۔انگلی سے اسے دھمکی دیتی ہوئی وہ چلی گئی تھی پیچھے وہ حیرت سا زلے کی باتوں پر غور کرتا رہ گیا۔۔۔۔۔

زلے کے ساتھ کیا مسلہ ہے آخر مجھے جاننا ہو گا میں اسے ایسے تو جینے نہیں دے سکتا کیا یہ انسکیور ہے کسی بات کو لے کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے چئر کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر سخت پریشانی سے بڑبرایا۔۔۔۔۔۔"

٭

تم الگ ہونے کی بات کرتی ہو میرا بس چلے تو تمہیں چھوتی اس ہوا کو بھی منع کردو کہ یہ لڑکی صرف میری ہے اسے چھونے کا حق صرف اذمار عدیل کا ہے۔۔۔۔۔اور تم الگ ہونے کی بات کرتی ہو یہ خناس جس نے تمہارے دماغ میں بھرا ہے نا جلد ان سے بھی نمٹ لوں گا مائے ہارٹ بس آئندہ یہ کفر میں میں تمہارے منہ سے نا سنوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے جنونی لہجے میں کہا۔۔۔۔

ذروہ نے سر اونچا کر کے اس فرشتہ صفت انسان کو دیکھا جسے اللہ نے اس کے لیے ہی بھیجا تھا اس کے ساری دکھوں کا مداوا بنا کر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خوبصورت انسان اسے اتنا چاہتا تھا ؛

ذروہ کا دل کیا کہ وہ سب کو چلا چلا کر کہے کہ دیکھو یہ ہے وہ انسان جو اس سے عشق کرتا ہے ۔۔۔۔وہ بد نصیب نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھوں سے موتی لڑیوں کی صورت بہنے لگے تھے جب اذمار نے اس کے آنسو ہونٹوں سے چنتے ہوئے اسے اپنے دل میں کہی اندر قید کیا تھا جس سے ذروہ کو رہائی کسی صورت نہیں مل سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ذروہ کے سر پر ہونٹ رکھتے ہوئے دانت پیسے۔۔۔۔

ملک منصور ____

اذمار دل ہی دل میں غرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے خود میں قید کیے بارش سے محفوظ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر وہ بہت خوبصرتی سے مسکرایا تھا جب ذروہ کی کمزور بانہوں کی گرفت اپنے ارد گرد محسوس کی تھی وہ لڑکی اسے چاہتی تو بہت تھی لیکن زمانے سے ڈرتی بھی بہت تھی۔۔۔اذمار نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سوچا

*

مال روڈ تک جاتی سڑک رات کو کسی نے ساری کھود کر خراب کر دی ہے ____عدیل صاحب نے ڈینر کرتے ہوئے سب گھر والوں کو آفسوس سے بتایا۔۔۔۔۔"

اذمار نے بلیک کافی پیتے ہوئے عدیل صاحب کو دیکھا جو اسے ہی طنزیا نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ ہاں میں نے بھی سنا ہے۔۔۔۔

احمد صاحب نے ٹشو سے ہاتھ منہ صاف کرتے ہوئے تائید کی۔۔۔۔۔دیکھو بھلا سڑک میں کیا دبایا تھا کسی نے جو سڑک کھود دی۔۔۔۔۔دادی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔اذمار مسکرایا تھا عدیل صاحب کو دیکھ کر جنہوں نے ہونٹ بھینچے تھے اپنے سر پھرے بیٹے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

شادی کے دن قریب آ رہے ہیں کوئی تیاری سٹارٹ کی۔۔۔۔عدیل صاحب نے نے اپنا کھانا فنش کرتے ہوئے مبین بیگم سے پوچھا۔۔۔۔

بس کل سے تیاریاں سٹارٹ کر رہی ہیں ہم۔۔۔مبین نے اذمار کے آگے سے خالی کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اذمار مسکرایا عدیل صاحب کو دیکھ کر جبکہ آنکھوں کا رنگ اب ہلکا گرین تھا۔۔۔۔

ڈیڈ آپ لوگ کس کی شادی کی تیاریوں کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔اذمار نے انجان بنتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔۔۔۔

عدیل سمیت سب نے ناشتہ ترک کر کے حیرت سے اسے دیکھا

ارے کیا ہوا میرے پوچھنے پر سب پریشان کیوں ہو گئے ہیں ___میں نے کیا کچھ غلط پوچھ لیا ہے ۔۔۔۔۔اذمار نے حیرنی کا تاثر دیتے ہوئے سب سے پوچھا۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے تمہاری شادی ہو گئی اور زینی سے ہی ہو گئی انڈر سٹینڈ اب سمجھ آیا کچھ۔۔۔۔

عدیل صاحب نے چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

سمجھ گیا ہوں میں ڈیڈ آپ کے سمجھانے کا طریقہ بیسٹ ہے۔۔۔لیکن یہ تو سمجھنے والے پر ہے نا کہ وہ کتنا سمجھتا ہے مائے ڈیئر ڈیڈ۔۔۔۔۔تپا دینے والی مسکراہٹ سے کہتا ہوا وہ جا چکا تھا۔۔۔۔پیچھے وہ سب حیرت سے کھلے منہ سے اسے باہر جاتے دیکھتے رہے۔۔۔

افففف اماں یہ میری اولاد ہے اتنی بدتمیز۔۔۔عدیل صاحب نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔زینی نے غصے سے اسکی پشت کو دیکھ کر سر جھٹکا۔۔۔

میں بھی تم سے ہی شادی کروں گئی اذمار عدیل۔۔۔۔۔زینش نے چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے سپاٹ سے انداز میں خود سے کہا____ارم نے پریشانی سے زینش کو دیکھا جس کے سپاٹ سے تاثرات تھے۔۔۔۔۔"

*

زلے میری بچی آج کیسے یاد آگئی تمہیں اپنی ماں کی۔۔۔۔۔۔

نادیہ نے اسے دیکھ کر محبت سے لبریز لہجے میں پوچھا____

آپ کو تو کبھی یاد آئی نہیں میں نے سوچا میں خود ہی مل آوں۔۔۔۔۔

نادیہ ابھی اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی لگی تھی جب ذروہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔۔۔۔

آپی۔۔۔۔واٹ آ سپرائز۔۔

ذروہ نے اسکے گلے ملتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔۔

بس آگئی !

تمہاری طبعیت نہیں ٹھیک تھی تو میں یہ میڈیسن لے کر آئی ہوں ایک منٹ یہ تمہارے چہرے پر خراشیں کیسی ہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے خراشوں کے نشان دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

آپی کالج کی سیڑیوں سے سلپ ہوگئی تھی۔۔۔۔۔۔ذروہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نادیہ دونوں کو محبت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اتنے میں فرزانہ بیگم بھی چلی آئی تھی۔۔۔۔۔

ارے زلے بیٹی آئی ہے۔۔۔۔فرازنہ نے اوپری منہ سے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

بس دادی میں ذروہ کے لیے میڈیسن لے کر آئی تھیں اسے بخار تھا نا۔۔۔۔۔۔زلے نے مروت میں مسکراتے ہوئے کہا ورنہ یہ عورت تو اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی بھلا جو عورت اسکی بہن سے برا سلوک کرتی ہو وہ اسے کیسے اچھی لگ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا میں چلتی ہوں ! یہ میڈیسن ٹائم پر لینا اور اپنا بہت سا خیال رکھنا کل میں تمہارے فیس کے زخموں کے لیے کریم بھیجوں گئی۔۔۔زلے اسے سے کہتی ہوئی اس کے گال پر بوسہ دیتی جا چکی تھی بنا کسی کو دیکھے۔۔۔۔۔۔۔

نادیہ تمہاری کسی بچی کو بڑوں سے بات کرنی کی تمیز نہیں ہے لو بھلا مجھے سے ایک بار تک حال نہیں پوچھا۔۔۔۔۔۔

فرزانہ کی بات پر نادیہ اور ذروہ نے گہری سانس بھرتی اپنے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔۔

ذروہ ابھی بیٹھی ہی تھی جب اس کا فون رنگ ہوا تھا۔۔ذروہ نے ان نون نمبر دیکھ کر حیرت سے کال پک کی ____

کون !

ذروہ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

مائے ہارٹ اگلے پانچ منٹ میں مجھے گیٹ سے باہر ملو ورنہ اگلے چھٹے منٹ پر میں گھر کے اندر ہوں گا۔۔۔۔۔

فون بند ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے فون کو دیکھا جیسے وہ سیل فون نا ہو بلکہ اذمار ہو____

پھر جلدی سے مرر کے سامنے اپنے بال سنوارے اور چادر کو ٹھیک سے سر پر لیتی ہوئی وہ ہال میں دھیمے سے قدموں سے چلتی باہر آئی۔۔۔۔۔۔دروازہ کھولو گارڈ میں واک پر جارہی ہوں ____. اس نے نظریں چڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

گارڈ نے سر ہلا کر ڈور کھول دیا وہ جلدی سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔پھر اسے دیکھا جو سات آٹھ کے قدم کے فاصلے پر بائیک سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔بلیک شرٹ بلیک ہی پینٹ پر اپنی گرین آئز سے وہ کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنا سکتا تھا وہ تو پھر محبت کی ترسی ہوئی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔

اذمار خوبصورت چال چلتا ہوا اس تک آیا تھا جو اس پر ہی نظریں جمائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہاری بلیک چادر کہاں ہے__ اذمار نے اسے بروان چادر اوڑھے دیکھ کر ناک چڑہا کر پوچھا۔۔۔۔

وہ گندی تھی واش کروائی ہے ابھی۔۔۔۔ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے اسے دیکھ کر کہا۔۔۔

آپ تین چار اس طرح کی اور چادریں خرید لیں۔۔۔۔اذمار نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اسے آرڈر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

کیاااا ذروہ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

ہمممم !

یہ آپ کے لیے __ اذمار نے اس کی طرف ایک کالا سا عجیب طرح کا بریسلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

یہ کیا ہے۔۔۔۔ذروہ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

یہ آپ کی حفاظت کے لیے ہے اسے کبھی بھی خود سے جدا مت کریئے گا۔۔۔۔اذمار نے اس کی کلائی میں وہ بریسلیٹ پہناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نیم وا ہونٹوں سے دیکھتی رہی۔۔۔۔

اذمار مسکرایا اسکی محویت پر۔۔۔"زیادہ پیارا لگ رہا ہوں کیا __ اس نے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں تو !

ذروہ نے جلدی سے بوکھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

مطلب پیارا نہیں ہوں۔۔۔۔اذمار نے اس کے بیک پر ہاتھ رکھ کر اپنے بے حد قریب کرتے ہوئے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔۔۔۔"

ذروہ کی بات پر اس نے اپنی ناک اسکی ناک سے ٹچ کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔۔۔۔

*

ہارون اس کے پاس آیا جو بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے اپنے لیے میکرونی بنا رہی تھی۔۔۔

ذلیخہ۔۔۔۔

ہارون کی نرم سی آواز پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

"میکرونی نہیں ملے گئی میں پہلے سے ہی بتا رہی ہوں۔۔۔۔

زلے نے ناک چڑہا کر کہا۔۔

اونہہ مجھے میکرونی نہیں چاہئے بلکہ تم سے ایک فیور چاہئے۔۔۔ہارون کی بات پر وہ اس کی طرف پلٹی تھی۔۔۔

کیسا فیور۔۔۔زلے نے حیرت سے پلٹ کر اس سے پوچھا!

کیا تم مجھ سے دوستی کرو گئی۔۔۔۔۔"

ہارون کی بات پر وہ حیرت زدہ سی رہ گئی۔۔۔

تم سچ میں دوستی کرنا چاہتے ہو مجھ سے یا پھر میری میکرونی کو دیکھ کر مسکہ لگا رہے ہو۔۔۔

اونہہ میں صرف ذلیخہ ذوالفقار سے دوستی کرنا چاہتا ہوں وہ بھی پکے والی۔۔۔۔۔

ہمممم پھر سوچ کر جواب دوں گئی میں۔۔۔۔زلے کے ناک چڑہا کر کہنے پر وہ ہلکا سا مسکرا تھا۔۔

پھر زلے کی میکرونی کی پلیٹ پکڑ کر وہ جا چکا تھا۔۔

ہاہ۔۔۔یہ کیا تھا۔۔۔

دوستی کر لو اور میکرونی کی پلیٹ آکے لے جاو۔۔۔۔ہارون کہتا ہوا سیڑیاں چڑ گیا۔۔۔۔۔پیچھے وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے صدمے سے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

*

ملک منصور جیسے ہی اپنے آفس میں آیا سامنے بیٹھی شخصیت کو دیکھ کر وہ چونک کر رکا تھا۔۔۔۔

تم !

ملک منصور نے دانت پیستے ہوئے اس اکڑو انسان سے پوچھا جو اس کی چیئر پر بیٹھا سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے یہاں دیکھ کر شاک کیوں لگا تمہیں ملک منصور ___اذمار نے سرد مسکان سے اس سے پوچھا__"

*

میری میکرونی واپس کرو ورنہ سر گھر رو رو کر اکٹھا کر لوں گئ میں! سمجھ کیا رکھا ہے تم میری اتنی محنت سے بنائی ہوئی میکرونی کھا جاو گئے اور میں دیکھتی رہوں گئ امپوسبل۔۔۔۔

ذلیخہ نے پلیٹ اس کے ہاتھ سے چھینتے کی کوشش کرتے ہوئے غصے سے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔

تو بلا لو میں بھی کہہ دو گا ذلیخہ جھوٹ بول رہی ہے یہ میکرونی تو میں باہر سے لے کر آیا تھا لیکن زلے صاحبہ کی جب سے میری میکرونی پر نظر پڑی ہے تب سے اسے لینے کے درپے ہے ہارون کسی سے کم ہے کیا سازش بننے میں۔۔۔۔۔۔ہارون نے سنگل صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔۔

افففففف تم تو اگلے انسان کو آدھا پاگل کر دیتے ہو۔۔۔۔

زلے نے زچ ہو کر کہا۔۔۔

ہاں میں تو آدھا ہی کرتا ہوں اور آپ پورا کا پورا پا گل کر دیتی ہیں ____اس نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ریلکس سے انداز میں کہا۔۔۔۔

قبول ہے مجھے تمہاری دوستی اب میری پلیٹ واپس کرو جلدی سے بہت بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔

پکی والی دوستی نا۔۔۔ہارون نے اس کے آگے ہاتھ کرتے ہوئے مسکراتی آنکھوں سے پوچھا۔۔۔

ہاں کچے والی۔۔۔۔زلے اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑ کر کہتی ہوئی بھاگ گئی۔۔۔پیچھے وہ مسکراتا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔*

*

_____

یہ تم اتنی رات کو کہاں سے آرہے ہو۔۔۔۔ہارون نے پانی کو گلاس میں ڈالتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔جو رات کے گیارہ بجے آیا تھا۔۔۔

بس ہو گئی دیری دوست وغیرہ کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔اذمار نے اس کے آگے سے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

تم باز آجاو اپنی حرکتوں سے !چاچو کتنے پریشان رہتے ہیں اس کا احساس ہے تمہیں۔۔۔

ہارون نے کافی غصے سے اسے ڈانٹا جو صرف ہارون کی ہی سنتا تھا۔۔۔۔

وہ کب پریشان نہیں ہوتے انہیں تو میرے اس گھر پر رہنے میں بھی اعتراض ہے تو کیا میں اس گھر سے چلا جاوں۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ناک چڑھاتے ہوئے تیکھے لب و لہجے میں کہا ____

اذمار جو بھی ہو لیکن تم آئندہ ٹائم پر گھر آو گئے۔۔۔۔ہارون نے اس کا رح اپنی طرف کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

یہ آپ کا آرڈر ہے یا ریکوئسٹ۔۔۔آذمار نے آئی بروز اچکاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔"

تم اسے آرڈر ہی سمجھو ڈیٹھ انسان ورنہ بہت مار کھاو گئے تم مجھ سے۔۔۔۔ہارون کے پیار سے کہنے پر وہ مسکراتا ہوا ہارون کے گلے سے لگا تھا۔۔۔۔

You are the best brother in the world۔.....

اذمار نے سنجیدگی سے کہا تھا

ہارون نے مسکراتے ہوئے اس کا کشادہ ماتھا چوما۔۔۔۔

بس جس دن چاچو کو پتا لگا نا کہ میں نے تمہیں ڈبلی کیٹ کیز دی ہوئی ہے تو وہ مجھے جو ڈانٹے گئے وہ بھی تم اچھے سے جانتے ہو اس لیے میرے بھائی نو بجے ہی گھر آجایا کرو۔۔۔

اوکے آجایا کروں گا اور کچھ۔۔۔۔اس نے احسان کرنے والے انداز میں کہتے ہوئے بھنویں اچکائیں۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے سر جھٹکا کہ اس ڈیٹھ انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔"

*

---

ملک منصور ہسپٹل میں ہے رات کو کسی نے اس پر جان لیوا حملہ کیا ہے تیار ہو جائیں ہسپٹل جانے کے لیے۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے ناشتہ کرتے ہوئے فرزانہ بیگم اور نادیہ سے کہا۔۔۔

جوس پیتی ذروہ بھی چونک گئی تھی۔۔۔۔

ارے بھلا اُس بے چارے پر کس نے کیوں حملہ کر دیا ہے! منگنی میں تو دو دن ہی رہ گئے تھے ۔۔۔۔فرزانہ نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔

بس پتا نہیں یہ تو جا کر ہی پتا لگے گا نا آپ دونوں تیار ہو جائیں جلدی سے۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے اپنا ناشتہ فنش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ نے پریشانی سے نادیہ اور فرزانہ بیگم کو جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔پھر اپنی باقی بچی ہوئی چائے پینے لگی۔۔۔۔۔

ذروہ گھر پر ہی رہنا آج یونی مت جانا۔۔۔۔نادیہ نے اپنی شال لے کر آتے ہوئے ذروہ کو ہدایت دی۔۔۔

جی مما !

ذروہ کہہ کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ان سب کے جانے کے بعد وہ ٹیلی ویژن کھول کر بیٹھ گئی تھی ۔۔۔۔۔۔

تو ناظرین ہم آپ کو بتاتے جائیں ملک کے جانے پہچانی شخصیت ملک منصور پر کل رات کو عدیل خان کے بیٹے اذمار جو کہ نمایا سنگر بھی ہیں ملک منصور کو قتل کرنے کی کوشش کی ملک منصور کا بیان ۔۔۔۔۔۔۔نمائندہ کی بات پر ذروہ حیرت سے جھٹ صوفے سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھے وہ اس کی تصویر کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ذروہ کھڑے سے دوبارہ صوفے پر گری تھی۔۔۔۔

اذمار نے ملک منصور کو مارنے کی کوشش کی یہ انسان کسی کی بھی جان لے سکتا ہے کیا اسکی نظر میں کسی انسان کی جان کی کوئی ویلیو نہیں ہے کیا۔۔۔۔۔۔ذروہ بہتے آنسو سے دکھ سے بڑبرائی۔۔۔۔

وہ ایک احساس دل لڑکی تھی وہ بھلا کیسے کسی کی جان کی پروا نہیں کرئے گئی۔۔۔۔۔ذروہ ابھی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے چلتی سکرین کے مناظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔"

---

یہ ہے میری اولاد۔۔۔۔ایک کرمینل افففف اللہ ایسی اولاد سے تو بہتر ہے میں بے اولاد ہی رہتا

___عدیل صاحب نے مٹھیاں بھینچے ہوئے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔۔۔

دادی نے بھی تاسف سے سر جھٹکا۔۔۔۔ہال میں سب پریشان سے بیٹھے سامنے چلتی نیوز کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ہائے موم اینڈ ڈیڈ۔۔۔۔

نیچے آتے ہوئے اس نے بے تاثر لہجے میں سب کو وش کیا۔۔۔

عدیل صاحب نے پلٹ کر اسے دیکھا پھر زور سے تھپڑ اس کے گال پر مارا۔۔۔

اذمار سمیت سب ہی کھڑے ہوئے تھے اپنی جگہ سے۔۔۔بس یہی کام رہ گیا تھا جو وہ بھی کر دیا تم نے !کیوں مارنے کی کوشش کی تم نے ملک منصور کو !

عدیل صاحب نے حیرت سے تکتے اذمار کو ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے غصے سے پوچھا۔۔۔

جب ہارون بھاگتا ہوا باہر سے ان کے قریب آیا تھا۔۔۔۔زلے ، مبین، نوین ،ارم ،احمد صاحب ذوالفقار صاحب ،نوال اور زینش سب ہی پریشانی سے اذمار اور عدیل صاحب کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

چاچو کیا ہو گیا ہے پہلے اسکی سنے لیں کہ یہ سچ بھی ہے یا جھوٹ۔۔۔۔ہارون نے دونوں کے درمیان آتے ہوئے پریشانی سے انہیں سمجھایا۔۔۔۔۔*

اذمار کے چہرے پر سخت غصہ تھا۔۔۔۔

اذمار یہ جھوٹ ہے یا سچ۔۔۔۔

ہارون نے اذمار کی طرف پلٹتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

کیا پوچھ رہا ہے ہارون جواب دو !عدیل صاحب نے اسے خاموش دیکھ کر غصے سے ٹوکا۔۔۔'

چاچو پلیز میں بات کر رہا ہوں نا۔۔۔اذمار بتا دو چاچو کو یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔ہارون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سمجھایا۔۔۔

ہارون بھلا ملک منصور کی اس سے کیا دشمنی ہو گئی جو وہ اسے پھنسائے گا۔۔۔عدیل صاحب نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔

عدیل تم پہلے اسکی سن لو پہلے پھر ہی غصہ کرنا۔۔

احمد صاحب نے سنجیدگی سے عدیل کو سمجھایا۔۔۔ہمم عدیل بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں ہمیں بیٹھ کر اس مسلہ پر بات کرنی چاہئیے یوں غصہ کرنے سے کچھ نہیں ہو گا ذوالفقار صاحب نے کہا۔۔۔۔۔"

میں نے مارنے کی کوشش کی ہے ملک منصور کو تو پھر !

اذمار کی سپاٹ سی آواز سب کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔۔

نکل جاو میرے گھر سے ابھی کہ ابھی !

عدیل صاحب نے اب کی دفعہ انتہائی غصے سے کہا۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ___ معاف کردیں بچہ ہے ابھی۔۔۔مبین نے عدیل سے التجا کی

خبردار اگر اس کی حمایت میں کوئی بولا تو۔۔۔اور اگر تم نا گئے تو میں اس گھر سے چلا جاوں گا ۔۔۔۔۔عدیل کی آواز نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

عدیل ہوش سے کام لو۔۔۔دادی نے اسے ڈانٹا۔۔۔'

بس اب اگر کوئی بولا تو میں اس گھر میں نہیں رہوں گا اس گھر میں یا تو یہ رہے گا یا پھر میں۔۔۔۔۔۔عدیل کی سپاٹ آواز نے سب کو حیرت کے ساتھ دکھ سے بھی دو چار کر دیا تھا اب سب کی نظریں اذمار پر تھیں۔۔۔۔جو تیکھی نظروں سے عدیل صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جا رہا ہوں میں اس گھر سے اب اس گھر میں اپنی زندگی تک قدم نہیں رکھوں گا مائے ڈیئر ڈیڈ یہ گھر آپ کو مبارک ہو۔۔۔۔

اذمار سرد لہجے میں کہتا آگے بڑھا تھا جب ہارون نے اسے روکا___ہارون مت روکنا اسے !اسے بھی تو پتا چلنے دو خود کما کر کھانا کتنا آسان ہے۔۔۔۔عدیل صاحب نے دانت پر دانت جماتے ہوئے سپاٹ سے انداز میں طنز کیا۔۔۔۔۔"

پہلے بھی کبھی آپ سے میں نے اپنی زات کے لیے کبھی کچھ نہیں مانگا ڈیڈ۔۔۔۔گڈ بائے۔۔۔۔ماں کے سر پر ہونٹ رکھتا وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا ہال سے نکل گیا تھا بنا کوئی سامان وغیرہ لیے.۔۔۔۔۔۔۔۔۔چاچو آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔ہارون نے تاسف سے کہا جو سر جھٹکتے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔مبین رو رہی تھی نوین اور ارم اسے چپ کراتی خود بھی بہت پریشان تھیں ۔۔۔۔۔۔زلے اور ہارون ایک دوسرے کو دیکھتے چپ سے تھے۔۔۔۔پھر ہارون نے پلکیں جھپکاتے ہوئے اسے تسلی دی تھی زلے نے ہونٹ بھینچ کر سر ہلایا۔۔۔۔۔یہ سب ارم نے بہت ضبط سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔"""

*_____

حسیب میرے لیے ابھی ایک ویل فرنشڈ اپارٹمنٹ رینج کرواو۔۔۔۔۔وہ روڈ پر چلتا ہوا فون میں سے حسیب کو ہدایت دے رہا تھا۔۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔۔

اذی کیا ملک منصور کو تم نے ہی مارنے کی کوشش کی ہے۔۔۔حسیب کی آواز پر اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔۔۔۔مارا تو نہیں ہے لیکن اس نے یہ جو مجھ پر الزام لگایا ہے نا اس کا خمیازہ تو اسے بھگتنا ہی

پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار کی سرد آواز پر حسیب نے ٹھنڈی سانس بھری کہ ملک منصور نے غلط بندے سے پنگا لے لیا تھا۔۔۔۔۔۔

---

زلے بالکنی میں ہاتھ سینے پر بندھے کھڑی تھی۔۔۔۔

جب ہارون اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے اذی ایسا کر سکتا ہے۔۔زلے نے اس کی طرف رح کرتے ہوئے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔۔۔

وہ غصے کا تیز تو بہت ہے لیکن ملک منصور سے اسکی کیا دشمنی ہو سکتی ہے یا ملک منصور کی اس سے یہ مجھے کچھ الجھا رہا ہے۔۔۔۔

افففف پتا نہیں کیا ہو گا اب !

زلے نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

پولیس کو بہت مشکل سے کنٹرول کروایا ہے میں نے احمر سے کہہ کر_____ہارون نے پریشانی سے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔۔۔

تم نے حالات کو بہت سمجھداری سے کنٹرول کیا ہے۔۔۔۔زلے نے پہلی دفعہ اس کی تعریف کی تھی۔۔۔۔۔جس پر ہارون کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

شکریہ میم میری چھوٹی سی تعریف کے لیے۔۔۔۔۔ہارون نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہلکے سے جھک کر کہا۔۔۔۔۔۔۔جس پر اس کے کٹاو دار ہونٹوں پر مسکراہٹ چمکی تھی۔۔۔۔۔

مجھے منظور ہے تم سے دوستی۔۔۔۔۔۔زلے کی بات پر وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

تم نا بھی کہتی تو بھی میں تمہیں اپنا دوست مان چکا تھا مائے ڈیئر فرینڈ۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اسکی تیکھی ناک کو دباتے ہوئے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔"

---

تم۔۔۔۔۔

وہ جو بیڈ پر الجھی ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔اسے سامنے کھڑا دیکھ کو وہ چونک کر کھڑی ہوئی تھی

۔۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔۔

اس نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔۔۔

وہی رک جائیں اور چلے جائیں میرے گھر سے۔۔۔۔

اذمار کے چہرے پر سنجیدگی چھائی تھی۔۔۔۔۔

تم کیوں جا نہیں رہے۔۔۔۔ذروہ نے غصے سے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اور اگر نا جاوں تو !

اذمار کے سپاٹ سے انداز پر اس نے اپنے لب بھینچے۔۔۔۔

مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا بہتر ہو گا مجھے اس بندھن سے آزاد کردو تو !

ذروہ کی بات پر اس نے ہونٹ بھینچے تھے کہا کچھ نہیں۔۔۔۔

میں اب ملک منصور سے ہی شادی۔۔۔۔

ابھی یہ لفظ اس کے منہ میں ہی تھے جب اس کی گردن اس نے اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبوچی تھی

۔۔۔۔۔۔۔"

*

تم نے کس کی اجازت سے یہ بولا ____ہاں اذمار نے اس کی گردن چھوڑ کر اس کے کھلے بالوں کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے درشتگی سے پوچھا۔۔۔۔!

تم ایک قاتل ہو تم تو کسی کا بھی قتل کر سکتے ہو !

ذروہ نے اس سے اپنے بال چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

ہاں کر سکتا ہوں جو ہمارے بھیچ آئے گا اس کا میں یہی حال کروں گا یو انڈرسٹینڈ۔۔۔

اور میرے علاوہ تم کسی اور کو دیکھ کر تو دیکھاو جان نا لی تمہاری تو کہنا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کے بال چھوڑ کر اسے اپنی مضبوط پناہ میں قید کیرتے ہوئے غصے و جنون سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو غصے اور جنون سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

کیوں مارا تم نے ملک منصور کو۔۔۔۔۔۔ذروہ نے بہت غصے سے پوچھا۔۔۔

وہ میری بیوی پر نظر رکھے اور میں بے غیرت بن کر اسے پیار سے سمجھاتا تو ذروہ ڈیئر یہ پیار سے سمجھانا میری ڈکشنری میں نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اسے ایک جھٹکے سے اپنے بے حد قریب کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر اس کے ہونٹ ہلتے بہت قریب سے دیکھے لیکن وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی اس کے چہرے کو جسے دیکھ کر وہ سب کچھ بھول جاتی تھی۔۔۔۔۔۔

جاو یہاں سے ورنہ ابھی گارڈ کو بلا لوں گئی میں۔۔۔۔۔۔ذروہ نے غصے سے کہا۔۔۔

مائے ہارٹ ڈرتا میں اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہیں ہوں جاو بلا لو ان کو بھی زرا دیکھوں تو کیسے خفاظت کرتے ہیں وہ میری بیوی کی !

اسکے طنزیہ اور تمسخرانہ لہجے پر ذروہ نے ہونٹ بھینچے۔۔۔۔

میرا عشق صرف تم ہو اور تمہارا عشق بھی میں ہی ہونا چاہیئے مِاے ڈیئر ورنہ مجھے زبردستی تمہیں خود سے عشق کروانا ہو گا جو تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔خیال رکھنا اپنا اور آئندہ مجھے سے یہ لفظ مت کہنا تمہارا معاملے میں خود کو بہت کنٹرول کرتا ہوں یہ نا ہو میں اب کی دفعہ وہ کروں جو تم سہہ نا پاو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے چھوڑتا ہوا جس کھڑکی سے آیا تھا اسی سے چلا گیا تھا اسے ساکت چھوڑے۔۔۔۔۔۔

ذروہ بے جان سی بیڈ پر گری تھی وہ کیا کرئے ملک منصور نے ادریس صاحب سے پندرہ دن کے اندر اندر نکاح کا کہہ دیا تھا جسے ادریس اور فرزانہ نے مان بھی لیا تھا بنا نادیہ کا کوئی اعتراض سنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ذروہ سوچ سوچ کر پاگل ہو گئی تھی کہ کیا کرئے وہ اب کیسے سچائی بتائے سب کو ; کیا کوئی یقین کر لے گا ان کے نکاح کی سچائی پر جبکہ ان دونوں کے پاس تو نکاح نامہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس یہی سوچ سوچ کر اس کا سر درد سے پھٹ جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اوپر سے اذمار کا جنونی روپ۔۔۔۔۔۔

افففف مجھے آپی کو بتا نا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔اس فیصلہ پر وہ ٹھہری تھی کہ اب زلے کو بتانے کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور اچارہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

وہ اپنے نیو اپارٹمنٹ کے صوفے پر بیٹھا وہ الجھا بکھڑا سا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ملک منصور اچھا نہیں کیا تم نے مجھ پر جھوٹا الزام لگا کر مجھے ذروہ کی نظروں سے گرنا چاہتے تھے نا لیکن تمہاری سازش اب تم پر ہی الٹوں گا میں۔۔۔۔میں نے بس تمہارا سر پھارا تھا نا کہ جان لیوا حملہ ___اذمار سرد لہجے میں بڑبرایا۔۔۔۔۔۔

ذروہ تم صرف میری ہو __تمہارے لیے میں اپنے سر ایسے کئی قتل لے سکتا ہوں___ I don't care for anyone وہ غصے سے بڑبرایا تھا ___جب دروازے کا دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا۔۔۔۔۔

آپ ؟

کیوں آئے ہیں یہاں اور کس نے بتایا آپ کو یہاں کا ___اذمار نے ہارون کو دیکھ کر تیکھے لب و لہجے میں پوچھا ___

اپنے بھائی تک پہنچنے کے لیے مجھے کسی سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

ہارون نے اس کے قریب آتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

اذمار نے لب بھینچے۔۔۔۔

بتاو کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔مجھ سے شیئر کرو اذی جو پریشانی ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

بھائی آپ جانتے ہیں۔۔۔میں اپنے مسلے خود سولو کرتا ہوں۔۔۔۔اذمار نے اس بار زرا دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

افففف کیوں اتنے ضدی ہو تم چاچو تمہارے بھلے کے لیے ہی کہتے ہیں سو ناراضگی اپنی جگہ گھر کیوں چھوڑ آئے تھے۔۔۔۔

یہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں میں اگر نا آتا تو آپ کے پیارے چاچو اب تک اپنا سامان باندھ چکے ہوتے ___ اذمار کے طنزیہ لہجے پر ہارون گہری سانس لیتے ہوئے مسکرایا۔۔۔

کیا کروں میں تمہارا میرے پیارے بھائی ٹھیک ہے تم یہی رہو جب تک چاچو کا غصہ کم نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ہارون کے نرم انداز پر اذمار نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔

اب اس گھر میں تو میں نہیں جاوں گا چاہے آپ کے چاچو کا غصہ کم ہا یا نا ہو۔۔۔۔۔اذمار نے صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے ناک چڑہا کر کہا۔۔۔۔۔۔"

ہارون مسکرایا!

کیا دشمنی ہے تمہاری ملک منصور سے۔۔۔۔ہارون نے اس کے پاس بیٹھ کر پوچھا۔۔

کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔۔۔

کہی ملک منصور ذروہ سے تو ریلیٹڈ نہیں ہے۔۔۔۔

ہارون کی آواز پر اس نے سپاٹ نظروں سے ہارون کو دیکھا۔۔۔

آپ باز نہیں آئے گئے نا...اپنی جاسوسی سے اذمار نے تنک کر پوچھا۔۔۔

جیسی تنہاری حرکتیں ہیں تمہیں لگتا ہے کہ میں غافل ہوں گا تم۔۔۔۔۔۔اب شاباش بتاو ملک منصور کو کیوں جان سے مارنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔۔

ہارون کی آواز پر وہ تنک کر اٹھا۔۔۔۔۔۔"

بھائی سیریسلی آپ کو لگتا ہے کہ میں کسی کو جان سے مارنے کی کوشش کروں تو وہ جان سے بچ سکتا ہے۔۔۔۔۔اس خبیث کا ناک اور سر پھاڑا تھا بس میں نے وہ بھی اسکی چرب زبان کی وجہ سے

۔۔۔۔۔آذمار نے ناک چڑہا کر کہا۔۔۔۔۔۔جس پر ہارون نے تاسف سے اپنے سب سے خوبصورت بھائی کو دیکھا۔۔۔۔۔جو انتہائی ڈیٹھ واقع ہوا تھا۔۔۔۔۔

سدھر جا میرے یار۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا جس پر اس نے اپنا خوب صورت ناک چڑہایا تھا۔۔۔۔۔ہارون ٹھوڑی پر ہاتھ کا مکہ بنِاے رکھے اس دیکھ رہا تھا جو اسے خود سے بھی زیادہ عزیز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا کوئی اپنا بہن بھائی نہیں تھا لیکن اذمار کو وہ اپنے بھائی ہی مانتا تھا_____

کیا ذروہ کے لیے سیریس ہو۔۔۔ہارون کی بات پر اس نے ہونٹ بھینچے۔۔۔۔

پہلے کتنی لڑکیوں کے ساتھ آپ دیکھ چکے ہیں مجھے۔۔۔۔اذمار کے تیکھے لہجے پر وہ مسکرایا۔۔۔۔

ہمممم کہہ تو ٹھیک رہے ہو میری جان !لیکن دادی نے اس کا رشتہ ایک اور جگہ پکا کر دیا ہے سنا تو ہو گا تم نے ایسے کیسے ہو سکتا ہے تمہیں پتا نا ہو۔۔۔۔۔

ہارون کی بات پر وہ پرسرایت سے مسکرایا تھا !Thank you for letting me know

اذمار کے سپاٹ انداز پر ہارون نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔۔

چائے بنا کر لاو صبح سے چین سے بیٹھا نہیں ہوں میں !

ہارون کے تھکے سے انداز کو اس نے دیکھا پھر اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔۔۔۔۔وہ دو ہی منٹ میں چائے لے آیا تھا۔۔۔

اذمار باز آجاو میں نے تمہیں بنانے کو کہا تھا۔۔۔۔۔

سوری مائے بردر لیکن آپ کا بھائی ایسے کام نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

اس کے منہ بنا کر کہنے پر ہارون مسکرا کر چائے کے گھونٹ لینے لگا۔۔۔۔۔۔۔"

*

زلے سب کے لیے چائے لے کر آئی جب ہارون گھر کے اندر اینٹر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔کہاں ہے وہ ہارون۔۔۔مبین نے جلدی سے صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔

چاچی وہ ٹھیک ہے آپ پریشان نا ہوں۔۔۔۔آ جائے گا جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گا۔۔۔۔ہارون نے صوفے پر نوین کے ساتھ بیٹھتے ہوئے انہیں تسلی دی۔۔۔۔۔

پتا نہیں کیا ہو گیا ہے عدیل کو اپنے ہی بیٹے کے خلاف ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔مبین نے واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔۔"

زلے نے سب کو چائے سرو کی ارے مجھے نہیں پین; تمہیں کونسا کوئی ڈھنگ کا کام آتا ہے چائے بھی ایویں سی بنائی ہو گئی جاو زینی تم چائے لے آو میرے لیے بنا کر۔۔۔۔۔۔مبین نے زلے پر غصہ اتارا۔۔۔۔جبکہ زلے کے تاثرات سخت تھے وہ انہیں اچھے سے جواب دے سکتی تھی لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے چپ ہو گئی۔۔۔۔۔۔زینش اچھا خالہ کہتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔

زلے یہ چائے مجھے دے دو۔۔۔بہت طلب تھی مجھے۔۔۔۔ہارون نے زلے کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے اسے آنکھوں سے ریلکس رہنے کو کہا۔۔۔۔۔

زلے نے ناک چڑھا کر مبین اور ارم کو دیکھ کر نوین کے پاس بیٹھی۔۔۔۔افففف زلے کیا چائے بنائی ہے واوا یار آمیزنگ۔۔۔۔۔ہارون کی تعریف پر سب نے چونک کر اسے دیکھا جو چائے کے سپ لیتا زلے کی طرف متوجہ تھا۔۔۔۔۔۔سب کو حیرت ہوئی کہ وہ تو زلے کے ہر کام میں کیڑے نکالتا تھا کہاں آج ہر گھونٹ پر اسکی تعریف کر رہا ہے۔۔۔۔ارم اور مبین تو جھل بھن گئی تھی زلے کو ہلکی سی مسکان سے ہارون کو دیکھتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

ہارون اسے کہو اگر گھر آنا ہے تو شرافت سے رہنا ہو گا اور زینش سے شادی کرنی پڑھے گئی تب ہی وہ اس گھر میں آسکتا ہے۔۔۔۔۔

گھر کے اندر آتی ذروہ وہی رک گئی تھی ساکت ہو کر ____وہ زلے سے ملنے آئی تھی۔۔

چاچو یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ہارون نے کھڑے ہوتے ہوئے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

یہی میرا اٹل فیصلہ ہے ہارون اور اس میں کوئی لچک نہیں آئے گئی۔۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب کہتے ہوئے واہس کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ہارون نے تاسف سے سر جھٹک کر عدیل صاحب کی پشت دیکھی۔۔۔۔۔۔۔دادی نے بھی عدیل صاحب کے فیصلے کی تائید کی تھی۔۔۔۔۔۔۔زینش نے مسکرا کر مبین کو چائے کا کپ پیش کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ انہی قدموں سے واپس پلٹ گئی تھی ____

وہ پارک میں بیٹھی سامنے کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔آپی آپ بھی کھیلیں نا ہمارے ساتھ ایک سات سال کے بچے نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی !

نہیں کیوٹ بی بی مجھے نہیں کھیلنا آتا آپ لوگ کھیلیں جا کر ____ذروہ نے اس کے پھولے ہوئے سے گال کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

نہیں آپ ہمارے ساتھ کھیلیں نا

ذروہ ہلکی سی مسکان سے ان کے ساتھ چلی گئی جب سامنے کھڑے اذمار کو دیکھ کر وہی ٹھٹھکی ۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس ایک الگ تھلگ جگہ لے آیا !

کیا بات ہے تم ٹھیک ہو ! جو فون کر ارجنٹ بلایا۔۔۔۔؟

اذمار نے اس کی چمکتی لونگ کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا وہ یہ فیصلہ کر کے سب کی زندگیاں بچانا چاہتی تھی۔۔۔

میں اگر تم سے کچھ مانگو تو دو گئے نا تم مجھے ;

ذروہ کی بات پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔اور غور سے اسے دیکھا۔۔۔۔اس نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔۔۔۔مسز ذروہ مانگو جان بھی خاضر ہے تمہارے لیے اور اگر تم کچھ ایسا مانگنا چاہتی ہو جس سے تم مجھ سے الگ ہو جاو تو بھول ہے تمہاری کہ میں تمہیں خود سے دور ہونے دوں گا ;

اس کے سرد آواز پر ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ ویسے بھی ملک منصور میچیور پرسن ہے اور میری ماں باپ کی پسند بھی اور جو میرے پیرینٹس میرے لیے پسند کریں گئے مجھے اپنے لیے وہی منظور ہو گا۔۔۔۔

ذروہ کی بات پر اس نے اسے کھینچ کر درخت کے چوڑے تنے سے لگایا اور پھر اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو اس تپش بھری نظروں سے دیکھتا ہونٹ بھینچے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ مائے ہارٹ اپنی دادی اور ڈیڈ کی پسند کا کیا کرو گئی ہاں ان کا فیصلہ بھی تمہیں منظور ہونا چاہئے ۔۔۔۔۔آذمار کے طنز پر وہ وہ پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیسے پتا۔۔۔ذروہ نے بے ساختہ پوچھا۔۔۔

مسز اسی دنیا میں رہتا ہوں !مجھے نہیں بتاو گئی تو کیا میری آنکھیں آندھی اور کان بہرے ہیں جو میں کچھ دیکھ سن نہیں سکتا!

بہت بار میں نے خود کو کنٹرول کیا ہے تمہاری ان باتوں پر مجھے میرا وہ روپ دھارنے پر مت مجبور کرو جو تم سہہ نا سکو مائے ڈیئر وائفی۔۔۔ذروہ ہونٹ بھینچے بس اسے غصے سے گھورے جا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس ہمارے نکاح کا !

ذروہ کے کہنے پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔میرے دل پر تمہارا نام لکھ دیا چکا ہے مسز ذروہ !مجھے لوگوں کی گواہی کی یا ایک کاغذ کے ٹکڑا کی کوئی پروا نہیں !

اذمار کے سخت لہجے پر وہ غصے سے بھنبھنا کر رہ گئی تھی___

تو تم نہیں مانو گئے۔۔۔

ابھی یہ لفظ اس کے منہ میں ہی تھے جب اذمار نے غصے سے ہاتھ کا مکہ زور سے درخت پر مارا کھدری سطح والے درخت پر مارنے سے اس کے ہاتھ پر زخم آئے تھے۔۔۔۔۔۔ذروہ کانپ سی گئء تھی

۔۔۔۔۔۔۔اس کی شدت دیکھ کر اسکی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔۔

تم کیوں رو رہی ہو آنسو پونچھو اپنے میرے ہوتے تمہیں آنسو بہانے کی ضرورت نہیں

۔۔۔۔۔۔۔بس یہ یاد رکھنا تم اذمار عدیل کی امانت ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار سپاٹ سے انداز میں کہہ کر آگے بڑھا ہی تھا جب اسے رکنا پڑا مسٹر اذمار آپ کو ہمارے ساتھ پولیس سٹیشن جانا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔انسپکٹر نبیل نے اس سے بہت ریلکس سے انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ذروہ میں رات کو تم سے ملوں گا ڈونٹ وری! میں پہلے بھی تین بار جا چکا ہوں جیل سو ریلکس۔۔۔۔۔۔اذمار نے اس کی پریشان صورت اور آنکھوں سے بہتے لگاتار آنسو دیکھ کر اسے تسلی دی اور پولیس کے ساتھ اپنی مخصوص چال سے چلتا وہ اسکی نظروں سے دور

ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ اب بینچ پر بیٹھی اونچا اونچا روئے چلی جا رہی تھی_____اسے چپ کروانے والا تو جا چکا تھا۔۔۔۔۔

*

معیز نے گارڈن میں پریشان صورت لیے بیٹھی نوال کے آگے چٹکی بجائی۔۔۔۔۔

کیا بات ہے بہت پریشان پریشان سے میرے سرکار نظر آتے ہیں اللہ خیر کرئے ____معیز نے اسکے جھولے کو آگے کی طرف دھکا دیتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کچھ نہیں تم اندر جاو مجھے اکیلا چھوڑ دو سر نا کھاو میرا۔۔۔۔۔۔۔نوال نے ہلتے جھولے کو روکتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔

ارے میری جان اگر اذمار کے لیے پریشان ہو تو آجائے گا ایک دو دن تک۔۔۔۔۔۔"معیز نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے جاو اپنی ہونے والی ساس سے مل لو وہ بھی آئیں ہیں۔۔۔۔۔معیز نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔افففف تم ہو ہی پاگل انسان وہ میری ساس نہیں پھپھو ہیں سو کنٹرول رکھو اپنی زبان کو ورنہ کھینچ کر باندھ دوں گئی کہی ۔۔۔۔۔۔نوال پیر پٹخ کر کہتی ہوئی جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

معیز بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔۔۔اسے ستانے کا موقع وہ تھوڑی نا ہاتھ سے جانے دینے چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

*

زلے یہ تمہارے لیے۔۔۔۔۔

زلے صوفے پر بیٹھی ہوئی نیوز دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔جب اس نے اس کے آگے میکرونی کی پلیٹ کی ۔۔۔۔۔زلے نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔یہ میرے لیے تم نے بنائی ہے کیا۔۔۔۔۔زلے نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔"

آفکورس مائے لولی فرینڈ کھاو اور بتاو ڈاکٹر ہارون کے ہاتھ کا ذائقہ کیسا ہے۔۔۔۔۔ہارون بے پلیٹ اس کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔

افففف کیا پتا تم نے اس میں زہر ملا دیا ہو۔۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زلے کھانی ہے یا میں نوال کو دوں۔۔۔۔اس بار ہارون کی دھمکی کام کر گ ئی تھی وہ اسے گھورتے ہوئے جلدی سے میکرونی کھانا سٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

تب ہی ہارون کا فون رنگ ہوا۔۔۔۔ہارون نے زلے سے ایک دو قدم کے فاصلے پر ہوتے ہوئے احمر کی کال رسیو کی۔۔۔۔۔۔۔'

کیاا افف آرہا ہوں میں خیال رکھنا اس کا میں بس دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔۔

کیا ہوا !

زلے نے اسکی پریشان صورت دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔۔۔

آکر بتاتا ہوں زلے تم آج پلیززز نائٹ ڈیوٹی ہر شفٹ ہو جانا۔۔۔۔ہارون عجلت سے کہتا ہوا جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔زلے نے میکرونی کھانا ترک کر کے ہارون کی پریشانی کے بارے میں سوچنے لگی پھر اٹھ کر نیچے جانے کے لیے بڑھی۔۔۔۔۔۔"

*

تم مر گئے تھے جو میرے بھائی کو وہ لے گئے اور تم کچھ نہیں کر سکے حد ہے یار۔۔۔۔

ہارون نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے احمر سے سخت لہجے میں بازپرس کی۔۔۔۔"

یار میں کیا کرتا ملک منصور کوئی چھوٹا آدمی تو نہیں ہے اذمار کے خلاف اوپر سے آرڈر تھے میں کیا کر سکتا تھا۔۔۔

لیکن تم پریشان مت ہو۔۔۔ہم جلد ہی چھڑا لیں گئے اذمار کو۔۔۔احمر نے اسے تسلی دی ___

بس تم چپ ہی رہو تو بہتر ہے_

ہارون نے غصے سے کہتے ہوئے فون بند کیا پھر پولیس سٹیشن میں تیز قدموں سے آیا۔۔۔۔۔

اذمار میرا بھائی کہاں ہے۔۔۔۔۔

ہارون نے انسپکٹر نبیل سے غصے سے پوچھا۔۔۔

جناب وہ آدھا گھنٹہ پہلے ہی جا چکے ہیں یہاں سے __

کیا لیکن اسکی بیل کس نے کروائی ؟

ہارون نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

ملک منصور نے۔۔۔۔۔۔انسپکٹر نبیل نے لاپراہی سے کہا۔۔۔

ہارون دانت پیستا ہوا تھانے سے باہر آیا اور پھر گاڑی کو فل سپیڈ پر چھوڑے اسکے فلیٹ آیا جہاں وہ صوفے پر دراز ریسلنگ دیکھنے میں مگن تھا۔۔۔

حد ہے میں پریشانی میں پہلے تھانے گیا پھر ادھر آیا اور تم ہو کہ بڑے ریلکس انداز میں بیٹھے یہ فضول شو دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔

آپ کو کہا تو تھا مت پریشان ہوا کریں میری وجہ سے۔۔۔۔اذمار نے سرد لہجے میں کہا۔۔۔

تم ٹھیک ہو !اور ملک منصور نے پہلے تمہیں گرفتار کروایا اور پھر چھڑا دیا یہ کیا مسٹری ہے ہاں۔

۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسکے پاس والے صوفے ہر بیٹھتے ہوئے تجسس سے پوچھا۔۔۔

بھلا شیر کو کوئی کب تک قید میں رکھ سکتا ہے بھائی بس دھمکی دی اور آپ کے سامنے ہوں

۔۔۔۔اذمار نے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔"

کیسی دھمکی ؟

ہارون نے آئی بروز اچکاتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔۔۔

بس یہ ایک سیکریٹ ہے میرے پیارے بھائی۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ہارون اسے گھورتا ہوا اٹھا اور پھر اس کے سر پر پیار کرتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔۔۔اسکی ہلکی گرین آنکھوں میں اب سرد پن چھا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"""

٭

_____

کیا ہوا تھا جو تم بھاگتے ہوئے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

زلے جو کسی مریض کو چیک کرتی ہوئی آرہی تھی سامنے سے ہارون کو آتے دیکھ کر اس سے فکرمندی سے پوچھا_____

کچھ نہیں بس ایک چھوٹا سا مسلہ ہو گیا تھا ___ہارون نے اس کی گال پر جھومتی ہوئی لٹ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔

تم کچھ چھپا رہے ہو مجھ سے۔۔۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔

نہیں یار کوئی اتنا بڑا مسلہ نہیں تھا۔۔۔تم چلو گئی مری میرے ساتھ کانفرنس میں۔۔۔۔

نہیں میں نہیں جاوں گئی۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے رابیل سے کہتا ہوں۔۔۔۔وہ تو چلے گئی۔۔۔ہارون نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

وہ کیسے جاسکتی ہے میں ہی چلوں گئی بس مزاق کر رہی تھی میں تو۔۔۔۔اسے تو ادھر بھی بہت سارے کام ہوں گئے۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ہارون مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

رابیل رابیل رابیل۔۔۔۔۔۔۔بس یہ نام ہی رہ گیا ہے سننے کو۔۔۔۔بڑا آیا رابیل کو لے جاتا ہوں ۔۔۔۔۔وہ بڑبراتی ہوئی اپنے کیبن میں بڑھی۔۔۔۔۔۔۔""

*

اذمار نے حسیب کو دیکھا__جو کہہ رہا ہوں وہ کرو اس نے یونی کے لیے تیار ہوتے ہوئے حسیب سے کہا۔۔۔۔۔۔اذمار نے اپنا ستواں ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اف یار کسی دن تم مجھے ابو سے جوتے پڑھواو گئے سیریسلی۔۔۔۔۔حسیب نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اگر میرا کام نا کیا تو مجھ سے بھی پڑیں گئے چل اب اٹھ جا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے بھنویں اکٹھی کرتے ہوئے اپنے مخصوص ڈیٹھ سے انداز میں کہا۔۔۔۔۔

حسیب منہ بسورتا ہوا اس کے پیچھے بڑھا۔۔۔۔

*

شکریہ ذروہ مجھے اپنے نوٹ دینے کے لیے اس سے مجھے بہت ہیلپ ملی ہے سیریسلی۔۔۔۔۔ذروہ کے کلاس فیلو راحم نے ذروہ کی طرف اسکے نوٹ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔تمہیں جب چاہئیے ہوں مجھ سے لے لینا۔۔۔۔

ذروہ نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔"

اذمار اپنی مٹھیاں بھینچے دونوں تک آیا۔۔۔۔۔

مسٹر راحم کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں ذروہ سے کوئی ہیلپ لینے کی۔۔۔۔۔۔اپنا کام خود کرنا سیکھو ۔۔۔۔۔اذمار نے سپاٹ سے انداز میں راحم کو کہا۔۔۔۔۔جواباً

راحم منہ بناتا ہوا جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

مسز ہارٹ دوسروں کو خود ان کے کام کرنے دیا کرو تو بہتر ہے تمہارے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی !پہلے ہی اتنی کمزور ہو اوپر سے پڑھ پڑھ کر د یکھتی بھی نہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے نارمل سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

تو جائیں اسے ڈھونڈیں جو آپ کو نظر آئے میرے پاس کیا کر رہے ہیں ذروہ کے تیکھے لہجے پر پہلی بار اس کے ہونٹ بے ساختہ مسکرائے تھے۔۔۔۔۔۔۔"

کیا کروں میں تمہارا ذروہ تم اتنی پیاری کیوں ہو۔۔۔۔۔۔اذمار کے بے بسی سے کہنے پر وہ جو ناک پھلائے کھڑی تھی اب اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

اذمار پرسپل صاحب بلا رہے ہیں تمہیں اپنے روم میں۔۔۔۔

ایک سٹوڈینٹ نے اسے پیغام دے کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے ذروہ کو دیکھا۔۔۔۔۔

آتا ہوں تھوڑی دیر تک تم کلاس لو تب تک۔۔۔۔۔۔اسے ہدایت ہوا دیتا وہ جا چکا تھا۔۔۔۔ذروہ نے حسرت سے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا اسکی خواہیش تھی اس کی پشت سے سر ٹکا کر گھنٹوں بیٹھی رہے لیکن !

اس سے آگے اس کا دماغ بلینک ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔۔سر میں درد سے ٹھیس سی اٹھنے لگی تھی۔۔۔۔

اذمار دیکھو مانا تم سٹڈی میں زیرو ہو لیکن تم دوسری ایکٹیویٹیز میں بہت ایکٹیو تھے اس لیے ہم تمہیں یہاں برداشت کرتے تھے لیکن تمہارا بار بار جیل جانا پھر ملک منصور پر جان لیوا حملہ کرنا ہمارے کالج کی ساکھ متاثر ہوسکتی ہے اس لیے ہمیں تمہیں نا چاہتے ہوئے سسپینڈ کرنا ہوگا۔۔۔۔۔پروفیسر کے بناوٹی لہجے پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔

اٹس اوکے پروفیسر جی ; سمجھ سکتا ہوں پیسے آگئے ہیں آپ کی پاکٹ میں مجھے یہاں سے نکلوانے کے اٹس اوکے۔۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے تمہیں لگتا ہے میں رشوت لے کر تمہیں یہاں سے نکال رہا ہوں۔۔۔۔۔

ارے مجھے لگتا نہیں ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ آپ نے ملک منصور سے پیسے لیے ہیں ___ لیکن آپ کو پچھتانا پڑے گا یہ یاد رکھیئے گا آپ___ محصوص سرد لہجے میں کہتا ہوا وہ جا چکا تھا پیچھے پروفیسر یہی سوچتا رہ گیا کہ اسے کیسے پتا چلا رشوت کا۔۔۔۔۔

وہ سب لڑکیوں کے بیچ میں کھڑی کوئی ہونے والے ٹیسٹ کے بارے میں بات کر رہی تھی جب وہ اپنے محصوص مغرورانا چال چلتا اس کے پاس آیا۔۔۔۔اپنا خیال رکھنا اور کسی لڑکے سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔،وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوا جا چکا تھا ذروہ کو ساکت اور حیران چھوڑے۔۔۔اس کے ساتھ کھڑی لڑکیاں بھی حیرت سے مسٹر اکڑو کو بات کرتے دیکھتی حیران سی تھیں کیونکہ وہ لڑکیوں سے بات کرنا تو دور انہیں دیکھتا تک نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ ساکت نظروں سے اسکی پشت دیکھتی آنسو بہت ضبط سے کنٹرول کر رہی تھی۔۔۔۔۔'

*

پیاری بیٹی کا نکاح ہو چکا ہے چوہدری ارشد صاحب آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ وہ غیر شادی شدہ ہے۔۔۔۔

تو احمد صاحب نکاح ہی ہوا ہے نا کونسا وہ بیاہتا ہے ہمارے گھر راج کرے گئی آپ کی بیٹی ذوالفقار صاحب۔۔۔۔

چوہدری ارشد کی بات پر احمد صاحب اور ذوالفقار صاحب نے بہت ضبط سے چوہدری ارشد کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔"

معاف کیجئے گا لیکن ہمارے ہاں اس طرح کے بہودہ کام نہیں ہوتے آپ چائے وغیرہ پی کر جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے انتہائی غصہ سے کہا۔۔۔۔۔۔"

ہم آپ کی بیٹی کے نام تیس مربع زمین لگوا دیں گئے آپ بس ہاں کردیں اس کے علاوہ جو آپ چاہئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔چوہدری ارشد نے مونچھوں کو تاو دیتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ جا سکتے ہیں چوہدری صاحب ہم جائیداد پر بچھ جانے والے لوگ نہیں ہیں ہماری بیٹی کا اگر نکاح نا بھی ہوا ہوتا تو بھی ہم پھر بھی اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ہاں نا کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔احمد صاحب نے بہت ضبط سے کہا۔۔۔۔۔

چائے لے کر آتی ارم نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

*

---

زلے وائٹ سوٹ پہنے لمبے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے ڈارک پنک لپ سٹک لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔وہ تیار ہوکر نیچے آئی جب ارم اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔۔وہ اسے غصے بھری نظروں سے دیکھتی طنزیہ مسکرائی۔۔

اتنا تیار ہو کر گھر سے باہر جاو گئی تو رشتے تو آئیں گئے نا۔۔۔ارم کی بات پر اس نے نا سمجھی ارم کو دیکھا۔۔۔

میں سمجھی نہیں !

زلے نے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔

مطلب یہ کہ رشتہ آیا تھا آپ کا۔۔۔ارم نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ کہا۔۔۔۔اور غصے سے سر جھٹکتی ہوئی اوپر چلی گئی زلے کو حیران پریشان چھوڑے۔۔۔۔

میرا رشتہ !

زلے نے الجھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔"

پھر باہر گارڈن میں آئی جہاں ہارون سخت غصے میں کھڑا احمد صاحب اور ذوالفقار صاحب سے کوئی بات کر رہا تھا۔۔۔۔

آپ لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا اسی وقت عقل ٹھکانے لگا دیتا میں ان لوگوں کی؛ جاہل لوگ ۔۔۔۔۔۔۔ہارون سخت غصے سے بول رہا تھا جب زلے کو آتے دیکھ کر چپ ہوا۔۔۔۔کیا ہوا !

زلے نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

کچھ نہیں تم بیٹھو گاڑی میں ہمیں آلریڈی بہت دیر ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے گہرا سانس لیتے ہوئے زلے سے کہا پھر اپنے بابا اور ذوالفقار صاحب کو آنکھوں سے ریلکس رہنے کا اشارا کیا ۔۔۔۔۔۔زلے ہونٹ بھینچتی گاڑی میں بیٹھی۔۔۔وہ دونوں مری کانفرنس میں جا رہے تھے ۔۔۔۔۔ہارون نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوِے اسے دیکھا۔۔۔۔

زلے یو لوکنگ بیوٹیفل۔۔۔۔۔ہارون نے ہلکی سی مسکان سے اس کی تعریف کی جواباً وہ ہونٹ بھینچے اسے دیکھتی رہی جو بلیک وائٹ شرٹ بلیک پینٹ پہنے بلیک ہی گلاسز لگائے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے دیکھ کر اپنا غصہ کم کیا اور پھر باہر کے نظاروں کی طرف متوجہ ہوا "۔۔۔۔۔۔

*

کیا!!!!

نادیہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ کر زری کو دیکھا جس نے انہیں آج صاف صاف سب کچھ بتا دیا تھا ۔۔۔۔۔۔زری یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم جانتی ہو نا اپنے گھر والوں کو ہاں۔۔۔۔۔نادیہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

مما پلیز آپ بابا کو بتا دیں نا۔۔۔۔۔

ذروہ کے ابھی منہ میں ہی تھے یہ الفاظ جب نادیہ کا سنسناتا ہوا تھپڑ اس کے گال کی زینت بنا تھا ۔۔۔۔۔۔ذروہ نے گال پر ہاتھ رکھے آنسو سے لبریز آنکھوں سے نادیہ کو دکھ سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس ایک اور لفظ منہ سے مت نکالنا ایک بار تو میں اپنا گھر خود برباد کر بیٹھی ہوں کیا چاہتی ہو اب تمہاری وجہ سے اجڑ کر بیٹھ جاوں۔۔۔۔۔۔زری نے لرز کر نادیہ کو دیکھا۔۔۔

اسے کہو تمہیں آزاد کردے اس الجھے سے بندھن سے جس کا کوئی سر پیر نہیں۔۔۔۔۔نادیہ کی سپاٹ آواز پر وہ ساکت ہوئی تھیں۔۔۔

میں نہیں کہوں گئی مجھے اسے سے محبت۔۔۔۔

بس زری یہی پر سی لو لب اپنے اب نا سنوں یہ لفظ تمہارے منہ سے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

جاو صبح اور اس بندھن سے آزاد ہو کر آو۔۔۔۔۔نادیہ غصے سے کہتی ہوئی چلی گئی جبکہ ذروہ زمین پر گر سی گئی تھی بے جان ہو کر۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں کہوں گئی اس سے۔۔۔۔۔وہ آہستہ سے بولتی ہاتھوں میں منہ ڈھانپے روئی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

---

اذمار نے سپاٹ سے تاثرات سے خواب سے جاگا بیٹھا تھا یہ خواب کچھ اچھا نہیں تھا ذروہ کے حوالے سے۔۔۔۔

ّوہ آدھے گھنٹے میں ذروہ کی دیوار پھلانگتا نیچے تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے روم آگیا تھا۔۔۔۔تب ہی ذروہ واش روم سے منہ پونچھتی باہر آتی اسے دیکھ کر رکی تھی۔۔۔

آپ پھر آگئے !

ذروہ نے دھیمے سے پوچھا۔۔۔

تم پریشان ہو گئی تو مجھے نیند کیسے آ گئی ہاے ہارٹ !

وہ کہتا ہی اسے اپنے سینے میں چھپا چکا تھا۔۔۔۔ذروہ جو کب سے کسی کندھے کی تلاش میں تھی اذمار کا سہارا ملتے ہی وہ رو دی تھی۔۔۔۔Don't cry

وہ اس کے سر پر ہونٹ رکھتا محبت سے بولا تھا۔۔۔۔۔۔"

ذروہ نے اور زور سے اپنی بانہوں کا حصار اس کے گرد مضبوطی سے باندھا۔۔۔۔

تم مجھے کبھی مت چھوڑنا۔۔۔ذروہ آہستہ سے بڑبرائی۔۔۔۔

کبھی نہیں مر کر بھی نہیں چھوڑوں گا میری جان بس آپ ریلکس رہیں۔۔۔۔

تب ہی دروازہ کھلا تھا۔۔۔نادیہ بیگم کو دیکھ کر اذمار کے چہرے پر سرد تاثرات چھائے جبکہ ذروہ کرنٹ کھا کے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

افففف یہ لڑکا جب بھی ہمارے گھر آتا ہے ناک میں دم کر دیتا ہے ایڈیٹ کہی کا۔۔۔۔نوال نے زینی کے پاس بیٹھتے ہوئے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

اب کیا کر دیا ہے معیز بے چارے نے۔۔۔۔زینی نے نوڈلز کھاتے ہوئے اس سے آئی بروز آچکا کر پوچھا۔۔۔۔۔"

افففف یار کیا بتاوں میں آج کالج میں بھی اس نے میرا تماشا لگا کر رکھ دیا ہے گھر میں آتا ہے تو ناک میں دم کر دیتا تھا اور اب میرے کالج بھی ایڈمیشن لے لیا ہے اس نے لنگور نے۔۔۔۔

نوال سخت تنگ تھی اس سے۔۔۔

کیا کیا ہے اس بیچارے نے ہاں۔۔۔۔۔زینی نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

یار آج کالج میں میری سب فرینڈ کو بتا رہا تھا کہ نوال یعنی میں اس بہت پسند کرتی تھی اس نے ہاتھ تک کاٹ لیا تھا میرے لیا۔۔۔پھر اسے ترس آگیا میری محبت پر لیکن اب میں اس سے ناراض ہوں اس لیے اس سے اتنا بولتی نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نوال نے اسکے منہ سے کہی باتیں زینی کو بتاتے ہوئے دانت پیسے۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔افففف یار معیز بھی اپنے نام کا ایک الگ ہی انسان ہے۔۔۔۔۔۔خوب تنگ کرتا ہے تمہیں اس لیے کہتی ہوں کر لو اسکی محبت کو ایکسیپٹ۔۔۔۔۔زینی نے نوڈلز کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔۔۔۔

تم تو چپ ہی رہو۔۔۔۔۔نوال نے منہ ناک چڑھاتے ہوئے سخت غصہ سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے پلیٹ چھینی۔۔۔۔

بس کر دو کتنا کھاو گئی کسی اور کو بھی کچھ کھا لینے موقع دے دیا کرو۔۔۔۔۔نوال منہ بناتے ہوئے کہتی پلیٹ لے کر بھاگ گئی تھی۔۔۔۔ہاہ !

زینی صدمے سے اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔۔۔"

*

---

ذروہ نے پریشانی سے نادیہ کو دیکھا اور پھر شرم سے سر جھکا لیا کہ اب کیا کر سکتی تھی وہ بھلا۔۔۔ نادیہ جو اس کے لیے دودھ لے کر آئی تھی حیرت سے دونوں کو دیکھتی پریشان صورت لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

تم یہاں ذروہ کے کمرے میں کیا کر رہے ہو شرم نہیں آئی تمہیں اسطرح کی اوچھی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔نادیہ نے دودھ کا گلاس میز پر پٹختے ہوئے اذمار سے سخت غصے سے کہا دروازہ وہ بند کر چکیں تھیں ___

کیسی شرم اپنی بیوی کے کمرے میں آنے کی کیسی شرم مائے ڈیئر ساسو ماں ہاں۔۔۔۔۔اذمار نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے لاپرواہی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

تم ابھی کے ابھی یہاں سے چلے جاو یہی بہتر ہو گا تمہارے لیے !

نادیہ نے اسے سخت چتونوں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔"

نہیں جاوں گا ! اگر جاوں گا تو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جاوں گا ڈیٹس اٹ۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے سرد مسکراہٹ سے کہا۔۔۔۔؛

جو نادیہ کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔ذروہ نے بھی سر اٹھا کر چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔;

کیا بکواس ہے یہ تمہیں بڑوں سے بات کرنی کی تمیز نہیں ہے کیا!۔۔۔۔۔

نادیہ نے انتہائی غصے سے اس سے باز پرس کی۔۔۔

اذمار پھر مسکرایا۔۔۔

تو ڈیئر ساسو موم میں نے آپ جو بدتمیزی کی ہے بتا دیں تاکہ مجھے تو پتا لگے میں نے کیا گستاخی کی ہے اپنی ساس کی شان میں میں نے تو بس یہی کہا ہے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر جاوں گا ڈیٹس اٹ کیوں ذروہ !

اذمار نے سرد مگر مسکراتے ہوئے لہجے میں شانے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔"

ذروہ اسے کہو ابھی کہ ابھی یہاں سے چلا جائے ورنہ میں ادریس صاحب کو بلا لاوں گئی۔۔۔۔نادیہ نے سخت تیش سے ذروہ کی طرف رح کرتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے میں آج ایسے ہی چلا جاوں گا میں آج ملنے ہی آپنے ان لاز سے آیا تھا پلیز آپ انہیں بلائیں تاکہ بیٹھ کر کچھ فائنل بات چیت تو ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اذمار نے ذروہ کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اپنے مخصوص ڈیٹھ پن سے کہا۔۔۔۔۔"

ذروہ نے کچھ نہیں کہا شاید وہ بھی تھک گئی تھی اس سچائی کو دباتے دباتے وہ سر جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی ہوئی سخت پریشان دیکھ رہی تھی جو اذمار کو ہرگز گوارہ نہیں تھا۔۔۔۔

آپ کیوں پریشان ہوتیں ہیں مائے ہارٹ میں اپنی زندگی میں آپ کو پریشان ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا مسز۔۔۔۔۔اذمار نے اٹھ کر اسکے پاس آتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے دھندلائی ہوئی نظروں سے اپنے نجات دہندہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

تم جا کیوں نہیں رہے ڈیٹھ انسان۔۔۔۔۔نادیہ نے اب کی دفع ذروہ کو پیچھے کرتے ہوئے دروازے کا راہ دیکھاتے ہوئے درشتگی سے کہا کیوں ہمارا تماشا بنانے پر تلے ہوئے ہو۔۔۔۔

نادیہ نے اب جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

آپ بھی کچھ خدا کا خوف کرلیں کہ ایک نکاح شدہ لڑکی کا نکاح کرنے چلی ہیں سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی۔۔۔۔اذمار کے سخت لہجے پر وہ بھنبھنائی۔۔۔

میں تمہیں اس سے الگ کر کے اس کا نکاح کرواوں گئی ملک منصور سے ! تم جیسے قاتل سے تو میں اپنی بیٹی بیاہنے سے رہی اور نا ہی ایسا کچھ ہو گا سمجھے تم اب جدھر سے آئے ہو شرافت سے وہاں ہی چلے جاو تو بہتر ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے غصے سے دھیمی آواز سے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے اب کی دفعہ سنجیدگی سے نادیہ کو دیکھا۔۔۔

مما پلیز آپ کبھی تو میری مرضی کا فیصلہ کردیں کبھی تو اپنی چھوٹی بیٹی پر توجہ دیں کہ وہ کیا چاہتی ہے اور کیا نہیں۔۔۔۔۔آپ نے مجھے ڈاکٹر نہیں بننے دیا آپ نے مجھے آرٹ نہیں سیکھنے دیا میں چپ رہی آپ نے کہا یہ کالج بیسٹ ہے میں نے کچھ نہیں کہا آپ نے کہا یہ پہنو یہ کھاو یہ نا کرو یہ کرو۔۔۔۔۔۔میں کرتی رہی کہ میں آپ کو ناراض نہیں کرسکتی تھی مما آپ کے دو بچے نہیں ہیں آپ کے تین بچے ہیں پلیزز مما مجھے بھی یاد رکھا کریں کہ میں انسان ہوں کوئی ڈمی نہیں جو صرف سب کے اشاروں پر اپنی ساری زندگی ناچتی رہوں۔۔۔۔۔۔۔ذروہ جب بولنے ہر آئی تھی تو پھر

بولتی ہی گئی تھی وہ روتے ہوئے آج نادیہ بیگم کو ان کی غفلت یاد کروا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر زری کو دیکھا جو منہ پر دونوں ہاتھوں رکھے ہچکیاں لیتی ہوئی رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی ضبط سے۔۔۔۔۔۔

ساسو ماں اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا میری بیوی کو رو لانے والا تو قسم کھاتا ہوں اب تک وہ زمین کے اندر ہوتا نا کہ باہر۔۔۔۔۔۔۔میری بیوی کو پریشان کرنا چھوڑ دیں۔۔۔۔۔میں چاہوں تو ابھی اسے ساتھ لے جاوں کوئی روک نہیں سکتا مجھے لیکن صرف آپ کی اور ذروہ کی عزت کے لیے چپ ہوں ورنہ کون ہے جو مجھے روک سکے ذروہ کو لے جانے سے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے لرزتی ہوئی زری کو خود میں بھینچتے ہوئے سرد لہجے میں نادیہ سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

خیال رکھیئے گا اس کا چلتا ہوں۔۔۔۔۔اذمار کہتا ہوا بنا ذروہ کو دیکھتا اپنی مخصوص چال سے چلتا ہوا دروازہ پار کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نادیہ نے آنسو لیے آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا جس کے ساتھ واقع میں وہ بہت زیادتی کر گئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ذروہ بھاگتی ان کے سینے سے لگ گئی۔۔۔۔۔

مما مجھے معاف کردیں میں نہیں کرنا چاہتی تھی یہ باتیں منہ سے نکل گئی مجھے معاف کردیں لیکن مما میں اس انسان پر صبر نہیں کر سکتی مما روح میں سما گیا ہے وہ میرے اس سے دور ہو کر میں زندہ نہیں رہ پاوں گئی مما کچھ کریں بنا دیں مجھے اس انسان کا مما نہیں رہ سکتی میں کیا کروں کتنی بار کوشش کر چکی لیکن کامیاب نہیں ہو پائی مما نہیں ہو پائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کے سینے پر سر رکھے بڑبراتی انہیں بہت کچھ باور کروا چکی تھی۔۔۔۔

نادیہ نے آنسو صاف کر کے اس کے ننگے سر پر ہونٹ رکھے کہ وہ اپنی بیٹی کو بکھڑا ہوا کبھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔"

*

کھانا کھاو گئی !

یہاں کا کھانا تو بیسٹ ہے میں جب بھی یہاں آتا ہوں یہی سے کھا کر آگے جاتا ہوں ۔۔۔۔۔۔ہارون نے زلے سے کہا جو کانوں میں ہینڈ فری لگائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بھوک تو بہت لگی ہے مجھے کہی سے بھی کھلاو گئے تو میں کھا لوں گئی بس بھوک مٹ جائے میری ۔۔۔۔۔۔زلے نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے منہ بسور کر کہا۔۔۔

ہارون نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔۔وہ بہت پیاری سی شکل سے اسے دیکھتی اپنا دیوانہ بنا گئی تھی۔۔۔۔ہارون نے ہلکی سی مسکان سے گاڑی پارکنگ میں پارک کی۔۔۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے کھانے سے بھرپور انصاف کر رہے تھے جبکہ تھوڑی دور اپنے آدمیوں کے ساتھ بیٹھا چوہدری منیب غصے اور ناگواری سے ہونٹ بھینچے دونوں کو آپس میں ہنستے کھانا کھاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے رشتے سے انکار کر کے اچھا نہیں کیا تھا ذوالفقار خآن نے۔۔۔۔۔منیب نے جوس پیتے ہوئے سوچا یہ لڑکی صرف میری ہے ہارون احمد۔۔۔۔چوہدری منیب نے جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھ کر غصے سے بڑبرایا۔۔۔۔۔۔۔'

اب تو پیٹ فل ہے نا۔۔۔۔ہارون نے مسکراتی آنکھوں سے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔"

ہاں اب تو فل ہے شکر ہے سکون ملا ورنہ بھوک کے مارے تو مجھ سے بیٹھا تک نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹ لٹکا کر اپنی کنڈیشن بیان کی۔۔۔۔۔۔

ہارون کی آنکھوں میں بہت نرم سا تاثر تھا اسکے لیے۔۔۔۔۔۔۔

زلے چائے پیتے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب تین چار ٹیبل چھوڑ کر بیٹھے منیب پر اسکی نظریں پڑیں ۔۔۔۔۔

ہارون یہ وہی ہے نا جن کے گھر ہم رات رکے تھے نا۔۔۔۔زلے نے چائے کا کپ نیچے رکھتے ہوئے ہارون سے تصدیق چاہی۔۔۔۔۔ہارون نے چونک کر اسکی نظروں کا تعاقب کیا۔۔۔۔پھر اسکی کانوں میں آواز گونجی (بیٹا چوہدری ارشد اپنے بیٹے منیب کا رشتہ لے کر آیا تھا)

ہارون نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے چوہدری منیب کو دیکھا۔۔۔۔

جو ہاتھ کی مٹھی بنائے ٹھوڑی پر رکھے زلے کو دیکھتا ہارون کا خون جلا گیا تھا۔۔۔۔

ہارون ایک دم اپنی چیئر سے کھڑا ہوا تھا پھر زلے کو حیران پریشان چھوڑے چوہدری منیب کا گریبان پکڑ چکا تھا وہ۔۔۔۔!

منیب بھی اپنا جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

تمہاری یہ جرت کہ تم میری بیوی پر نظر رکھو اور اس کے لیے رشتہ بھیجو تمہاری یہ جرت بے غیرت انسان تمہیں شرم نہیں آئی کسی شادی شدہ لڑکی پر نظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے سخت تیش سے پوچھا۔۔۔

زلے بھی ان کے قریب آ چکی تھی ہارون کی بات سن کر وہ رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

چوہدری منیب طنزیہ مسکرایا تھا اس کے آدمیوں نے ہارون کو گیرا تھا۔۔۔۔۔ہارون صاحب جو لڑکی منیب کو پسند آجائے وہ صرف چوہدری منیب کی ہی ہوتی ہے سمجھے تم اور جہاں تک ہے شادی کا سوال تو شادی کہاں ہوئی ہے بس نکاح ہی تو ہوا ہے جو ٹوٹ بھی تو سکتا ہے۔۔۔۔

ہارون نے اسے مارنے کے لیے مکہ تانا ہی تھا جب زلے نے آگے بڑھ کر اس کے گال پر کھینچ کر تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔۔چوہدری منیب سمیت سب لوگوں نے چونک کر اس لڑکی کو دیکھا جو سخت غصے میں تھی_____

ہارون نے مسکرا کر اپنی شیرنی کو دیکھا اور پھر منیب کو جو مسکرایا تھا۔۔۔

ذلیخہ بی بی آپ جان سے بھی مار دیں تو اس دل کو کوئی غم نہیں ہو گا۔۔۔۔۔منیب نے ہلکی سی مسکان سے اسے دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس بار ہارون کے برداشت سے دور بات تھی یہ ۔۔۔۔۔ہارون نے اس کا سر پکڑ کر زور سے پاس ہی موجود درخت پر مارا منیب نے بھی تیش سے اسے زور سے دھکا مارا اب وہ دونوں ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔۔۔۔۔منیب کے آدمی بھی ہارون پر پل پڑے تھے ہارون پھر بھی اسے اچھا خاصا پیٹ چکا تھا۔۔۔۔۔۔زلے پہلی بار اسے اتنے غصے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اب آس پاس بیٹھے لوگوں نے آکر انہیں ایک دوسرے سے الگ کیا تھا۔۔۔۔۔۔ہارون ابھی بھی قابو میں نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔کہاں وہ دونوں بھائی ماہر فائٹر اور کہاں وہ منیب جو صرف پیسے کے دم پر ہی شیر بنتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھ سے شادی کرنے والے ہاں تم جیسوں کو تو میں جوتے کی نوک پر رکھتی ہوں ۔۔۔۔۔زلے نے اس کلین شیو والے کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

منیب ایک خوش شکل نوجوان تھا جو ہر برے کام میں ملوث ہوتا تھا۔۔۔۔

زلے کی بات پر وہ صرف مسکرایا۔۔۔۔۔

چلو ہارون ! ہم ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگتے زلے نے ہارون کو اسکی طرف بڑھتے دیکھ کر کہتے ہوئے کھینچا۔۔۔۔۔۔وہ ہارون کو زبردستی کھینچ کھانچ کر لے گئی تھی۔۔۔

اس کا کیا کرنا ہے چھوٹے چوہدری جی۔۔۔۔اس کے ایک خادم نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

اس کا جو کرنا ہو گا وہ میں کروں گا اس نے چوہدری منیب سے پنگا لیا ہے میں اسے سستے میں تو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔۔۔چوہدری منیب نے ناک سے بہتے خون کو انگلی پر لیتے ہوئے تیش سے کہا۔

*۔۔۔۔۔۔

*_____ _____

پیر شاہ جی آپ۔۔۔۔

احمد صاحب نے انہیں اتنے سالوں بعد اپنے گھر میں دیکھ کر حیرت اور عاجزی سے سے کہا۔۔۔۔

پیر شاہ جی مسکرائے۔۔۔۔

وہ ایک نورانی شکل والے سفید داڑھی والے بزرگ تھے جن کی عمر تقریباً ستر سال کے لگ بھگ لگتی تھی _____ان کے چہرے سے ہی نورانیت چھلکتی تھی ماتھے پر محراب کے نشان واضع تھے۔۔۔۔

آئیں نا پیر شاہ جی ہم کہاں بٹھائیں آپکو مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔۔۔احمد صاحب نے نہایت عاجزی اور احترام سے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہم کہی بھی بیٹھ جائیں گئے ; پہلے ہمیں ہمارے پیارے کا دیدار تو کروائیں۔۔۔۔۔۔احمد صاحب ان کی بات پر پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔آہستہ آہستہ سب گھر والے بھی ان کے گرد جمع ہو گئے تھے

۔۔۔۔۔۔اور اب سب عقیدت مندی سے انہیں دیکھتے پریشان سے تھے کہ وہ انہیں ان کے سوال کیا جواب دیں گئے جو وہ پوچھیں گئے۔۔۔۔۔

*

تم یہاں !

پروفیسر جو چھوٹی کے بعد اپنے آفس میں تھے اسے روم میں آتے دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے کہا____

آفکورس میں میرے پیارے پروفیسر جی سوچا آپ سے کچھ حال وغیرہ پوچھ لوں۔۔۔۔۔

اذمار نے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے لاپرواہی لیکن سرد لہجے میں کہا۔۔۔

دیکھو اذمار اس روم میں کیمرے لگے ہوئے ہیں کچھ ہوشیاری کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔

پروفیسر نے اپنے چہرے سے پسینا صاف کرتے ہوئے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔"

افففف آپ اتنا ڈر کیوں رہے ہیں آپ کا ناک منہ تھوڑے نا میں توڑوں گا۔۔۔۔بلکہ۔۔۔۔۔اذمار نے انگلی پر پسٹل گھماتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑی جو پروفیسر کے چھکے چھڑا گیا تھا۔۔

ت تت تم کیا کرنا چاہتے ہو دیکھو اذمار میں نے جو کیا وہ کالج کے مستقبل کے لیے کیا ہے

۔۔۔۔۔۔میں نے کوئی رشوت نہیں لی ملک منصور سے۔۔۔۔

واوا نام تو آپ کو بھولا نہیں کیسے فر فر نام لیا ملک منصور کا۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے سرد سی مسکان سے پروفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

پروفیسر بوکھلا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

اوکے تم کل سے یونی آسکتے ہو لیکن نو فائٹ تمہاری شکایت نہیں آنی چاہئے۔۔۔۔پروفیسر نے رومال سے پسینا صاف کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

افففف کاش آپ مجھے آج سے دو مہینے پہلے نکال دیتے تو شاید میں خوش ہوتا لیکن اب مسلہ یہ ہے کہ میری بیوی ہے یہاں اور دوسرا جو آپ نے کہا کہ No fight تو سوری میں یہ بات آپکی نہیں مان سکتا۔۔۔اذمار نے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔

مانتے پتا نہیں کونسی ہو تم!

پروفیسر نے دانت پیستے ہوئے سوچا وہ ایک ڈرپوک سے انسان تھے جو اذمار کے پسٹل دیکھانے پر بہت بار اسکی جائز ناجائز مان چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

چلتا ہوں ڈیئر اپنا خیال رکھیئے گا آج کل حالات کچھ ٹھیک نہیں نا۔۔۔۔۔۔۔اذمار سنجیدگی کہہ کر کہتا جا چکا تھا۔۔۔۔۔

پیچھے پروفیسر دانت پیستا پریشان سا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

*

ذروہ آج یونی نہیں آئی تھی۔۔۔اذمار کو عینی نے بتایا تھا_____اذمار پروفیسر سے مل کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ذروہ کے لاونج میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔دادی کب سے اس کو گھور رہی تھی جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے اکڑو سے سٹائل میں بیٹھا ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

بیٹا کیا شادی ہو گئی ہے تمہاری۔۔۔۔۔فرزانہ بیگم نے ٹھوڑی پر انگلی رکھتے ہوئے سوہنے سے منڈے سے پوچھا۔۔۔۔

جی الحمداللہ ڈیڈھ ماہ سے شادی شدہ ہوں اذمار نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔

دادی نے منہ بسورا وہ تو تھوڑی ہی دیر میں اسے اپنی پوتی کے لیے سوچ چکی تھی۔۔۔۔

ذروہ سے کیا کام ہے۔۔۔۔۔

دادی نے اسے کھجتے ہوئے انداز سے پوچھا۔۔۔

وہ مسکرایا تھا !

ذوالفقار چاچو نے ان کے لیے میڈیسن بھیجی ہے۔۔۔اذمار نے اسے سامنے سے آتے دیکھ کر کہا اور پھر کھڑا ہوا۔۔۔۔

وہ سادے سے گرین سوٹ میں الجھے بالوں اور سوجی آنکھوں سے اسے گہرے غم میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔۔۔

ذروہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔۔۔جو رف سے وائٹ شرٹ جس کے بازو ہاف سلیوز تھے نیچے تنگ جینز پہنے اپنے بروان بکھڑے بالوں سے اس کے دل میں گھسا تھا وہ جب جب اسے دیکھتی تھی تب تب وہ اس دل میں گھستا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ یہ لو یہ چاچو نے آپ کے لیے میڈیسن بھیجی ہیں۔۔۔۔۔اذمار نے اس کے قریب آتے ہوئے وائٹ لفافہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔گرین آنکھیں میں اب صرف ذروہ ذروہ ہی تھی ۔۔۔۔وہ اسے ہر حال میں دنیا کی خوبصورت لڑکی لگتی تھی جس سے آپ کو پیار ہو وہ آپ کو سارے جہاں سے پیارا لگتا ہے تو ذروہ تو پھر اس کا عشق تھی۔۔۔

اور چاچو نے کہا تھا آپ کو ساتھ لے کر آوں وہ آپ کا تفصیلی چیک اپ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔وہ بس اسے دیکھنے آیا تھا لیکن اب اسے پریشان دیکھ کر وہ اپنا ارادہ بدل چکا تھا_____وہ اب اسے اپنے فلیٹ لے کر جانا چاہتا تھا۔۔۔۔

ارے یہ نہیں جا سکتی آج اس کے سسرال والوں نے آنا ہے۔۔۔۔۔

فرزانہ بیگم نے جلدی سے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

او ! تو پھر میں بھی یہی رکتا ہوں ان سے مل کر ہی جاوں گا۔۔۔۔۔اذمار نے واپس صوفے پر بیٹھتے ہوئے اٹل لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے پریشانی اور حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔جو دادی کی طرف دیکھ رہا تھا جو خود بھی حیرت سے اس نوجوان کو دیکھ رہیں تھی کہ عجیب لڑکا ہے یہ۔۔۔۔۔۔دادی نے پان منہ میں رکھتے ہوئے دل میں کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے آنکھوں سے جانے کا اشارا کیا لیکن وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا وہ سامنے سے آتے ادریس صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

یہ رہا تمہارا روم تم فریش ہو جاو میں بھی فریش ہو جاتا ہوں پھر کہی واک پر چلتے ہیں۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے ہوٹل کے روم کی کیز دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

زلے کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں جہاں ہلکی ہلکی چوٹوں کے اور معمولی سے خراشوں کے نشان تھے۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھا جا رہا ہے مجھ معصوم کو۔۔۔۔۔

ہارون نے آئی بروز اچکاتے ہوئے مسکراتی آنکھوں سے پوچھا۔۔۔

جی نہیں میں کوئی تمہیں نہیں دیکھ رہی تھی میں تو سامنے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔زلے جھینپ کر کہتی ہوئی جلدی سے روم میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔

پیچھے ہارون سر ہلاتا مسکراتا ہوا اپنے روم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

کیسے ہو تم اذمار صاحب ___ادریس صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

اللہ کا شکر ہے ادریس صاحب ؛آپ سنائیں ___اذمار نے بھی طنزیہ لب و لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

ہم پر بھی اللہ کی رحمت ہے۔۔۔۔

تمہیں آج یہاں کا راستہ کیسے یاد آگیا۔۔۔۔ادرس صاحب نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تمسخرانہ لب ولہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔۔۔'

وہ مسکرایا۔۔۔۔

میں نے سوچا اپنی چچی اور ان کی بیٹی سے مل آوں اور ذروہ کے ہونے والے سسرال سے بھی مل لوں کیا پتا وہ کیسے لوگ ہوں جو آپ نے ہماری ذروہ کے لیے پسند کیے ہیں۔۔۔۔اذمار نے بھنویں اکٹھی کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ادریس صاحب نے اس بد لحاظ کو گھورا۔۔۔۔۔

تم کون ہوتے ہو !ذروہ ہماری بیٹی ہے تو یقیناً فیصلہ بھی ہم ہی کریں گئے اسکے لیے اور بہتر ہی کریں گئے۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے ذروہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے تیکھے پن سے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے اسے نظروں سے خاموش رہنے کی التجا کی ____

اذمار مسکرایا۔۔۔

وہ ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا جب اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔

چاچو کالنگ !

اذمار نے کہتے ہی کال پک کی۔۔۔۔۔

کیاااا !

اذمار سنتا ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جس کے چہرے کے سپاٹ سے نقوش اب بلکل نارمل تھے چہرے پر ایک روشنی سی پھوٹ پڑی تھی۔۔۔۔

I'm coming ___

اس نے کہتے ہی فون بند کر کے ذروہ کو دیکھا جو اسے ہی حیرانی سے دیکھ رہی تھی ___ کہ آخر کیا بات ہے جو وہ اس طرح کا بیہیوہ کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ذروہ آپ میرے ساتھ چلو گئی گھر ۔۔۔۔۔اذمار نے اس سے آس سے پوچھا۔۔۔۔۔ذروہ نے پریشانی سے اسے دیکھ کر ادریس صاحب اور فرزانہ بیگم کو دیکھا جو غصے سے اذمار کو دیکھ رہے تھے ___

وہ بھلا تمہارے ساتھ کیسے جا سکتی ہے اس کے سسرال والے آتے ہی ہوں گئے۔۔۔فرزانہ بیگم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔ذروہ کا زرد چہرہ مرجھا گیا تھا ____

ذروہ آپ چینج کر کے آجاو آپ کی ارم مما کی طبیعت خراب ہے۔۔۔۔۔۔اذمار نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

ذروہ پریشان ہوئی۔۔۔۔۔

جاو ذروہ بیٹا آپ کو جانا چاہیئے۔۔۔۔نادیہ نے چائے لے کر آتے ہوئے کہا۔۔۔

اذمار مسکرایا تھا۔۔۔۔

ارے یہ کیسے جا سکتی ہے !گھر میں مہمان آنے والے ہیں اور تم کہی رہی جاو ذروہ بیٹا۔۔حد ہو گئی ہے ایک تو ہم تمہاری عام سی شکل لڑکی کو بیاہ رہے ہیں اوپر سے تمہارے اور تمہاری بیٹی کے نخرے ہی ختم نہیں ہوتے واوا بھئی بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرزانہ بیگم نے ناک منہ چڑہاتے ہوئے تنک کر نادیہ سے کہا وہ اگر اذمار کے سرد تاثرات دیکھ لیتی تو چپ ہو جاتی۔۔۔

میں نہیں جاوں گئ اذمار !

میں کل مل لوں گئ ان سے ذروہ مضبوط لہجے میں کہتی ہوئی اوپر چلی گئ بنا اسکے تاثرات دیکھے کہ وہ اپنی وجہ سے گھر میں کوئی تماشا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اذمار نے ہونٹ بھینچ کر فرازنہ بیگم کو دیکھا۔۔

دادی جی لوگوں کو باہر سے دیکھنا چھوڑ دیں انکی اندر کی خوبصورتی پہنچایئے۔۔۔۔آئندہ اگر آپ نے ذروہ کے ساتھ کوئی زیادتی کی تو اس کا انجام آپ سب کو بھگتنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

I do not like to repeat the second time

وہ سرد نظروں سے سب کو دیکھتا کہتا ہوا باہر کی طرف تیز قدموں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے ادریس صاحب اور فرزانہ بیگم کو حیرت میں ڈالے۔۔۔۔"

*

ذروہ کمرے کا دروازہ بند کرتی ہوئی دروازے سے ٹیک لگائے وہ ہونٹوں پر انگلیاں رکھے بے آواز آنسو سے رو رہی تھی۔۔۔۔میں کیا کروں اور کہاں جاوں افففف وہ ناراض ہو گیا ہو گا مجھ سے ذروہ نے پریشانی اور دکھ سے سوچا !

پھر جلدی سے کھڑکی میں آئی جہاں سے وہ اپنی بائیک سٹارٹ کرتا اسے دیکھائی دیا تھا۔۔۔۔دھوپ میں چمکتا روشن چہرہ صرف اس کا ہی تو تھا۔۔۔۔۔

اذمار نے اوپر دیکھا جہاں وہ گرل پکڑے اسے بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اذمار نے جواباً اسے سنجیدگی سے دیکھ کر بائیک کو ہواوں میں اڑاتا اسکی نظروں سے دور ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا وہ اسے غصے سے دیکھ کر گیا تھا۔۔۔۔۔افففف اللہ میں کیا کروں گی وہ تو ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے_____ذروہ نے ناخن چباتے ہوئے بے چینی سے سوچا سامنے بیڈ پر اس کا بلیو ڈریس پڑا تھا جو اس نے آج پہننا تھا۔۔۔۔۔ذروہ بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔۔سر میں درد کی ٹھیسیں سی اٹھنے لگی تھیں_____"

_____*_____

آپ یہاں بیٹھے پیر شاہ جی۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے اندر سے نئ چیئر لاتے ہوئے پیر شاہ سے کہا۔۔۔۔

اونہہ پہلے میرے پیارے کو بلائیں اس کے بعد ہی ہم بیٹھے گئے_____انہوں نے بہت نرم سے لہجے میں عدیل صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جس سے سب گھر والوں کے چہرے پر پریشانی سی چھا گئی تھی۔۔۔۔"

وہ آجاتا ہے پہلے آپ بیٹھیں تو !

احمد صاحب نے سر جھکائے ہی اختزام سے کہا۔۔۔۔

عدیل تم سنبھال کیوں نہیں سکے میرے پیارے کو کیا اس لیے ہم نے تمہیں اسکی زمہ داری سونپی تھی۔۔۔۔۔۔۔پیر شاہ کا لہجے میں تو نرمی ہی تھی کیونکہ وہ غصہ بلکل بھی نہیں کرتے تھے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔۔

وہ پیر جی دراصل بات یہ ہے۔۔۔۔

ہم جانتے ہیں عدیل تم نے اسے گھر سے نکال دیا ہے۔۔۔۔۔۔عدیل جو ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا پیر شاہ جی نے اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اب ان کے لہجے میں بہت سنجیدگی سی محسوس کی جا سکتی تھی۔۔۔۔

پیر شاہ جی آپ بیٹھے تو دادی نے پریشانی سے انہیں بیٹھنے کو کہا۔۔۔۔"

میرے پیارے کو نکال دیا آپ لوگوں نے تو کیا آپ لوگوں کو لگتا ہے میں یہاں بیٹھوں گا۔۔۔۔۔۔۔پیر شاہ نے سنجیدگی اور نرم لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

میں اسے فون کرتا ہوں۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے جلدی سے موبائیل نکالتے ہوئے کہا اور ایک سائیڈ میں ہو گئے۔۔۔۔۔

عورتیں سب سر پر اچھی طرح ڈوپٹہ اوڑھے نظریں جھکائے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔۔پیر شاہ جی سامنے لگی پینٹنگ کو دیکھ رہے تھے جس پر اللہ اور اس کے پیارے رسول کا نام لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے ایک بار بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا تو پھر انہوں نے کبھی بھی نہیں بیٹھنا تھا اگر دیکھا جاتا تو اذمار ضد پر انہی پر ہی تو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

آدھے گھنٹے میں ہی وہ گھر کے دروازے کے پاس تھا جو یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ اس گھر میں کبھی بھی قدم نہیں رکھے گا _____ لیکن اب وہ دروازے میں کھڑا انہیں دیکھتا بھاگ کر ان کے سینے سے لگا تھا۔۔۔۔

پیر شاہ جی کے ہونٹوں پر اب بہت پیاری سی مسکراہٹ تھی وی کئی کئی سالوں تک کسی گمنام گوشے میں اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ اب بھی نا آتے اگر انہوں نے اذمار کو خواب میں نا دیکھا ہوتا تو ایک اذمار ہی تو تھا جو اللہ اور رسول کے بعد ان کا سب کچھ تھا۔۔۔۔۔۔"

⁂

وہ دونوں ہاتھوں میں بلیک کافی کے پلاسٹک کے کپ پکڑے چلتے جا رہے تھے۔۔۔۔

ارد گرد خوبصورت جگہ سے بھی وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ____

اس طرح کی کافی اذی کو پسند ہے بلیک کڑوی۔۔۔۔۔ہارون نے مسکراتے ہوئے اس کا زکر کیا تھا۔۔۔۔

ہاں اسی کی طرح کڑوی جو ہوئی۔۔۔زلے نے شرارتی مسکان سے کہا۔۔۔۔

اونہہہ !میرا بھائی بہت سویٹ ہے بس اوپر اوپر سے سخت لگتا ہے اندر سے بہت احساس ہے وہ ۔۔۔۔۔ہارون کے لہجے میں اس کے لیے محصوص پیار تھا۔۔۔۔۔جو زلے محسوس کر کے مسکرائی ۔۔۔۔۔۔۔ہمممم میں کبھی کبھی حیران ہوتی ہوں تمہاری اس کے لیے محبت دیکھ کر۔۔۔۔

زلے نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تم میرے لیے اس کی محبت دیکھ کر بھی حیران ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے جب ایک بلیک گاڑی ان کے سامنے آ کر رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے اور ہارون کو بنا سنبھلنے کا موقع دیئے زلے کو گاڑی میں کھینچنا چاہا تھا ان لوگوں نے !

زلے آدھی گاڑی میں چلی بھی گئی تھی جب ہارون نے پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اندر جانے سے روکا تھا وہ چار لوگ تھے سڑک اس وقت ویران تھی دو آکر پیچھے سے ہارون کو قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ وہ زلے کی کلائی چھوڑ دے اور ایک اسے اندر کی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔زلے بھی بھرپور مزاحمت کر رہی تھی اپنا ہاتھ چھڑانے کی۔۔۔۔۔

ہارون نے کھینچ کر اپنا بھاری جوتے والا پاوں اس آدمی کے پیٹ پر مارا تھا اور پیچھے سے گردن پکڑے آدمی کو ناک پر زور سے کہنی ماری۔۔۔۔۔۔وہ بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹا تھا۔۔۔۔۔۔

ہارون نے پھرتی سے پاکٹ سے چھوٹا سا پسٹل نکال کر دو کی ٹانگوں پر فائر کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جس وہ چیختے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر فرار ہو گئے تھے وہ بھی جوابی فائر ضرور کرتے لیکن پولیس کی گاڑی کو دیکھ کر وہ جلدی سے وہاں سے نکل گے تھے

زلے تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا البتہ آنکھوں میں بہت سے آنسو تیر رہے تھے جنہیں وہ بہت مشکل سے روکے ہوئے تھے۔۔۔

وہ ڈر گئی تھی ! تھی تو وہ ایک لڑکی ہی نا۔۔۔۔۔۔

*

ذروہ بلیو سوٹ پہنے بلکل تیار تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اسے زبردستی ادریس صاحب کے بھائی کی بیٹی نائمہ نے تیار کیا تھا۔۔۔۔۔

ذروہ کو سخت بخار تھا لیکن پھر بھی وہ لب سیے سب کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی _____ملک منصور اکڑ کر بیٹھا ذروہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔جو بلیو نارکلی فراک پہنے بالوں کی لمبی سی چوٹی آگے ڈالے کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹوکری والے جمکے ڈالے چپ سی بیٹھی تھی سفید ہیرے کی نتھلی بھی آج کچھ اداس سی تھی اسکی چمک پہلے سے کچھ مانند تھی۔۔۔۔۔۔۔

منصور میرے بچے انگوٹھی تو پہناو ذروہ کو۔۔۔۔۔۔۔فرزانہ نے مسکراتے ہوئے ملک منصور سے کہا۔۔۔۔۔۔میں تو تیار ہوں خالہ انگوٹھی بھی تو میرے ہاتھ میں دیں پہلے۔۔۔۔۔ملک منصور نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے ضبط سے آنسو روکے۔۔۔۔ہاتھوں کو گود میں کہی گھم کرے بیٹھی تھی وہ لب سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے دھندلائی ہوئی نظروں سے نادیہ کو دیکھا جو خود پریشان صورت لیے کھڑی تھی۔۔۔۔۔وہ ایک بے بس عورت تھی اسکی کی کس نے سنی تھی

بھلا۔۔۔۔۔۔۔۔"

اذمار !

ذروہ نے بند آنکھوں سے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔*

---

وہ جو آنکھیں بند کیے پیر شاہ کی گود میں سر رکھے بیٹھا تھا۔۔۔۔پیر شاہ اس پر پڑھ پڑھ کر اللہ کا کلام پھونک رہے تھے۔۔۔۔

اذمار نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا بچے کہاں جارہے ہو۔۔۔۔۔۔!

اسے جھٹ سے جوتے پہنتے دیکھ کر انہوں نے ملائم سے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔'

شاہ جی مجھے جانا ہو گا کوئی میرا اپنا تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔

اذمار نے بے چینی سے کہا۔۔۔۔

جاو بیٹا تمہاری ضرورت ہو گئی اسے جاو میری دعا تمہارے ساتھ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔پیر شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اذمار ان کا ہاتھ چومتا دوڑتا ہوا کمرے سے بھاگا تھا۔۔۔۔۔وہ انہیں اپنے ساتھ فلیٹ میں لے آیا تھا پیر شاہ نے بھی کہہ دیا کہ جس گھر میں ان کے پیارے کے لیے جگہ نہیں وہاں ان کے لیے کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔سب نے روکنے کی تو بہت کوشش کی لیکن وہ اگر ایک بار جو فیصلہ کر لیتے تھے پھر اس سے ہٹتے نہیں تھے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔۔

*

---

ملک منصور اس کا ہاتھ پکڑے انگوٹھی ڈالنے ہی والا تھا جب اس نے جھٹ سے ملک منصور کے ہاتھ سے اس کا ہاتھ کھینچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملک منصور سمیت سب نے چونک کر اسے دیکھا

۔۔۔۔۔۔جس نے ناک چڑھا کر ذروہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا تھا _____ملک منصور بھی صوفے سے غصے سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ذروہ نیم وا ہونٹوں سے اسے دیکھتی بے یقین سی تھی۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے لڑکے کسی کا ہاتھ پکڑنے کا۔۔۔شائستہ(والدہ)

نے تنک کر اس سے پوچھا۔۔۔۔

اذمار مسکرایا۔۔۔۔۔جبکہ ذروہ ساری دنیا کو بھلائے بس اسے ہی دیکھ رہی تھی ہونٹ ہلکے سے نیم وا تھے سب کہی پیچھے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔اس کی نظروں میں صرف اذمار کا ہی روشن چہرہ تھا

*

چھوڑو ذروہ کا ہاتھ۔۔۔۔ملک منصور نے غصے سے ناک کے نتھے پھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اور اگر نا چھوڑوں تو !

اذمار نے آئی بروز اچکاتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

تو میں تمہیں یہی گاڑ دوں گا نا سمجھ لڑکے۔۔۔۔۔۔۔ملک منصور نے جیب سے پسٹل نکال کر اس پر تانتے ہوئے ہوئے درشتگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔اذمار مسکرایا کیا انکل آپ کو لگتا ہے میں پسٹل سے ڈرتا ہوں گا۔۔۔۔۔اذمار کے طنز یا کہنے پر ملک منصور نے پسٹل کے ٹریگر پر دباو ڈالا تھا۔۔۔۔۔۔۔باقی سب منہ پر ہاتھ رکھے پریشانی سے سچویشن کو دیکھ رہے تھے

دیکھو لڑکے بہتر ہو گا تم یہاں سے چلے جاو ورنہ ہمیں پولیس کو بلانا پڑے گا۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے اسے غصے سے وارن کیا۔۔۔۔۔

افف کیا لگتا ہے آپ کو میں آپ کے کہنے سے چلا جاوں گا ہرگز نہیں چلو ذروہ اپنے باپ کے گھر چلو۔۔۔۔۔۔اس نے ذروہ کا ہاتھ پکڑ کر چلنا چاہا۔۔۔۔۔۔جب ملک منصور سرعت سے اس کے سامنے آیا تھا۔۔۔۔

پسٹل کا منہ اذمار کے سینے کی طرف تھا۔۔۔۔۔

آج میں کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا ورنہ تمہیں بتاتا اذمار عدیل پر پسٹل تاننے والے کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے سرد سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کو کچھ نہیں پتا تھا یہاں کیا ہو رہا ہے وہ بس اسے ہی دیکھ رہی تھی ارد گرد سے بلکل غافل ہو کر۔۔۔۔۔!

چھوڑ دو لڑکے ہماری لڑکی کا ہاتھ نا تم لگتے کیا ہو اس کے کس حق سے اس کا ہاتھ پکڑے کھڑے ہو بتاو مجھے زرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فرزانہ بیگم نے غصے سے اس کے ہاتھ سے ذروہ کا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

بہتر ہو گا دادی جی آپ چپ ہی رہیں تو اور یہ ہاتھ آپ کو ساری زندگی میرے ہاتھ میں ہی نظر آئے گا کسی عیرے غیرے کے ہاتھ میں نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے ناک چڑھا کر سرد سے لہجے میں سب کو باور کروایا۔۔۔

کس حق سے کہہ رہے ہو تم یہ سب ہاں۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے تنک کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

بتانا ضروری نہیں سمجھتا میں آپ سب کو۔۔۔۔اذمار نے کندھے اچکاتے ہوئے سب کو تپایا۔۔۔۔

تو مرنے کے لیے تیار ہو جاو اذمار صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔ملک منصور نے کہتے ہی بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیئے۔۔۔۔۔۔دو فائر کر دیئے تھے ایک اس کے کندھے پر لگا تھا تو دوسرا اس کے سینے سے نیچے۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔جس کی وائٹ شرٹ خون سے بھر گئی تھی وہ بنا کوئی آواز نکالے گھٹنوں کے بل نیچے گرا تھا۔۔۔۔۔ذروہ کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں ہی تھا

"۔۔۔۔۔۔

*

ذروہ کے ہاتھ سمیت وہ نیچے گرا تھا وہ سرخ نظروں سے ذروہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو اس کے پاس ہی نیچے گری تھی اس کے گرنے کی وجہ سے وہ بھی اپنے قد سمیت نیچے گری تھی

---

ذروہ نے اسکی وائٹ شرٹ کو دیکھا جو خون سے سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ رو نہیں رہی تھی بس سپاٹ سی نظروں سے اس کی شرٹ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

باقی سب بھی منہ پر ہاتھ رکھے پریشانی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے ___

ملک منصور غصے سے اسے دیکھتا نکل گیا تھا وہاں سے پیچھے اسکے گھر والے بھی چلے گئے تھے

۔۔۔۔۔۔نادیہ نے جلدی سے موبائیل پکڑ کر ذوالفقار صاحب کو فون کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

اذمار نے بند ہوتی آنکھوں سے اپنے ہارٹ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو رو تو نہیں رہی تھی وہ بس اسے دیکھتی جا رہی تھی بنا پلکیں جھپکیں۔۔۔۔

ادریس صاحب نے سنبھلتے ہوئے ایمبولیس کو فون کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اذمار کی آنکھیں ابھی بھی ہلکی ہلکی کھلی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ بنا چیخے کراہے خاموش سا تھا۔۔۔۔۔آنکھوں میں بس ایک ہی تصویر تھی بلیو کپڑوں میں بیٹھیں ذروہ کی ___

جس کے وائٹ جھمکوں پر اس کے خون کے ہلکے ہلکے چھینٹے تھے __ زرد چہرے سے وہ کوئی دیوانی ہی تو لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

جب احمد صاحب ؛عدیل صاحب؛ ذوالفقار صاحب ایمبولیس سے پہلے ہی بھاگتے بھاگتے آئے تھے

۔۔۔۔وہ سب سخت پریشان تھے۔۔۔۔وہ تو یقین ہی نہیں کر سکے تھے کہ وہ یہاں کیسے آگیا تھا__

اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ سب اسے ہاتھوں میں اٹھاتے ہوئے لے جا چکے تھے ذروہ نے اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوٹتے دیکھا تھا وہ ہلکا ہلکا کچھ بڑبرا رہی تھی جس کی سمجھ وہاں موجود کسی کو نہیں آئی تھی ____نادیہ نے آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھا____جو ہاتھ میں لگے اس کے خون کو دیکھتی اب بلکل خاموش سی تھی۔۔۔۔

بیٹا اٹھو روم میں چلو۔۔۔۔۔نادیہ نے فرزانہ بیگم کی کھوجتی نظروں سے اسے فوراً دور لے جانا چاہا ۔۔۔۔۔۔وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے جا چکیں تھیں۔۔۔۔

فرزانہ بیگم کی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا نادیہ اسے زبردستی کھینچتی ہوئی لے گئی تھی ۔۔۔۔

مجھے تو کچھ اور ہی چکر لگ رہا ہے ادریس دال میں کچھ تو کالا ہے ورنہ یہ لڑکی ایسا رد عمل نا دیتی ۔۔۔۔۔۔۔فرزانہ نے ادریس صاحب سے کہا جو پریشان سے سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے کہ اب پتا نہیں کیا ہو گا۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے بے دھیانی میں فرزانہ بیگم کی بات سنی تھی۔۔۔۔۔"

---

اسے ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔خون بہت زیادہ ضائع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔ہارون ایک ہی گھنٹہ میں پہلی فلائٹ سے السلام آباد تھا۔۔۔۔۔۔۔۔تب سے ہی اس نے احمر کا جینا حرام کر رکھا تھا کہ اسے ہر قیمت میں ملک منصور چاہئے تو چاہئے تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اس کی بہت سیریس کنڈیشن بتائی تھی۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب سمیت سب کا پریشانی سے برا حال تھا۔۔ چھوٹے بڑے سب ہسپٹل کے بینچیز پر بیٹھے

اس کے لیے دعا کر رہے تھے۔۔۔مبین بیگم کی تو آنکھیں ہی نہیں سوکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے اسے گلاس ڈور سے دیکھا وہ ساکت خاموش سا لیٹا ان کو ساکت کر گیا تھا وہ لاکھ اسے ڈانٹتے تھے مارتے تھے لیکن تھا تو وہ ان کا بیٹا ہی نا جو انہیں خود سے بھی زیادہ عزیز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے باہر چلے گئے تھے کہ ان سے اسکی یہ حالت اب اور دیکھی نہیں جارہی تھی "۔۔۔۔۔۔

---

ذروہ بیڈ پر بیٹھی ہاتھ کو آنکھوں کے سامنے رکھے وہ چپ سی تھی جیسے کچھ کہنے سننے اور بولنے کے قابل ہی نا ہو۔۔۔۔اسے کوئی اگر دیکھتا تو یہی گمان کرتا کہ وہ انسان نہیں بلکہ وہ کوئی ساکت سی مورت ہو۔۔۔۔۔۔۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔۔۔

ٹھاہ ٹھاہ !

یہ آواز اسکے کانوں میں موت بن کر گھونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار !

وہ کانوں میں ہاتھ رکھ کر چلائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں آرہی ہوں تمہیں کیسے کچھ ہو سکتا ہے نہیں میرا اللہ ایسا نہیں کر سکتا وہ میرے ساتھ ہرگز ایسا نہیں کرے گا وہ نہیں کرئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بڑبراتی ہوئی ننگے پاوں باہر کی طرف بھاگی تھی _____گیٹ پر گارڈ نہیں

تھا وہ بھاری کنڈی کھولتی باہر کی طرف بھاگتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارد گرد گہرے سناٹے کا راج تھا_____

وہ مال روڈ کی سڑک پر آچکی تھی بھاگتی بھاگتی وہ ٹھکر کھا کر منہ کے بل نیچے گری تھی۔۔۔۔۔چوٹ کا احساس اسے خاک ہونا تھا جو زخم دل پر لگ چکا تھا اس سے بڑا زخم بھی کوئی ہو سکتا تھا بھلا _____"

وہ اسی سڑک پر بیٹھی روتی اسے پکار رہی تھی اندھیرا بہت گہرا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بلیک شیشوں والی چادر سر سے اتر کر کندھوں پر پڑی ہوئی تھی وہ ہچکیوں سے روتی اسے پکار رہی تھی____

لیکن اسے کے آنسو پر تڑپنے والا تو کہی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پاوں کا ناخن اکھڑ چکا تھا اس کا جس سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ بس ہاتھ سامنے کیے جس پر اذمار کا خون اب تک سوکھ چکا تھا وہ ہونٹوں پر رکھے بلک رہی تھی۔۔۔۔۔۔

جب وہ چونکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کسی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا ویسے ہی جیسے اذمار رکھتا تھا اس کے سر پر _____*

---

ہارون کوریڈور میں ٹہلتا ہوا سخت پریشان تھا ملک منصور کا اب تک پتا نہیں چل سکا تھا شاید وہ کہی روپوش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

پیر شاہ جی بھی آئے تھے ہسپٹل اسے دیکھنے کافی دیر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ کچھ پڑھتے رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔پھر بنا کسی سے کچھ کہے وہ چپ چاپ جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔*

ہارون نے آنکھوں میں آئی نمی انگلی سے صاف کی۔۔۔۔پھر اسے دیکھا جس کا سرخ سفید چہرہ ویسا ہی تھا جیسے پہلے تھا۔۔۔۔۔

گرین آنکھیں بند تھیں آج !

جن میں ہمیشہ ایک سرد سا تاثر رہتا تھا۔۔۔۔

ہ

باقی سب کو اس نے زبردستی گھر بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔۔یہاں صرف وہ اور زلے تھی۔۔۔۔زلے ابھی اپنے کیبن میں گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

ہارون کی سرخ آنکھیں اسکے رونے کی چغلی کھا رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔"اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے اپنی محصوص نظروں سے دیکھے اور پھر ناک چڑھائے لیکن ہاہ وہ صرف گہری سانس ہی لے سکا تھا !

---

ذروہ نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا جہاں وہ جھک کر اس کے سر پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا کھڑی ہو جائیں شاباش !

انہون نے نرم سے لہجے میں اسے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔۔۔۔

ذروہ انہیں دیکھتی کسی ٹرانس سی کیفیت میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا اس وقت اس طرح کسی ویران جگہ پر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے آپ کے لیے آئیں اور چلیں ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

انہوں نے میٹھاس گھلے لہجے میں اس سے کہا۔۔۔۔۔جس کی آنکھوں میں پھر سے آنسو بہنے لگے تھے

۔۔۔۔۔

اونہہ رونے سے مسلے حل نہیں ہوتے بچے اللہ سے دعا کریں وہی مشکلیں ٹالنے والا ہے

۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے بہت پیار سے اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کیسے چپ کروں وہ میری نظروں سے دور تکلیف میں ہے میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

اس نے بھرائی ہوئی آواز میں ان کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

بیٹا صبح چلی جایئے گا ابھی گھر جائیں آپ۔۔۔۔۔

وہ کل تک بہتر ہوجائے گا انشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے یقین سے کہتے ہوئے اس کے معصوم سے چہرے کو دیکھا_____

آپ سچ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہو جائے گا ؟

ذروہ نے ان سے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔

اگر اللہ نے چاہا تو وہ ان شاءاللہ ٹھیک ہوجائے گا بچے ! چلیں اب میرے ساتھ مجھے راستہ بتائیں ہم آپ کو آپ کے گھر کے قریب چھوڑدیں گئے۔۔۔۔۔وہ کہتے ہوئے چلے تھے وہ بھی آنسو پونچھتی ہوئی ان کے پیچھے چلی تھی۔۔۔

اچھی بچیاں رات کے وقت گھر سے باہر نہیں نکلتی۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے اسے اس کے گیٹ کے پاس چھوڑتے ہوئے کہا اور اللہ کا ورد کرتے ہوئے چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ انہیں دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔

پھر قدم گھسیٹتی ہوئی وہ اندر آئی _____لاونج بلکل خالی تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے کمرے میں آئی وضو کر کے وہ مسلہ بچھا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ کوئی دعا تو نہیں مانگ رہی تھی بس چپ سی بیٹھی تھی حیالوں میں اذمار تھا جس کی وائٹ شرٹ خون سے رنگی اسکی نظروں سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

زلے کینٹین سے چاے لے کر آتی ہوئی وہی ٹھٹھک کر رکی تھی۔۔۔۔

سامنے ہی بڑی سے سفید بلیک کڑھائی والی چادر اوڑھے وہ دھیمے دھیمے قدنوں سے چلتی ہوئی آ رہی تھی ستا ہوا زرد چہرہ سرخ سوجی ہوئی آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔وہ زلے کو بہت پریشان کر گئی تھی صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔

زلے نے چائے کے چھوٹے گلاس وہی پاس پڑے کینسول پر رکھے اور تیز قدموں سے اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔

ذروہ کیا ہوا ہے تمہیں تمہاری طبعیت اتنی خراب کیوں لگ رہی ہے بتاو مجھے اس طرح اس وقت یہاں کیسے!۔۔۔۔۔۔۔زلے نے اس کے کندھے کو چھوتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

ذروہ اسے دیکھتی اور ضبط نہیں کر سکی تھی۔۔۔۔۔اس کے گلے سے لگی وہ بے آواز آنسو سے روتی زلے کو ٹھکٹھکا گئی تھی اس کے پیاری بہن مشکل میں تھی اور وہ انجان تھی۔۔۔۔۔۔زلے نے دکھ سے اس کے ہلتے وجود کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ میری طرف دیکھو کیا تم اذمار کو پسند کرتی ہو۔۔۔۔زلے کی بات نے ذروہ کے ہلتے وجود کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔۔۔

آپی !

ذروہ بس یہی کہہ سکی تھی۔۔۔۔"

ذروہ مانا میں ایک اچھی بہن نہیں ہوں لیکن تمہارا چہرہ ایک آئنہ ہے جو سب راز بتا دیتا ہے_____زلے کی آواز پر وہ پھر کسی معصوم بچے کی طرح اسکے گلے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

آپی مجھے بس وہ چاہیئے اور کچھ نہیں چاہیئے مجھے اس زندگی میں صرف وہ چاہیئے۔۔۔۔۔

زلے ساکت ہوئی تھی اس کی دیوانگی دیکھ کر وہ گھر میں اذمار اور زینی کے چلتے رشتے سے آگاہ تھی ۔۔۔۔۔زلے نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنی معصوم بہن کو دیکھا پھر آہستہ سے مسکرائی کے کہ اگر اذمار اسکی بہن کی پسند تھا تو وہ زری کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی کچھ بھی۔۔۔۔۔۔

زلے نے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔

آپی آپ مجھے اسکا چہرہ دیکھا دو نا پلیززززز آپی ایک بار دیکھا دیں۔۔۔۔۔۔ذروہ نے اسکے ہاتھ تھامتے ہوئے بے بسی سے التجا کی۔۔۔۔۔۔۔۔آو میرے ساتھ۔۔

زلے نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔وہ اسے آئی سی او روم میں لے آئی جہاں ہارون استنٹھو سکوپ سے اس کا تفصیلی چیک اپ کر رہا تھا_____

جب اسکی نظر ذروہ اور زلے پر پڑی۔۔۔ تھی"

آو زری رک گئی ہوں ہو۔۔۔آجاو بچے۔۔۔۔ہارون کے شفقت بھرے لہجے پر وہ قدم گھسیٹتی ہوئی اس کے پاس آئی اذمار کو وہ بلکل بھی نہیں دیکھ رہی تھی اسکی نظریں فریش پر تھیں جیسے وہ ہارون کا سامنا نا کر پارہی ہو۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ اذمار ٹھیک ہے اب !دو تین گھنٹوں میں اسے ہوش آجائے گا۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے مسکراتی آنکھوں سے اسے تسلی دی۔۔۔۔۔ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر چہرے پر ایک انوکھی سی چمک آئی تھی وہ انجانے میں ہی زری کو ایک نئی زندگی دے گیا تھا۔۔۔۔۔

آو زلے ہم چائے پی آئیں سر میں درد ہونے لگ گیا۔۔۔۔ہارون کہتے ہی باہر کی طرف چلا پیچھے پیچھے زلے بھی گئی کہ وہ زری کو اکیلا چھوڑنا چاہتے تھے۔۔۔

ان کے جانے کے بعد اس نے آہستہ سے نظریں اٹھائیں اور پھر اسکے چہرے پر جم سی گئیں تھیں

۔۔۔۔۔

خوبصورت پنک ہونٹ بھینچے وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا پسلی پر بھی پٹی تھی اور کندھے پر بھی بینڈیج تھی۔۔۔۔۔۔

ذروہ کی آنکھوں سے لگتار کئی بے مول آنسو گر کر زمین میں گھم ہوتے جا رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افففففف یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔یہ انسان کیوں مجھے خود سے پیارا ہوتا جا رہا ہے ____ذروہ نے ڈریپ لگے اس کے ہری نسوں والے ہاتھ کو آہستہ سے چھوتے خود سے بڑبڑائی۔۔۔۔

ذروہ !

ذروہ کا آنسو اس کی انگلی پر گرا تھا جب وہ آہستہ سے بڑبڑایا تھا۔۔۔

ذروہ نے چونک کر اس کے لبوں کی حرکت دیکھی۔۔۔۔

ذروہ !

وہ پھر بڑبڑایا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرانی سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے آہستہ سے گرین آئز کھولیں۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کے چہرے پر شفق پھوٹ پڑی تھی اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر۔۔۔۔

منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اسے دیکھتی بے ساختہ ہنسی تھی وہ۔۔۔۔

ذروہ آپ روئی کیوں !

اس نے آہستہ سے انگلی سے اس کے ناخن کو چھوتے ہوئے دھیمے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

میں روں گئی

ذروہ نے ہچکی سے روتے ہوئے ضدی لہجے میں کہا۔۔۔

اذمار کے کٹاو دار ہونٹوں پر ہلکی سے مسکراہٹ چمکی تھی۔۔۔

میری زندگی میں کبھی مت رونا ذروہ ! مجھے کوئی چیز اتنی تکلیف نہیں دیتی جتنے تمہارے آنسو گرنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر کیوں بیڈ پر پڑے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں میں نا روں تو آپ پھر ٹھیک ہو جائیں میں نہیں دیکھ سکتی آپ کو بیڈ پر۔۔۔۔

ذروہ نے انگلیوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔"

بس تمہاری کہنے کی دیر تھی۔۔۔۔وہ آہستہ سے بولا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری لونگ کہاں ہے ذروہ۔۔۔۔اذمار کی نظر اس کے خالی ناک پر پڑی تھی پڑی تھی اس لیے اس نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔

پتا نہیں میں نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے حیرانی سے اس سے کہا۔۔۔۔۔"

افففف ذروہ اپنے سے جڑی چیزوں کا خیال رکھتے ہیں مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھیں چمکیں تھیں اس کے منہ سے اپنا نام بار بار سن کے

تب ہی ہارون اور زلے کمرے میں آئے تھے۔۔۔

واوا واٹ آپلیزنٹ سپرائز میرے بھائی۔۔۔۔ہارون نے اسے آنکھیں کھولے دیکھ کر خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔۔۔۔اذمار نے اپنے بھائی کو دیکھا پھر ہلکا سا مسکرایا

آپی میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔۔۔۔ذروہ بنا کسی سے نظریں ملائے بیگ کندھے پر رکھتی تیز قدموں سے چلتی باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

اذمار کی چہرے پر پھر سرد سے تاثرات سج چکے تھے۔۔۔ہارون نے باریک بینی سے اس کے سرد تاثرات دیکھے مطلب اسکے بھائی کے چہرے پر صرف یہی لڑکی مسکراہٹ لا سکتی ہے۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتے سوچا زلے ہر بار حیران ہوتی تھی ہارون کو دیکھ کر جو ہر رشتے کو نبھانا اچھے سے جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

_____ذروہ ابھی گارڈن میں ہی تھی جب وہ بے ساختہ روکی تھی

___سامنے ہی وہ سفید شفاف سوٹ پہنے کندھوں پر وائٹ ہی چادر اوڑھے ہاتھوں میں تسبیح پکڑے

وہ سامنے سے چلتے آرہے تھے انکے پیچھے سات آٹھ آدمی تھے جو ہاتھ باندھے ان کے پیچھے احترام سے چل رہے تھے۔۔۔۔۔۔"

ذروہ نے اتنا پرنور چہرہ پہلی بار کسی انسان کا دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ روکے تھے اسکے پاس۔۔۔پھر انہوں نے اللہ کا پاک کلام پڑھ کر اس کے چہرے پر پھونکا تھا۔۔۔

آپ کون ہیں۔۔۔ذروہ نے انہیں دیکھتے ہوئے دھیمے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

اللہ کا عام سا انسان ہوں میرے بچے خیال رکھا کرو بچے اپنا اور اس کا ! وہ کہہ کر رکے تھے ۔۔۔۔۔۔نماز میں دل لگاو بچے کہ یہی ایک زریعہ ہے سکون پانے کا۔۔۔۔

انہوں نے نظریں تسبیح پر جمائے ہی اسے ہدایت کی۔۔۔

لیکن میں تو پڑھتی ہوں پھر بھی سکون نہیں ملتا۔۔۔۔

ذروہ نے منہ بسور کر کہا۔۔۔

بچے جب دھیان سے نماز پڑھو گئی تو سکون پاو گئی۔۔۔۔جاو بچی گھر جاو اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔۔۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے اندر کی طرف چلے گئے تھے ;جبکہ وہ سب آدمی وہی پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے

ذروہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی تھی چہرے پر آنسو کے واضع نشان موجود تھے۔۔۔۔

---

میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ زری کسی کو اس حد تک چاہ سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔زلے نے چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے ہارون سے کہا جو گود میں اذمار کی فائل رکھے زلے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں گارڈن میں موجود تھے باقی سب گھر والے اذمار کے پاس پرائیوٹ روم میں موجود تھے

*____

زلے محبت اور عشق میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔۔۔تمہیں پتا ہے میں عشق وغیرہ پر یقین نہیں رکھتا پہلے! لیکن جب میں نے زری اور اذمار کو دیکھا تو مجھے خودبخود عشق و محبت پر یقین سا آ گیا ۔۔۔۔۔ہارون نے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔

زلے نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔

ہمم ویسے کبھی تمہیں کس سے محبت ہوئی۔۔۔۔زلے نے آئی بروز اچکاتے ہوئے اس سے سوالیہ پوچھا۔۔۔

لگتا ہے ہو جائے گئی۔۔۔۔

ہارون نے اس کے پونی ٹیل میں بندھے ہوئے بال دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

زلے نے آنکھیں سکیڑیں۔۔۔

کس سے۔۔۔۔؟

اس نے سامنے سے آتی رابیل کو دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

بس ہے ایک پیاری سی نٹ کھٹ سی لڑکی۔۔۔ہارون نے سنجیدگی + شرارت سے کہا۔۔۔

ڈاکٹر ہارون ہمیں مسز مریم کا کیس ڈسکس کرنا تھا۔۔۔ڈاکٹر رابیل نے موبائیل پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے ہارون سے کہا۔۔۔

ہاں میں بھول گیا تھا چلو ! زلے بریک میں ملتے ہیں۔۔۔۔۔ہارون نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے چلا گیا۔۔۔۔۔پیچھے پیچھے رابیل بھی پاکٹ میں سیل گھساتی اس سے باتیں کرتی ہوئی چلی گئی

۔۔۔۔۔

ڈاکٹر رابیل تمہاری تو میں کسی دن چٹنی بنا کر چیل کوؤں کو کھلا دوں گئی شرم نہیں آتی شادی شدہ مرد پر نظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔۔۔

۔زلے مٹھیاں بھینچ کر غصے سے اونچا اونچا بڑبڑائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹا اب تم تو اپنے الٹے دن گننا شروع کر دو رابیل کی بچی۔۔۔۔۔زلے نے دانت پیستے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔"

ہارون سینے پر ہاتھ باندھ کر مسکرایا وہ اپنا استتھو سکوپ لینے آیا تھا جو بینچ پر ہی بھول گیا تھا وہ۔۔۔۔۔زلے کے نادر خیالات اسے قہقہ لگانے پر مجبور کر رہے تھے جو وہ مشکل سے کنٹرول کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔ہارون مسکراتی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

---

اذمار کو دو دن ہو گئے تھے ہسپٹل میں ان دو دنوں میں سب سٹاف کی ناک میں دم کر کے رکھا تھا اس نے۔۔۔وہ میڈیسن تو لینا دور کسی نرس اور ڈاکٹر کو اپنے کمرے میں برداشت تک نہیں کرتا تھا۔۔۔۔سوائے زلے اور ہارون کے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سخت تنگ تھا یہاں کے ماحول سے لیکن ہارون تھا کہ اسے زبردستی اسے ہسپٹل میں روکے ہوئے تھا۔۔۔۔

شام کے پانچ بجے کا ٹائم تھا زلے اور ہارون پریشن ٹھیٹر میں تھے۔۔۔۔اس نے ناک چڑھا کر ہسپٹل کے صاف ستھرے کمرے کو دیکھا پھر بیزار سا منہ بناتا ہوا وہ بیڈ سے کھڑا ہوا۔۔۔تھا

دیکھیے قدموں سے چلتا وہ باہر آ گیا تھا سارے سٹاف نے اسے حیرانی سے دیکھا وہ بنا کسی کو دیکھے ناک چڑھائے سامنے دیکھتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

وہ روڈ پر آگیا تھا ہسپٹل کے محصوص لباس میں پاوں میں قینچی چپل پہنے مغرور چال چلتا وہ کئی لوگوں کی توجہ کا مرکز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوپن ریسٹورینٹ میں بیٹھا ہوا تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔سوچ کا مرکز صرف ملک منصور تھا۔۔۔۔۔۔

وہاں سے اٹھ کر وہ سیدھا ذروہ کے گھر آیا تھا۔۔۔۔۔

مما آج کھانا میں بناوں رات کا۔۔۔۔زری نے کھانا بناتی ہوئی نادیہ کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔۔

اچھا میری بیٹی نے آج تک کوئی ڈش بنائی ہے جو وہ کھانا بنائے گئی۔۔۔۔۔۔۔....نادیہ نے اسکی طرف پلٹ کر پیار سے پوچھا۔۔۔

مما اگر آپ کی بیٹی نے کھانا نہیں بنایا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے بنانا بھی نہیں آتا___زری نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا تو میری سگھڑ بیٹی کیا بنائے گئی آج۔۔۔

مما میں شامی کباب بناوں گئی۔۔۔۔ایک یہی چیز تھی جو اذمار شوق سے کھاتا تو وہ بس اسی سے شروعات کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔آپ باہر جائیں میں بنا لوں گئی۔۔۔

اچھا تو تم بناو میں تمہارے چاچو کی طرف ادریس کے ساتھ چلی جاتی ہوں بھابھی کی طبعیت نہیں ٹھیک ادریس چلنے کے لیے کہہ رہے تھے میں نے کہا پہلے کھانا بنا لوں پھر چلے گئے لیکن اب تم بنا ہی رہی ہو تو ہم ابھی چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

نادیہ نے تفصیل سے اسے بتاتے ہوئے کچن سے باہر چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے فریزر سے گوشت کا پیکٹ نکال کر اسے دھویا ذروہ اپنے کام میں بزی تھی جب باہر والے دروازے کی بیل بجی۔۔۔۔۔ اس ٹائم کون آگیا ہے۔۔۔۔۔۔

ذروہ خود سے بڑبراتی ہوئی لاونج میں آئی اس نے ڈور کھلا تھا جہاں وہ سپاٹ تاثرات سے کھڑا اسے چونکا گیا تھا۔۔۔۔۔

آپ یہاں ___ زروہ نے اسے دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔۔۔۔

ہمم وہ کہتا ہوا اندر گھس آیا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو ہسپٹل کے یونیفارم میں تھا ۔۔۔۔۔۔لاپرواہی سے چلتا وہ لاونج میں بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

آپ کیوں آ گئے ہیں دادی گھر پر ہیں۔۔۔۔۔

ذروہ نے دادی کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

آئی ڈونٹ کیئر مائے ہارٹ۔۔۔۔

سب سے ملنے ہی تو آیا ہوں میں۔۔۔۔سپاٹ سے انداز میں کہتا وہ اسے چونکا گیا تھا۔۔۔

کیوں ملنے آئے ہیں !

ذروہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے الجھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

یونہی ! انہیں وارن کرنے کہ خبردار جو میری بیوی سے کسی نے کام کروایا ہو تو۔۔۔۔

اذمار کے چہرے کے تاثرات سنجیدی تھے وہ اس کے ہاتھوں میں مصالحہ لگا دیکھتا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ پہلے تو حیران ہوئی پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی !

یہ کام میں اپنی مرضی سے کر رہی ہوں کسی نے فورس نہیں کیا مجھے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے لڑکے ! تمہیں تو گولی لگی تھی نا یہاں کیسے آگئے ہاں !

فرزانہ بیگم نے ناک پر انگلی رکھ کر حیرانی سے اسے سے پوچھا۔۔۔۔۔"

بس دادی آپ کی دعا سے ٹھیک ہو گیا ہوں آپ بس اسی طرح میرے لیے دعا کرتی رہا کریں ۔۔۔۔۔۔اذمار نے سرد نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

فرزانہ نے منہ بنا کر سر جھٹکا۔۔۔۔۔

تو یہاں کس سے ملنے آئے ہو نادیہ تو گھر پر نہیں ہے۔۔۔۔

فرزانہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تنک کر اس سے پوچھا۔۔۔

تو ڈیئر دادی ان سے ملنے نہیں آیا میں۔۔۔۔۔وہ کہہ کر چپ ہوا پھر زری کے پریشان چہرے کو دیکھ کر پہلی بار مسکرایا تھا جس پر ذروہ سو بار قربان ہوئی تھیں اس کی ہلکی سی مسکان پر۔۔۔۔

لیکن دوسرے ہی پل وہ ساکت ہوئی تھیں اس کی اگلی بات پر۔۔۔

ڈیئر دادی میں یہاں اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں نا کہ کسی اور سے۔۔۔۔۔اس کے مسکراتے لہجے پر دادی سمیت ادریس صاحب بھی ساکت ہوئے تھے وہ دونوں راستے سے ہی گھر لوٹ آئے تھے کیونکہ ادریس صاحب وائلٹ گھر پر ہی بھول گئے تھے وہی لینے آئے تھے وہ۔۔۔۔

ذروہ کے چہرے پر تاریک سا سایا لہرایا تھا دادی کی خشمگیں نظروں پر۔۔۔۔جبکہ وہ ہلکی سی مسکان سے ناک چڑھائے سب کو لاپرواہی سے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

یہ کیا بکواس ہے !یہاں کونسی بیوی ہے تمہاری جو تم اسے ملنے آئے ہو۔۔۔۔ادریس صاحب نے غصے سے اسکے چہرے کو دیکھتے درشتگی سے پوچھا۔۔۔

ذروہ اور نادیہ کے چہرے پر سراسیمگی چھا گئی تھی اذمار کے مسکراتے ہونٹ دیکھ کر۔۔

تو ابھی ملوا دیتا ہوں !

میٹ مائے وائف ذروہ عدیل۔۔۔۔۔اذمار نے اس بار سنجیدگی سے انہیں جواب دے کر زری کو دیکھا جو مصالحہ لگے ہاتھ ہونٹوں پر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

بکواس بند کرو میری بیٹی ایسا کوئی کام نہیں کر سکتی سمجھے تم سو یہ جھوٹ بولنا بند کرو۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب کے پر یقین لہجے پر ذروہ کے آنسو گرنے لگے تھے۔۔۔۔

جبکہ فرزانہ بیگم اپنا سارا منہ کھولے زری کو صدمے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔نادیہ نے گہرا سانس لے کر اذمار کو دیکھا جو اب کہہ رہا تھا۔۔۔۔

آپ کی بیٹی میں کوئی شک نہیں کہ وہ دنیا کی بیسٹ بیٹی ہے لیکن مرضی اس خدا کی چلتی ہے انسان کی نہیں ہمارا نکاح ہو چکا ہے سو میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں ڈیٹس اٹ۔۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے کہہ کر ذروہ کو دیکھا جو روتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ کیوں رو رہی ہیں اس میں آپ کا کیا قصور تھا !رونا تو آپ کو رولانے والوں کو ہو گا۔۔۔۔۔۔اذمار کے سرد لہجے پر فرزانہ نے تلملا کر اسے دیکھا جو لگ ہی نہیں رہا تھا کہ دو دن پہلے اسے دو گولیاں لگی تھیں نڈر اور سرد نظروں سے سب کو دیکھتا وہ ان کو ٹھٹھکا رہا تھا۔۔۔۔

ہائے ہائے نادیہ یہ تربیت کی ہے تو نے اپنی بیٹی کی !ارے ہمارے خاندان کی لڑکیاں تو پرائے مردوں سے بات تک نہیں کرتی اور تمہاری عام یہ سی شکل والی بیٹی نے تو نکاح ہی کر لیا اللہ اللہ یہ کیا زمانہ آگیا ہے۔۔۔۔۔

فرزانہ نے اپنے گال پیٹتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

آففففف کتنے ڈرامے کرتی ہیں دادی آپ۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔اور خبردار جو میری بیوی پر کسی نے الزام لگایا ہو تو اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں ہے یہ نکاح میں نے زبردستی ان سے گن پوائنٹ پر کیا تھا۔۔۔۔۔۔اذمار کی بے لچک آواز ادریس صاحب سمیت سب کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔۔۔ذروہ نے دھندلائی نظروں سے اسے دیکھا جو ادریس صاحب اور فرزانہ بیگم کو سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نادیہ نے آنسو صاف کیے کہ یہ انسان انکی بیٹی کے لیے بیسٹ تھا۔۔۔۔

فرزانہ نے منہ پر ہاتھ رکھا اور سینا کوبی کرنی شروع کر دی۔۔۔۔۔ہائے اللہ یہ لڑکا ہمارے گھر کی بچی سے گن پوائنٹ پر نکاح کر گیا اور ہمیں کچھ پتا نہیں لگا وے ادریس کر فون اس کے گھر والوں کو ۔۔۔۔فرزانہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے واویلا کرتے ہوئے ادریس صاحب کو ہدایت دی

۔۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کے باپ کا نمبر ملاتا ہعا ٹھوڑا دور کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے کندھے اچکائے جیسے وہ اس سب کے لیے پہلے سے ہی تیار ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور توں میسنی ہمیں بتا نہیں سکتی تھی خوب دھوکا دیا تونے اپنے والدین کو۔۔۔۔۔فرزانہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے افسوس سے کہا۔۔۔۔۔۔

امس جی پلیز بس کر دیں میری بیٹی کو کوسنا میں اب ایک لفظ نہیں سنوں گئی اپنی بیٹی کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔نادیہ اذمار سے پہلے بول پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔زری نے روتے ہوئے نادیہ کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔۔۔

اذمار نے سرد نظروں سے فرزانہ کو دیکھا وہ چاہ کر بھی فرزانہ سے بدتمیزی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ سب اسکے پیر شاہ جی کو پسند نہیں تھا ورنہ اب تک وہ زمین کے اندر گاڑ دیتا ذروہ کو برا بھلا کہنے والے کو ! وہ بہت مشکل سے خود کو کنٹرول کیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے اسے دیکھا جو شکوہ کرتی نظروں سے اسے دیکھ کر منہ پیچھے موڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سخت پریشان تھی آنے والی درپیش سچویشن کو لے کر۔۔۔۔۔۔۔!اذمار کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں ذروہ کے خود کو اگنور کیے جانے پر کرنا۔۔۔۔*

*

افففف یہ کیا ہے۔۔۔۔ڈاکٹر رابیل نے چائے کا کپ نیچے پٹختے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔پردے کے پیچھے چھپی زلے نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا پیو نا مرچی والی چائے رابیل کی بچی۔۔۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

افف منہ جل گیا میرا افف !رابیل نے پانی کے گلاس پر گلاس پیتے ہوئے ہانپ کر کہا۔۔۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر رابیل۔۔۔۔۔زلے نے ایسے شو کیا جیسے وہ ابھی کمرے میں آئی ہو۔۔۔۔

اس کینٹین والے کے بچے نے شوگر کی بجائے چائے میں سرخ مرچیں ڈال دیں ہیں۔۔۔۔۔۔رابیل نے منہ سے گہری سانسیں نکالتے ہوئے زلے کو جواب دیا۔۔۔۔

ارے یہ کیا ااا تم فکر مت کرو میں پوچھتی ہوں اس سے کہ بھلا ڈاکٹر رابیل سے تمہاری کیا دشمنی تھی جو تم نے اسے مرچی والی چائے پلا دی۔۔۔۔زلے نے سر ہلاتے ہوئے مصنوعی افسوس سے کہا۔۔۔۔۔۔

تم ریلکس کرو میں پوچھتی ہوں اس سے اور تمہارے لیے میٹھی شہد والی چائے بنوا کر بھیجتی ہوں ڈونٹ وری۔۔۔۔۔۔۔زلے منہ بنا کر کہتی ہوں پلٹ کر ہنسی۔۔۔۔

لیکن باہر آکر اسے رکنا پڑا۔۔۔۔کیونکہ سامنے ہی ہارون سینے پر ہاتھ باندھے اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ ڈاکٹر رابیل سے مجھے کچھ کام تھا تو اس لیے ان سے وہ کام کہنے آئی تھی لیکن وہ تو سو رہی ہیں یونو تھک گئی ہوں گئی تو میں نے انہیں ڈسٹرب نہیں کیا تم بھی مت کرنا مجھے بتا دو جو کام ہے تمہیں اس سے میں اسے بتا دوں گئی بعد میں اب کسی کو نیند سے جگانا اچھی ہیبٹ تھوڑی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے رابیل کے کمرے میں جانے سے روکنے کے لیے اچھی خاصی تقریر کر دی تھی۔۔۔۔۔۔

او اچھا اچھا !ویسے ڈاکٹر زلے کب سے لوگوں کا اتنا خیال رکھنے لگی ہے۔۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا۔۔۔۔۔۔

کیوں میں کیا انسان نہیں ہوں مجھ میں بھی ایک احساس دل موجود ہے جو لوگوں کی پرواہ کرتا ہے۔۔۔۔۔زلے نے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔۔۔

ہارون کا دل دھڑکا تھا اس کے ناک سکوڑنے پر۔۔۔۔۔۔

زلے تم تو میرے لیے شہد جیسی چائے لینے گئی تھی نا لیکن تم تو ابھی یہی ہو۔۔۔۔۔۔رابیل نے کمرے سے باہر آتے ہوئے سرخ ہوتے ہونٹوں سے اس سے پوچھا۔۔۔

زلے بوکھلا کر اس کی طرف موڑی۔۔۔۔زلے مصنوعی سا مسکرائی پھر ہارون کو دیکھا جو اسے سنجیدگی سے دیکھتا اپنی مونچھیں سنوار رہا تھا زلے کا دل جل کر کوئلہ ہوا۔۔۔۔۔۔

لیکن زلے تو کچھ !

ہاں میں کہہ رہی تھی میں رابیل کے لیے شہد جیسی چائے لانے جارہی ہوں لیکن ہارون نے مجھے یہی روک کے کچھ کیس ڈسکس کرنا شروع کر دیا ہے میں جا ہی رہی تھی۔۔۔۔۔۔

زلے تیز تیز بولتی دونوں کو حیران کر گئی۔۔۔۔

چلیں ڈاکٹر ہاروں۔۔۔۔زلے نے ہارون سے کہا۔۔

لیکن چائے تو تم لینے جارہی تھی ہارون تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔۔رابیل نے ہاتھوں سے ہوا لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

وہ ہارون کو بھی چائے پینی تھی۔۔۔۔زلے نے ہارون کو دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی ساتھ ساتھ اسے بھی کھینچ رہی تھی جو مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا ہاں البتہ چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہی تھے۔۔۔۔۔۔۔"

---

کیا تکلیف ہے تمہیں کیوں میرے ہی پیچھے پڑے ہو اس کالج میں اتنی لڑکیاں ہیں جاو کسی اور کا پلہ پکڑو لیکن برائے مہربانی میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے یہ تمہاری لنگور سی شکل سخت بری لگتی ہے سیریسلی ! نوال نے کب سے اپنا پیچھا کرتے معیز سے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہاں لڑکیاں تو بہت ہیں یہاں لیکن وہ میری لنگور سی شکل کے ساتھ سوٹ نہیں کریں گئی مائے لو میرے ساتھ تو کوئی لنگور سی شکل والی ہی ہونی چاہئیے نا۔۔۔۔۔۔معیز نے ٹھوڑی کو سہلاتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔"

افففف کیا تم نے مجھے لنگور سی شکل والا کہا۔۔۔۔۔اپنا منہ دیکھو سوئی ہوئی شکل والے میں تو خوبصورت ترین ہوں تم کیا ہوں چھچھوندر کہی کے شرم نہیں آتی کسی لڑکی کو لنگور بولتے ہوئے ۔۔۔۔۔۔نوال نے صدمے سے نکلتے ہوئے سخت تیش سے پوچھا۔۔۔۔۔

تو تم نے بھی تو مجھے لنگور سوئی شکل والا بولا تو میں چپ رہوں گا ہرگز نہیں میں تمہیں ایک کی چار سناوں گا آ محبت کی ہے کوئی جان کا سودہ تھوڑے نا کیا ہے چھچھوندری کہی کی۔۔۔۔۔۔۔معیز نے کمر پر ہاتھ رکھ کر حساب برابر کیا۔۔۔۔

افف تم پاگل ہو بدید انسان۔۔۔۔۔نوال نے منہ بناتے ہوئے غصے سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں اور عنقریب بہت جلد تمہیں پورا پاگل کردوں گا ویسے آدھی پاگل تو تم پہلے ہی ہو۔۔۔۔انگھوٹھے سے ناک کو چھوتے ہوئے ریلکس انداز میں اسے تپانے کی اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

۔۔۔۔۔۔

تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے __نوال تنک کر کہتی ہوئی جلدی سے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

تو تم سے بات کرنے میں کونسا فائدہ ہے وہ تو میں تم پر ترس کھا کے کر کے کر لیتا ہوں۔۔۔۔اس نے پیچھے پیچھے آتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔جس پر نوال صبر کے گھونٹ بڑھ کر رہ گئی کہ اس انسان سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔۔۔۔۔۔*

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس نکاح کا۔۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب کی سرد آواز پر وہ انکی طرف پلٹا تھا۔۔۔۔

پھر بھر پور انداز میں مسکرایا۔۔۔۔سوری ڈیڈ وہ نکاح کے پیپرز تو مجھ سے گھم ہو گئے ہیں ۔۔۔۔۔۔اذمار کی بات پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

یہ کیا پاگل پن ہے چلو گھر اب وہاں جا کر ہی تم سے بات ہو گئی۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے غصہ ضبط کرتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔۔

نو ڈیڈ ایک قدم بھی یہاں سے نہیں ہلوں گا جب تک میری بیوی میرے ساتھ نہیں جائے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بے لچک اور اٹل لہجے پر وہاں سب کو حیرت کے ساتھ ساتھ غصے سے بھی دوچار کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔"

میں تمہارے ساتھ اپنی بیٹی نہیں بھیجوں گا۔۔۔۔۔کیا کر لو گئے تم۔۔۔۔۔

ادریس صاحب نے انتہائی غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔"

کچھ نہیں کروں گا لیکن یہ طے ہے میں اپنی بیوی کو اب ایک منٹ بھی اپنی نظروں سے دور نہیں کروں گا ساتھ لے کر جاوں گا ڈیٹس اٹ۔۔۔۔۔اس نے ادریس صاحب کے قریب آتے ہوئے ڈیٹھ پن سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ضدی لہجے پر سب کو سانپ سونگ گیا تھا۔۔۔۔

اذمار بیٹا گھر چلو وہاں چل کر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔احمد صاحب نے اسے بازو سے تھامتے ہوئے سمجھایا۔۔۔۔

چاچو ایسے تو نہیں جاوں گا ذروہ کو ساتھ لے کر جاوں گا یہ تو طے ہے ورنہ ایک انچ یہاں سے نہیں ہلوں گا۔۔۔۔۔اس نے ذروہ کو سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں جاتے یہاں سے ابھی پولیس کو فون کرتا ہوں۔۔۔۔۔ادریس صاحب نے موبائیل جیب سے نکالتے ہوئے اسے دھمکی دی کہ شاید وہ پولیس سے ڈر کر چلا جائے۔۔۔

اونہہ سسر صاحب جسے چاہے بلا لیں لیکن اذمار عدیل کو دنیا کی کوئی طاقت یہاں سے نہیں ہٹا سکتی جب تک وہ اپنی بیوی کو نا ساتھ لے جائے۔۔۔۔۔

چلو ذروہ میں نہیں چاہتا تم رو یا تمہیں کوئی برا بھلا کہے اس نے غصے سے ذروہ کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

نہیں ذروہ اور اب دور نہیں رکھ سکتا میں تمہیں خود سے اب اگر ہم دور ہوئے تو شاید ہی کبھی مل سکیں میری بات مانو ذروہ میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔۔۔اس کے دھیمے لہجے پر ذروہ کی آنکھیں برسات کی طرح برسیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔یہ لوگ مجھے نہیں جانے دیں گئے تمہارے ساتھ۔۔۔۔ذروہ نے ہچکی لیتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔۔

ذروہ میری طرف دیکھو اور بس چلو یہاں سے مائے ہارٹ ❤ ۔۔۔۔

اس کی ڈارک گرین آنکھوں میں ذروہ کے لیے بے انتہا عشق تھا جو وہاں کھڑے سب لوگوں کو نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

فرزانہ تو ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے سب کو بولتا ہوا دیکھتی افسوس سے سر ہی ہلا رہی تھی____ بھلا وہ کہاں یقین کرتی کی ایک کم شکل لڑکی کو اتنا خوبصورت شوہر مل گیا ہے وہ تو بے یقین سی تھی

۔۔۔۔۔لیکن وہ کیا جانے خدا کی قدرت جس نے جوڑے تو اوپر آسمانوں پر بنائے ہیں اس میں کسی انسان کا بس نہیں چل سکتا ! خدائی فیصلوں میں کسی انسان کی مرضی نہیں چل سکتی۔۔۔۔۔

میں جاوں گئی اذمار کے ساتھ ہمارا نکاح آج سے دو ماہ پہلے ہوا تھا اور وہ بھی ایک خادثاتی طور پر جس پر کوئی انسان بلیو نہیں کرئے گا لیکن یہ ایک خقیقت ہے شاید ہمارا ملنا ایسے ہی لکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کے نرم دھیمی آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا جو اب کہہ رہی تھی !

آج سے دو ماہ پہلے ہمارا چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے دھیمے سے بولتے ہوئے سب کو سچائی سے روشناس کروایا تھا وہ کہاں برداشت کر سکتی کہ کوئی اذمار پر الزام لگائے اس لیے اس نے سب کچھ بتا دیا جو ان کے ساتھ اس رات ہوا۔۔۔۔۔تھا

چاچو ذروہ ٹھیک کہہ رہی ہے یہی سچ ہے اذمار بتا چکا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔ہارون کی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ بلیک پینٹ پر ڈارک براون شرٹ پہنے کھڑا تھا اس نے جب سنا کہ اذمار ہسپٹل سے چلا گیا ہے وہ بھاگتا ہوا یہی آیا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ ذروہ کی طرف آیا ہو لیکن سچ میں وہ اسے وہی ملا ساتھ ان سب کو وہاں دیکھ کر سارا معاملہ بھی سمجھ گیا۔۔۔۔۔۔۔

جب تمہیں پتا تھا تو تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔۔۔احمد صاحب نے غصے سے اپنے بیٹے سے باز پرس کی۔۔۔۔۔

بس میں صیحح وقت کی تلاش میں تھا۔۔۔۔۔ہارون نے ذروہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ذروہ بھائی کہتی اس کے کندھے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

آففففف اذمار کو دیکھ کر ہارون نے سر پیٹ لیا تھا جس کی ڈارک آنکھیں لائٹ گرین ہو چکی تھیں ان میں سرد پن بھی واضع تھا__ ذروہ کو ہارون کے کندھے سے لگے دیکھ کر ،حلانکہ وہ جانتا تھا ہارون

اور ذروہ ایک دوسرے کو بھائی بہن مانتے ہیں لیکن وہ کیا کرتا اپنی پوزیسو نیچر کا وہ تو اس ہوا کا بھی دشمن تھا جو ذروہ کو ہلکا سا چھو کر گزرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

دیکھیں ادریس انکل ان کا نکاح ہو چکا ہے ہمیں ذروہ کو ساتھ لے جانے سے آپ نہیں روک سکتے ۔۔۔۔۔۔

لے جاو لیکن یہ لڑکی اب اس گھر میں مجھے کبھی نہیں دیکھنی چاہئے۔۔۔۔۔ادریس صاحب سپاٹ سے لہجے میں کہتے اندر جا چکے تھے۔۔۔۔پیچھے پیچھے فرزانہ بیگم بھی منہ بنائے سب کو گھورتی ہوئی اپنے بیٹے کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

ذروہ نے پریشانی سے نادیہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔مما بابا کیا کہہ گیے ہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے پریشانی سے نادیہ سے پوچھا۔۔۔۔

بیٹا جاو کچھ دن بعد ان کا غصہ کم ہوجائے گا تو منا لینا انہیں۔۔۔۔۔ویسے بھی میں اب اس منصور سے بہت ڈر گئی ہوں۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں کیا کر دے وہ۔۔۔۔جاو چلی جاو۔۔۔۔۔۔نادیہ نے اسکی الجھی بکھڑی لٹیں سنوارتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دی۔۔۔۔۔۔ذروہ ان کے سینے سے لگتے ہوئے اپنا کنٹرول کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔ جبکہ اسے روتے دیکھ کر اذمار نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔۔۔۔۔۔"

*

---

زلے نے گھور کر اس لڑکے کو دیکھا جو تھا تو پیشنٹ پر نظریں صرف زلے پر ہی تھیں۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔وہ لڑکا مسکرایا۔۔۔۔

یہ چھچھورے انسان کو یہی ہسپٹل ملا تھا کیا۔۔۔۔۔۔زلے نے فائل پر پینسل سے نشان لگاتے ہوئے غصے بڑبرائی۔۔۔۔

آپ ایک منٹ میری بات سنیں گئی۔۔۔۔۔۔اس لڑکے نے دھیمے سے التجا کی۔۔۔

نہیں اتنی فارغ نہیں ہوں میں کہ ہر کسی کی بات سنتی رہوں۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے رجسٹر بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

دیکھیں مجھے غلط انسان نا سمجھیں !

اس لڑکے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اچھا تو پھر کیا سمجھوں میں۔۔کب سے گھور گھور کر دیکھ رہے ہو ابھی تمہیں غلط نہیں تو نیک سمجھوں ہاں۔۔۔۔۔۔زلے نے ناک چڑھا کر پوچھا۔۔۔۔

لڑکے نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔مجھے آپ سے ایک کام ہے کیا آپ مجھے کچھ دنوں کے لیے اپنے گھر لے جا سکتی ہیں۔۔۔۔۔اس لڑکے نے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

کیوں تم میرے بھائی لگتے ہو یا ماموں کے پتر ہو جو میں تمہیں گھر لے جا کر تمہاری دعوت کرتی پھروں اب اگر بات کی نا تو کھینچ کر منہ پر جھانپر پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔۔۔۔۔!

دیکھیں مجھے غلط نا سمجھیں آپ سے تین چار سال تو چھوٹا ہی ہوں گا میں۔۔۔۔۔۔۔اس نے پھر منہ بسور کر کہا۔۔۔۔۔

تو پھر !

زلے نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

تو پھر آپ مجھے اپنے گھر لے جائیں دیکھیں میری جان کو خطر ہے اپنے چچا سے۔۔۔۔

اس نے آہستہ سے کہا۔۔۔

زلے نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا پھر پیر پٹختی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔پیچھے اس نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

کیا تھا اگر مان لیتی اس نے ہونٹ لٹکا کر کہا۔۔۔۔۔"

---

وہ لوگ

ذروہ کو ساتھ لے کر گھر ہی آئے تھے کہ ملک منصور آزاد تھا تو وہ لوگ رسک نہیں لے سکتے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے پریشانی سے مبین چچی کو دیکھا جو سخت غصے میں تھی۔۔۔'

مجھے یہ نکاح کسی صورت قبول نہیں۔۔۔۔۔مبین نے سخت غصے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ارم کا تو غصے سے برا حال تھا زینش کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا اور نا ہی نوال کو۔۔۔۔۔۔۔زینی کے آنکھیں سرخ ہو چکیں تھیں۔۔۔۔۔جبکہ ارم کی نظریں اس پر تھیں جو الجھے بکھڑے سے حلیے میں ذوالفقار کا بازو تھامے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ کے ماننے سے کیا ہوتا ہے مما میری بیوی ذروہ ہے اور ذروہ ہی رہے گئی میری زندگی کی آخری سانس تک۔۔۔۔۔۔۔اس نے غصے سے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔۔۔تھا"

جس پر ان دونوں بہنوں کا غصے کے مارے برا حال ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

---

اس کے مضبوط آواز پر مبین اور ارم کھول کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

مبین منہ بند رکھو اب جب اس نے کر ہی لیا ہے تو تمہارے ماننے نا ماننے سے کیا ہوتا ہے میری بھتیجی ہے ذروہ اس لیے میں چاہتا ہوں ہم پندرہ تاریخ کو اذمار اور ذروہ کی شادی کر دیں

۔۔۔۔۔۔۔۔عدیل کے بے لچک لہجے نے مبین سمیت ارم زینی کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھلا میری جگہ یہ زری لے جائے نو نیور۔۔۔۔۔۔۔۔

زینی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے روتے ہوئے بڑبڑائی وہ تو میرا تھا پھر اس زری کو کیسے مل گیا اس کے ساتھ صرف میں ہی جچتی ہوں پھر زری کیسے بن سکتی ہے میری جگہ دلہن نو نو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی کی آواز پر سب نے اسے چونک کر دیکھا جو دیوانوں سی حالت لیے چلائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔زری نے بے ساختہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھا کہ شاید وہ زینی کے ساتھ زیادتی کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارم نے غصے سے زری کو دیکھ کر زینی کو اپنے کندھے سے لگایا۔۔۔۔

زینی اپنا آپ چھڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں بھاگی تھی پیچھے پیچھے سب ہی بھاگے تھے کہ وہ ایک جذباتی لڑکی تھی اپنی انا میں وہ کچھ بھی کر سکتی تھی جس سے سب آگاہ تھے۔۔۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب زری کو خود سے الگ کرتے ہوئے زینی کے پیچھے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے دھندلائی ہوئی نظروں سے ذوالفقار صاحب کی پشت دیکھی۔۔۔۔پھر اپنے ہاتھ کو جو وہ اپنے کندھے سے ہٹاتے زینی کے پیچھے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ہونٹ بھینچ کر ذروہ کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر تیز قدموں سے اس کے گھٹنوں کے پاس اکڑو بیٹھا۔۔۔

ذروہ میں ہوں نا!

اس کی دھیمی پر شدت آواز پر اس نے اسے دیکھا۔۔۔۔

آنکھوں سے لگتار کئی آنسو گرے تھے وہ آنسو بے مول ہو کر فرش پر گرتے لیکن اذمار کی ہتھیلی نے انہیں بے مول ہونے سے بچا لیا تھا اس نے آگے ہتھیلی کی تھی جس سے آنسو اس کے چوڑی ہتھیلی پر گرے تھے۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کے آنسو میں روانی آئے تھی اپنے مسیحا کو دیکھ کر۔۔۔۔

بس ذروہ اب اور مت رونا آپ جانتی ہے نا مجھے آپکے آنسو سے کتنی تکلیف ہوتی ہے پھر بھی انہیں بہائی جارہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔

آپ کی ہر چیز میری امانت ہے آپکی آنکھیں بھی میری ہیں میں نہیں چاہتا میری آنکھوں سے ایک آنسو بھی گرے۔۔۔۔۔۔۔اذمار کے پر شدت لہجے پر ذروہ کے آنسو رکے تھے۔۔۔۔۔۔پھر اس نے جھک کر اس کے گھٹنوں پر اپنا سر رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔اذمار میں کیا کروں گئ۔۔۔۔۔۔ذروہ کی بھرائی آواز پر اس نے جھک کر اس کے سر پر ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔۔۔آپ کچھ بھی مت کرئے گا بس میرے سامنے رہئے گا۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے ہونٹ اس کے سر پر ہی رکھے گھمبیر تا لہجے میں کہا۔۔۔۔

کیا سب مجھے معاف کردیں گئے۔۔۔۔۔اس نے سر اٹھا کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اس نے لب بھینچے تھے اس کے ڈرے ہوئے لہجے پر۔۔۔۔۔

اونہہ آپ نے کیا کیا ہے جو معافی مانگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ذروہ لوگ اسے ہی روندتے ہیں جو روندنا چاہے اگر آپ نے اپنی زات کو چھوٹا بنا لیا تو لوگ اسے اور چھوٹا کر دیں گئے۔۔۔۔۔۔۔ذروہ پلیزز بہادر بنیے سر اٹھا کر بات کیا کریں اور اپنی زات کو فخر دیں تب ہی لوگ آپ کو جانے گئے ۔۔۔۔۔۔آپ کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اس گھر میں میں ہوں زلے آپی ہیں اور آپکے

ہارون بھائی بھی تو ہیں۔۔۔۔۔کتنے لوگ آپ سے پیار کرتے ہیں پھر یہ ڈر کیسا زری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی دھیمی پر حدت آواز پر وہ اسے دیکھتی گئی۔۔۔۔۔۔بنا پلکیں جھپکے پہلی بار اس نے اسے زری کہا تھا جو ذروہ کے کانوں میں میٹھا سا رس گھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔*

*

ہارون ان کو گھر روانہ کر کے خود ہسپٹل آگیا تھا کہ اسے ایک دو سرجریز کرنی تھی۔۔۔۔۔

وہ رکا تھا سامنے ڈاکٹر رابیل بالوں کو انگلیوں سے سلجھاتی ہوئی ڈاکٹر نوید سے کوئی بات کرتی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

ہارون نے لب بھینچے پھر تیز قدموں سے ان دونوں کے قریب آیا۔۔۔۔ڈاکٹر نوید آپ کو گپیں ہانکنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔۔۔۔۔ہارون کی سرد آواز پر وہ دونوں چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔تھے

ڈاکٹر ہارون ہم کیس ہی ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نوید کے جانے کے بعد زلے نے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔۔

اچھا تو کیس سے متعلق باتیں آپ دونوں ہنس ہنس کر کرتے ہیں ہارون کے جیلس لہجے پر وہ مسکرائی ! نہیں تو ہم دونوں تو کیس کے متعلق بات کر کے بعد میں ایک نیو سیریل کے بارے میں بات کر رہے تھے یونو بہت ہی زبراست ہے

زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

افففف زلے تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا ! ہارون نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہاں اور ساتھ میں میں تمہارا بھی کچھ نہیں ہونے دوں گئی۔۔۔۔۔زلے نے جل کر کہا۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو خدا ہی پوچھیں سڑو انسان۔۔۔۔زلے نے اسے سر جھٹکتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

ہارون نئے پیشنٹ کے روم میں آیا منہ بسور بیزار سامنہ بنائے کمرے کے چاروں طرف دیکھ رہا تھا وہ۔۔۔۔۔

زلے بھی پیچھے آئی کہ بتا سکے کہ یہ بدتمز لڑکا اسکی بیوی پر لائن مار رہا تھا۔۔۔۔

کیسے ہو اب روحان !

ہارون نے اسکی فائل پکڑتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

کیا یہ آپکی بیوی ہے۔۔۔۔روحان نے دور کھڑی زلے کو دیکھتے ہوئے اس سے منہ بسورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہارون نے پیچھے دیکھا جہاں وہ اس لڑکے کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

ہاں !

ہارون نے بھی آہستہ سے اسے جواب دیا۔۔۔۔

پھر تو آپ کی قسمت کچھ اتنی اچھی نہیں ہے۔۔۔۔

کیوں !

ہارون نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

افففف اتنی لمبی زبان ہے ان کی اوپر سے ناک پر دھرا غصہ ایسے تو گزار نہیں ہوگا نا آپ کا۔۔۔۔

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر ہارون نے مسکراہٹ دبائی. . .

تو کیا کرنا چاہیئے مجھے۔۔۔۔ہارون نے اس کا چیک اپ کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

آپ کو دن رات دو دو تھپڑ تو مارنے چاہئے انہیں۔۔۔اس سے آپ کو ہی فائدہ ہو گا وہ آپ سے ڈر کر رہیں گئی۔۔۔۔۔۔ہارون کے گھورنے پر اس نے جلدی سے وضاحت دی۔۔۔۔

زلے کب سے دیکھ رہی تھی انہیں کھسر پھسر کرتے ہوئے۔۔۔۔۔اب رہی نہیں سکی تو ان کے قریب آگئی۔۔۔۔۔ہارون اگر تم نے اس کا چیک اپ کرلیا ہو تو چلو۔۔۔۔زلے نے اسے گھورتے ہوئے ہارون سے کہا۔۔۔۔۔

ہارون نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔پھر روحان کو گڈ وشز دیتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔روحان نے گھور کر زلے کی پشت دیکھی۔۔۔۔۔ابھی تو اس نے اس کے شوہر کو بھڑکانا تھا اس کے خلاف افف اس نے منہ بنایا۔۔۔۔۔۔"

---

زینی نے اپنی کلائی کاٹنے کی کوشش کی لیکن بروقت ارم نے اس سے نائف چھین لی تھی۔۔۔۔

پاگل ہو گئی ہو تم کوئی ایسے کرتا ہے بھلا۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے غصے سے اس سے پوچھا۔۔۔۔باقی سب بھی دوڑتے ہوئے آگئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی مجھے نا سمجھائے اس نے مجھے دھوکا دیا ہے اور آپ لوگ اسی کی سائیڈ لے رہے ہیں میں مرجاوں گئی اگر وہ مجھے نا ملا تو۔۔۔۔۔۔زینی نے خالہ کا بازو جھنجھورتے ہوئے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

پاگل ہو گئی ہو تم __ ہوش سے کام لو۔۔۔عدیل صاحب نے غصے سے کہا۔۔۔۔

چاچو آپ بھول رہے ہیں آپ نے ہی میرا رشتہ اس سے طے کیا تھا۔۔۔۔۔آپ نے ہی مجھے اس کے حوالے سے خواب دیکھائے تھے۔۔۔زینش نے کافی بدتمیزی سے چلا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینش منہ بند رکھو۔۔۔۔ذوالفقار صاحب سے برداشت نہیں ہوا تھا اس کا عدیل کے آگے سے بولنا۔۔۔۔

آپ لوگ جائیں ہم زینش کو سمجھا دیتے ہیں۔۔۔۔۔مبین نے زینش کو اپنے کندھے سے لگاتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔

سب ہی پریشانی سے سر جھٹک کر باہر چلے گئے۔۔۔۔اب کمرے میں ارم اور مبین ہی تھیں

۔۔۔۔۔۔

زینش روتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔

خالہ آپ نے بھی کہا تھا کہ آپ مجھے اذمار کی دلہن بنائے گئی لیکن کیا ہوا اس وعدے کا آپ کا بیٹا تو اس زری کی بچی کو لے آیا ہے۔۔۔۔۔۔۔زینش نے ہتھیلی سے آنسو صاف کرتے ہوئے مبین سے پوچھا۔۔۔۔۔

بیٹا تم رونا بند کرو میں ہوں نا تمہاری خالہ میرے اذمار کی دلہن تو تم ہی بنو گئی وہ کم شکل کب تک اس کے ساتھ چل پائے گئی تم بس صبر سے کام لو۔۔۔۔۔۔ارے مجھے تو وہ ویسے ہی نہیں بھاتی دونوں بہنیں بہو بنانا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔۔مبین نے اس کے سر د ہاتھ تھامتے ہوئے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔ارم گہرا سانس لیتی سامنے پڑے صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔۔وہ تو زلے کو نکالنے کے چکر میں تھی یہاں تو دوسری بہن بھی آگئی تھی پریشان ہونا تو بنتا تھا دونوں بہنوں کا !

---

ذروہ تم زلیخہ کے کمرے میں جاو۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے ہال میں آتے ہوئے ذروہ سے کہا جو بے چینی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔۔۔۔جی اچھا۔۔۔ذروہ نظریں جھکا کر کہتی صوفے سے اٹھی ___

ایک منٹ ڈیڈ !ذروہ زلے آپی کے کمرے میں کیوں جائے گئی وہ ہم دونوں کے کمرے یعنی کہ میرے کمرے میں جائے گئی۔۔۔۔۔

اذمار جو کچن سے اس کے لیے پانی لے کر آ رہا تھا عدیل صاحب کی بات پر اس نے سرد سے لہجے میں کہا۔۔۔۔"

تم دونوں کا نکاح دوبارہ کروائیں گئے تبھی تم دونوں ایک کمرے میں رہو گئے۔۔۔۔۔۔۔دادی نے چشمہ اتارتے ہوئے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھا جو کچھ کہنے ہی لگا تھا اس کی نظروں کی التجا وہ سمجھ چکا تھا۔۔۔۔لب بھینچتے ہوئے اس نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جس پر ذروہ انتہائی شرمندہ ہوئی تھی سب کی نظروں سے۔۔۔۔۔

میں خود پی لوں گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اذمار نے تاسف سے اسے دیکھا جو ایک ہی گھونٹ میں پانی ختم کرتی بھاگنے سے انداز میں اوپر بھاگی تھی۔۔۔۔

عدیل صاحب نے اسے دیکھا جس کی بلیو شرٹ پر خون کے ننھے ننھے دھبے تھے ۔۔۔۔ذوالفقار سے اپنی بینڈیج کروا لو ڈیٹھ انسان ہسپٹل تو تم جاو گئے نہیں۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب سر نفی میں ہلاتے ہوئے اس افسوس سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

میں خود کر لوں گا۔۔۔ناک چڑہا کر کہتا وہ تیز تیز قدموں سے اوپر گیا تھا۔۔۔۔۔"

---

زلے نے اسے دیکھا جو کھانا کھانے سے انکاری تھی۔۔۔۔۔

ذروہ میری بات نہیں مانوں گئی تو میں پاپا کو بلا لاوں گئی۔۔۔۔۔۔تمہارے لیے ہسپٹل سے آ کر چیز سینڈوچ بنائے لیکن تم پھر بھی نہیں کھا رہی میں تو ویسے بھی تم سے ناراض ہوں اتنی بڑی بات تم نے مجھ سے چھپائی ناراض تو مجھے ہونا چاہئیے۔۔۔۔۔۔۔زلے نے ناک سکوڑ کر مصنوعی ناراضگی دیکھانی چاہی۔۔۔۔۔

آپی پلیزز آپ مجھ سے کبھی مت ناراض ہونا میں بس ڈرتی تھی۔۔۔۔۔اس نے زبردستی زلے کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

اف زری مزاق کر رہی تھی چلو شاباش منہ کھولو۔۔۔۔

آپی دل نہیں کر رہا آپ یہاں رکھ دیں جب مجھے بھوک لگے گئی تو پکا کھا لوں گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا میں کافی بنانے جارہی ہوں پیو گئی۔۔۔

زلے نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

نہیں سوں گئی آپی سر درد ہے سوں گئی تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔اس نے کمفرٹر خود پر اوڑھتے ہوئے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں پین کلر لے کر آتی ہوں ہارون سے۔۔۔۔۔

زلے کہتی ہوئی کمرے سے چلی گئی پیچھے وہ پریشانی سے لب بھینچتی ہوئی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

*

---

افف شرٹ کیوں اتاری ہوئی ہے تم نے۔۔۔۔۔۔۔

زلے جو بنا نوک کیے اس کے کمرے میں گھس آئی تھی اسے بنا شرٹ کے مرر کے آگے کھڑا دیکھ کر اس نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

تو ڈاکٹر زلیخہ نوک کرنا تھا ایسے کسی کے کمرے میں آنا بیڈ مینرز ہیں۔۔۔ہارون نے بالوں میں کنگا کرتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔

مجھے کیا پتا تھا تم شرٹ لیس ہو گئے۔۔۔۔۔زلے نے اسے بروان کلر کی شرٹ دیتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔۔"

ہارون نے سر دائیں بائیں ہلاتے ہوئے شرٹ اس کے ہاتھ سے لے کر پہنی۔۔۔

اب بولو کیا کام آگیا تھا آپ کو ڈاکٹر ہارون سے۔۔۔۔ہارون نے اسے دیکھتے ہوئے آئی بروز اچکا کر پوچھا۔۔۔

ہاں وہ تمہارے پاس ہوتیں ہیں نا سر درد کی پین کلر تو وہ دے دو۔۔۔۔۔۔زلے نے ماتھا مسلتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

اچھا مجھے لگا خود کے لیے مانگ رہی ہو۔۔۔۔کیونکہ سر تو تم نے پکڑ ہوا ہے۔۔۔۔۔اس نے لب دبا کر کہا_____

بس ذروہ کی ٹینشن ہے۔۔۔۔بہت سٹریس لیتی ہے وہ میں چاہتی وہ اپنی عمروں کی لڑکیوں کی طرح رہے ہنسے کھلکھلائے برائٹ کلرز پہنے فرمائشیں کرے۔۔۔۔۔بہت چپ سی رہتی ہے خود گھل گھل کر آدھی ہو جائے گئی لیکن کسی کو بتائے گئی نہیں اپنی پریشانی۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

زلے پلیزز تم اگر اس طرح کرو گئی تو وہ پھر کیسے سٹرونگ ہو گئی ہمم اس نے اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے سنجیدگی سے سنجھایا۔۔۔۔۔

ہاں بس تم ٹھیک کہہ رہے۔۔۔۔زلے نے آنکھوں سے نمی چنتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔۔۔۔۔

ہارون نے دھوپ چھاوں سی لڑکی کو پیار سے دیکھا پھر جھک کر اس کا ماتھا چوما۔۔۔

زلے نے حیرت سے اسے دیکھا جو مسکرایا تھا۔۔۔۔بس یار دل کر رہا تھا۔۔۔۔۔ہارون نے بوسے کی وضاحت دی۔۔۔۔

آئندہ ایسی حرکت کی نا تو پھر میں تمہیں جہنم پہنچا کر دم لوں گئی۔۔۔۔۔زلے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں اسے دھمکی دی۔۔۔۔۔۔جواباً وہ ہنسا تھا۔۔۔۔۔

رکو یار میڈیسن تو لیتی جاو۔۔۔اسے پلٹتے دیکھ کر اس نے پیچھے سے کہا۔۔۔۔

زلے ناک سکوڑ کر رکی۔۔۔۔

اس نے کبڈ سے فرسٹ ایڈ بوکس نکالا کر اسے میڈیسن دی۔۔۔۔۔زلے نے پین کلر پکڑ کر اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی۔۔۔۔۔

افففف لڑکی کبھی تو ادھار پیچھے رہنے دیا کرو۔۔۔۔۔ہارون نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔۔۔جواباً وہ اسے گھورتی ہوئی پلٹ گئی۔۔۔۔۔۔"

''' '''

زری نے زلے کو دیکھا جو نیند کی وادی میں بری طرح گھم تھی___*

ذروہ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔کچھ دیر اسی طرح بیٹھی اس کے حسین سے چہرے کو دیکھتی رہی پھر مسکرا کر جھکی اور اسکی گال پر ہونٹ رکھتی بیڈ سے نیچے اتری۔۔۔۔۔

وہ دھیمے دھیمے قدموں سے چلتی نیچے ہال میں آئی جہاں گھپ اندھیرا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر تو کھڑی رہی پھر وہاں سے گلاس ڈور کھولتی باہر گارڈن میں آئی۔۔۔۔۔چاند کی ہلکی نیلی روشنی چاروں طرف پھیلی بہت بھلی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پلاسٹک چیئر پر بیٹھی وہ سوئمنگ پول کے نیلے پانی کو دیکھتی وہ گہری سوچ میں گھم تھی جب اذمار اس کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔۔۔زری چونکی۔۔

کیوں یہاں بیٹھی ہیں وہ بھی اکیلے۔۔۔اذمار نے آہستہ سے پوچھا۔۔۔۔۔نیند نہیں آرہی تھی ۔۔۔اس نے بے بسی سے کہا۔۔۔

نیند کیوں نہیں آرہی تھی۔۔۔اس نے زری کی بکھڑی لٹوں کو ہاتھ سے کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے محبت سے پوچھا۔۔۔۔

پتا نہیں کیوں بس نہیں آرہی تھی نا نیند۔۔۔۔اس نے ہونٹ لٹکاتے ہوئے لاڈ سے کہا جس پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔

وہ زری کے قدموں میں بیٹھا اسے مسکراتا ہوا دیکھتا رہا۔۔۔۔

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔۔

اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

ہمممم

اس نے بس اتنا ہی کہا۔۔۔

کیا آپ پورے پانچ سال تک گھر سے غائب رہے تھے مثلاً کڈنیپ۔۔۔۔۔۔۔زری کے بات پر اس کی آنکھوں میں سرد پن اترا تھا۔۔۔۔۔۔

PRIME URDU NOVELS
ZuhaNovelsZone.com

تم کچھ کہہ کیوں نہیں رہے۔۔۔۔۔

اسے خاموش دیکھ کر زری نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

پانچ نہیں آٹھ سال۔۔۔۔۔وہ اتنا ہی کہہ کر چپ ہوا تھا۔۔۔

ذروہ نے پریشانی سے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔۔۔

کیا تمہیں بھوک لگی ہے۔۔۔اذمار نے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔۔

ذروہ نے اس کے سفید ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے بھی بھوک لگی ہے مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے کہہ کر اسے اٹھایا۔۔۔۔۔

وہ اسے کچن میں لایا اسے چیئر پر بٹھا تا۔۔۔۔۔۔وہ فریج کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔

میں کیک کھاوں گئی۔۔۔ذروہ نے فریج میں رکھا کیک دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔

اذمار نے سر ہلا کر کیک نکالا اس کا ایک پیس چھوٹی سے شیشے کی پلیٹ پر رکھتا وہ زری کے آگے رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اشتیاق سے ونیلا فلیور کو دیکھا پھر چمچ بھر کا منہ میں ڈالا۔۔۔

آپ بھی کھاو نا۔۔۔۔ذروہ نے چمچ اس کے ہونٹوں کے قریب کرتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں کہا

_____ اذمار نے منہ کھولا۔۔۔ذروہ نے اس کے منہ میں ڈالا۔۔۔۔اسے میٹھی چیزوں سے الرجی تھی۔۔۔۔لیکن وہ ذروہ کے ہاتھوں سے تو زہر بھی کھا سکتا تھا یہ تو پھر ایک کیک تھا۔۔۔

اچھا ہے نا۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بہتتتت !

اس نے ہلکی سے مسکان سے کہا۔۔۔۔۔گرین آنکھوں میں ذروہ کے لیے محبت کا سمندر تھا۔۔۔۔۔

تم آٹھ سال کہاں غائب رہے تھے۔۔۔۔ذروہ نے پھر پوچھا اس کے مسکراتے نقوش پھر سے سپاٹ ہو چکے تھے۔۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولا۔۔۔

کیا آپ کی عمر سچ میں اس وقت تین سال تھی۔۔۔۔۔

ذروہ نے کیک اسکے منہ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ یہ سب فضول باتیں آپ کو کس نے بتائی ہیں۔۔۔۔

اس نے سرد سے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

زلے آپی نے۔۔۔۔ذروہ نے کیک فنش کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔اذمار نے اسے پانی گلاس میں ڈال کر دیا۔۔۔۔

ںظریں اسکے خالی ناک پر تھیں۔۔۔۔۔۔جس کی چمکتی لونگ غائب تھی۔۔۔۔کانوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں تھیں سونے کی جو اس کی نانی کی نشانی تھیں۔۔۔۔۔

زلے آپی۔۔۔اذمار نے دانت پیسے تھے۔۔۔۔

---

وہ تیار ہو کر نیچے آرہی تھی ذروہ ابھی سو رہی تھی۔۔۔۔۔ابھی وہ تیسری سیڑی پر ہی تھی جب وہ اچانک سے اس کے سامنے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

زلے اسے دیکھ کر رکی پھر آئی بروز اچکا کر سامنے آنے کی وجہ پوچھی۔۔۔۔

اوپر آکر میری بات سنیں دو منٹ۔۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

زلے پہلے تو گھبرائی۔۔۔پھر نویں کو ناشتے کے لوازمات لگاتے دیکھ کر وہ شیر بنی۔۔۔۔

تم نے جو کہنا ہے یہی کہہ لو میں پہلے ہی لیٹ ہو چکی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے دانت پیسے۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے میرے ساتھ چلیں بہت ضروری بات کرنی ہے!

وہ دانت پیستے کہتا ہوا اس کی کلائی پکڑتا اسے اوپر لے کر آ گیا۔۔۔نوین مسکراتی رہ گئ کہ ضرور زلے نے اسکی کسی چیز سے چھیڑ چھائی کی ہو گئ وہ کہاں اپنی چیزوں کو کسی کو ہاتھ لگانے دیتا تھا جبکہ زلے باز نہیں آتی تھی اس تنگ کرنے سے۔۔۔۔۔

کیا پرابلم ہے تمہیں اپنی بھائی کی بیوی کو اس طرح کھینچتے ہوئے شرم تو نہیں آئی ہو گئی تمہیں بھلا لوگ کیا کہیں گئے۔۔۔۔۔

زلے نے منہ بناتے ہوئے ایکٹنگ کی اور اپنا بازو اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔۔۔۔۔

ذروہ کو کیوں بتایا میرے پاسٹ کے بارے میں۔۔۔۔۔۔اس نے لب بھینچتے ہوئے پوچھا۔۔

کب میں نے تو کسی کو نہیں بتایا میں کیا پاگل ہوں۔۔۔۔۔زلے نے پھر ایکٹنگ کی لیکن وہ ایکٹنگ کرتے وقت بھول جاتی تھی کہ اسکی ایکٹنگ دونوں بھائیوں کے آگے بلکل بھی نہیں چلتی تھی۔۔۔۔

آئندہ میرے بارے میں ذروہ سے کوئی بات کی تو میں آپ کے سارے سیکریٹ ہارون بھائی کو بتا دوں گا۔۔۔۔۔

اس کے سرد سے لہجے پر زلے نے اسے گھورا۔۔۔

بتا کر تو دیکھاو میں بھی ذروہ کو بتا دوں گئ کہ کالج کے دنوں میں اسے ایک لڑکی بہت اچھی لگتی تھی !

زلے نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا زرا روشنی ڈالیں گئ وہ کونسی لڑکی تھی۔۔۔۔اس نے سپاٹ سے انداز میں پوچھا۔

میں اور کون !زلے نے بال جھٹکتے ہوئے ایک ادا سے کہا__

اذمار نے سر جھٹکا اور بیزار سا منہ بنایا۔۔۔جیسے کہا ہو سیریسلی "

اچھا کب !

اس نے ناک چڑہا کر پوچھا۔۔

اچھا یہ نہیں کہتے تھے زلے آپی میں آپ کو یونی چھوڑ دوں ، زلے آپی آپ میکرونی کھائیں گئ، زلے آپی ہارر مووی دیکھیں گئ۔۔۔۔۔آس نے منہ بناتے ہوئے کہتے اسے یاد دلایا۔۔۔۔۔۔

افففف وہ میں آپ کو اپنی نئ نئ بھابھی کے رتبے پر رکھ کر کہتا تھا اور آپ کو بھابھی والا پروٹوکول دیتا تھا اس میں آپ کیسے کہہ سکتیں ہیں کہ آپ مجھے اچھی لگتی تھی ہمم

اس نے ناک چڑہا کر پوچھا۔۔۔

مجھے نہیں چاہیئے تمہارا اسپیشل پوٹوکول۔۔۔۔اس نے بھی ناک چڑہا کر کہا۔۔۔۔

اذمار نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا پھر اپنے بھائی کی قسمت پر ترس آیا کہ یہ لڑکی اسکی قسمت میں تھی۔۔۔۔سر کھپانے والی !

یہ گھورنا بند کرو ڈرتی نہیں کسی سے میں۔۔۔

اچھا میں اگر بھائی کو بتا دوں کہ انکے لندن جانے والے پیپرز آپ نے پھاڑ کر باہر گارڈن میں دبا دیئے تھے تو !

اس نے ہلکی سی مسکان سے پوچھا۔۔۔۔

زلے گھبرائی ،

اور یہ بھی بتا دوں کہ زلے آپی نے آپ کے پاسپورٹ پر چائے جان بوجھ کر گرائی تھی تو پھر۔۔۔۔

اس کے دھمکی والے لہجے پر پہلے تو وہ گھبرائی پھر مصنوعی ہنسی۔۔۔۔۔

ارے میرے پیارے چھوٹے بھائی میں کب ذروہ کو بتاتی ہوں اس نے تو جان بوجھ کر ضد لگا کر تمہارے بارے میں پوچھا تو بتا دیا میں نے۔۔۔ بھلا میں کیوں لب کھولوں گئی تمہارے خلاف ہاں ۔۔۔۔۔اس نے مصنوعی مسکان سے کہتے ہوئے اس کے بروان بال چھیڑے

اونہہ !

اس کے تنبیہی لہجے پر اس نے ناک سکوڑ کر اپنے مغرور بھائی کو دیکھا۔۔۔۔

ویسے یہ سب باتیں میں نے ہی تمہیں بتائیں تھیں۔۔۔۔۔۔زلے نے منہ بسورا۔۔۔

ہاں جی اگر اور میرے بارے میں ذروہ کو بتایا تو پھر میں یہ ہارون بھائی کو بتاوں گا سمپل میری پیاری زلی آپی۔۔۔۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے بھرے بھرے گال کھینچے

۔۔۔۔۔۔۔۔پھر اس کے کان کے پاس جھکا۔۔اور یہ بھی کہ میری زلی آپی ہارون بھائی سے عشق کرتی ہیں انہیں باہر نہیں جانے دینا چاہتی تھی اس لیے ان کے پیپرز اور پاسپورٹ تک غائب کر دیتیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسکراتے لہجے میں کہتا اسے ساکت چھوڑے وہ جا چکا تھا۔۔۔۔

افففف عشق والی باتیں تو میں نے اسے نہیں بتائی تھی یہ اسے کیسے پتا چلی۔۔۔۔۔۔۔زلے نے پیر پٹختے ہوئے منہ بنا کر خود سے کہا_____"""

_____

وہ ذروہ کے روم میں آیا تھا جو دن کے دس بجے تک سو رہی تھی۔۔۔۔پردے گرائے اندھیرا کیے وہ سو رہی تھی معصوم سا منہ بنائے ہونٹ نیم وا تھے ایک ہاتھ پیشانی پر تھا تو دوسرا سینے پر ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نیچے اکڑو سٹائل میں بیٹھا تھا اس کے بلکل قریب۔۔۔۔۔"۔وہ اسے تکتا گیا تھا لمبے کال بال شاید سلجھائے نہیں گئے تھے ہ سارے چوٹی سے باہر نکلے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دھیمے سے مسکرایا۔۔۔۔۔۔پھر دل کے کہنے پر وہ اس کے ناک پر جھکا اور لونگ والی خالی جگہ پر ہونٹ رکھے دھیمے سے۔۔۔۔۔۔۔جیسے ڈر ہو کہ اس کی نیند نا خراب ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کسمسائی وہ اس ک لمس اس کی خوشبو کیسے نا پہچانتی اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں پھر نیچے بیٹھے اذمار کو دیکھ کر جھٹ سے اٹھ کر بیٹھتی پھر اپنی بلیک چادر خود پر جلدی سے اوڑھ چکی تھی

وہ۔۔۔۔۔۔۔

آپ ؛

وہ اس کے چہرے کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

ہمم ؛

وہ کہتا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔۔۔۔۔۔

ذروہ یہ تمہاری لونگ اس نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے کرتے ہوئے دھیمے سے اسے مخاطب کیا

۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے اس کے ہاتھ پر پڑی چمکتی وائٹ نگ والی چھوٹی سی نتھلی دیکھی جو اپنا قیمت کا خود ہی پتا دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

یہ کیوں لے آئے آپ میں خرید لیتی نا خود آپ نے اتنے پیسے خرچ کر ڈالے۔۔۔۔اس نے پریشانی سے ہیرے کی لونگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اونہہہہ ذروہ چیزیں نہیں انسان قیمتی ہوتا ہے انسان ہے تو چیزیں ہیں ورنہ انکی کوئی ویلیو نہیں ہے آئی سمجھ میں __اور اگر میں تمہارے لیے دل بھی نکال کر رکھ دوں نا تو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں ہوگئی مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا۔۔۔

ذروہ کی آنکھیں دھندلائی تھیں اتنی محبت پر۔۔۔۔۔

خبردار ذروہ اگر ایک آنسو بھی باہر آیا تو۔۔۔۔آپ کے آنسو میرے لیے سب سے زیادہ قیمتی ہیں آپ اب روئیں گئی نہیں۔۔۔۔۔۔۔اس نے اس کا ستواں ناک کھینچتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔۔

ذروہ اب کے کھل کر مسکرائی۔۔۔۔۔۔اذمار کی گرین آنکھیں بھی مسکرائی تھی اسے ہنستے دیکھ کر

ذروہ آپ ایسے ہی رہا کریں مسکراتی ہوئی۔۔۔۔۔۔

اذمار نے اس کے سر پر ہونٹ رکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔۔

اب اٹھ جائیں اور نیچے فریش ہو کر آئیں میں تب تک آپ کے لیے تازہ ناشتہ بنواتا ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے آئی برو کو چومتا ہوا کہتا جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

ذتوہ اسی طرح بیٹھی مسکراتی ہوئی اس کے لمس کی گہرائیوں کو سوچتی ہوئی مسکراتی رہی۔۔۔۔۔پھر بے ساختہ اس کی دی ہوئی نتھلی پر ہونٹ رکھ چکی تھی وہ """

"_____"

زلے نے چائے پیتے ہوئے دونوں کو گھورا جو دور بیٹھے کسی فائل کو لے کر آپس میں سر جوڑے کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زلے میں اس سے زیادہ برداشت کا مادہ نہیں تھا۔۔۔

وہ چائے کا کپ اٹھاتی ان کے قریب آئی اور ایسے لڑکھرائی جیسے ٹھکر سے لڑکھڑائی ہو چائے کا ٹھنڈا کپ رابیل کے سر کا ستیاناس کر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ہ ہ

رابیل جلدی سے اٹھ کر چیخی تھی۔۔۔۔۔۔

زلے نے مصنوعی سارا منہ کھولا اور منہ پر ہاتھ رکھا لیا۔۔۔۔

افففف رابیل سوری یار میں لڑکھڑائی تو میرے ہاتھ سے چائے چھوٹ کر تم پر گر گئی افف یار کیا بتاوں مجھے کتنا برا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔زلے نے اس کے حالت کا جائزہ لیتے ہوئے مصنوعی بے چارگی سے کہا۔۔۔۔۔۔

یا اللہ زلے تم کوئی تو کام ڈھنگ کا کر لیا کرو آیم سپرائزڈ کی تمہیں کس نے ڈاکٹر بنا دیا ہے ڈسکسٹنگ ۔۔۔۔۔رابیل غصے سے سناتی ہوئی اسے گھور جر جلدی سے اپنے کیبن میں بھاگی۔۔۔۔۔

زلے نے ہارون کو دیکھ کر بے چارہ سا منہ بنایا۔۔۔

دیکھو نا میری بھلا کیا غلطی کونسا کوئی جان بوجھ کر گرتا ہے۔۔۔۔زلے نے منہ بسور کر ہارون سے کہا۔۔۔۔۔۔جو ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم ایسے کیوں دیکھ رہے ہو میں نے کونسا جان بوجھ کر گرائی ہے بھلا اس میں مجھ معصوم کی کیا غلطی اور ویسے بھی غلطی اسکی ہے وہ ہر وقت بال کھولے پھرتی رہتی ہے یہ اللہ کی طرف سے شاید سزا ہو کہ بی بی غیر محرموں سے پردہ کیا کرو۔۔۔میں تو بس ایک بہانہ بنی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی۔۔۔۔۔۔

زلے اللہ ہر بار لوگوں کو سزا دینے کے لیے تمہیں ہی کیوں وصیلہ بناتا ہے ہمم۔۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے آئی بروز اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔

زلے گھبرائی !

افففف چھوڑو نا یہ سب باتیں تم جانتے ہو ہمارے ہسپٹل میں ایک بہت پیارا سا ینگ ڈاکٹر آیا ہے ۔۔۔۔کیا پرسنلٹی ہے واوا۔۔۔۔

زلے نے ہاتھ ہلاتے ہوئے تعریف کی۔۔۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔۔۔۔

اب تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا نا کسی غیر مرد کی تعریف کرتے ہوئے ہاں۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

زلے نے تاسف سے اسے دیکھا__ تو میں اسے تھوڑے نا کہہ رہی ہوں اسے تو اللہ نے بنایا ہے تو میں اللہ کی تعریف کر رہی ہوں کی اللہ نے کیا حسن دیا ہے اسے واوا۔۔۔۔زلے نے مصنوعی واوا کیا !

افففف زلے کیا کروں میں۔۔۔۔سچ کہی رہی تھی رابیل کہ کس نے بنا دیا ہے تمہیں ڈاکٹر ! تمہیں تو شاعر ہونا چاہیئے تھا واوا کرنے والا۔۔۔۔۔۔

ہارون جل کر کہتا ہوا وہاں سے واک آوٹ ہو گیا۔۔۔۔۔تھا

جبکہ زلے نے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔۔۔۔

دیکھ لوں گئی میں تمہیں بھی اور اس رابیل کی بچی کو بھی۔۔۔۔میں اپنی قابلیت پر ڈاکٹر بنی ہوں نا کہ نقل سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔پھر چائے کا آرڈر دیا! سر درد لگا دیا ہے میرا ! ان سڑے ہوئے ڈاکٹرز نے۔۔۔۔۔۔وی جل کر خود سے بڑبرائی تھی _____

*_____

چچی میں بناوں چائے۔۔۔۔

اس نے ہچکچاتے ہوئے نوین سے پوچھا جو چائے کا سامان کیبنٹ سے باہر نکال رہی تھی۔۔۔۔

ارے میرے بچے میں بنا لوں گئء تمہاری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے تم آرام کرو میں چائے بھیجواتی دیتی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔نوین نے اسکے گال چھوتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔

چچی چائے بنانے میں کونسا گھنٹوں لگتے ہیں ،میں بناوں گئی آج سے چائے اور تو کچھ آتا نہیں مجھے لیکن چائے میں اچھی بناتی ہوں ایسا مما کہتیں ہیں۔۔۔۔۔اس نے ان کے ہاتھ سے دیگچی لیتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ماں کا زکر کرتی مسکرائی تھی وہ۔۔۔۔۔

جیتی رہو میری بچی !ٹھیک ہے بنا لو ہم باہر ہیں وہی بھیجوا دینا خود مت پکڑ کر لانا پہلے ہی طبعیت نہیں ٹھیک تمہاری۔۔۔۔۔وہ اسے فکر مندی سے ہدایت دیتی ہوئی چلی گئیں۔۔۔۔۔

زری نے مسکرا ان کی پشت دیکھی پھر چائے بنانے کی طرف توجہ دی۔۔۔۔۔

وہ چائے بنا کر کپس میں ڈال رہی تھی جب زینی آئی۔۔۔۔

اس کچن میں کام کرتی تم بلکل ایک کام والی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔

اس نے اس کی دراز چوٹی دیکھتے ہوئے تمسخر سے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے حیرانی سے اسے دیکھا پھر سر جھٹکا۔۔۔۔کام والیاں بھی انسان ہی ہوتیں ہیں زینی !

ذروہ نے سپاٹ سے لہجے میں اسے جواب دیا۔۔۔

بہت پر نکل آئے ہیں تمہارے ڈیئر حیریت ہے نا۔۔۔۔زینی نے اس کے پاس آتے ہوئے نفرت سے پوچھا۔۔

زینش پلیزز مجھے سے غصہ مت ہو یہ سب نصیب کی باتیں ہیں۔۔۔۔وہ تمہارے نصیب میں ہوتا تو مجھے کبھی نا ملتا میں تمہاری دشمن نہیں ہوں۔۔۔۔ذروہ نے اسے سمجھایا۔۔۔

زینی نے گرم چائے سے دھواں نکلتا دیکھ کر مسکرائی پھر کپ پکڑتی وہ حیرانی سے اپنی طرف دیکھتی زری کے پیروں میں گرا چکی تھی۔۔۔۔

ذروہ کے چیخ پورے گھر میں گونجی تھی۔۔۔۔۔۔

گرم گرم کھولتی ہوئی چائے اس کے پیر جلا گئی تھی زینی اسے تکلیف سے نیچے بیٹھتے دیکھ کر گھبرائی تھی پھر جلدی سے وہاں سے چلی گئی کسی کے آنے سے پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوین احمد صاحب اور ذوالفقار صاحب بھاگتے بھاگتے آئے تھے کچن میں۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کے حد سے زیادہ سرخ پیر کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کے چائے گرا بیٹھی ہے وہ اپنے پیر پر۔۔۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے پریشانی سے اسے اٹھا کر کمرے میں لے آئے۔۔۔پیچھے دادی نوین احمد صاحب بھی تھے ۔۔۔۔۔ارم اور مبین اپنے میکے گئی ہوئیں تھی ان کی اماں کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔۔

ذروہ جلن سے لب بھینچے کر گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی جبکہ باقی سب اس کے پاس بیٹھے تھے ___ ذوالفقار صاحب اس کے پیر پر برنال لگا رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔تب ہی وہ بھاگتا بھاگتا آیا تھا اسکے روم میں___

ذروہ سمیت سب بوکھلا کر رہ گئے جو آتے ہی اسے خود میں قید کر چکا تھا۔۔۔بار بار اس کا سر چومتا وہ کوئی دیوانہ سا لگ رہا تھا۔۔۔

اونہہ دادی نے تنبیہی لہجے میں اسے باز رکھنا چاہا لیکن وہ اذمار تھا اپنی کرنے والا۔۔۔

وہ ذروہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے چکا تھا ___ کیا ہوا ہے آپ کو کیوں چائے بنانے گئی تھی ہاں ۔۔۔۔آپ اپنا احساس میرے لیے کر لیا کریں پلیززز وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتا کہتا ہوا پھر سے اسے خود میں بھینچ چکا تھا۔۔۔۔۔۔ذروہ نے سخت شرمندگی سے بچنے کے لیے آنکھیں میچ لیں کہ اس آدمی کو سمجھانا مشکل نہیں ناممکن تھا۔۔۔۔

باقی سب آہستہ آہستہ کھس چکے تھے کہ وہ اب ڈیٹھوں کی طرح وہاں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔۔۔۔۔"

آپ حد کرتے ہیں ہلکا سا پیر جلا ہے کوئی مر تھوڑی گئی ہوں

ذروہ !

اس کی وحشت زدہ آواز پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔

خبردار آپ نے مرنے کا لفظ منہ سے نکلا تو۔۔۔مریں آپ کے دشمن اللہ کرے آپ کو میری عمر بھی لگ جائے۔۔۔۔۔

اذمار کی وحشت زدہ سے کہنے پر وہ بونچکار کے رہ گئی تھی۔۔۔

بھلا اتنی شدت اس نے کب دیکھی تھی جتنی اذمار کے لہجے میں تھی۔۔۔۔۔۔۔

اور اب اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے تھے حیرت سے اس کے لب اپنے جلے ہوئے پیر پر محسوس کر کے۔۔۔۔۔۔وہ ساکت ہوگئی تھی اس کے دیوانگی دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔

اللہ نے اسے عام شکل ضرور دی تھی لیکن چاہنے والا ایسا دیا تھا کہ شاید کوئی ایسا دیوانہ کسی کو دیا ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کے جلے ہوئے سرخ پیر کو دیکھ کر ذروہ کو دیکھا۔۔۔۔

ذروہ بے ساختہ اسکے چوڑے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اذمار کی آنکھیں ڈارک گرین ہوئیں تھی ذروہ کو خود میں سماتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

،

_____

وہ کب سے اسکی چیٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کا آج ٹیسٹ تھا۔۔۔۔۔۔اور معیز کو ہمیشہ کی طرح کچھ بھی نہیں آتا تھا۔۔۔۔۔۔اپنے آگے بیٹھی نوین کے ٹیسٹ کو تھوڑا سا کھڑا ہو کر دیکھتا پھر اپنے نوٹ پر کاپی کر لیتا۔۔۔۔۔

نوال نے ہونٹ بھینچ کر اسے تنبیہی نظروں سے وارن کیا۔۔۔۔

معیز نے جواباً اسے تگھڑی گھوری سے نواز کر ٹیسٹ کی طرف نظریں مرکوز کیں۔۔۔۔۔۔۔

سر !

اس نے کھڑے ہوتے ہوئے سر کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔

معیز نے حیرت سے اسے دیکھا جو کہہ رہی تھی سر یہ معیز کب سے میرے ٹیسٹ کی کاپی کر رہا ہے ۔۔۔۔نوال نے اسکی طرف اشارا کرتے ہوئے ان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔سر نے معیز کو دیکھا جو معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتا ٹیسٹ پر جھکا سوچ سوچ کر لکھ رہا تھا۔۔۔

معیز کیا تم نے نوال کا ٹیسٹ کاپی کیا۔۔۔۔سر نے اسے پوچھا جس نے معصومیت سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

سر آپ چیک کرلیں میرا ٹیسٹ میں تو کب سے خود کا لکھ رہا ہوں میری تو گردن اکڑ گئی ہے نیچے نیچے جھک کر نوال کو شاید غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔۔۔۔

اس نے کھڑا ہوتے ہوئے ہاتھ پیچھے باندھتے ہوئے بے چارگی سے کہا۔۔۔۔۔ساری کلاس ٹیسٹ چھوڑے انکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔۔

نوال نے دانت پیسے۔۔۔۔

آوارم سے اپنا اپنا ٹیسٹ کرو۔۔۔۔سر کہتے ہوئے واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔تھے

نوال نے تنک کر اسے دیکھا جس نے شرارت سے ایک آنکھ بند کی تھی۔۔۔۔۔۔نوال تپی تھی !

اللہ کرے تمہاری کبھی شادی نا ہو۔۔۔۔نوال نے اسے وہی بدعا دی جس سے وہ چڑتا تھا۔۔۔

اللہ نا کرئے اس سے تم ساری زندگی کنواری رہو گئی جو میں تو کبھی نہیں دیکھ سکوں گا مائے لو ۔۔۔۔۔۔اس نے آہستہ سے سرگوشی کی۔۔۔۔۔۔۔افففف منہ بند رکھو مجھے سے اب کبھی مخاطب مت ہونا۔۔۔۔۔نوال نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تمہاری باتوں پر میں نے غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔۔۔اس نے ناک سے مکھی اوڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نوال تپ کر اپنے ٹیسٹ کی طرف متوجہ ہوئی وہ پھر سے کاپی کرنا شروع کر چکا تھا اس کا لکھا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

مس زلیخہ میری ڈیوٹی آپ کے ساتھ ہے ابھی مجھے سر ذوالفقار نے کہا ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر موحد نے اسکی طرف آتے ہوئے کہا ___

زلے مسکرائی !

ہاں آئی نو ڈاکٹر موحد۔۔۔۔۔

زلے نے مسکراتے ہوئے اسکی تائید کی ___

سو چلیں پھر کام سٹارٹ کریں۔۔۔۔ڈاکٹر موحد نے اس سے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔

آفکورس !

زکے کہتی آگے بڑھی۔۔۔

ڈاکٹر زلیخہ۔۔۔۔

ہارون کی آواز پر وہ دونوں لفٹ کی طرف جاتے رکے تھے۔۔۔۔۔

جی۔۔۔زلے نے سارے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

آپ کی ڈیوٹی آج میرے ساتھ ہے۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے موحد کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

لیکن ڈاکٹر ذوالفقار نے آج ہم دونوں کی ڈیوٹی چائلڈ وارڈ کی طرف لگائی ہے کیوں زلے ۔۔۔۔۔۔۔جواب موحد کی طرف سے آیا تھا۔۔۔۔

جس پر ڈاکٹر زلے نے زور زور سے سر ہلایا۔۔۔۔۔

PRIME URDU NOVELS
ZuhaNovelsZone.com

ڈاکٹر موحد صاحب آئی ایم سینئر میں بہتر جانتا ہوں ناکہ یو۔۔۔۔۔اور سیکنڈ ان کانام زلیخہ ہے ناکہ زلے۔۔۔۔ہارون نے اسے گھورتے ہوئے اسکی تصحیح کی۔۔۔۔

لیکن ڈاکٹر ہارون صاحب زلے نے مجھے خود اپنا نک نام سے بولانے کو کہا ہے۔۔۔۔اور ڈیوٹی تو ہماری ہی ہے۔۔۔۔موحد نے بھی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

زلے معصومیت سے ہارون کو دیکھتی اسے زچ کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔موحد صاحب اگر اس ہسپٹل میں کام مزید کام کرنا ہے تو ڈاکٹر سیرت کے ساتھ ڈیوٹی نبھائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر موحد اسے گھورتا ہوا جا چکا تھا۔۔۔۔

اب ہارون نے اپنی توپوں کا رخ زلیخہ بی بی کی طرف موڑا۔۔۔۔۔۔جو ناخن چباتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زلیخہ آئندہ اگر آپ مجھے اس چپکو کے ساتھ نظر آئی تو فارغ کردوں ایک سیکنڈ میں۔۔۔۔وہ سخت نظروں سے گھورتا بنا اس کے صدمے والے ایکسپریشن دیکھے اپنے کیبن میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔پیچھے وہ اپنا سارا منہ کھولے اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکال کر تو دیکھاو یہ آدھا میرے باپ کا ہسپٹل ہے.....

اس نے پیچھے سے تنک کر کہا جسے وہ اگنور کرتا ہوا اندر چلا گیا۔۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے پیر پٹخا۔۔۔۔۔۔۔تمہیں اللہ ہی پوچھے بڑی مونچھوں والے۔۔۔۔اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

---

زینی جیسے ہی منہ ہاتھ دھو کر واش روم سے باہر آئی وہی ٹھٹھک کر رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

سامنے ہی وہ وائٹ شرٹ بلیک پینٹ میں ملبوس ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے ہی دیکھ رہا تھا لب بھینچے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

ت تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو____اس نے بوکھلاتے ہوئے اس سے پوچھا جس کے چہرے پر سرد سے تاثرات اسے ڈرانے کے لیے کافی تھی۔۔۔

وہ ایک دم سے اٹھا تھا۔۔۔پھر اس کی طرف تیز قدموں سے بڑھ کر ایک ہی جیست میں اسکی گردن اپنے مضبوط شکنجے میں پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زینی کی چیخ بے ساختہ نکلی تھی۔۔۔۔وہ اسے گردن سے پکڑ کر اسے دیوار سے لگا چکا تھا۔۔۔۔۔

کیوں میری بیوی کو تکلیف پہنچائی۔۔۔۔اس کے سرد سے لہجے پر وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔

ہاں میں نے گرائی تھی چائے۔۔۔کیا کر لو گئے تم۔۔۔

زینی نے اسے کے ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے تنک کر کہا۔۔۔

چماٹ۔۔۔۔

آس کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ اس بیڈ پر گرا چکا تھا۔۔۔۔۔

تم جیسی لاکھوں زینش میری زری کے سر پر سے قربان۔۔۔

اس نے جھک کر کہا تھا اپنے مخصوص سرد لہجے میں جو زینی کو جھلسا کر رکھ چکا تھا_____

تمہیں زمین کے اندر گاڑ دیتا لیکن صرف چاچو کا لحاظ ہے مجھے سمجھی تم لیکن آئندہ اگر ایسی اوچھی حرکت کی تو وہ حال کر کدوں گا کہ یاد رکھو گئی۔۔۔۔

وہ غصے سے کہتا پلٹا تھا جب دوبارہ روکا۔۔۔

لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا لیکن اپنی زری کے لیے میں کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں اور دے بھی سکتا ہوں انڈر سٹینڈ۔۔۔۔۔۔۔سپاٹ سے تاثرات سے وہ کہتا چلا گیا تھا تیز قدموں سے باہر۔۔۔۔۔۔ زینی گال پر ہاتھ رکھ کر پتھڑا سی گئی تھی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھا کہ اذمار زری کے لیے ایسا بھی جنونی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

---

زلے اسکے پیر پر آئس کریم لگا کر اسے ٹشو سے لپیٹ چکی تھی۔۔۔۔۔۔آئندہ کچن سے دور رہنا زری۔۔۔زلے نے ہاتھ واش کرتے ہوئے اسے فکر مندی سے ہدایت دی۔۔۔

ذروہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔

آپی میرا دل کر رہا ہے آپکے ہاتھوں کی مصالحہ دار بریانی کھاوں۔۔۔۔زری نے ہلکی سے مسکان سے اس سے فرمائش کی۔۔۔۔۔

رات کے آٹھ بجے میری بہن کو میرے ہاتھوں کی بریانی کھانا یاد آیا ہے ہاں۔۔۔۔۔زلے نے کمر ہاتھ رکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں نا آپی مجھے بنا کردیں نا ابھی بنا کردیں بس۔۔۔ذروہ نے منہ بسور کر فرمائش کی زلے نے اس کی الجھے بکھڑے بالوں کی بہت خوبصورت سے پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی اور چینج بھی کروایا تھا اس سے زبردستی۔۔۔۔لائٹ پنک سوٹ پہنے جن کی سلیوز فل تھیں۔۔۔۔۔بلیک کریب کا ڈوپٹہ گلے میں ڈالے وہ فریش سی بہت اچھی لگ رہی تھی۔۔۔۔

زلے بھابھی اگر آپ میری بیوی کے لیے بریانی بنادیں گئی تو اچھا فیل ہو گا مجھے ____ اذمار کے سرد لہجے پر وہ اس کی طرف مڑی۔۔۔اور گھور کر اسے دیکھا جو ذروازے سے ٹیک لگائے زری کو دیکھ رہا تھا جو جلدی سے کریب کا باریک ڈوپٹہ سر پر اوڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔

ذروہ نے زلے کو دیکھا جو منہ بنائے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

اگر میری بہن سے اتنی ہی محبت ہے تو جاو ریسٹورینٹ سے اس کے لیے بریانی ود میکرونی لے کر آو پھر دیکھوں تمہیں ____ زلے نے آئی بروز اچکاتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

وہ ہلکی سی مسکان لیے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔لیکن میکرونی تو میری زری کو پسند نہیں ہے بھابھی جی۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے تپا دینے والی مسکراہٹ سے اس سے پوچھا۔۔۔۔

زلے نے دانت پیسے۔۔۔۔۔

تو کیا ہوا زری کی بہن کھائے گئی سالی کے لیے میکرونی تو لا ہی سکتے ہو تم۔۔۔۔۔۔

زلے نے ہاتھ باندھتے ہوئے تیکھی سی مسکان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

زری نے پریشانی سے دونوں کو دیکھا۔۔۔

آپی مجھے بھوک نہیں ہے میں تو مزاق کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے جلدی سے کہا کہ کہی وہ دونوں آپس میں لڑ ہی نا پڑیں۔۔۔۔

زلے بھابھی عشق تو سب ہی کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ چھپا کر رکھتے ہیں ایسا کیوں کرتے ہیں لوگ بھلا۔۔۔۔۔۔

اذمار نے سرد سے مسکان سے ہاتھ پاکٹ میں ڈالتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔!

زلے گھبرائی۔۔۔۔

اپنی بہن کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں بریانی بھی اسی کے کہنے پر بنانے جا رہی ہوں کسی اور کے کہنے پر نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے گھور کر کہتی ہوئی بنا اس کی تپا دینے والی مسکراہٹ دیکھتی چپل پہنتی غصے سے باہر کی طرف بھاگی _____

آپ میری آپی کو تنگ مت کیا کریں۔۔۔۔۔۔اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا جی آپی کی اتنی ٹینشن ہاں۔۔۔۔اس نے اس کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاں وہ میری آپی ہیں۔۔میں ان سے بہت محبت !

زری آپ صرف میری ہیں اور آپ سب سے زیادہ محبت صرف مجھ سے کرتی ہیں انڈرسٹینڈ

۔۔۔۔۔۔

اس نے یک دم جھک کر سرد سے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

جس سے زری کے ہلتے ہونٹ ساکت ہوئے تھے۔

اس نے بہت قریب سے اس کا چہرہ دیکھا تھا گلابی بھینچے ہوئے ہونٹ اسے بہت پسند تھے ___

وہ سیدھا ہوا تھا۔۔۔پھر اسے دیکھا جو ابھی بھی ساکت چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی بے خود سی

۔۔۔۔۔اذمار کے بھینچے ہوئے ہونٹ ہلکے سے مسکرائے۔۔۔تھے

پھر وہ تھوڑا سا جھکا تھا اور اس کے ڈوپٹہ اوڑھے سر پر ہونٹ رکھتا وہ اس معتبر کر چکا تھا

۔۔۔۔۔۔اس دنیا میں میری زری سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ آہستہ سے کہتا

ہوا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کے ہونٹ کھل کر مسکرائے تھے کیسی جلن اسے تو اپنے چاروں طرف خوبصورت سے پھول ہی پھول کھلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بے ساختہ بیڈ پر ہی جھکی تھی اللہ کے خضور کے جس نے اس کی قسمت میں یہ شخص لکھ کر اسکی ساری مشکلاتوں کا ازالہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

*

زلے پوری توجہ سے بریانی بنانے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔۔جب اذمار کچن میں آیا۔۔۔

کیا مسلہ ہے میں یہ بریانی صرف اپنی بہن کے لیے بنا رہی ہوں تمہاری دھمکی سے میں ڈرتی ورتی نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔زلے چاول دیگچی میں ڈالتے ہوئی اسے تنک کر جواب دیا۔۔۔

افففف زلے بھابھی + آپی میں نے کب کہا کہ میں نے آپ کو دھمکی دی ہے آئی نو کہ آپ اپنی زری کے لیے ہی کھڑی بریانی بنا رہی ہیں۔۔۔۔۔اس نے پانی گلاس میں ڈالتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔۔۔

زلے نے اس ڈیٹھ کو گھورا پھر کچن میں آتے ہارون کو دیکھا جو شاور لے کر شاید سیدھا کچن میں ہی آگیا تھا۔۔۔۔

کیا ہے ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔ہارون نے اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر خود پانی پیتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں یہ ہماری آپسی باتیں ہیں۔۔۔۔۔زلے نے ناک سکوڑ کر اسے کہا۔۔۔۔جبکہ اذمار کی آنکھیں مسکرائیں۔۔۔۔۔

کونسی آپسی باتیں ہاں۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

اذمار خبردار اگر جو تم نے میری کوئی بات اسے بتائی تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں تمہارا جینا حرام کردوں گئی اگر تم نے اسے کچھ بھی بتایا تو۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اس کے کان کے قریب ہونٹ کرتے ہوئے دانت پر دانت جماتے ہوئے تنک کر کہا۔۔۔۔۔۔

سیریسلی !

اس نے ایک آئی بروز اچکاتے ہوئے طنزیہ پوچھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ جی بھر کا تپ گئی تھی۔۔۔۔۔جبکہ ہارون پانی پیتا تاسف سے سر جھٹک کر رہ گیا کہ انکی آپسی باتیں۔۔۔۔۔افففف ہارون نے غصے سے دونوں کو گھورا۔۔۔۔

اذمار اپنی تپا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتا جا چکا تھا۔۔۔۔۔

زلے شاباش میرے لیے ایک کپ سٹرونگ سے چائے تو بناو۔۔۔۔۔۔اس نے چیئر پر بیٹھتے ہوئے اسے آرڈر دیا۔۔۔۔

میں کوئی نوکرانی ہوں جو چائے بناوں۔۔۔۔اور دوسری بات یہ آپ کا ہسپٹل نہیں ہے جہاں آپکی مرضی چلے گئی یہ میرا اگھر ہے جہاں صرف میری مرضی چلے گئی نا کہ آپکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ انگلی سے اسے دھمکی دیتی بریانی کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔۔

جبکہ ہارون نے حیرت سے اسے دیکھا جو نا کرنے کے باوجود دوسری سائیڈ چائے والی دیگچی رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر اٹھا۔۔۔

یہ میں اپنے لیے بنا رہی ہوں اس نے منہ بسور کر کہا۔۔۔۔۔

آئی نو۔۔۔۔۔وہ مسکراتے لہجے میں کہتا اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔۔۔۔

پھر آہستہ سے اس کے کان کے قریب ہوا۔۔۔

ڈاکٹر زلے کو تو سٹرونگ سی چائے پسند ہے نا پھر وہ لائٹ چائے کس کے لیے بنا رہی ہو۔۔۔۔۔۔

زلے گھبرائی۔۔۔

میں نے لائٹ چائے پینا سٹارٹ کر دیا ہے یونو سکن کے لیے اچھی نہیں ہوتی سٹرونگ چائے ۔۔۔زلے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

ہارون کا دل دھڑک اٹھا تھا اس کی اس ادا پر۔۔۔۔وہ مسکراتا ہوا اسے دیکھتا رہا جب تک وہ چائے اس کے آگے نہیں رکھ چکی تھی۔۔۔

ترس کھا کر بنا کر دی ہے کہ تم پھر نوین چچی سے کہو گئے چائے بنانے کے لیے۔۔۔۔!

اس نے بریانی کو دم لگاتے ہوئے ماتھے پر بل ڈال کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔*

جس پر ہارون اسکی پیاری سی ادا پر ہونٹ بھینچ کر مسکرا کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔تھا

---

اماں اچھا ہوا اسکی شادی میرے بیٹے سے نہیں ہوئی۔۔۔دیکھیں زرا پسند تو دور دونوں نے نکاح ہی کر لیا وہ بھی چوری چوری۔کیسا زمانہ آگیا ہے۔۔۔

شائستہ نے غصے سے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

شائستہ چپ رہو بتایا نہیں کے انہیں کونسی سچویشن سے گزرنا پڑا تھا۔۔۔۔اماں کی سخت آواز پر شائستہ نے سر جھٹا۔۔۔

رہنے دیں اماں ان سب باتوں پر آپ ہی یقین کریں اور دیکھو زرا نکاح نامہ بھی نہیں پاس اللہ ہی معاف کرئے ایسی بے شرمی سے ماں نے کیسی تربیت کی ہے نظر آرہا ہے۔۔۔۔۔شائستہ نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

اچانک سے انہیں پتا لگا تھا تو غصہ کر گئی تھیں ورنہ ذروہ سے وہ زلے سے زیادہ پیار کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔اماں نے چائے پیتی شائستہ کو تاسف سے دیکھا۔۔۔۔۔

واوا پھوپھی جب ذروہ آپ کے بیٹے سے شادی کرتی تو وہ بہت نیک ہوتی اور اب جبکہ اس کے آپ کے بیٹے سے شادی نہیں ہوئی تو آپ اسے برا بھلا کہہ رہیں بے شرم کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔

اذمار کی بات پر شائستہ نے بوکھلاتے ہوئے اسے دیکھا ____جو سیڑیاں اترتا غصے سے کہتا ان کے پاس آرکا تھا۔۔۔

شائستہ نے جلدی سے چائے ٹیبل پر رکھی۔۔۔۔۔

بیٹا میں تو بس بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ہاں اور اس طرح کے واقعات تو ہوتے رہتے ہیں میں مانتی ہوں بیٹا۔۔۔۔۔۔وہ اذمار سے بہت چلتی تھیں اس لیے جلدی جلدی اسے دیکھ کر اپنی رائے اسی وقت بدل لی۔۔۔۔

پھوپھی میرے بارے میں جو بات کرنی ہے کر لیں آئی ڈونٹ مائند۔۔۔۔لیکن اگر میری زری کے لیے کسی نے کوئی برا لفظ بولا تو یہ میں برداشت نہیں کروں گا بلکل بھی نہیں آپ بڑی ہیں تو لحاظ کر گیا ہوں ورنہ۔۔۔۔۔سرد لہجے میں ان سے غصے سے کہتا وہ جا چکا تھا۔۔۔۔شائسہ نے اسکی پشت دیکھی پھر بیٹھی۔۔۔۔اماں آپ بتا تو دیتی کہ اذمار گھر پر ہی ہے۔۔۔۔۔۔شائستہ نے بہت ہی آہستہ سے پوچھا۔۔۔

چلا گیا ہے وہ اب !

انہوں نے اس کے آہستہ بولنے پر چوٹ کی !

اور یہاں تک ہے بات بتانے کی تو تم کونسا کسی کو بولنے کا موقع دیتی ہو۔۔۔۔۔اماں نے سر جھٹک کر غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔"

---

ذروہ مسکرائی اپنی زات کے لیے اسے لڑتے دیکھ کر اسکی زات کو متعبر کر دیتا تھا وہ ہر بار ۔۔۔۔۔۔۔وہ اوپر ریلنگ پکڑے کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ بے ساختہ مسکرا کر پلٹی تھی جب اسکے مسکراتے ہونٹ ساکت ہوۓ سامنے کھڑی زینی کو دیکھ کر۔۔۔

بہت مسکرایا جا رہا ہے ہاں۔۔۔۔

لیکن یہ مسکراہٹ تمہاری کچھ ہی دنوں کے لیے ہے۔۔۔۔۔ذروہ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔ اسے خود ہی احساس ہو جائے گا کہ اس نے کس سے شادی کر لی ہے کہاں وہ اور کہاں تم افف ویسے مجھے کسی کی اترن نہیں پسند اور نا ہی مجھے وہ اب چاہیۓ۔۔۔۔۔لیکن اسے تمہارا بھی نہیں ہونے دو گی ویٹ اینڈ واچ۔۔۔۔۔۔۔غصے سے کہتی ہوئی وہ پلٹ گئی زینی نے پریشانی سے اس کی پشت کو دیکھا__پھر گہرا سانس لیتی خود کو ریلکس کرتی وہ فرش ہونے چلی گئی۔۔۔۔۔۔

---

ہارون نے اسے دیکھا جو مخصوص وائٹ کورٹ پہنے۔۔۔۔کسی پیشنٹ کو جھک کر چیک کرتی کوئی بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا اسے اپنے کام میں محویت دیکھ کر۔۔۔۔لیکن پھر سنجیدہ ہوا موحد کو دوسری طرف سے اسے کے قریب آتے دیکھ کر۔۔۔

وہ جلدی سے گلاس ڈور کھولتا اندر آیا۔۔۔۔ڈاکٹر زلے ان پیشنٹ کو ڈاکٹر موحد چیک کر لیں گئے آپ میرے ساتھ چلیں بہت ضروری ایمر جنسی ہے۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون اس کا بازو پکڑ کر کہتا بنا موحد اور اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے اس باہر لے آیا پیچھے ڈاکٹر موحد نے حیرانی سے ڈاکٹر ہارون کو دیکھا۔۔۔۔*

ڈاکٹر ہارون یہ کیا بد تمیزی ہے آپ مجھے وہاں سے اس طرح کھینچ کر کیوں لے آئیں ہیں ۔۔۔۔ہاں بتائیں مجھے زرا۔۔۔

زلے نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تنک کر اس سے پوچھا۔۔۔۔

ڈاکٹر زلے کیا آپ چاہتیں ہیں اللہ آپ کو سزا دینے کے لیے آپ کے سر پر بھی چائے گرائے۔۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔۔۔

نہیں تو میں نے کیا کیا ہے بھلا جو میرا اللہ مجھے سزا دے گا۔۔۔۔۔

اس نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تو پھر جو یہ ڈوپٹہ آپ نے کندھے پر رکھا ہوا ہے یہ سر پر اوڑھنے کے لیے ہوتا ہے نا کہ کندھے پر رکھنے کے لیے۔۔۔۔غیر محرموں سے تو پردہ کرنا چاہئے نا۔۔۔۔۔۔ہارون نے کافی مصومیت سے اسے باور کروایا۔۔۔۔۔

جبکہ زلے کا حیرت کی زیادتی سے سارا منہ کھل چکا تھا۔۔۔

ہارون نے اس کے قریب آ کر اس کے کندھے پر پڑا نیلا ڈوپٹہ اپنے ہاتھوں میں لیا پھر اسے کھولتے ہوئے اس کے سر پر اوڑھا۔۔۔۔۔ایسے کے اب بس اس کا چہرہ ہی نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہارون مسکرایا پھر ارد گرد کسی کو نا دیکھ کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھے۔۔۔۔۔

ایسے زیادہ پیاری لگتی ہو تم قسم سے۔۔۔۔۔۔وہ آہستہ سے گھمبیر آواز میں کہتا مسکرایا تھا اس کے شاک والے تاثرات دیکھ۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون ہمیں آج ایک کیس ڈسکس کرنا تھا آئی تھنک کر لینا چاہئے اپریشن کرنے سے پہلے ۔۔۔۔رابیل نے انکے پاس آتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ڈاکٹر ہارون اور زلے اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔

کیوں نہیں لیکن آج زلے بھی ہمارے ساتھ بیٹھے گئی وہ اب سے ہمارے ساتھ ہر میٹنگ میں بیٹھے گئی تاکہ وہ مزید سیکھ چلے۔۔۔۔

کیوں ڈاکٹر زلے۔۔۔ہارون نے مسکراتے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔زلے نے زور زور سے سر ہلا کر اسکی تائید کی بھلا اسے کیا چاہئے تھا وہ ان کو اکیلا ہی تو نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔۔۔زلے نے مسکرا کر رابیل کو دیکھا جو سنجیدگی سے اسے دیکھتی پلٹی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بچو یہ تم نے جو ابھی حرکت کی ہے نا تو اس کی سزا ڈاکٹر زلے تمہیں ضرور دے گئی۔۔۔۔زلے نے آہستہ سے دانت پیس کر کہا جس پر ہارون نے اسے دیکھ کر سینے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا جھکا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے کو اسکی یہ ادا پسند تو بہت آئی لیکن چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہی رکھے۔۔۔۔۔

نخرا بھی تو دیکھنا تھا نا۔۔۔۔۔

---

نوال نے اسے غصے سے دیکھا جو کسی لڑکے سے لڑ جگڑ کر آرہا تھا

نیوی بلیو پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے سامنے سے آتا وہ بہت ہینڈسم لگا تھا نوال کو۔۔۔۔

ہائے کوجی girl.....

اس نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔۔

کیا یہ تم نے کوجی کسے کہا ہاں خود کہاں کہ پرنس چارمینگ ہو سوکھی ناک والے۔۔۔۔

نوال کو تو آگ ہی لگا گیا اس کا کوجی کہنا۔۔۔۔

جواباً وہ ناک کو چھوتا تپا دینے والی مسکراہٹ سے مسکرایا تھا

جو مقابل کو اور آگ لگا گیا تھا۔۔۔کوجے ہو گئے تم کوجی ہوگئی تمہاری بیوی کوجے ہوں گئے تمہاری آنے والی نسل خبردار اگر آئندہ مجھے کوجی بولا تو مکہ مار کر سارے دانت توڑ کر ہاتھ میں دے دوں گئی تم جانتے ہو میں کسی کی بہن ہوں۔۔۔۔۔

اس نے کافی غصے سے اسے سناتے ہوئے اسے دھمکی دی۔۔۔

لیکن معیز صاحب کی مسکراہٹ میں زرا فرق نہیں آیا بلکل مسکراہٹ گہری ہی ہوئی تھی۔۔۔

اگر تم سب کے سامنے مجھ سے اظہارے محبت کر لو تو چھوڑ دوں گا تمہاری جان اس نے وہ بات کہی جو وہ جانتا تھا وہ مر کر بھی نہیں کہے گئی۔۔۔

شکل دیکھی ہے اپنی تم سے اظہار کرتی ہے میری جوتی آیا برا اظہار کروانے والا۔۔۔۔۔۔منہ بنا کر اسکی نقل اتارتی وہ اسے گھورتی ہوئی کلاس روم کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔پیچھے وہ کھل کر مسکرایا تھا پھر اپنے دوستوں کی طرف بڑھا جو اسے ہاتھوں سے اشارا کر کے بلا رہے تھے۔۔۔۔۔

---

زلے نے ذروہ کو دیکھا جو نوٹس بک کھولے یونی کا کام کر رہی تھی بال کھلے ہوئے تھے وہ ابھی شاور لے کر آئی تھی تو بال گیلے تھے اس لیے انہیں کھلا چھوڑ دیا تھا سوکھانے کے لیے۔۔۔۔۔۔

زری آو دونوں بہنیں باہر چلتی ہیں میں تمہیں اسپیشل سی میکرونی ) میرا مطلب ہے چاٹ کھلاوں گئی ۔۔۔۔

لیکن آپی اسائمنٹ !

ارے چھوڑے اسائمنٹ کو اٹھ جاو اگر جو آج تمہاری بہن کو ہاف ڈے اس کھڑوس نے دے ہی دیا ہے تو اٹھ جاو کیا یاد کرو گئی کہ کس سخی بہن سے پالا پڑا ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی ناک چڑھانا ان دونوں کی یکساں عادت تھی اذمار کی اور اسکی اور مزے کی بات وہ دونوں آپس میں شکل سے بھی تھوڑا بہت ملتے جلتے تھے۔۔۔۔۔

ذروہ کو اس میں اس کا عکس دیکھا تھا جس پر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے چلیں۔۔۔۔۔اس نے بلیک چادر اوڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ارے خدا کی سست بندی چینج تو کر لو۔۔۔۔۔۔زلے نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔۔

جی نہیں میں ابھی شاور لے کر بیٹھی ہوں اور چینج بھی ابھی کیا ہے اور میں کوئی سست نہیں میں بہت ایکٹیو ہوں۔۔۔۔۔۔ذروہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

ہائے صدقے جاوں تمہاری ایکٹیو طبیعت پر۔۔۔۔۔۔زلے نے بیگ کندھے ہر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جواباً اس نے اپنی آپی کو گھورا۔۔۔۔جس پر زلے نے مسکراتے ہوئے اس کا گال چوما جس پر وہ شرمائی تھی !

آپی پلیززز ایسی حرکتیں مت کیا کریں مجھ معصوم کے ساتھ۔۔۔۔ذروہ نے سرخ چہرے کے ساتھ اسے کہا۔۔۔۔جواباً وہ شرارت سے مسکرائی۔۔۔

آپی مجھے ڈرائیو کرنے دیں پلیززز کافی دنوں سے میں نے گاڑی ڈرائیو نہیں کی۔۔۔۔۔۔زری نے ملتجی لہجے میں کہا۔۔۔

افففف زری تم گاڑی چلاتی نہیں اڑاتی ہو اس لے میں کبھی تمہیں اپنی گاڑی کی کیز نہیں دوں گئ ۔ سمجھی تم۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔

آپی پلیززززززز !

اس نے ملتجی لہجہ پھر سے اپنایا۔۔۔۔

افففف یہ لو اور اگر میری گاڑی کو زرا سی بھی کھروچ آئی تو پھر دیکھنا کیا کرتی ہوں میں تمہارا ۔۔۔۔۔وہ مصنوعی لہجے میں اسے دھمکی دیتی ہوئی بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔

زری مسکراتی ہوئی کیز پکڑتی ہوئی جلدی سے بیٹھی۔۔۔۔..اسے ڈرائیونگ کرنے کا بہت شوق تھا۔۔۔"

ذروہ گاڑی روکو زرا۔۔۔۔۔۔

زلے نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا کندھا ہلایا۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے جلدی سے گاڑی روکی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے پوچھا:::

سامنے دیکھو اپنے معصوم سے شوہر کے کرتوت تو دیکھو زرا سامنے۔۔۔۔۔۔

زلے نے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

ذروہ نے سامنے دیکھا جہاں وہ ایک ماڈرن سی لڑکی کے ساتھ ریسٹورینٹ کے اندر جا رہا تھا۔۔۔

آپی ہو گئی کوئی ان کی دوست اس میں کرتوت کی کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔ذروہ نے منہ بسور کر اسکی سائیڈ لی۔۔۔

افففف۔۔۔۔۔۔

زلے نے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے گھورا۔۔۔۔۔۔جواباً اس نے معصوم سا منہ بنایا۔۔۔۔۔

اٹھو اند چلتے ہیں یہاں سے چاٹ بہت اچھی ملتی ہے۔۔۔۔۔زلے نے ڈور کھولتے ہوئے عجلت سے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے اپنی آپی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔"

سوری کل سر درد کی وجہ سے قسط نہیں دے سکی تھی۔۔۔۔۔آپ ریڈرز کو لائق کرنے اور کمینٹس کرنے میں دقت ہوتی ہے جبکہ ہم اتنی مشکل سے گھر والوں سے ڈانٹ ڈپٹ کھا کے لکھتے ہیں آپ کے لیے۔۔۔ کمینٹ کیا کرو سب ریڈرز تاکہ پتا تو چلے نا کہ ناول اچھا بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔اور

میرے وہ ریڈرز جو شروع سے میرے اس سفر میں میرے ساتھ ہیں شکریہ آپ سب کا اور وہ جانتے ہیں وہ کون ہیں یہ آپ سب ریڈرز کے لیے❤❤❤

---

آپی آپ پاگل ہو گئی ہیں میں اندر نہیں جاوں گئی۔۔۔۔ذروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا مگر زلے تھی کہ اسے کھینچ کھانچ کر ریسٹورینٹ کے ڈور تک لے آئی تھی۔۔۔ذروہ کو لوگوں سے شرمندگی سی ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی بہن کا کیا کرتی جو لوگوں پر کم ہی توجہ دیتی تھی ___

وہ دیکھو اپنے شریف شوہر کو۔۔۔۔زلے نے سامنے کی طرف اشارا کرتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

زری نے اس کی ہاتھوں کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ سنجیدگی سے کوئی فائل سامنے رک کچھ بات سن رہا تھا اسکی لڑکی کی۔۔۔۔۔

لڑکی کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں جبکہ اسکی فائل پر۔۔۔۔

اونہہ آپی وہ فائل سامنے رکھے کوئی کام کی بات کر رہے ہیں لیکن آپ اپنی شکی طبیعت سے باز نہیں آئیں گئی چلیں یہاں سے اور مجھے کہی اور سے چٹ پٹی سی چاٹ کھلائے اور شاپنگ بھی کروائیں ___زری نے اس کا بازو کھینچتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔۔

افففف یہاں آئیں ہیں تو تمہارے شوہر کے پیسوں سے اچھا سا لنچ کرئیں گئے نا۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

آپی باز نہیں آئیں گئی آپ۔۔۔۔

ذروہ نے زچ ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

بلکل نہیں۔۔۔۔وہ کہتی ہوئی ان کے ٹیبل کے قریب چلی گئی تھی۔۔۔۔

ہیلو مائے ڈیئر بردر۔۔۔۔۔

زلے کی آواز پر اس نے آہستہ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پھر ناک چڑہایا۔۔۔۔۔

آپ کی بیوی بھی میرے ساتھ ہے۔۔۔۔۔۔۔زلے نے سارے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بھنویں اچکا کر کہا۔۔۔۔

اذمار نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں وہ دور کھڑی ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی اسے اپنی جگہ سے کھڑا کرا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اذمار بے ساختہ اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔زری ڈر گئی تھی کہ کہی ڈانٹ ہی نا دے وہ۔۔۔۔

آپ یہاں کیسے آئیں آپکی طبیعت خراب تھیں اگر باہر آنا تھا تو مجھے بتا دیتیں میں ساتھ لے آتا ____ اذمار نے اس کا گال چھوتے ہوِے فکر مندی سے کہا۔۔۔۔۔۔

وہ بس دل کر رہا تھا تو ہم یہاں چاٹ کھانے آ گئے۔۔۔۔۔

ذروہ نے معصومت سے کہا۔۔۔

آئیں وہاں چل کر بیٹھیں۔۔۔۔۔اذمار نے اس کا بازو ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ ہچکچاتی ہوئی وہاں آئی جہاں زلے اسکی چھوڑی ہوئی چیئر پر بیٹھی اس لڑکی سے اس کا انٹر ویو لے رہی تھی ____

ایمی میٹ مائے وائف ذروہ اینڈ کزن زلے۔۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے دونوں کا تعارف کروایا۔۔۔۔۔

واوا یہ آپکی وائف ہے۔۔۔۔بہت پیاری ہیں نائس ٹو میٹ یو۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے کہتے دونوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔۔

ذروہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا اور اپنی آپی کو دیکھا جو منہ بسورے اپنا پلین چوپٹ ہونے پر اذمار کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ان کا تعارف نہیں کرواو گئے برزر ڈیئر۔۔۔۔۔زلے نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

وائے ناٹ۔۔۔۔۔یہ ایمی ہیں ہمارے شو کی Decorator اس نے زلے کو دیکھتے ہوئے اس کا تعارف کروایا۔۔۔۔۔۔زلے نے منہ بنایا جبکہ وہ میاں بیوی دونوں مسکرائے اس کے ایکسپریشن دیکھ کر

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان کے لیے انکی پسند کا آرڈر کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے میکرونی کھاتی ایمی کو بھی دیکھ لیتی جو نزاکت سے جوس پی رہی تھی۔۔۔۔۔۔زری اپنے دھیان میں چاٹ سے پورا پورا انصاف کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔اذمار کچھ بھی نہیں کھا رہا تھا وہ بس سامنے بیٹھی اپنی انمول ہستی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جو اس کی دی ہو چمکتی لونگ پہنے بالوں کو کھلا مگر چادر سے ڈھانپے اسے اپنا پھر سے دیوانہ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اسے جب جب دیکھتا تھا تب تب اسے اس سے نئے سر سے عشق ہونا شروع ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے اس کے پیر پر پیر مارا۔۔۔۔۔جس پر اس نے نظریں اپنی بہن پر موڑی۔۔۔۔۔

بس بھی کر دو نظر لگاو گئے کیا میری بہن کو۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

اور اتنے ہی کوئی طرم خان ہو تو اپنی بیوی کو شاپنگ کرواو ساتھ اس کی بہن کو بھی۔۔۔۔اذمار نے ایک آئی بروز اچکا کر اس دیکھا جیسے کہا ہو سیریسلی۔۔۔۔۔۔۔!زلے نے اس کی گھوری کو اگنور کرتے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری بیوی وہی پرانے سوٹ پہن رہی ہے کہاں گئی تمہاری غیرت ہاں اس نے بہت آہستہ سے دانت پیس کر کہا۔۔۔۔۔۔۔اذمار کے سرد تاثرات میں سنجیدگی اتری پھر ذروہ کو دیکھا جو ایمی سے کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا سوٹ پرانا تو نہیں لگ رہا تھا اسے تو نیا لگا تھا بلکل۔۔۔۔

پھر وہ مسکرایا۔۔۔۔

سالی صاحبہ +بھابھی جی آپ اتنا کماتی ہیں کیا مجھ غریب کی بیوی کو آٹھ دس لاکھ کی شاپنگ بھی نہیں کروا سکتی۔۔۔۔۔۔اس نے ناک چڑھا کر پوچھا۔۔۔

افففف آٹھ دس لاکھ کی۔۔۔۔زلے نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

آٹھ دس لاکھ کی تو میں نے نہیں کی آج تک۔۔۔۔۔۔۔زلے نے پانی پیتے ہوئے کہا۔۔۔۔ذروہ مسکرائی اس کے مسکرانے سے ناک میں چمکتی لونگ بھی مسکرائی تھی وہ سن رہی تھی ان دونوں کی گفتگو۔۔۔۔اور نظروں سے ہی دونوں کی بلائیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسے اگر اس دنیا میں کوئی خود سے پیارا تھا تو یہ دونوں انسان اس کے جینے کی وجہ تھے۔۔۔۔اسے وہ دونوں لڑتے جگڑتے بہت پیارے لگتے تھے۔۔۔۔۔۔ایمی اجازت لے کر چلی گئی وہ تینوں بھی باہر آئے باہر ہلکی ہلکی بوچھاڑ ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ایک ہاتھ میں زری کا ہاتھ اپنے مظبوط سفید ہاتھ میں ملائمت سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

زلے بھابھی آپ گاڑی کو لاک کردیں اور میری گاڑی میں چلیں۔۔۔۔

اس نے زلے سے کہا جس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

میں تھک چکی ہوں میں گھر جا کر آرام کروں گی تم جاو اور زری میری بہن کو گھماو پھراو

۔۔۔۔۔۔زلے آنکھوں پر بلیک چشمہ لگاتی دونوں سے کہتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیچھے وہ دونوں اسکی پھرتی سے حیران رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

میں ڈرائیو کروں کیا !

اس نے معصومیت سے اس سے پوچھا۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا تھا اور گاڑی کی چابی اسکی طرف بڑھا دی۔۔۔۔۔۔اس کی ہلکی مسکراہٹ سے آس پاس کے کئی لوگ متوجہ ہوئے تھے بھلا کب دیکھی تھی انہوں نے کسی کی اتنی پیاری مسکراہٹ تو چونکنا تو بنتا تھا نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زری جلدی سے گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔۔اور پھر سٹارٹ کرتی اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔۔۔

جواباً وہ بس اسے دیکھے گیا۔۔۔۔۔

کیا گھر چلیں۔۔۔۔۔اس نے موڑ کاٹتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

اونہہ پرل ارینہ مال چلو۔۔۔۔اس نے اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

وہاں کیوں۔۔۔۔۔۔اس نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ مارکیٹ انتہا کی مینگی تھی جہاں سے شاپنگ بیس ہزار سے شروع ہوتی تھی۔۔۔۔۔نارمل سا جوتا بھی وہاں کا بیس ہزار تک کا ہوتا تھا

تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس میرا دل کر رہا ہے وہاں جانے کا۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔زری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی جبکہ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔جس کی شرٹ کے بازو کہنیوں تک تھے اس کے بازو پر بلیک تل دیکھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی اسے اسکی ہر چیز اپنی جان سے پیاری لگتی تھی۔۔۔۔

اس نے گاڑی پارکینگ میں روکی۔۔۔۔۔اذمار نیچے اترتا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتا اسے اندر لے آیا تھا۔۔۔۔۔

جہاں سب کچھ شیشوں سے بنا ہوا تھا۔۔۔۔خود بخود کھلتے ڈور شیشے سے چمکتا فرش۔۔۔۔دل کو بہت بھلا لگتا تھا۔۔۔

وہ اسے لیے لیڈیز بوتیک کی طرف آیا اس کے ساتھ کپڑے لگا لگا کر دیکھتا وہ بہت پیارا لگا تھا اسے۔۔۔۔۔۔

زری کے نا نا کرنے پر بھی وہ اسے آٹھ دس لاکھ کی شاپنگ کروا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

زری پریشان سی ہو گئی تھی اسے اتنا پیسا خرچ کرتے دیکھ کر۔۔۔

ذروہ ڈونٹ وری یہ میرا اپنا پیسا ہے تم پر خرچ نہیں کروں گا تو کس پر کروں گا۔۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں اس سے کہا۔۔۔۔

---

بس ذروہ سے تو بات نہیں بنی لیکن رشتہ میں نے مانگ لیا ہے تمہارا اپنے گھر والوں سے۔۔۔۔

شائستہ نے موبائیل میں گھم معاز سے کہا۔۔۔

اف امی کیا آپ ذروہ کو طلاق دلوا کر میری شادی کریں گئی اس سے۔۔۔میں آپ کو بتاتا چلوں میں کسی پہلے سے شادی شدہ لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔۔۔

اس نے موبائیل میں گیم کھیلتے ہوئے صدمے سے کہا۔۔

ارے بکواس نا کر میرے ساتھ تیرا رشتہ میں نوال سے پکا کروں گئی سمجھے تم۔۔۔۔شائستہ نے اس کے کندھے پر دھمکو جڑتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

افف میرے لیے کیا خاندان کی ہی لڑکیاں رہ گئی ہیں میں نہیں کروں گا خاندان میں شادی۔۔۔اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

میں بھی دیکھتی ہوں کیسے نہیں کرتے تم نوال سے شادی۔۔۔شائستہ بے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔ جس پر وہ برے برے منہ بناتا ہوا وہاں سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا جس پر شائستہ بیگم سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔۔۔"

---

زلے نے ساری شاپنگ اشتیاق سے دیکھی ہر چیز ہی لاجواب تھی۔۔۔

آپی یہ آپ کے لیے انہوں نے لے کر دیا ہے۔۔۔ذروہ نے ایک بہت ہی پیاری شرٹ اور سینڈل اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں تو نا لے کر دیتا تو میں کیا اسے گھر گھسنے دیتی ہر گز نہیں۔۔۔زلے نے چیزیں پکڑتے ہوئے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔جس پر وہ مسکرا کر رہ گئی۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے لیڈیز۔۔۔۔۔

اس نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔۔۔

یہ تم نے لیڈیز کیوں کہا لڑکیاں کہتے تو زیادہ بیٹر ہوتا سمجھے تم ہمارے کونسا بچے وچے ہیں جو ہم تمہیں لیڈیز لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔وہ ذروہ سے پہلے ہی جل کر بولی تھی۔۔۔۔ذروہ نے سر پیٹ لیا تھا اور شرمندگی الگ سے ہوئی تھی اسے ہارون سے۔۔۔۔جو مسکراہٹ دبائے اسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اچھا تو میں آج سے ڈاکٹر زلیخہ کو زلیخہ دی چھوٹی گرل کہہ کر بلاوں گا اب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔

کہہ کر تو دیکھاو ہتھوڑے سے دانت توڑ کر رکھ دوں گئی میں تمہارے۔۔۔۔۔۔زلے دی سمارٹ گرل کہہ سکتے ہو آئی نیور مائنڈ۔۔۔۔۔اس نے ناک چڑھا کر کہا تھا۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔ہارون کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔۔۔ذروہ بھی کھکھلائی تھی اپنی آپی کی بات پر . .

زلے نے ہونٹ لٹکائے۔۔۔۔۔

اومائی گاڈ زلیخہ کو سماٹ کیسے کہہ سکتے ہیں ہم۔۔جبکہ وہ سمارٹ ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔ہارون نے آئی بروز اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افففف تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔۔۔زلے منہ بنا کر کہتی تن فن کرتی اپنے چیزیں پکڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔۔

بھائی آپ پلیز میری آپی کو مت تنگ کیا کریں وہ بہت سویٹ ہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا۔۔۔

ارے میری پیاری بہن اسے چھیڑوں گا نہیں تو دن کیسے گزرے گا میرا۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ذروہ کھل کر مسکرائی۔۔۔۔

اسی وقت اذمار روم میں آیا تھا کان میں بلیو توتھ لگائے وہ مصروف سا لگ رہا تھا ____

اس نے اپنے بھائی کو گھورا۔۔۔ذروہ کے چہرے پر سرخ سی لہر دوڑ گئی تھی اسے تیار ہوئے دیکھ کر ۔۔۔۔۔۔۔وہ بلیک پینٹ بلیک پلین ہاف سلیو شرٹ پہنے کلائی میں خّوبصورت سے واچ باندھے دوسری کلائی میں بلیک بینڈز پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت۔۔۔۔۔

بھائی آپ میرے ساتھ چلیں گِے میرے شو میں اس نے ایک برو اچکا کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

ارے وائے ناٹ میرے بھائی کنسرٹ ہو اور میں نا جاوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اٹھتے ہوئے محبت سے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

تو پھر چلیں۔۔۔وہ بنا ہارون سے ہچکچائے جھک کر ذروہ کے سر پر ہونٹ رکھتا کہتا ہوا ہارون کا بازو پکڑتا جا چکا تھا۔۔۔۔

پیچھے وہ سخت شرمندہ ہوئی تھی اپنے شوہر کی حرکت پر۔۔۔۔

پھر اٹھ کر وہ باہر گئ پاوں اب اس کا بہت بہتر تھا وہ نوال کے لیے لے کر آئی شرٹ اسے دینے جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

نوال بہت اچھی تھی نیچر کی !وہ ذروہ سے بھی بہت پیار کرتی تھی زلے اور زینی کی طرح کا ہی

۔۔۔۔۔

_____.____

ہارون نے جاتے جاتے پلٹ کر لاونج میں بیٹھی زلے کو دیکھا۔۔۔۔۔جو نئ شرٹ پہنے بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے میکرونی کھانے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ کوئی کامیڈی فلم بھی دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

زلے دی سمارٹ گرل کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے اچانک سے پکارنے ہر وہ ڈر کر اچھل کر رہ گئی تھی۔۔۔

افف کیامسلہ ہے آپکے ساتھ ڈرا کر رکھ دیا مجھے۔۔۔۔۔زلے نے سینے پر ہاتھ رکھ کر ہانپ کر کہا۔۔۔۔

بس کہی جا رہا تھا تو سوچا زلے دی سمارٹ گرل سے ہائے ہیلو کرتا جاوں۔۔۔۔۔اس نے اس کی پلیٹ سے دو انگلیوں سے میکرونی اٹھا کر کھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بات سنو میری ! میرے ساتھ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اپنا کھانا میں کسی سے شیئر نہیں کرتی خبردار اگر میری پلیٹ سے کچھ کھایا ہو تو۔۔۔۔۔۔اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

جواباً وہ مسکرایا۔۔۔

وہ کھڑا یوتا اس مسکرا کر دیکھتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔

آرے یہ مسکرایا کیوں۔۔۔۔زلے نے میکرونی کھاتے ہوئے الجھ کر سوچا ہمم۔ کہی یہ تو نہیں سوچ رہا کہ رابیل لمبے منہ والی سے شادی کر لوں گا میرے ساتھ ہنس مسکرا کر مجھے ٹریپ کرنا چاہ رہا ہے۔۔۔ لیکن بچو تم میرے سوا کسی اور سے شادی کر کے تو دیکھاو تم دونوں کو وہی شوٹ نا کر دیا تو کہنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے ٹی وی بند کرتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔۔۔۔۔۔

*

ذروہ گھبرائی تھی کچن میں مبین بیگم کو دیکھ کر جو صبح کا ناشتہ بنا رہی تھیں عدیل صاحب کے لیے

۔۔۔۔۔۔

ذروہ کو بھوک لگی تھی اس لیے وہ صبح صبح ہی کچن میں آگئی تھی کہ کچھ خود ہی بنا کر کھالے ۔۔۔۔۔لیکن اب مبین بیگم کو کچن میں دیکھ کر وہ دروازے میں ہی رک گئی تھی۔۔۔۔

چچی میں آپ کی کچھ مدد کر دوں۔۔۔۔

مبین بیگم کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہیلپ کرو گئی ہاں بیٹا تو تم میرا چھین ہی چکی ہو اب اور کیا ہیلپ کرنی ہے تم نے بولو۔۔۔۔۔۔۔

مبین نے اس سے کافی درشتگی سے باز پرس کی۔۔۔۔۔

ذروہ نظریں جھکائے چپ ہی رہی۔۔۔۔۔

آئی بڑی ہیلپ کرنی والی۔۔۔۔میرے ہیرے جیسے بیٹے کو قابو میں کر چکی ہو۔۔۔۔اس سے زیادہ کیا ہیلپ کرو گئی تم اپنی ہی بہن کے حق پر ڈاکہ ڈال کر پوچھتی ہے کوئی ہیلپ کروں میں آپ کی ! میں تو تمہارے ہاتھ سے پانی تک نا پیوں ہیلپ لینا تو دور کی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مبین بیگم نے آملیٹ پلیٹ میں رکھتے ہوئے غصے و نفرت سے اس سے کہا۔۔۔۔۔۔ذروہ آہستہ سے پلٹ کر گھر کی پچھلی سائیڈ آگئی۔۔۔۔۔۔

سیڑیاں پر بیٹھ کر وہ سامنے لگے درختوں کی قطار کو دیکھتی آنکھوں سے بہتے آنسو کو انگلیوں سے صاف بھی کرتی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وائٹ بڑی سے چادر اوڑھے سانولے چہرے پر ڈھیروں آفسردگی کے ساتھ وہ وہاں بیٹھی کافی حد تک آنسو پر بن باندھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چونکی تھی عدیل صاحب کے اونچا اونچا بولنے پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے آنکھیں چادر سے رگڑتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور اندر گئی جہاں۔۔۔۔۔۔۔

وہ سرد سی آنکھوں سے سب کو دیکھتا ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔۔۔

گھر کے سب وہی جمع تھے۔۔۔

کب تک ہم تمہاری حرکتوں سے درگزر کرتے رہیں گئے آخر کب تک۔۔۔۔

میں نے تمہیں وارن کیا تھا اگر اس گھر میں رہنا ہے تو یہ مراثیوں والے شوق چھوڑنا پڑیں گئے لیکن تم باز نہیں آئے مہینے میں دو بار تم جیل جاتے ہو یونی سے ہر ہفتہ نکالے جاتے ہو مار پیٹ آئے دن کرتے ہو پیپرز خالی دے آتے ہو۔۔۔۔۔آخر کب تم سدھرو گئے اور اگر نہیں سدھرنا تو جا سکتے ہو تم یہاں سے۔۔۔۔۔

انہوں نے تیش سے کہا___ہر کوئی یہی ہوچھ رہا ہوتا ہے آپ کا بیٹا فلاں چینل میں تھا فلاں چینل میں تھا آپ تو بہت دین والی باتیں کرتے تھے لیکن بیٹے کو ہدایت کیوں نہیں دیتے۔۔۔۔۔یہی سننے کو ملتا ہے مجھے تمہاری وجہ سے آئے دن۔۔۔۔۔۔عدیل صاحب نے کافی غصے سے کہا تھا۔۔۔.

ذروہ نے بے ساختہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھا___زلے بھی پریشان سی کھڑی تھی۔۔۔۔ہارون گھر پر نہیں تھا ورنہ وہ ہینڈل کر لیتا۔۔۔

سب پریشان سے تھے کہ عدیل غصے میں کم ہی کسی کی سنتے تھے۔۔۔۔۔۔مسکان صرف زینی کے چہرے پر سجی ہوئی تھی۔۔۔۔

جاو اس گھر سے ہی چلے جاو کم ازکم میں لوگوں کو یہ تو کہہ سکوں گا نا کہ میں نے اسے گھر سے نکال دیا ہے۔۔۔انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا "ق

آپ کو لوگوں کی پرواہ ہے مجھ سے زیادہ آئی نو کہ آپ کو ہمیشہ سے اپنی انا ہی پیاری رہی ہے

۔۔۔۔۔

اور جہاں تک بات ہے اپنی مرضی کی تو کب کرنی دی ہے آپ نے مجھے میری مرضی۔۔۔۔

آپ کی وجہ سے میں پورے پانچ سال آپ کے دشمنوں کی قید میں رہا۔۔۔۔۔وہ ازیت بھرے دن ایک چھوٹے سے بچے نے کیسے گزارے تھے آپ میں سے کوئی بھی امیجن نہیں کر سکتا۔۔۔۔اس نے تلخی سے کہہ کر ذروہ کو دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو چکیں تھی۔۔۔۔

اذمار نے ہونٹ بھینچے۔۔۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔اگر تم نے وہ دن ازیت میں گزارے تھے تو ہم نے بھی وہ دن ازیت میں ہی گزارے تھے۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے کہا۔۔۔

عدیل بس کر دو اب کیو ں اتنا ہائپر ہو رہے ہو۔۔۔۔۔۔احمد صاحب نے غصے سے اپنی چھوٹے بھائی کو جھڑکا۔۔۔۔۔۔!

آپ نے ازیت سہی ہوگئی ڈیڈ لیکن بھوک مار پیٹ تو نہیں سہی ہو گئی نا ڈیئر ڈیڈ۔۔۔۔۔۔

ویسے بھی اپ سے مجھے کوئی ء گلہ نہیں آپ کو ہی ہمیشہ سے میری زات سے گلہ رہا ہے۔۔۔۔

اس کی سرد سی آواز سب کو چونکا گئ تھی۔۔۔۔۔۔

تو میں آپ کی بات کا اختزام کروں گا اور چلا جاتا ہوں یہاں سے۔۔۔۔

بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو ،

تمہارے ڈیڈ ابھی غصے میں ہیں۔۔۔۔۔۔مبین نے اس کے گالوں کو ہاتھوں سے چھوتے ہوئے بھرائی ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

موم میں اور بیستی برداشت نہیں کر سکتا آئے دن یہ مجھے گھر سے نکالتے ہیں میں پھر ڈیٹھوں کی طرح آجاتا ہوں لیکن اب اور نہیں اگر انہیں میری زات سے پریشانی ہے تو میں انکی پریشانی دور کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔اس نے مبین بیگم کے ہاتھ ہاتھوں میں لیتے ہوئے سپاٹ سے لہجے میں سب کو پریشان کر دیا۔۔۔۔۔

زلے نے ذروہ کو اپنے کندھے سے لگایا۔۔۔۔وہ لڑائی جھگڑوں سے دور رہنے والی لڑکی تھی ۔۔۔۔اب یہ سب دیکھ کر وہ بہت پریشان سی ہو گئی تھی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے نکلنے کے لیے جنہیں وہ بہت مشکل سے روکے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار میرے بچے روم میں جاو۔۔۔اور عدیل جاو تم اپنے آفس میں۔۔۔دادی نے دونوں باپ بیٹے کو ہٹانا چاہا۔۔۔۔۔

سوری دادی لیکن اب میں یہاں نہیں روکوں گا آپ لوگ جب چاہیں مجھ سے ملنے آ سکتے ہیں لیکن میں نہیں آوں گا جب تک یہ نا چاہیں۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے اس کے ایٹی ٹیوڈ کو دیھا۔۔۔۔۔

اذمار مائے سن آپ روم میں جائیں میں سمجھاتا ہوں عدیل کو جاو تم اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔احمد صاحب نے نرمی سے اسے مخاطب کیا۔۔

سوری چاچو میں نہیں رہ سکتا یہاں مجھے کوئی ٹیڑی نظر سے دیکھے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

چلیں ذروہ اپنا سامان لے آئیں آپ !

اس نے ذروہ کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

زلے اور ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کہی نہیں جائے گئی تمہیں جانا ہے تو جاو لیکن میری بھتیجی کہی نہیں جائے گئی تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

عدیل صاحب نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔۔

ذروہ کی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے تھے۔۔۔۔۔

زلے نے بھی لب بھینچے کے اب کیا ہو گا۔۔۔۔۔

ڈیڈ ذروہ میری بیوی ہے جہاں میں رہوں گا وہ بھی وہی رہے گئیں۔۔۔۔۔

اذمار نے سرد سے لہجے میں انہیں باور کروایا۔۔۔

مبین بیگم اور ارم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔کہ یہ سب کچھ تو انہوں نے ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا جو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

او بیٹا نکاح نامہ ہے تمہارے پاس یا گواہ وغیرہ کچھ ہے آپ پاس اگر ہے تو لے جا سکتے ہو تم ذروہ کو ۔۔۔۔۔۔اذمار نے ان کے طنزیہ لہجے پر ہونٹ بھینچے۔۔۔۔۔

سو ڈیڈ آپ کیا چاہتے ہیں میں اپنی بیوی کو آپ لوگوں کے پاس چھوڑ جاوں نو نیور ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے لب بھینچتے ہوئے ذروہ کو دیکھا بو زرد چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔۔۔۔

ذروہ اگر سامان نہیں لینا تو ڈونٹ وری چلیں آپ میرے ساتھ۔۔۔۔اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ملائم لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

ذروہ اگر تم میری بیٹی ہو تو تم اس کے ساتھ کہی نہیں جاو گئی یہ اپنے چاچو کا آخری فیصلہ سمجھو ۔۔۔۔۔۔ذروہ کے قدم ساکت ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔"

---

چلیں ذروہ۔۔۔۔!

اس نے اس کا بازو پکڑ کر چلتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ایک منٹ ذروہ اگر تم اس کے ساتھ گئی تو سمجھنا تمہارا چاچو آج سے تمہارے لیے مر گیا ۔۔۔۔۔۔ان کے الفاظ پر وہ ساکت قدموں سے انکی طرف پلٹی تھی۔۔۔۔۔۔

یی کیا کہہ رہے ہیں چاچو آپ!

اس نے صدمے سے چور لہجے میں ان سے پوچھا۔۔۔

وہ کہتے ہوئے تیز قدموں سے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے انہیں بھی اذنار سے ایک ضد سی ہو گئی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے ضد میں انکا بیٹا ان سے بھی چار ہاتھ آگے ہے___ پیچھے سب کو پریشانی میں ڈال کر خود کمرے میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے سر جھکائے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے آہستہ سے چھڑایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ آپ کو میں یہاں چھوڑ کر چلا جاوں گا تو آپ غلط سوچ رہیں ہیں ۔۔۔۔۔اگر آپ نہیں مانے گئی تو زبردستی یہاں سے لے جاوں گا میں!۔۔۔۔۔۔اس کے سرد سے لہجے پر وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔زلے نے بھی اپنی بہن کا ماتھا چوما۔۔۔

ذروہ تم جاو چاچو کا غصہ کچھ دنوں کے لیے ہوتا ہے دیکھ لینا تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زلے نے آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔

یہ اگر جائے گئی تو عدیل کا غصہ اور بڑھے گا بہتر ہو گا یہ لڑکی یہی رہے۔۔۔۔مبین بیگم نے منہ بناتے ہوئے کافی غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔زلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے آنسو پیے۔۔۔۔۔

دادی چپ چاپ بیٹھی غصے سے منہ بسورے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ذروہ میں کیا کہہ رہا ہوں کچھ سمجھ نہیں آرہا آپ کو۔۔۔اس نے سپاٹ سے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

میں ،

چپ ایک دم چپ۔۔۔۔۔اس نے کہتے ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جھکر کر اسے اپنے ساتھ لیتا ہوا باہر لے گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے اپنی کلائی زور سے چھڑائی۔۔

میں نہیں جاوں گئی !

اس کی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا تھا۔۔۔۔

میں پہلے ہی اپنی وجہ سے ابو کو ناراض کر چکی ہوں چاچو کو نہیں کرنا چاہتی وہ کیا سوچیں گئے میرے بارے میں کہ میں ان کا مان بھی نہیں رکھ سکی۔۔۔۔

ذروہ نے سر جھکائے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

اور میرا مان۔۔۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

ذروہ نے ٹھٹھکے کر اسے دیکھا جس کی ہلکی گرین آنکھیں کناروں سے سرخ تھیں غصے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ میں آخری بار کہوں گا آپ میرے ساتھ چلیں گئی یا نہیں___

ذروہ چپ رہی آنکھوں سے آنسو لگتار جاری تھے۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ناک چڑہا کر اس کے آنسو دیکھے پھر اس کے چہرے پر جھکا۔۔۔۔

لیکن اگر آپکی مرضی میرے ساتھ جانے کی نہیں تو میں پھر بھی آپ کو اپنے ساتھ لے کر جاوں گا

"""""""

اس کے اٹل لہجے پر وہ ساکت سی اسے دیکھے گئی۔۔۔

اس نے اس کی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑی اور اپنے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

ذروہ ساکت سی اسکے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔۔۔۔۔

اس نے اسے گاڑی میں بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی کو سٹارٹ کرتا وہ روڈ پر لے آیا گاڑی کو فل سپیڈ میں چھوڑے وہ ہونٹ بھینچے اسے بھی دیکھ لیتا جس کے گرتے آنسو اس کا دل چیر رہے تھے وہ نظریں ہاتھوں پر جمائے بیٹھی تھی آنکھیں اور ہونٹ رو رو کر سوج چکے تھے

۔۔۔۔۔۔۔:اذمار کی آنکھیں میں سرد سی کیفیت دوڑ گئی تھی اس کے سوجے ہونٹ دیکھ کر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے چاہ کر بھی وہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اچھے سے جانتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

زلے نے پریشانی سے ہارون کا نمبر ملایا۔۔۔جو بزی آرہا تھا ___ وہ اور ذوالفقار صاحب ایک اہم کانفرنس میں صبح سے گئے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ہارون کہی لمبے منہ والی سے تو بات نہیں کر رہا ۔۔۔۔۔۔۔زلے نے پریشانی سے کمرے کا چکر کاٹتے ہوئے لب بھینچ کر سوچا۔۔۔

رابیل کو ٹرائے کرتی ہوں۔۔۔۔زلے نے جلدی سے رابیل کے نمبر پر بیل ماری جو کہ بد قسمتی سے بزی آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آو تو یہ دونوں فون میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں۔۔۔شرم تو نہیں آئی بیوی کے ہوتے پرائی لڑکیوں سے فون میں بات کرتے ہوئے حد ہے ویسے بے شرمی کی چھوڑں گئی نہیں دونوں کو کچومر بنا دوں گئ میں ان کا۔۔۔۔۔

زلے نے سیل فون ہتھیلی پر مارتے ہوئت دانت پیس کر غصے سے بڑبرائی۔۔۔۔۔۔"

ہسپٹل جا کر چیک کرتی ہوں ،__،اس نے جلدی سے چینج کیا پھر گاڑی کی کیز پکڑتی نیچے بھاگی ۔۔۔۔۔دونوں کو رنگے ہاتھ جو پکڑنا تھا زلے بی بی نے۔۔۔۔۔۔۔

. . . . . _

پیر کرامت شاہ نے ذروہ کی نظروں کا تعاقب کیا جہاں وہ سینے پر ہاتھ باندھے ذروہ کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اونہہ بیٹا وہ ہم سے نہیں ہم اسے آپ کے بارے میں بتا رہے تھے ! غصہ مت کرو ذروہ نے ہم سے تمہارے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔۔۔۔۔انہوں نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھ کر اسے سمجھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ اپنی جگہ سے ایک دم کھڑی ہوتی اندر چلی گئی۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے اسے جاتے دیکھا ۔۔۔۔۔۔

پھر گہری سانس لیتا ان کے پاس بیٹھا۔۔۔۔

آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔۔۔۔

اس نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے احترام سے پوچھا۔۔۔۔

بس ہوا کھانے آگیا بچے۔۔۔۔۔

آپ ایسا کرو ذروہ کو گاوں دیکھا لاو۔۔۔۔وہ بچی بھی زرا فرش ہو جائے گئی سادیہ کھانا بنوا رہی ہیں تب تک آپ دونوں آجاو گئے اور بچی کو ٹیوب ویل بھی دیکھایئے گا یاد سے۔۔۔۔۔انہوں نے چارپائی سے اٹھتے ہوئے اسے ہدایت دی۔۔۔۔۔۔جس پر وہ چپ ہی رہا تھا۔۔۔۔۔"

پھر کچھ دیر بعد وہ کمرے میں آیا جہاں وہ چارپائی پر نیم دراز سی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسے آتے دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی اور اپنی چادر درست کی۔۔۔۔۔۔

اذمار اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا___

ذروہ مجھے خود سے ریلیٹڈ کچھ بھی کسی کو بتانا اچھا نہیں لگتا___چاہے وہ میرا ماضی ہو یا پھر حال ۔۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھا جس کے چہرے کے سرد سے تاثرات بہت نمایا تھے۔۔۔۔۔۔

میں ایک اچھا انسان نہیں ہوں ذروہ آئے دن مار پیٹ سنگنگ جو کہ میرا پیشن ہے جیل جانا وغیرہ وغیرہ یہ ایک اچھے اور نیک انسان کی علامت نہیں ہوتی۔۔۔۔

وہ چپ ہوا۔۔۔ذروہ اسے دیکھے گئی بنا پلکیں جھپکیں۔۔۔

آو باہر چلتے ہیں وہاں میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں خود سے ریلیٹڈ۔۔۔۔۔اس نے کھڑا ہوتا ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہوئی۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اسے باہر لے آیا ۔۔۔۔اماں سادیہ علینہ (کام والی)کے ساتھ باہر مٹی کے چولہے پر ہانڈی رکھے بنا رہیں تھی۔

۔۔۔۔اذمار اور ذروہ ان سے ملتے ہوئے باہر آئے۔۔۔۔۔باہر شام کا ہلکا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا ۔۔۔۔۔پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اشتیاق سے خوبصورت ماحول کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اسے لیے کھیتوں میں آگیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ذروہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔۔جس کے خوبصورت نقوش سنجیدگی میں ڈلے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تین سال کا تھا مجھے ہوش نہیں ہے کہ میں کیا تھا اور کیا نہیں۔۔۔۔کیونکہ تین سال کا بچہ کتنا چھوٹا ہوتا ہے جو خود سے اپنا کھانا بھی نہیں کھا سکتا۔۔۔۔وہ آہستہ سے بولتا دھیمے دھیمے قدموں سے چلتا اس سے دو قدم آگے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ اسے دیکھتی پریشان ہوئی تھی اس کی سپاٹ تاثرات دیکھ کر _____

میں باہر سڑک پر گیا تھا اپنی بال لینے جب تین آدمیوں نے مجھے اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈال کر لے گے تھے۔۔۔۔۔۔میں بھی بھول جاتا یہ دور کیونکہ اس وقت کی باتیں کہاں یاد رہتیں ایک چھوٹے سے بچے کو۔۔۔۔۔لیکن ازیت بھرا وقت کبھی نہیں بھولا جاتا۔۔۔۔۔

ڈیڈ کے دشمن تھے وہ لوگ ڈیڈ نے ان کے آدمی کے خلاف گواہی دی تھی عدالت میں اس آدمی نے سڑک پر ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا ڈیڈ وہی تھے۔۔۔۔۔۔وہ شہر کے جانے مانے گنڈے تھے ۔۔۔انہوں نے ڈیڈ کو بہت دھمکیاں دی کہ وہ ان کے آدمی کے خلاف نا گواہی دیں چپ رہیں ۔۔۔۔۔لیکن ڈیڈ نے انکی دھمکیوں کا کوئی اثر نہیں لیا ان کے آدمی کو پھانسی کی سزا دلوا کر رہے تھے۔۔۔۔۔

انہوں نے غصے سے ان کے بیٹے کو کڈنیپ کر لیا پانچ سال تک !وہ چھوٹا بچہ جو رات کو اپنی ماں کے ساتھ سوتا تھا وہ چھوٹا بچہ جس نے ابھی بولنا سیکھا تھا وہ چھوٹا بچہ جو بھوک کا کچا تھا وہ چھوٹا بچہ جسے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔۔۔۔اس چھوٹے سے بچے کو دنوں تک بھوکا رکھا جاتا مار مار کر اسے اندھیرے کمرے میں بند کر دیا جاتا اس بچے کو ٹارچر کیا جاتا اس بچے کی درد ناک چیخیں انہیں سکون دیتیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔

ایک دن انہوں نے تارچر کی حد کرتے ہوئے اس بچے کو کرنٹ کے جھٹکے دیئے جس سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا وہ نشے میں دھت جانور سمجھے کہ شاید وہ بچہ مر گیا ہے اچھا ہی ہوا وہ اسے مرا ہوا سمجھ کر سڑک پر پھینک آئے۔۔۔۔۔میری قسمت میں تھے پیر کرامت شاہ جی کہ وہ وہاں سے اپنے آدمی کے ساتھ گزرتے مجھے اپنے گھر لے آئے۔۔۔۔

میں ان کے پاس سات سال رہا ! ڈیڈ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں لیکن میں نہیں مانا میں ان کے پاس ہی رہا۔۔۔میری آنکھیں کا رنگ ہر تاثر پر چینج ہوتا ہے !

پتا ہے کیوں ہوتیں ہیں۔۔۔۔اس نے ذروہ سے پوچھا جس نے ہتھلیوں سے بہتے آنسو صاف کر کے سر نفی میں ہلایا۔۔۔۔۔۔"

پیر جی نے مجھے دعا دی تھی !

وہ رکا تھا۔۔

کیسی دعا !

ذروہ نے بھاری ہوتی آواز میں پوچھا۔۔

وہ اس کے سامنے آیا تھا۔۔۔انہوں نے اپنا روحانی علم مجھ پر پھونکا تھا__انکی آنکھیں تو قدرتی ہیں لیکن میری آنکھیں انکی دعا سے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے کہا تھا

میں جسے خود سے زیادہ محبت کروں گا اس کے بارے میں مجھے سب پتا چل جایا کرے گا چاہے وہ خوش ہو یا وہ غمگین مجھے پتا چل جایا کرے گا۔۔۔

اس نے اسے دیکھتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔

ذروہ مسکرائی۔۔۔۔

اذمار کی آنکھیں مسکرائیں اپنے عکس کو مسکراتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔ذروہ اسکا عکس ہی تو تھا۔۔۔

پھر وہ روئی تھی۔۔۔اذمار نے اسکا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ذروہ نے اپنی بانہوں کا حصار اس کے گرد باندھ کر روئی تھی_____

وہ اس کی تکلیفوں پر رو رہی تھی۔۔۔اذمار جانتا تھا وہ کیوں رو رہی ہے۔۔۔۔

اس نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں لیتے ہوئے اس کے ماتھے پر محبت سے ہونٹ رکھے تھے اس کے آنسو انگلیوں سے صاف کرتا اسے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا وہ۔۔۔۔۔۔"

**_____

دادی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔اس نے دادی سے بنا نظریں ملائے آہستہ سے کہا۔۔۔

دادی نے چائے پیتے ہوئے سر ہلا کر اسے کہنے کی اجازت دی۔۔۔

دادی آپ میری شادی کروا دیں۔۔۔۔۔اس نے ان کے گھٹنے تھامتے ہوئے جلدی سے کہا بنا سر اٹھائے۔۔

ہیں !

دادی کے ہاتھ سے چائے کا کپ چھوتے چھوتے بچا۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم ! کس سے شادی کرنی ہے تم نے ___ انہوں نے حیرت سے اس سے پوچھا۔۔

ہارون سے !

آہستہ سے ممنا کر کہا گیا۔۔۔

دادی کی آنکھیں باہر آگئی تھی اپنی نخریلی پوتی کی بات سن کر۔۔۔وہ تو اس سے طلاق لینے کی ضد کرتی تھی کہاں وہ آج شادی کا کہہ رہی تھی۔۔۔

تم ٹھیک تو ہو نا میری بچی۔۔۔دادی نے جلدی سے اس کے گال چھوتے فکرمندی سے پوچھا۔۔

افففف دادی میں ٹھیک ہوں مجھے فیل ہو گیا ہے کہ مجھے آپ لوگوں کا دل نہیں دکھانا چاہئیے ۔۔۔آخر میں نے آپ سب لوگوں کے پیار کو دیکھ کر اپنا فیصلہ چینج کر لیا ہے۔۔۔

میں اتنا تو کر ہی سکتی ہوں آپ لوگوں کے لیے۔۔۔۔۔اس بے معصومیت سے کہا۔۔۔

دادی مسکرائی لیکن چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہی رکھے۔۔۔۔۔۔۔"

لیکن ہارون اور رابیل کی شادی میں چار پانچ دن ہی تو رہ گئے ہیں۔۔۔۔۔دادی نے معصنوعی فکرمندی سے کہا

دادی !

اس نے صدمے سے کہا۔۔۔۔

آپ نہیں جانتی اسے وہ بہت لڑاکا ہے غرور تو اتنا ہے کہ بس ناک پر مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتی ۔۔۔زلے نے بے چارگی سے کہا۔۔۔

دادی نے مصنوعی تاسف سے سر جھٹکا۔۔۔

وہ سفید بوتنی بھی تو ہے شاید آپ بھول گئی۔۔۔!

سفید نہیں کالی بوتنی!

زلے جو اپنے موڈ میں تھی اس کی بات پر جلدی سے کہا لیکن پھر جلدی سے پیچھے پلٹی ___

جہاں وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے بلیک مگ چائے کا پکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

زلے صدمے سے جھٹ سے کھڑی ہوئی۔۔۔

و وہ تم یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے شادی کے لیے مری جا رہی ہوں ___ہارون نے سنجیدگی سے آئی بروز اچکائے۔۔۔

ہاں ہاں میں یہ اپنی دادی کے کہنے پر کہہ رہی ہوں اس نے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔

دادی اور ہارون ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے جس پر وہ اندر باہر سے کھول کر رہ گئی تھی۔۔۔پر پیر پٹختی باہر نکلی جاتے جاتے ہارون کو کندھے سے دھکا مارنا نہیں بولی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتی نظروں سے اسکی پشت دیکھ کر دادی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

واوا بیٹا کام کر گیا تمہارا پلین۔۔۔

دادی نے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے اسے شاباشی دی۔۔۔

وہ خوبصورتی سے مسکرایا۔۔۔۔

دادی آپکی پوتی کو اچھے سے جانتا ہوں میں کہ اسے کیسے ہینڈل کرنا ہے۔۔۔۔ہارون نے مگ ساتھ پڑے ٹیبل پر رکھتے ہوئے مسکرا کہا۔۔۔۔۔

دادی نے محبت سے اسکی بلائیں لی۔۔

دادی اذمار میرا فون تک نہیں اٹھا رہا پتا نہیں کیسا ہو گا۔۔۔اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔

اٹھا لے گا ابھی غصے میں ہو گا فکر مت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔دادی نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

صبح جاوں گا اسکے فلیٹ پر۔۔۔۔اس نے موبائل پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہمم جانا اور اسے سمجھانا گھر آجائے ذوالفقار بھی پریشان ہے ذروہ کا جب سے سنا ہے اس نے ۔۔۔۔۔۔دادی نے تاسف سے کہا۔۔۔

ہاں ان شاءاللہ صبح ضرور جاوں گا۔۔۔۔۔۔ہارون نے اٹھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

"""""

---

رشتہ کر دیا ہے ہم نے معاز کا کبھی گھر ٹکو تو تمہیں پتا ہو نا۔۔۔۔۔شائشتہ نے اپنے لاڈ بیٹے کے آگے ناشتہ رکھتے ہوئے بتایا۔۔۔

کہاں !

معیز نے دودھ پیتے ہوئے حیرانی سے پوچھا___

تمہارے ماموں کے گھر !تم بھی اپنا مائنڈ بنا لو تمہاری شادی بھی میں وہی کروں گئی۔۔۔۔شائشتہ نے چائے کپ میں ڈالتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔

معیز کھل کر مسکرایا۔۔۔

آفکورس مما جہاں آپ کریں گئی میں وہی کر لوں گا آخر آپ کا مانبردار بیٹا جو ہوں۔۔۔۔اس نے اپنی خوشی کنٹرول کرتے ہوئے معصوم سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔جس پر شائشتہ محبت سے مسکرائی۔۔۔

جیتا رہ میرے بچے بس تمہاری یہی فرمانبرداری ہی تو مجھے پسند ہے اور معاذ دیکھو اتنی مشکل سے میں نے اسے منایا ہے کہ حد نہیں۔۔۔شائستہ نے تاسف سے سر جھٹک کر کہا۔۔۔

مما مان جائے گا وہ! اتنی پیاری لڑکی جو ڈھونڈی ہے آپ نے اس کے لیے ویسے بھی وہ کونسا جاتے ہے ماموں کے گھر۔۔۔۔

اس نے چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ہمم ٹھیک کہہ رہے ہو تم! اور ہاں

آج میں بازار جاوں گئی انگوٹھی وغیرہ لینے تو تم جلدی آجانا میرے ساتھ تم نے جانا ہے۔۔۔۔

شائستہ نے بھی چیئر سے کھڑے ہوتے ہوئے اس ہدایت کی۔۔۔۔

آفکورس میں ایک بجے تک آجاوں گا ڈونٹ وری !وہ ان کا سر چومتا کہتا ہوا تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔"

افففف یہ لڑکا تو ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا ہے۔۔۔انہوں نے اسے بھاگتے دیکھ کر مسکرا کہا۔۔۔۔۔"

---

یہ ٹیوب ویل ہے۔۔۔

ذروہ نے پانی کے موٹی دھار بڑے سے کھلے پائپ سے نکلتے دیکھ کر اشتیاق سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔۔

اس نے اس کے مسکراتے ہوئے نقوش دیکھ کر مسکرا کر تصدیق کی۔۔۔۔۔

افففف مجھے بہت شوق تھا یہ ٹیوب ویل وغیرہ دیکھنے کا۔۔۔۔۔

اس نے پانی کو ہاتھ میں لیتے ہوتے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

آئی نو !

اس نے اس کے ہتھیلی میں ٹھہرا پانی اپنے ہاتھ سے پکڑا اور پھر اپنے ہونٹوں سے پیتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔۔۔۔۔۔

ذروہ جھینپ سی گئی تھی اس کی اس دل موہ لینے والی حرکت پر ___ اذمار نے اس کے چہرے پر پانی کے پڑتے چھینٹے دیکھ کر ہلکا سا مسکایا ذروہ بس اسے دیکھتی رہی چہرے کے نقوش سے محبت پھوٹ رہی تھی اس کے لیے۔۔۔۔۔۔اذمار کی ڈارک گرین آئز چمک رہیں تھیں اپنے عشق کو اپنے اتنے نزدیک دیکھ کر۔۔۔۔۔

پانی پیئں گئی۔۔۔۔

اس نے دھیمے سے پوچھا۔۔۔۔

جس پر ذری نے زور سے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔اس نے سر ہلا کر اپنے دونوں ہاتھوں کا پیالہ بنا کر پانی کے آگے کیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے ہتھیلی میں جمع ہوتا پانی ذروہ کو بڑا پیارا لگا۔۔۔۔۔

اس نے ہتھیلیوں اس کے ہونٹوں کے قریب کیں

میں ایسے نہیں پیوں گئی !

ذروہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔

کیوں !

اس نے ناک چڑہا کر پوچھا۔۔۔

ایسے مجھے شرم آگے وہ سامنے کھیتوں میں دو لڑکے کام کرتے ہوئے ہمیں دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ذروہ نے انگلی سے کام کرتے ہوئے آدمیوں کی طرف اشارا کیا۔۔

افففف ذروہ آپ انہیں کہاں اتنی دور سے پانی پیتی ہوئی نظر آئیں گئیں___ اس نے انہیں کام میں مصروف دیکھ کر ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔

ذروہ نے ہونٹ لٹکائے ،

ذروہ پانی پینا ہے یا نہیں اس نے زچ ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

پینا ہے پہلے آپ اپنی آئز بند کریں پھر پیوں گئ۔۔۔۔

اس نے انگلیوں مڑورتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔۔

افففف یہ لیں اس نے آئز بند کرتے ہوئے کیا۔۔۔

ذروہ مسکرائی!

جی بھر کے اس کے نقوش خود میں سموئے۔۔۔

پھر اس کے ہاتھ میں تھوڑے سے پانی کو دیکھا جو انگلیوں سے بہہ بہہ کر تھوڑا سا رہ گیا تھا۔۔۔وہ یہی تو چاہتی تھی کہ پانی تھوڑا رہ جائے اور وہ اس کی سرخ شفاف ہتھلیوں کو ہونٹوں سے چھو لے ۔۔۔۔

ذروہ جھکی اپنے ہونٹوں سے تھوڑا سا پانی پیتی اس کے ہتھیلیوں پر لب رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔ذروہ رونا نہیں۔۔۔

اس نے بند آنکھوں سے ہی اسے تنبیح کی۔۔۔

ذروہ نے آہستہ سے گہری سانس لی اور سیدھی ہو کر اسے دیکھا جو آنکھیں کھولے اسے دیکھتا سنجیدہ سا تھا۔۔۔

میں رو تو نہیں رہی تھی آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔اس نے منہ بسورتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔

ہاں آپ نہیں رو رہی تھی۔۔۔۔اس نے سر ہلا کر ڈارک گرین آنکھوں سے اس کے معصوم سے چہرے کو دیکھ کر ہلکا میٹھا سا طنز کیا۔۔۔۔

جس پر ذروہ کھل کر مسکرائی۔۔۔۔

مجھے وہ امرود کھانے ہیں۔۔۔اس نے دور امرود کے درخت کی طرف اشارا کرتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔

بس اتنی سی خواہیش ہے میری زری کی۔۔۔۔

اس نے امرود کے درخت کی طرف جاتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔۔۔

جس پر وہ بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے آئی۔۔

نہیں اور بھی ہیں۔۔۔۔

اس نے اسے درخت پر مہارت سے چڑتے دیکھ کر آہستہ سے کہا۔۔۔جس پر اس نے سر ہلا کر بہت سارے پکے ہوئے امرود توڑ کر اپنی دونوں پاکٹ میں ڈالے۔۔۔۔

چھلانگ مار کر نیچا کودتا وہ بہتے پانی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

پانی سے مرود دھوتا ذروہ کو وہ کہی سے بھی وہ مغرور اذمار عدیل نہیں لگا تھا جو اسے یونی میں لگتا تھا کبھی سامنا ہونے پر ناک چڑہا کر اس کے پاس سے گزر جاتا تھا اس وقت اسے بھی بہت غصہ آتا تھا کہ دیکھو تو اللہ نے ناک کیا زیادہ پیاری دے دی ہے یہ چڑہا چڑہا کر اسے آسمان پر لے جاتا ہے یہ سب وہ اسے دیکھتی دل میں سوچا کرتی تھی اور آج اسے اس کا ناک چڑہانا اتنا پسند تھا کہ اس کا دل

کرتا تھا وہ ناک چڑھا کر جب وہ اسے بات کرئے تو وہ اس کی خوبصورت تیکھی ناک کو اپنے لبوں سے آہستہ سے چھو لے۔۔۔۔۔لیکن وہ یہ صرف سوچ ہی سکتی تھی اس نے ٹھنڈا سانس بھر کر اسے دیکھا جو مرودوں کو اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔۔۔۔۔

ذروہ نے مسکراتے ہوئے امرود پکڑے پھر ان کی بائٹ لیتی وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔

جو اپنے بکھڑے بالوں کو ہاتھوں کی انگلیوں سے سنوار رہا تھا۔۔۔۔

ذروہ نے بلیک شیشوں والی چادر اچھے سے اپنے ارد گرد لپیٹی ہوئی تھی اس لیے ہوا صرف اذمار کے بالوں سے ہی چھیڑ چھانی کر رہی تھی۔۔۔۔۔

چلیں کھانا تیار ہوگیا ہو گا۔۔

اس نے ذروہ کے آگے ہاتھ کرتے ہوئے پوچھا۔۔

ذروہ نے سر ہلا کر ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے خاموش تھے ان کے درمیان موجود صرف عشق اور محبت ہی بول رہی تھیں جسے وہ دونوں خاموشی سے سن رہے تھے۔۔۔۔۔"

---

مجھے سمجھ نہیں آتا میں اس چھچھورے انسان کا کیا کروں۔۔۔۔نوال نے دانت پیس کر اپنی دوست سے کہا۔۔۔

جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ارے یار کتنا کیوٹ ہے۔۔۔نیلی نے سامنے اپنے دوستوں سے کسی بات پر بحث کرتے ہوئے معیز کو دیکھ کر کہا۔۔۔

کہاں سے کیوٹ ہے وہ اس کو تو میں اپنے بھائی سے دیکھنا کتنی پھینٹی لگواتی ہوں۔۔۔نوال نے غصے سے کہا ؛

نیلی مسکرائی ___

افف کس کا نام لے لیا ظالم!

پہلے تمہارے بھائی کا دیدار ہو جاتا تھا اب تو صدیاں ہوئی ہیں تمہاری بھائی کو دیکھے ___نیلی نے مسکراتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھر کہا۔۔۔۔۔۔'

شرم کر لو تھوڑی سی میرے بھائی شادی شدہ ہیں۔۔۔نوال نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

مجھے پتا تھا تم دونوں مجھے ہی یاد کر رہی ہو گئی اس لے کھینچتا چلا آیا ہوں تمہاری اوڑھ۔۔۔معیز نے ان کے قریب آتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔

تمہیں تو یاد تمہارے گھر والے نہیں کرتے باہر والوں نے کیا خاک کرنا ہے۔۔۔نوال نے غصے سے کہا۔۔۔

نہیں یہ تو سراسر جھوٹ ہے مجھے باہر والے اور گھر والے بہت یاد کرتے ہیں اس لیے تو مجھے چھینکوں پر چھینکے ہی آتی رہتی ہیں۔۔۔معیز نے اس کے پاس زبردستی اپنے لیے جگہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

نیلی کھل کر مسکرائی معیز کو دیکھ کر جو آگلے بندے کی ناک میں دم کرنا خوب جانتا تھا وہ تھا بھی بہت پیارا اور معصوم سی شکل والا کہ کوئی بھی اس کے ہاتھوں آسانی سے بے وقوف بن جاتا تھا۔

"_____

تمہیں تو اللہ ہی پوچھے کیوں سر حماد سے کہا کہ میں تمہاری منگیتر ہوں۔۔۔نوال نے دانت پر دانت جماتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔

میں تو بچپن سے ہی تمہیں اپنی منگیتر ہی سمجھتا ہوں تم نا سمجھو تو وہ الگ بات ہے لیکن دل میں تو مانتی ہی ہوگئی آخر مجھ جیسے حسین لڑکے کو کون لڑکی اپنا منگیتر نہیں بنانا چاہے گئی۔۔۔۔معیز نے معصومت سے ناک کو انگھوٹھے سے چھوتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔

تمہیں منگیتر ماننے سے پہلے میں خود کشی کرنا پسند کروں گی آیا بڑا منگیتر بننے والا شکل تو دیکھو غنڈوں والی۔۔۔نوال اپنی بک اٹھاتے ہوئے غصے سے کہہ کر چلتی بنی۔۔

پیچھے اسے صدمے میں چھوڑے۔۔۔۔غنڈوں جیسی شکل میں تو بہت خوبصورت ہوں۔۔۔۔اس نے صدمے سے اونچی آواز میں اسے سنایا۔۔۔جو ان سنی کرتی ہوں کوریڈور میں بنے کسی کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

شاید شیو بڑی ہوگئی ہے اس لیے کہا ہو گا۔۔۔اس نے خود کو تسلی دی۔۔۔۔۔"

---

زلے نے اسے گھور کر دیکھا جو اس کے آگے کافی کا مگ رکھا چکا تھا۔۔۔

تمہارے لیے بنائی میں نے خود ! پی کر دیکھو کیسی بنی ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کی توجہ کافی پر دلائی۔۔۔

کوئی احسان نہیں کیا مجھ پر میں بھی بنا کر دیتی رہی ہوں تمہیں۔۔۔۔۔۔

اس نے کافی کا سپ لیتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔۔

ہمممم !

اس نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے صرف اتنا ہی کہا۔۔۔۔۔

آج سے تین سال پہلے جب دادی نے ہمارے نکاح کی بات مجھ سے کی تو !

وہ چپ ہوا__

زلے نے چونک کر اسے دیکھا__

تو !

زلے نے پوچھا۔۔۔۔۔

میں بہت خوش ہوا کہ کسی کی بنا مانگی خواہش ایسے اس طرح بھی پوری ہو سکتی ہے __زلے نے حیرت سے دنگ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

میں دو دن بہت خوش رہا جیسے مجھے دنیا کا سب کچھ بنا مانگے مل چکا ہو ___

لیکن اسی رات جب میں تمہارے دروازے کے قریب سے گزرا تو؛

واٹ شادی وہ بھی اس سے نو نیور میں ہر گز اس سے شادی نہیں کروں گئی دادی۔۔۔زلے نے حیرت سے سن کر کہا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا ___اس سے نہیں کروں گئی تو پھر کس سے کرو گئی ہاں۔۔۔

انہوں نے تیکھے لہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔

دادی میں کم شکل انسان سے شادی نہیں کروں گئی اس کا اور میرا کوئی جوڑ ہی نہیں۔۔۔زلے نے زچ ہوتے ہوۓ کہا۔۔۔

منہ بند رکھو ;میرا بچہ لاکھوں کڑوروں میں ایک ہے اب تمہارے منہ سے میں یہ بکواس نا سنوں سمجھی۔۔۔۔۔دادی نے غصے سے کہا۔۔۔؛

دادی۔۔۔

اس نے احتجاجی لہجا اپنایا۔۔۔

ہارون نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی وہ اس کے گندمی رنگت کے حامل چہرے کو کم شکل کہہ رہی تھی ۔۔۔۔ہارون میں بھی انا ٹوٹ کر بھری ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے ساری رات کشمکش میں گزاری صبح اس نے بھی ڈائننگ ٹیبل پر سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ اسے زلے شادی کے لیے سوٹ نہیں کرتی وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا جس سے زلے کے دل دھچکا سا لگا تھا وہ جو اوپر اوپر سے سب کو ایٹیٹیوڈ دیکھا رہی تھی کہ کوئی اس کی محبت محسوس نا کر لیں وہ تو بہت خوش تھی یہ انکار بھی تو اس نے اپنی خوشی چھپانے کے لیے کیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی دادی اس کے انکار کو کسی خاطر میں نہیں لائیں گئ ۔۔۔۔ارم کی بھی مشکوک نظروں کو چین آجائے گا۔۔۔۔۔لیکن یہ ہارون کیا کہہ رہا تھا اسے زلے شادی کے لیے سوٹ نہیں کرتی۔۔۔۔اس کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ کر پلیٹ میں جا گرا تھا اس کی بات سن کر۔۔۔۔

وہ بہت مشکل سے خود کو کمپوز کر سکی تھی پھر اس نے بھی سب سے صاف صاف لفظوں میں شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

دادی نے جیسے تیسے دونوں کو منا کر انکو زبردستی نکاح کے مضبوط بندھن میں باندھ دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔"

یہ شادی کے تیسرے دن کی بات تھی جب اس نے ہارون کو کھڑکی سے گزرتا دیکھ کر زینش سے اونچا اونچا کہا تاکہ اسے سنا سکے _____

کیا سارے خاندان کی خوبصورت لڑکی کے لیے سارے خاندان کا کم شکل وہ بڑی مونچھوں والا ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

زلیخہ نے کمرے کا نقشہ بیگارتے ہوئے غصے و نفرت کے بھرپور لہجے میں کہا تھا"

آپی پلیززز آپ ہارون بھائی کے لیے ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتی۔۔۔زینی نے اسے گھورتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔۔۔"

تم تو اپنا منہ بند ہی رکھو تو بہتر ہو گا تمہارے لیے سمجھی تم۔۔۔۔۔

زلیخہ نے ستواں ناک چڑھاتے ہوئے زینی کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔زلیخہ صاحبہ تمہیں اگر مجھ میں انٹرسٹ نہیں تو مجھے بھی تم جیسی گھمنڈی لڑکی میں زرا بھی انٹرسٹ نہیں جاو اور جا کر دادی سے کہو کہ تمہیں ہارون احمد سے خلع چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسکی ساری باتیں سن لیں تھیں اس لیے اسے خوب کڑارے سے جواب سے نوازا تھا۔۔۔۔۔۔

زینی نے پریشانی سے دونوں کو دیکھ کر ہونٹ بھینچے تھے کے اب کیا ہو گا وہ دونوں تو ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنا برداشت نہیں کرتے بھلا ایک دوسرے کے ساتھ وہ کیسے ساری زندگی گزار سکتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے پریشانی سے سوچا۔۔۔۔۔

کہہ دوں گئی میں کسی سے ڈرتی نہیں ہوں میں۔۔۔۔۔زلے نے بھرپور غصے سے کہا۔۔۔۔

ویٹ رہے گا مجھے ڈاکٹر زلیخہ ہارون احمد ،وہ غصے سے کہتا ہوا باہر چلا گیا اسے بھی نک چڑی لڑکی سے خار رہنے لگی تھی۔۔۔۔!پورے خاندان میں تو وہ ناک چڑی کے نام سے مشہور تھی۔۔۔۔۔۔۔۔"

زلے نے اسے ایک دم چپ ہوتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔"

خآموش کیوں ہو گئے ہو تم ___

زلے نے اسے ایک دم چپ ہوتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

بس سوچ رہا ہوں کیا میں اپنی فیلنگ لفظوں میں بیان کر سکتا ہوں۔۔۔اس نے سنجیدگی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

زلے نے اسے گھورا۔۔۔

مجھے تم پر پہلے ہی بہت غصہ ہے سمجھے اب چپ چاپ پیار کا اظہار کردو ورنہ۔۔۔۔۔

اس نے غصے سے ناک سکوڑتے ہوئے اسے انگلی سے دھمکی دی۔۔۔۔'

ہارون مسکرایا۔۔۔

میں کیوں کروں تم نے مجھے اتنے سال بڑی مونچھوں والا کہہ کر جو تنگ کیا اسکا کیا ہاں۔۔۔۔۔اس نے غصے سے پوچھا___

تو میں وہ جھوٹ نہیں کہتی تھی تمہاری مونچھیں زہر لگتی ہیں مجھے سلطان راہی۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔۔۔

ہارون نے اسکے سر پر چپٹ ماری کوئی حال نہیں تمہارا۔۔۔۔۔اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

لیکن تمہیں گزارا انہی مونچھوں سے کرنا ہے سوچ لو مجھے اپنی مونچھیں بہت پیاری ہیں۔۔۔۔۔وہ ہلکی سی مسکان سے کہتا ہوا اندر چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

مونچھیں نا ہوئیں سوکن ہوگئی میری۔۔۔۔مجھے اپنی مونچھیں بیت پیاری ہیں کھڑوس انسان کہی کا۔۔۔۔

اس نے جل کر اسکی نقل اتاری___"

*

او ہو موم اب لے بھی لیں انگوٹھی ! اب آپ کو کوئی پسند بھی نہیں آرہی مجھے دیر ہو رہی ہے سٹڈی کے لیے جانا ہے۔۔۔اس نے جھنجھلاتے ہوئے کہا جو ایک گھنٹے سے ایک رنگ تک پسند نہیں کر سکی تھی اوپر سے شاپ والے کو رنگ میں سے سو سو نقص نکال کر دیکھا رہیں تھیں۔۔۔۔۔

اچھا تو میں ایسے ہی آنکھیں بند کر کے خرید لوں ان لوگوں نے ملاوٹ کی ہوتی ہے سونے میں دیکھ بھال کے لینا پڑتا ہے اوپر سے دیکھو ڈیزائن بھی سارے اولڈ۔۔۔۔۔۔۔شائستہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

معیز جی بھر کر شرمندہ ہوا آس پاس اپنی طرف متوجہ لوگوں کو دیکھ کر۔۔۔۔

اچھا میں پسند کرتا ہوں۔۔۔اس نے اپنی طرف رنگ کا ریک کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اسے ایک خوبصورت سے نفیس رنگ پسند آگئی تھی شائستہ نے خوبصورت رنگ دیکھ کر اوکے کر دی ۔۔۔۔

یہ تمہیں مل گئی میں کب سے دیکھ رہی تھی مجھے نہیں ملی۔۔۔۔۔شائستہ نے سر ہلاتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔

آپ گولڈ کو تول رہی تھی ڈیزائن تھوڑے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔۔

شائستہ نے اپنے منہ پھٹ بیٹے کو زبردست گھوری سے نوازا۔۔۔۔۔

---

وہ دونوں کھانا کھا چکے تھے۔۔۔۔ذروہ نے پہلی بار اتنا لزیز دیسی کھانا کھایا تھا۔۔۔۔اس نے جی بھر کر کھانا کھایا تھا۔۔۔

اذمار اور پیر شاہ جی کھانا کھا کر عشاء کی نماز پڑھنے جا چکے تھے۔۔۔۔۔

اماں سادیہ اس کے پاس آ کر چارپائی پر بیٹھی تھیں۔۔۔

ذروہ جلدی سے سیدھی ہوئی اور انہیں اختزام و محبت سے دیکھا وہ ایک سرخ سفید رنگت والی بہت خوبصورت عورت تھیں چہرے پر ایک الگ سا ہی نور دیکھتا تھا وہ ہر کام کرنے کی شوقین لگتی تھیں ذروہ جب سے آئی تھی اس نے انہیں فارغ بیٹھے نہیں دیکھا تھا ابھی بھی ان کے ہاتھ میں ایک کالے رنگ کی خوبصورت نگوں اور سندھی کڑھائی والی چادر تھی۔۔۔۔

کیا ہوا بچے کیا آپ یہاں آکر خوش نہیں ہو۔۔۔۔۔انہوں نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔۔۔

ارے ایسا بکل بھی نہیں ہے میں یہاں آکر بہت خوش ہوں بلکہ ایک الگ سی فریشنش فیل ہو رہی ہے جیسے میں بہت ریلکس ہوں۔۔۔۔

اس نے جلدی سے مسکرا کر انہیں کہا۔۔۔۔جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا۔۔۔۔یہ تمہارے لیے بچے ! ___ انہوں نے چادر اس کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

میرے لیے !

ذروہ نے اچنبے سے پوچھا۔۔۔

ہاں بچے میرے بیٹے کو تم پر کالی چادر بہت اچھی لگتی ہے۔۔ذروہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔۔

پیچھلی بار جب آیا تھا تو یہ سادا کپڑا لایا تھا تمہاری چادر بنوانے کے لیے کہنے لگا اماں میری بیوی پر بلیک چادر بہت اچھی لگتی ہے اس کی چادر گندی ہو گئی تھی تو اس نے بروان کلر کی شال لی ہوئی تھی مجھے ان پر بلیک والی چادر زیادہ اچھی لگتی ہے آپ بنا دیں تاکہ دو ہوں تو میں بھی ریلکس رہوں

۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے کی بات تفصیل سے اسے بتائی

جس کے چہرے پر واضع حیرانی والے تاثرات تھے۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ بہت محبت کرتا ہے تم سے اس کی قدر کرنا میرے سوہنے بچے۔۔۔انہوں نے چارپائی سے اٹھتے ہوئے کہا پھر چولہے کی طرف چلی گئی آگ جلانے کہ رات کی چائے بھی تو بنانی تھی

۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھ سے ایک آنسو بہہ کر اس کالی چادر میں جذب ہو گیا تھا کہی۔۔۔۔محبت سے چادر پر ہاتھ پھیرتی وہ مسکرائی تھی۔۔۔اللہ تیرا شکر ہے۔۔اس نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر کے اماں کو دیکھا جو آگ جلا چکیں تھیں ___وہ چادر اپنے تکیے کے نیچے رکھتی اٹھی اور اماں سادیہ کی طرف آئیں ____

اماں اٹھیں میں چائے بناتی ہوں۔۔۔اس نے ان کے پاس آکر میٹھی سی آواز میں اختراام سے کہا۔

۔۔۔۔

ارے بچے تم کیوں بناو گئی میں بناتی ہوں نا کیا میں اچھی لگوں گئی اپنی بہو سے کام کرواتی ہوئی۔۔۔۔۔

انہوں نے دیگچی میں دودھ ڈالتے ہوئے پیار سے کہا۔۔

افففف اماں میں بناوں گئی نا پلیززز میرے ہوتے آپ کوئی کام نہیں کریں گئی اپنی بہو کی بات نہیں مانے گئی کیا آپ۔۔۔۔

اس نے منہ بسورتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے بنا لو بچے۔۔۔انہوں نے پیڑی سے اٹھتے ہوئے شفقت سے کہا۔۔۔۔

ذروہ جھٹ سے انکی جگہ پر بیٹھی۔۔

اماں کیا پہلے پانی نہیں ڈالنا اس نے دودھ کو دیگچی میں دیکھ کر ان سے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔

بچے یہاں سب دودھ پتی پیتے ہیں اس لیے دودھ کو ایک ابال دلوا کر اس میں چینی پتی وغیرہ ڈال کر پانچ منٹ تک اسے پکنے دو۔۔۔۔انہوں نے اپنی نرم سی آواز میں اسے سمجھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے سر ہلا کر ان کی ہدایت پر عمل کیا۔۔۔تب ہی وہ بال درست کرتا ہوا دروازے سے اندر آیا۔۔۔ذروہ کو چولہے کے آگے بیٹھا دیکھ کر وہ چونک کر وہی رکا تھا__

وہ بہت توجہ سے چائے بنا رہی تھی چادر سرک کر کندھے پر آگئی تھی ___ذروہ کی نظر اس پر پڑی وہ ٹھٹھکی اس اپنی طرف آتے دیکھ کر۔۔۔چائے بناتے ہاتھ ترک ہو چکے تھے۔۔۔

چونکنا تو بنتا تھا نا وہ وائٹ سوٹ پہنے کندھے پر بھاری بلیک شال رکھے وہ خوبصورتی کی مثال لگ رہا تھا

۔۔۔۔

بروان بال ماتھے پر بکھیڑے وہ ابلتی ہوئی چائے کو دیگچی سے پکڑ کر نیچے اتار چکا تھا۔۔وہ ابھی بھی نہیں چونکی تھی وہ بس اسے ہی دیکھتی دنیا سے غافل ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ چائے تیار ہو چکی ہے۔۔۔اس نے ہلکی سے مسکان سے اس کے آگے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا

۔۔۔۔۔

ذروہ نے چونک کر چائے کی دیگچی کو دیکھا۔۔جس کے کناروں پر چائے لگی ہوئی تھی وہ شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔

اونہہ ذروہ اس میں شرمندگی والی کوئی بات نہیں اور ویسے بھی چائے کافی ہے ہم سب کے لیے سو ڈونٹ وری۔۔۔۔اس نے چائے کے لیے پیالیاں سیدھی کرتے ہوئے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔

میں آپ کو نہیں دیکھ رہی تھی میں آپکی پیچھے وہ جو مرغی تھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اس نے جلدی سے الٹ سیدھ کہا دیا۔۔۔

آئی نو مائے ڈیئر وائف کے آپ میرے پیچھے مرغی کو دیکھ رہی تھی جو اپنے بنے ہوئے گھر میں کب کی جا چکی ہے نماز پڑھنے سے پہلے میں اسے بند کر کے گیا تھا۔۔۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اپنی بیوی کو شرمدہ کیا جو جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔۔

اماں آپ لے لیں چائے پیر جی دیر سے آئیں گئے وہ اپنے عقیدت مند مریدوں کے ساتھ انکے گھر گئے ہیں سو وہ دیر سے آئیں گے۔۔۔۔۔اذمار نے اماں کو چائے کا کپ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔اماں نے چائے کا کپ لیتے ہوئے سر ہلایا اور کلام پاک کا ورد کرنے لگیں۔۔۔۔۔

ذروہ آو ہم چھت پر چائے پیتے ہیں جا کر۔۔۔۔اذمار نے ذروہ کا کپ پکڑتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔۔ذروہ منہ بسورے ہی اٹھی پھر کچی مٹی کی سیڑیاں چڑتی وہ اوپر آگئی۔۔۔۔وہ چھت پر پڑی چارپائی پر بیٹھتی اسے دیکھے گئی جو چائے لاتا اس کے پاس آ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

٭

---

زلے بیٹا تیاری کر لو شادی کی۔۔۔آج سے پانچ دن کی ڈیٹ دی ہے تمہارے ڈیڈ نے۔۔۔۔۔۔دادی نے نیچے آتی زلے سے کہا۔۔۔۔۔

کیاااا۔۔۔۔

زلے نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔

ہاں !

دادی نے اپنی مسکراہٹ کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔۔

افففففف دادی کیا خبر سنائی ہے آپ نے میری صبح روشن کر دی ہے آپ نے۔۔اس نے دادی کے گال چومتے ہوئے خود کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے لڑکی باولی ہو گئی ہے کیا,لو بھلا کیا زمانہ آ گیا ہے ہمارے زمانے میں تو لڑکی شادی کا سنتے ہی غش کھا جاتی تھی اور آج کل کی بچے دیکھو۔۔۔ادھر تیری ماں نے دیکھ لیا تو سو سو باتیں پھیلائے گئی۔۔۔۔۔دادی نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے ڈانٹا۔۔۔۔۔۔۔"

دیکھ لیں تو دیکھ لیں میں کیا ڈرتی ہوں کسی سے۔۔۔۔اس نے تنک کر کہا۔۔۔۔۔

جا تو اپنے کام پر جا توں ادھر ہی سیٹ رہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔دادی نے تنک کر اپنی لاڈلی پوتی سے کہا۔۔۔۔۔جس نے ناک چڑھا کر اپنی دادی کو دیکھا تھا۔۔۔

جا رہی ہوں۔۔۔لیکن آپ بھی کان کھول کر سن لیں میں لہنگا پرپل کلر کا لوں گئی۔۔۔۔۔اس نے ارم کو سیڑیاں اترتے دیکھ کر کہا آخر سنانا بھی تو تھا نا انہیں۔۔۔

ارم نے اسے دیکھتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔۔۔

چلتی ہوں دادی اور سینڈل سیلور کلر کی لوں گئی۔۔۔۔۔جاتے جاتے مبین کو چائے لے کر آتے دیکھ کر اونچی آواز میں باور کروایا کیونکہ مبین اور ارم ہی بیاہ شادیوں کے کپڑے خریدتیں تھیں

۔۔۔۔اس لیے زلے نے دونوں کو باور کروایا کہ وہ اپنی پسند کا سب کچھ لے گئی۔۔۔۔

ارے جا تو سہی جب لینا ہوا لے لینا اب جان چھوڑ دے مجھے معصوم کی۔۔۔۔۔دادی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔"

*

رات کو دونوں بھائی تیار ہو جانا تمہارے ماموں کے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شائستہ نے سلائس معاز کے آگے رکھتے ہوئے اسے ہدایت دی۔۔۔۔معاز نے سر ہلایا __ جبکہ معیز کی تو باچھیں ہی کھل گئی

تھیں وہاں جانے کا سن کر۔۔۔۔۔۔۔۔مما میں تیار ہوں ماموں کے گھر جانے کے لیے۔۔۔معیز نے جلدی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

معاز نے اسے گھورا ؛

مما اسی کی ہی منگنی کردیں میری حیر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔معاز نے جوس پیتے ہوئے کہا۔۔

معیز نے اسے گھورا۔۔۔۔

تم دونوں کو ہی ٹھکانے لگاوں گئی میں !باپ خود تو باہر کمانے چلا گیا ہے یہاں دونوں مجھ پر چھوڑ گیا ہے ناک میں دم کیا ہوا تم دونوں نے میری۔۔۔۔

شائستہ بیگم نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔۔جبکہ وہ دونوں کھل کر مسکرائے کہ تنگ تو وہ وقعے ہی بہت کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

*

ہارون نے روحان کو دیکھا پھر سر ہلایا۔۔۔۔۔۔روحان تم پریشان مت ہو میں ہوں نا تمہارے گنہگار کو سزا دلوا کر رہوں گا میں!۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے تسلی دی

___روحان نے منہ بناتے ہوئے سر ہلایا۔۔

تب ہی زلے آئی ___

ڈاکٹر ہارون ذاکٹر ذوالفقار آپ کو میٹنگ روم میں بلا رہے ہیں __زلے نے روحان کو دیکھا جس نے زلے کو دیکھ کر تیوری چڑہائی تھی۔۔۔۔۔۔۔ہارون اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔

شرم نہیں آتی تمہیں ایک شادی شدہ لڑکی کو گھورتے ہوئے۔۔۔۔۔۔زلے نے ناک چڑہا کر روحان سے پوچھا۔۔۔

اللہ کو ماننے میں آپ کو گھورتا نہیں بلکہ غصے سے دیکھتا ہوں۔۔۔۔روحان نے منہ بناتے ہوئے تصحیح کی۔۔۔۔

افففف تم یہاں کر کیا رہے ہو جاو اپنے گھر اب تو تم ٹھیک ہو گئے ہو۔۔۔۔۔۔۔زلے نے غصے سے کہا۔۔۔

زلے تم کیوں اس بچے کو تنگ کرتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے زلے کو سمجھایا۔۔۔۔

بچہ ! ہارون بھائی خدا کو مانے سولہ سال کا کہاں سے بچہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔روحان نے صدمے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا اور آئی بروز اچکائے جیسے پوچھا ہو کہ اب بولو بچو۔۔۔۔۔۔۔

ہارون مسکرایا !

پھر زلے کی کلائی پکڑتا اسے باہر لے آیا۔۔۔۔۔۔۔

---

ذروہ نے چائے کا سپ لیا۔۔۔۔

اسے ایسے لگا جیسے اس کے سر میں بہت زوروں سیے درد کی ٹھیس سی اٹھی ہو۔۔۔۔۔

ذروہ نے دھندلائی نظروں سے اسکا عکس دیکھا آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا تھا۔۔۔۔

اس نے سر جھٹکا اب اسے اذمار کا چہرہ صاف دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

اذمار تاروں بھری رات کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ذروہ نے بھی اسکی نظروں کا تعاقب کیا پھر اسے دیکھ کر مسکرائی جس کے براون بال چاندنی رات میں چمک رہے تھے۔۔۔۔۔

کیوں ہنسی آپ !

اس نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

ایسے ہی۔۔۔۔

اس نے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔

آپ بہت شرارتی ہوتی جا رہی ہے ہیں۔۔۔۔اس نے ناک چڑہا کر کہا۔۔۔

آئی نو ،

اس نے پھر سے کندھے اچکائے۔۔۔۔

ذروہ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔۔۔۔اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کیا جب میں مر گئی تو !

ذروہ !

اس نے سرعت سے اپنا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر رکھا۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی !

پھر اسکی کلائی اپنے ہونٹوں سے ہٹائی اور اسکی ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں پر رکھا۔۔۔۔۔۔

آپ پریشان ہوگئے میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔۔

ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے کہہ کر اسکے ہاتھ کو اپنی ٹھوڑی کے نیچا رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اذمار کی آنکھیں ہلکی لائٹ گرین ہوگئی تھیں ضبط سے۔۔۔۔

آپ ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔ذروہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔

آپ سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں میری زندگی۔۔۔۔اس نے آہستہ سے کہہ کر اسے اپنی گود میں کھینچا۔۔۔۔

ذروہ اب اس کی طرف دیکھتی آدھی اس کی گود میں اور آدھی چارپائی پر تھی۔۔۔۔۔

آپ آئندہ ایسے لفظ ہر گز منہ سے مت نکالیئے گا ورنہ اس بار میں ناراض ہو جاوں گا۔۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں پر لب رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے سر نفی میں ہلا کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کے کندھے پر سر ٹکایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اذمار کے چہرے کے تاثرات بہت سنجیدہ تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے وہ بہت ضبط سے بیٹھا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔"

ذروہ سو چکی تھی اس کی گود میں جیسے بہت ریلکس ہو۔۔۔۔اذمار نے اسے خود میں بھینچا_____پھر ہونٹ بھینچے تھے

_____

وّہ جیسے ہی ہوٹل کے روم میں آیا۔۔۔۔۔۔سامنے بیٹھی شخصیت کو دیکھ کر وہ وہی ساکت ہوا۔۔۔۔۔

وہ ٹھوڑی پرہاتھ کی مٹھی بنائے رکھے ہلکی سی مسکان سے چیئر پر بیٹھا اسے پریشانی اور حیرت سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔۔

تم میرے کمرے میں کیسے آئے___اس نے اونچی میں پوچھا۔۔۔۔"

دروازے سے !

معصومیت سے جواب آیا___

دروازہ لاک تھا

اس نے صدمے سے کہا۔۔۔

دروازے کی کیز حاصل کرنا تمہارے لیے مشکل ہو گا لیکن اذمار عدیل کے لیے نہیں۔۔۔۔۔سپاٹ سے لہجے میں کہتے ہوِے وہ چیئر سے اٹھا۔۔۔۔۔۔

اس کے چہرہ پر پسینا چھوٹ گیا تھا اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔افففف اتنا ڈر

اس نے طنز سے پوچھا۔۔۔۔

وہ باہر بھاگنے ہی لگا تھا جب اس نے اسے گردن سے پکڑ کر اپنی طرف پیچھے کھیچا۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

اذمار اور زری ملے۔۔۔۔۔ڈاکٹر ذوالفقار نے ہارون سے پوچھا۔۔۔۔

نہیں !

گیا تھا صبح میں اسکے فلیٹ پر لیکن وہ فلیٹ میں نہیں بلکہ گاوں ہے پیر شاہ جی کے گھر۔۔۔۔۔

ہمم!

ذروہ سے بات بھی نہیں ہوئی فون گھر چھوڑ گئی ہے وہ۔۔۔۔ذوالفقار صاحب نے پریشانی سے کہا

۔۔۔۔۔۔۔

چاچو آپ کچھ دن سے پریشان ہیں ایوری تھنگ از اوکے۔۔۔۔

ہارون نے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔

ذروہ کو برین ٹیومر ہے

ان کی بات پر وہ اچھل کر رہ گیا تھا اپنی جگہ سے۔۔۔ہارون نے صدمے سے انہیں دیکھا۔۔۔۔زلے سے چائے کا کپ چھوٹ کر نیچے گرا تھا

جس پر ہاروں اور ذوالفقار صاحب نے دروازے میں کھڑی زلے کو دیکھا جس کا رنگ پل میں زردی مائل ہوا تھا'

*

اس نے گردن سے پکڑ کر اس کا سر زور سے دیوار پر مارا جس سے وہ درد سے چیختا ہوا نیچے گرا تھا۔۔۔

مجھے تم دس بھی گولیاں مارتے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا اس نے سرد سے لہجے میں کہتے ہوئے اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا۔۔۔ملک منصور نے لہو رنگ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

لیکن تمہاری وجہ سے میری زری کی آنکھوں میں آنسو آئے یہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا سمجھے تم۔۔۔۔اس نے ہونٹ بھینچ کر کہتے ہوئے اس کا سر زور سے ایل ڈی پر مارا وہ کوئی انسان نہیں وحشی ہی لگا تھا ملک منصور کو اس وقت۔۔۔۔!

چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں۔۔۔ملک منصور نے کراہتے ہوئے تکلیف و غصے کے ملے جلے احساس سے کہا۔۔۔۔

مثلاً کیا کرو گئے۔۔۔۔

اس نے اس کے پسٹل نکالتے ہاتھ پر بوٹ رکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔۔۔

آہ۔۔۔

ملک منصور چیخا تھا۔۔۔

اور چیخو تمہاری چیخیں میری زری کے آنسو کا مداوا ہیں۔۔۔۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں کہتے اپنا پسٹل نکالا۔۔۔۔۔

میں چاہتا تو تھا کہ تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں لیکن کیا کروں میری زری سو رہی ہے اٹھ گئی تو پریشان ہو گئی جو کہ مجھے ہرگز منظور نہیں سو مرنے کے لیے تیار ہو جاو تا کہ زمین کا بوجھ تو تھوڑا سا کم ہو ۔۔۔۔۔جن لوگوں کی تم نے زندگیاں برباد کیں ہیں ان کا حساب تو دینا ہی ہے تم نے

۔۔۔۔۔۔اس نے کہتے ہی زور سے بھاری بوٹ اس کے منہ پر مارا۔۔۔۔

ملک منصور کی چیخیں پورے روم میں گونجیں تھیں جب وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

بہت سے بچوں کی زندگیاں خراب کیں ہیں تم نے سمگلنگ سے اب خود برباد ہونے کے لیے تیار ہو جاو۔۔۔۔اس نے پسٹل کے ٹریگر پر دباد ڈالتے ہوئے پھنکار کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ملک منصور کی آنکھیں ابل پڑی تھیں۔۔۔۔۔۔۔موت کو سامنے دیکھ کر !

تمہیں تمہاری بیوی کا واسطہ مجھے مت مارنا میری ماں اور میری بہن کا میرے سوا کوئی نہیں مجھے مت مارنا اپنی بیوی کے صدقے مجھے معاف کردو۔۔۔۔۔۔اس نے روتے ہوئے اس سے التجا کی۔۔۔۔

خبردار اگر میری بیوی کو اپنی گندی زبان پر لایا تو یہی گاڑ دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔اس نے چلا کر کہتے ہوئے کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔۔۔۔جس ملک منصور صوفے پر گرا !

جاو اپنی بیوی کے صدقے تجھے معاف کیا لیکن ساری زندگی بیڈ ہر ہی رہنا تاکہ کسی اور کی زندگی نا برباد کر سکو۔۔۔۔۔۔

اس نے پھنکار کہتے ہی پسٹل کو اس کی ٹانگوں پر خالی کر دیا تھا۔۔۔۔گڈ بائے ملک منصور۔۔۔۔۔

اسکی چیخوں کو سنتا کہتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔

یہ لو پیسے اور ہاں اپنے صاحب کو ہسپٹل لے جانا۔۔۔۔۔وہ اس کے گارڈ کو پیسے دیتا مغرور چال چلتا باہر نکل گیا۔۔۔۔جبکہ گارڈ پیسے جیب میں ڈالتا جلدی سے اندر کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

---

زلے نے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ڈیڈ آپ نے کیا کہا۔۔۔

اس نے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بیٹا آپ نے کیا سنا۔۔۔۔

ذوالفقار صاحب نے خود کو ریلکس کرتے ہوئے جواباً پوچھا۔۔۔

آپ نے ابھی ذروہ کے بارے میں کچھ کہا ہے۔۔۔۔

اس نے جلدی سے ہیڈفون کانوں سے نکالتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ ایک کان میں لگائے ہوئے تھی ۔۔اسے ایسے لگا جیسے ڈیڈ نے کہا ہو کہ ذروہ ٹھیک نہیں۔۔۔۔

زلے انکل نے کہا ہے کہ وہ ذروہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اسکی طبیعت شاید ٹھیک نا ہو یہ کہہ رہے تھے چاچو۔۔۔۔۔اس نے اٹھ کر زلے کو یقین دلایا۔۔۔۔۔۔

زلے نے دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

میں پتا لگا لوں گئی سمجھے آپ لوگ۔۔۔۔۔!

اس نے غصے سے کہا پھر پیر پٹختی ہوئی باہر چلی گئی _____*

افففف ذوالفقار صاحب نے گہری سانس لی پھر واپس بیٹھے ___ابھی زلے کو نہیں پتا لگنا چاہئیے یہ ایمو شنل سی ہے پتا نہیں کیا کر دے۔۔۔

انہوں نے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔۔۔

ڈونٹ وری چاچو زلے کو کچھ پتا نہیں لگے آپ ریلکس رہیں ان شاءاللہ ذروہ بھی ٹھیک ہو جائے گئ ۔۔۔۔ہارون نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یقین سے کہا وہ اپنے بھائی کو جانتا تھا۔۔۔

ان شاءاللہ۔۔۔۔۔

ذوالفقار صاحب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔:

---

افففف گھر میں تو مما میرے بال سلجھاتی تھی یہاں کون سلجھائے گا۔۔۔۔۔

اس نے منہ بناتے ہوئے خود سے کہا۔۔۔۔

اذمار جو ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا اسکی آواز پر وہی رکا پھر ہلکا سا مسکرایا اس کی آنکھوں نے بھی رنگ بدلا تھا جو کہ ڈارک گرین ہو چکیں تھیں۔۔۔

میرے ہوتے ہوئے آپ منہ بنائے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا مائے ہارٹ۔۔۔۔۔۔اس نے اس کے کان کے پاس ہونٹ کرتے ہوئے بہت پیار سے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ چونک کر اسکی طرف مڑی۔۔۔۔جس سے اس کا ناک اس کے ہونٹوں پر لگا تھا زور سے۔۔۔

ہائے اللہ میرا ناک توڑ دیا ہے آپ نے کوئی ایسے بات کرتا ہے پیچھے سے آکے۔۔۔۔۔۔۔!

اس نے ناک پر ہاتھ رکھ کر جھنجھلائے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اذمار پریشان ہوا__کیا آپ کو چوٹ لگی ہے۔۔۔۔اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

ذروہ کھل کر مسکرائی۔۔

میں مذاق کر رہی تھی بھلا آپ کی کوئی چیز مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے کیا۔۔۔۔اس نے اس کی تیکھی ناک انگلیوں میں لیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔

اونہہ ___

آپ کو میری زات سے اگر کوئی دکھ پہنچے تو یہ زات میں اسی دن ختم کر دوں گا کیا فائدہ اس زات کا جو میری زری کو نقصان پہنچائے ____اس کے شدت سے کہنے پر ذروہ نے اس کے چہرے کو محبت سے دیکھا۔۔۔اس نے ایسی کونسی نیکی کی تھی جس کے بدلے اللہ نے یہ نایاب شخص اسے عطا کیا تھا وہ جب جب اسے دیکھتی تھی یہی سوچتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ___اس نے اس کے ناک سے اپنا ناک ٹچ کرتے ہوئے دھیمے سے پوچھا حلانکہ وہ جانتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں !

ذروہ نے اس کے نقوش کو بہت قریب سے دیکھتے ہوئے نرم سی آواز میں کہا۔۔۔۔۔۔۔

میرے بال !

اس نے اسکی توجہ اپنے بالوں کی طرف موڑی۔۔۔۔

میں ہوں نا آپ مجھے کنگا دیں۔۔۔اس نے کہتے ہی اسے خود سے الگ کیا پھر اس کا روح دوسری طرف موڑا ___

وہ آہستہ سے اسے کے لمبے بالوں کو ہاتھ میں لیتا انہیں کنگی سے سلجھانے لگا تھا "

وہ مسکرائی ہلکی سے مسکان ہونٹوں پر سجائے وہ اس کے ہاتھوں کی نرمی اپنے بالوں پر محسوس کر سکتی تھی ___

مجھے ہیئر سٹائل بنوانا ہے۔۔۔۔۔

اس نے منہ بسور کر لاڈ سے فرمائش کی (وہ اسی سے اپنے سارے چاہ پورے کرواتی تھی جیسے اسے ہیئر سٹائل کا بچپن سے شوق تھا لیکن نادیہ نہیں بنانے دیتی تھی کہ بالوں کو نظر لگ جائے گئی )

ذروہ میں کیسے بناوں گا ہیئر سٹائل اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

میں نہیں جانتی مجھے ویسا سٹائل(رول) بنوانا ہے جیسے آپی آگے سے بناتی ہیں۔۔۔۔اس نے پیر پٹخ کر ضد کی___

ذروہ !

اس نے پریشانی سے کہا۔۔۔

اوکے میں یو ٹیوب سے دیکھ کر بنا سکتا ہوں۔۔۔اس نے گہری سانس لے کر کہا۔۔۔

وہ مسکرائی۔۔۔۔

وہ اب یوٹیوب کھولے ہیئر سٹائل دیکھتا کافی پریشان لگ رہا تھا جبکہ ذروہ کے ہونٹوں پر مستقل ایک ہلکی سی مسکان سجی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

یہ رہا !

اس نے کہتے ہی موبائل سامنے رکھا پھر آگے سے اس کے کچھ بال پکڑتا وہ موبائل پر دیکھتا الٹا سیدھا سا اس کا سٹائل بنا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی نظروں سے اس کے لیے عشق چھلک رہا تھا___

جو اب اس کے گھنے بالوں کو پونی میں قید کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بن گیا۔۔۔

اس نے کنگا نیچے رکھتے ہوۓ کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھا جو ڈارک گرین آنکھوں سے اسے تکتا اسے جھینپنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔

ذروہ نے جلدی سے بلیک شال اوڑھی۔۔۔

جس پر اذمار نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

مائے ہارٹ کو اگر اپنے بال چادر میں قید کرنے تھے تو اپنے معصوم ہارٹ سے اتنی محنت کیوں کروائی ہاں !

اس نے اس کی کمر میں آہستہ سے ہاتھ ڈالتے ہوئے نرم سے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

بس میرا دل کر رہا تھا !

ذروہ نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔اذمار جھکا اور آہستہ سے اس کے چادر لیے سر پر لب رکھے پیار سے عشق سے عقیدت سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذروہ کی آنکھیں دھندلائی تھی آنسو سے اتنی محبت پر۔۔۔۔۔

ذروہ آپ کی آنکھوں میں اب میں آنسو نا دیکھوں۔۔۔۔

اس نے سختی سے اسے ہدایت کی۔۔۔۔

ذروہ نے سر ہلایا "

باہر چلیں !

اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاں !

ذروہ نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

*

زلے اپنے کیبن میں بیٹھی غصے سے کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔۔

جب ہاروں روم میں آیا !

زلے نے گھور کر اسے دیکھا___

مجھے گھورنے کا مقصد زلے شہزادی ___

اس نے آئی بروز اچکاتے ہوئے معصومیت سے پوچھا__

مجھ سے کیا چھپایا ہے ابھی بتادو ورنہ شادی سے انکار کردوں گی میں۔۔۔۔اس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے ناک چڑھا کر اسے دھمکی دی۔۔

اٹس اوکے ڈاکٹر زلیخہ__رابیل اویلیبل ہے۔۔۔

ہارون نے کندھے اچکاتے ہوئے کہہ کر اسے تپایا۔۔

ارے اس کا تو میں قیمہ کر بنادوں گئی اگر میرے شوہر پر نظر رکھی تو کیا سمجھ رکھا ہے اس نے ڈاکٹر زلے کو۔۔زلے نے تو الٹے دماغ والوں کو سیدھا کر دیا ہے تو پھر وہ کیا چیز ہے ہاں۔

۔۔۔۔۔۔۔زلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں غصے سے کہا۔۔۔۔

ہارون مسکرایا۔۔۔

ہارون زلے کو چھوڑ کر کسی اور کو دیکھ کر تو دیکھائے۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسکی چیئر پر جھکتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر زلے چونکی _پھر سنبھلی اور پھر اپنا سکارف جلدی سے درست کیا۔۔۔

ہارون مسکرایا__

زلے اتنا غصہ کیوں کرتی ہو۔۔۔اس نے اسکی چیئر کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے دھیمے سے پوچھا

۔۔۔۔

زلے نے ناک سکوڑا۔۔۔

تم مجھے مجبور جو کرتے ہو غصہ کرنے پر ابھی تک اپنی بیوی کو آئی لو یو نہیں بولا کیسے ڈاکٹر ہو تم

۔۔۔۔۔

زلے نے منہ بناتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔۔

کیا ڈاکٹر آئی لو یو بولیں تب ہی وہ ڈاکٹر لگتے ہیں ؟___ہارون نے معصومیت سے اپنی بیوی پر طنز کیا

۔۔۔

افف تم تو اگلے بندے کے دماغ کی دہی کر دیتے ہو۔۔زلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں اسے ڈانٹا۔۔۔۔

افففف اتنا غصہ !

ہارون نے اس کے کان کے پاس ہونٹ کرتے ہوئے دھیمے سے پوچھا جس پر وہ گھبرا کر جلدی سے چیئر سے کھڑی ہوئی۔۔۔

مجھے دیر ہو رہی ہے مجھے آج گھر جلدی جانا ہے اور مجھے اذمار کے پاس اسکے گاوں لے کر چلو !مجھے ذروہ کو دیکھنا ہے۔۔۔اس نے بیگ پکڑتے ہوئے اس سے فرمائش کم آرڈر زیادہ دیا۔۔

جو حکم میری بیوی کا۔۔۔

ہارون کے میٹھے لہجے پر وہ جلدی سے گھبراتی ہوئی باہر کی طرف لپکی کہ اس سے زیادہ وہ رومینس آفورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

پیچھے ہارون پاکٹ میں ہاتھ ڈالے مسکرایا اس کے وجیہہ چہرے پر مسکراہٹ بہت سوٹ کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔ہارون اس کے جانے کے بعد سنجیدہ ہوتا اسکی چیئر پر بیٹھا اور گاوں جانے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے لگا۔۔۔۔۔۔"

---

شائستہ معیز اور معاز لاونج میں تھے بیٹھے تھے۔۔جب زینش چائے لے کر آئی وہ ریڈ شارٹ فراک پہنے سر پر بلیک ڈپٹہ ٹکائے موبائیل میں گھم معاز کو ٹھٹکا گئی تھی۔۔۔۔

معاز نے حیرت سے اسے دیکھا کہ جس چہرے کی اسے تلاش تھی اسے وہ اسکے آس پاس تھا اور وہ جان ہی نا سکا۔۔۔۔۔

معاز کی ساری توجہ اب اس پر چلی گئی تھی جو نیچے بیٹھی سب کو چائے سرو کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ معیز کی نظریں تو سیڑیوں کی طرف تھیں جہاں سے نوال صاحبہ نے آنا تھا۔۔۔۔۔۔

لاونج میں سب اس وقت تھے سوائے نوال ہارون اور زلے کے جو گاؤں جانے کے لیے نکل چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینش نے کپ معاز کی طرف بڑھایا جو اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔اسے لگا شاید یہی لڑکی موم نے اسکے لیے پسند کی ہے جس سے اس کے بیزار تاثرات خوشگواری میں بدل گئے تھے __

معاز نے مسکرا کر کپ پکڑا جبکہ زینی نے کندھے اچکائے اور اپنا کپ لے کر ارم کے ساتھ بیٹھی ۔۔۔۔

بس بھائی میں چاہتی ہوں سادگی سے رسم کردوں لیکن شادی میں ان شاءاللہ بہت دھوم دھام سے کروں گئی ان کے ڈیڈ نے آنا ہے اگلے منتھ تب ہی ڈیٹ رکھیں گئے____"شائستہ نے چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے انہیں تفصیل سے بتایا۔۔۔

جبکہ مبین پریشان ہوئیں کہ انہوں نے نا ہی اذمار سے اس بارے میں بات کی تھی اور نا ہی نوال سے۔۔حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے کہ وہ پوچھ اور بتا ہی نا سکی کو۔۔۔۔۔"

بیٹا نوال کو تو بلاو۔۔۔۔دادی نے مبین سے کہا۔۔۔۔معیز کے تو دل کی مراد ہی پوری ہو گئی تھی دل ہی دل میں اپنی نانی کو ڈھیر سارا پیار دیا۔۔۔

جی میں بلاتی ہوں !

نوین نے مبین کو خاموش دیکھ کر کہا۔۔۔۔

نوین ابھی اسے بلانے اٹھی ہی تھی جب وہ رف سے حلیے میں نیچے آئی۔۔۔۔وہ وائٹ کھلا سا ٹروزر اوپر شارٹ پنک شرٹ پہنے بالوں کو بے ترتیب سے باندھے معیز کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔وہ کل ہونے والے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔اس لیے آج اسے چینج کرنے کا بھی ٹائم نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

آو بیٹا !

پھوپھو کے میٹھے لہجے پر وہ انکی طرف آئی اور مسکرا کر ان سے پیار لیا۔وہ ان کے قریب ہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔معیز نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو معاز کو السلام کر رہی تھی۔۔۔

نوال نے اسے گھورا جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

نوال نے منہ بنایا۔۔۔

معیز رنگ نکالو جو میں نے تمہیں دی تھی۔۔انہوں نے معیز سے کہا۔۔

معیز نے سر ہلا کر پاکٹ سے رنگ کا کیس نکالا __اور شائستہ کے ہاتھ پر رکھا۔۔

بھائی بسم اللہ کروں !

شائستہ نے مسکرا کر بھائی سے اجازت لی _جنہوں نے سر ہلا کر پرمیشن دے دی تھی۔۔۔۔

شائستہ نے مسکراتے ہوئے رنگ کیس سے نکالی۔۔۔۔۔اور نوال کا ہاتھ پکڑ اس کے ہاتھ میں پہنا دی ۔۔۔۔۔۔نوال نے حیرت سے رنگ دیکھی اسے لگا شاید معیز کے نام کی ہے۔۔۔۔

جبکہ معیز سرعت سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور حیرت زدہ تو معاز بھی ہو گیا تھا۔۔اس چونک کر زینش کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے نوال کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

یہ کیا تماشا ہے مما !

معیز نے دکھ سے شائستہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا ___شائستہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا !

نوال صرف میری ہے اس سے منگنی صرف میری ہو گئی بھائی کی نہیں !

اس نے غم و غصے سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اس کی آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا جبکہ نوال نے معیز کو حیرت سے دیکھ کر پھر اپنی انگلی میں چمکتی ہوئی رنگ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔"

---

اذمار اور ذروہ نے کل واپس شہر چلے جانا تھا اس لیے وہ اسے گاؤں دیکھانے لایا تھا۔۔۔۔

تمہاری سٹڈی کا کافی حرج ہو گیا ہے اس لیے صبح تین بجے یہاں سے نکلے گئے آپ کو یونی چھوڑ کر میں ایک دو جگہ پر جاوں گا ___اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے اپنی ساتھ چلتی زری سے کہا۔۔۔

کیا آپ کی سٹڈی کا حرج نہیں ہو رہا ___اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔"

جواباً وہ مسکرایا __

میرا انٹرسٹ نہیں سٹڈی میں۔۔۔اس نے لاپرواہی سے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ایسے کیسے انٹرسٹ نہیں ہے !

اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا__

اذمار کی گرین آنکھیں اسے دیکھ کر مسکرائیں __

آپ چاہتی ہیں میں سٹڈی کو سیریس لوں __اس نے دھیمے سے پوچھا۔۔۔

ہاں نا میں چاہتی ہوں آپ ساری یونی میں ٹاپ کریں __اس نے ارد گرد باہیں پھیلاتے ہوئے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔۔

آپ کی ہر خواہیش سر آنکھوں پر۔۔۔۔اس نے آمرود کے درخت کو دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔۔

ذروہ اس کے سامنے آئی۔۔۔

ہر خواہیش !

اس نے پوچھا____

میں اپنی زندگی کی آخری سانس تک آپ کی خواہیش پوری کرنے کی سکت رکھتا ہوں مائے ہارٹ ___وہ کہتا رکا پھر بھرپور انداز میں مسکرایا جس سے ذروہ کا دل سینے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

۔۔۔۔۔وہ کھو سی جاتی تھی اسکی مسکان میں۔۔۔۔

کیا آپ میری ناک پر ہونٹ رکھ سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔اس نے سر اسکی طرف جھکاتے ہوئے نرم سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے جھٹ ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھے ___کیا وہ اسکی دل کی ہر خواہیش جان لیتا تھا یہ کیسے اسے پتا چلا۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے حیرت سے سوچا۔۔

آئی ایم ویٹنگ !

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میں نہیں کروں گئ ___اس نے رخ دوسری طرف کرتے ہوئے جھینپ کر کہا۔۔۔

میں چاہتا ہوں زری ایسا !

اس نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھا جو بلیک پینٹ پر وائٹ ہاف سلیوز شرٹ پہنے جس پر بارش کے ننھے ننھے قطر گرتے اسے کہی کہی سے گیلا کر گئے تھے۔۔۔۔۔۔

میری خواہیش پوری نہیں کریں گئ آپ ___اس کے دھیمے گھمبیر لہجے پر وہ جی جان سے اوپر ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں پر اپنی ہتھیلی رکھتی وہ اس کی ناک کی نوک پر آہستہ سے ہونٹ رکھ کر آگے بھاگی تھی۔۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا پھر پریشان ہوا کیونکہ وہ کیچر میں پیر رکھ چکی تھی۔۔۔۔۔

ذروہ گر جائیں گئ آپ۔۔۔۔۔۔

اس نے اسے پیچھے سے کہا اور وہ گر بھی چکی تھی اس کی چادر اور کپڑے کیچڑ سے لتھڑ چکے تھے ۔۔۔۔وہ بھاگا اسکی طرف۔۔۔۔۔۔

ذروہ آپ کو کہی لگی تو نہیں۔۔۔۔اس نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں !

شرمندگی سے کہا گیا۔۔۔

اذمار نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔۔۔۔وہ کیچڑ سے لتھڑی اسے مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی

___

آپ مسکرانا چاہ رہے ہیں ___اس نے اپنی حالت دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔

بلکل نہیں۔۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اس کی گندی ہوتی شرٹ دیکھی پھر کھلے منہ سے اسے دیکھا۔۔۔۔جو آرام سے چلتا اسے ٹیوب ویل کی طرف لے آیا تھا۔۔۔۔

ذروہ نے انتہائی شرمندگی سے اسکی نئ شرٹ کا ستیاناس ہوتا دیکھا۔۔۔

ذروہ کوئی بھی چیز آپ سے زیادہ امپورٹنٹ نہیں ہے میرے لیے ___اس نے اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے اس سے کہتے ہوئے اس ٹیوب ویل میں کھڑا کیا بہتے پانی کی موٹی دھار ان دونوں کو کیچڑ سے صاف کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ نے اسے مسکرا کر اسے دیکھا جو ہتھیلیوں پر پانی جمع کر کر کے اسے صاف کرتا وہ کہی سے بھی ناک چڑہا نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اب اسکی چادر کو اس کے گرد سے ہٹاتا اسے پانی میں پھینک چکا تھا تاکہ اچھے سے صاف ہو جائے ۔۔۔۔۔ذروہ مسکراتی اسکے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

اذمار نے حیرت سے اسے دیکھا پھر ارد گرد دیکھا کہ کوئی آس پاس تو نہیں۔لیکن دور ایک آدمی کام کرتا دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ذروہ !

اس نے آہستہ سے کہتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

---

گاڑی تیز چلاوں نا !

اس نے سینڈوچ کھاتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔۔

میم گاڑی تیز ہی چلا رہا ہوں میں !ہارون نے اس کے ہاتھ سے سینڈوچ لے کر بائٹ لیتے ہوئے کہا

*افففف ایک تو جب مجھ سے کوئی کھانے والی کوئی چیز چھینتا ہے تو مت پوچھو مجھے کتنا غصہ آتا ہے ۔۔۔۔۔زلے نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

یہ کونسا نئی بات ہے ڈاکٹر زلیخہ! آپ کو تو غصہ چڑا ہی رہتا ہے___اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

تم کبھی مجھے سیریس لو گئے یا نہیں __اس نے غصے سے رخ اسکی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔"

سیریس لیا ہے تب ہی تو شادی کر رہا ہوں۔۔۔۔اس نے گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

پتا ہے کیا میرا دل کرتا ہے میں اپنی شادی میں ذروہ کو ہاف وائٹ لہنگا پہناوں پھر اسکے بالوں کا اچھے سے ہیئر سٹائل بنواوں پھر اسے سلور ہیل والی سینڈل پہناوں اسنے ہیل والے شوز کبھی نہیں پہنے نا اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اور اسے ڈارک میک اپ کرواں ہائے کیا لگے میری بہن۔۔۔۔

اس نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔جس پر ہارون نے حیرت سے اسے دیکھا ایسی خواہیش اور دلہن اس نے پہلی بار دیکھی تھی جو اپنی شادی پر خود کو نہیں اپنی بہن کو تیار کر رہی تھی وہ بھی خیالوں میں۔۔۔۔ہارون نے آنکھیں بند کیں پھر کھول کر اسے دیکھا جو ابھی بھی خوابوں کی دنیا میں تھی۔۔۔۔

---

وہ دونوں جیسے ہی گھر آئے سامنے بیٹھے ہارون اور زلے کو دیکھ کر وہی ٹھٹھک کر رکے تھے۔۔۔۔۔ علینہ انہیں چائے پیش کر رہی تھی اور اماں سادیہ وہی ان کے سامنے والی چارپائی پر بیٹھی انہیں محبت سے دیکھ رہی تھی کہ اذمار سے منسوب ہر چیز انہیں بہت پیاری تھی۔۔۔۔

آپی یہاں !

ذروہ حیرت سے بڑبرائی__

ہاں جی آپکی آپی کو ٹک کر بیٹھنے میں سکون جو نہیں ملتا۔۔۔۔اس نے ہلکی سی مسکان سے زری کو دیکھتے ہوَے کہا۔۔۔

جو اسے گھورتی ہوئی بھاگ کر زلے کے پاس آئی تھی۔۔۔

ارے میری گُڑیا اتنا سا منہ نکل آیا ہے تمہارا__زلے نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے محبت اعر شفقت سے کہا۔۔۔۔۔

آپی میں بلکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں ڈیڈ ٹھیک ہیں اور دادی وغیرہ اس نے زلے کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے باقی گھر والوں کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔

ہاں سب ٹھیک ہیں !ڈیڈ بہت مس کرتے ہیں تمہیں __زلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

سچی آپی ڈیڈ سچ میں مجھے مس کرتے ہیں۔۔۔اس نے معصومیت اور اشتیاق سے پوچھا جس پر ہارون سے بات کرتا اذما چونک کر اپنی زری کی طرف متوجہ ہوا کیسی حسرت تھی اسکے لہجے میں۔۔۔اس کی حسرت اس کا دل دہلا گئی تھی۔۔۔

اسکی آنکھیں ہلکی گرین ہو گئی تھیں۔۔۔

ہاں نا کہہ رہے تھے ذروہ کو ساتھ لے کر آنا اور اپنی بہن کی شادی پر ہاتھ بھی تو بٹانا ہے نا تم نے ۔۔۔۔زلے نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

کیاا آپی آپ کی شادی کس سے۔۔۔میرا مطلب ہے ہارون بھائی سے نا۔۔۔اس نے زلے کی گھوری پر جلدی سے تصحیح کی۔۔۔۔

بس میں جاتے ہی تمہیں شاپنگ کرواؤں گئی اپنی شادی کے لیے۔۔۔زلے نے ہارون کو دیکھتے ہوئے کہا جو چائے کے سپ لیتا اسکی طرف متوجہ ہوا تھا شاپنگ کا سن کر۔۔۔

ڈاکٹر زلیخہ آج تک آپ نے اپنی تنخواہ میں سے ایک روپیہ بھی خرچ کیا ہے جو آپ میری بیوی کو شاپنگ کروائیں گئی۔۔۔

اذمار نے سنجیدگی سے آئی بروز اچکا کر پوچھا۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔میں کیوں خرچ کروں اپنی تنخواہ سے اپنے باپ کا پیسا کیا میں قبر میں لے کر جاوں گئی۔۔۔اس نے تنک کر جواب دیا۔۔۔

تو کیا اپنا پیسہ آپ قبر میں لے کر جائیں گئی۔۔۔۔اس نے مسکراہٹ روکتے ہوئے پوچھا۔۔

مرے میرے دشمن !اس نے دہل کر کہا۔۔۔اور ویسے بھی باپ کے گھر لڑکی باپ کا پیسا خرچ کرتی اچھی لگتی ہے اور شادی کے بعد شوہر کا اس لیے میں خرچ نہیں کرتی ورنہ میرا دل تو دریا ہے دریا سمجھے تم !ویسے اپنی بھی بات کر لیا کرو بیوی کو آج تک میک اپ نہیں دلوا سکے بڑے آئے مجھے سے پنگا لینے والے۔۔۔..زلے نے لڑاکا انداز میں کہا جس پر اماں سادیہ تو سے اپنی ہنسی ہی نہیں کنٹرول ہوئی۔۔۔۔

جبکہ ذروہ اور ہارون نے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

میری بیوی مجھے سادگی میں ہی پیاری لگتی ہے بناوٹی نہیں۔۔۔۔اس نے بھی کراڑا سا جواب دیا

۔۔۔۔۔افف ہارون تم سن رہے ہو یہ مجھے میک اپ کا طعنہ دے رہا ہے۔۔۔۔زلے نے ہارون سے اسکے بھائی کی شکایت کی۔۔۔۔۔

بس اب کوئی نا لڑے۔۔۔۔تم سب لوگ منہ ہاتھ دھو کر آو میں جب تک کھانا لگواتی ہوں

۔۔۔۔۔اماں سادیہ نے ان کی کڑائی ختم کرنا چاہی۔۔۔

اماں میں بھی آپکی ہیلپ کرواں گئی۔۔۔۔ذروہ نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اچھا آجاو بچے۔۔۔۔وہ کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھیں۔۔۔۔ذروہ بھی گیلی چادر اپنے گرد درست کرتی ان کے پیچھے بڑھی۔۔۔۔۔۔۔

زلے منہ بناتی منہ ہاتھ دھونے نلکے کی طرف گئی۔۔۔۔

اب ہارون اسے ڈانٹ رہا تھا بنا بتائے گھر چھوڑ کر آنے پر جس پر وہ ہلکی سے مسکان ہونٹوں پر سجائے اس کی ڈانٹ سنتا رہا کہ ہارون اسے بہت پیارا تھا۔۔۔۔:

تم پاگل ہو ہوش میں تو ہو !

شائستہ نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے غصے سے ڈانٹا۔۔۔

سب گھر والے اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے معیز کو دیکھنے لگے جو غصے سے نوال کے طرف بڑھتا اس کی انگلی سے رنگ نکال چکا تھا۔۔۔۔

نوال سمیت سب اسکی جرت پر حیرت سے دنگ رہ گئے کہ ایسی امید وہ کبھی بھی معیز سے ایکسپیکٹ نہیں کر سکتے تھے ___ سوری بھائی نوال صرف میری ہے یہ منگیتر بیوی دوست سب میری بنے گئء کسی اور کی نہیں ،

آس کے شدت بھرے لہجے پر نوال نے چونک کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں اس وقت صرف سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

شائستہ یہ کیا تماشا ہے۔۔۔

احمد صاحب نے غصے سے پوچھا۔۔۔

جس سے شائستہ شرمندہ سی ہوگئی اپنے بیٹے کی حرکت پر۔۔۔

معیز تم پاگل ہو میں تمہاری بھی کردوں گئی زینی سے کیوں اتنے اتاولے ہو رہے ہو۔۔۔۔

انہوں نے اس کے پاس آتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔نوال نے شائستہ کو دیکھا وہ انکی بات سن چکی تھی۔۔۔

میں کسی سے بھی نہیں کروں گا سوائے نوال کے۔۔۔اس نے صدمے سے چیخ کر کہا۔۔۔۔

مما آپ کر دیں معیز کی __ معاز نے ان کے پاس آتے ہوئے کہا۔۔

یہ کیا تماشا ہے ایک بھائی نہیں کرئے گا دوسرا کرئے گا تم لوگ پاگل تو نہیں ہوگے یہ کیا کوئی کھیل تماشا ہے کہ ایک نہیں کھیلتا تو دوسرا کھیل لے۔۔۔۔

عدیل صاحب نے غصے سے کہا۔۔۔

شائستہ ہم تمہارے کسی بیٹے سے اپنی بیٹی کی منگنی نہیں کریں گئے بہتر ہوگا کہی اور کردو انکی ۔۔۔۔۔عدیل صاحب غصے سے کہتے زینہ چڑ گئے۔۔۔۔۔۔باقی اب سب پریشانی سے کھڑے معیز کو دیکھ رہے تھے جو نوال کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔نوال نے سب کی نظریں خود پر محسوس کر کے جلدی سے وہاں سے بھاگی۔۔۔۔۔۔

معیز بھی تن فن کرتا ہوا ماموں کے گھر سے نکل گیا۔۔۔

شائستہ بہتر ہوتا تم پہلے کلیئرلی اپنے بیٹوں سے بات کر لیتی۔۔۔۔۔نوین بیگم نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

شائستہ پریشان سی ہوتی واپس اپنی جگہ پر بیٹھی __ جبکہ معاز زینی کو دیکھ رہا تھا جو پریشان سی نوال کے پیچھے گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

---

زلے جھولے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔ذروہ پیچھے سے اسے جھولے دیتی ہوئی اذمار کو دیکھ رہی تھی __ جو بلیک سوٹ پہنے کندھے پر براون بھاری چادر رکھے شہر جانے کو بلکل تیار تھے۔۔۔۔

آپی چلیں اذمار بلا رہے ہیں۔۔

ذروہ نے چادر سر پر درست کرتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

جس نے شرارتی مسکان سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

واوا آپ بلا رہے ہیں کیا اخترام ہے واوا بھئی واوا۔۔۔

زلے نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔

جواباً زری اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔۔

اذمار اسے یونی چھوڑ کر خود کہی چلا گیا تھا واپسی میں اسے لیتے آنے کا کہہ کر۔۔۔

ذروہ عینی کو ڈھونڈ رہی تھی جب ماہم چوہدری اس کے سامنے آئی۔۔۔۔

خود تو اس کے ساتھ گھومتی پھرتی ہو اور مجھے اس دن اس کا نمبر تک نہیں دیا تھا ہاں__ماہم نے اسے گھورتے ہوئے طنزیہ مسکان سے پوچھا۔۔۔۔

ذروہ نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے گزرنا چاہا جب اس نے ہیل والے شوز اس کے سامنے کیئے __جس سے ذروہ ٹھکر کھا کر نیچے گری تھی۔۔۔آس پاس کھڑے کچھ لوگ ذروہ کو نیچے گرے دیکھ کر مسکرائے تھے تو کچھ لوگوں نے تاسف سے اسے گرے دیکھا۔۔

بہت پارسا بنتی پھرتی ہو اب کہاں گیا تمہارا نیک پن ہاں ___پہلے شکل دیکھو پھر ماہم چوہدری کو اگنور کرنا اور خبردار آئندہ اسکے ساتھ گھومی تو۔۔۔۔۔ماہم اس کی تزلیل کرتی ہوئی کہہ کر اپنی دوستوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔۔۔جب عینی بھاگتی ہوئی اس تک آئی۔۔۔

عینی نے ساکت بیٹھی ذروہ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔عینی نے فکرمندی سے اس کی زرد رنگت کو دیکھ کر پوچھا۔۔

یس ایم اوکے۔۔

ذروہ نے کپڑے جھاڑ کر آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

تم فکر مت کرو اسکی شکایت تو میں پرنسپل سے لگاتی ہوں ابھی۔۔۔عینی نے ماڈرن لک میں جاتی ہوئی ماہم کو گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

اونہہ ___عینی ایسے لوگوں سے دور ہی رہیں تو بہتر ہوتا ہے جاہل لوگوں سے الجھنا کہاں کی سمجھداری ہے سو چھوڑو اور چلو کلاس میں۔۔۔۔۔

ذروہ نے اپنی طرف دیکھتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر آفسوس سے کہا۔۔۔۔۔

وہ چادر درست کرتی کلاس کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

عینی نے اپنی احساس دل دوست کو محبت سے دیکھا پتا نہیں لوگ شکلیں کیوں دیکھتے ہیں دل کیوں نہیں دیکھتے منافق لوگ___عینی نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے آفسردگی سے سوچا۔۔۔۔۔

*

ڈاکٹر زلے نے مسکرا کر اسے دیکھا جو اپنے ایک ساتھی ڈاکٹر کسی فائل پر بحث کر رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر ہارون ___

زلے نے اسے آواز لگائی۔۔۔ہارون نے اسے دیکھا___علی تم جاو میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں اس نے جلدی سے فائل بند کرتے یوئے اسے دیتے ہوئے کہا۔۔

اوکے ڈاکٹر علی کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

میں کیسی لگ رہی ہوں ____

اس نے اپنا کڑھائی والا سفید ڈوپٹہ لہراتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔

ہارون نے اسے نظر بھر کر دیکھا۔۔۔۔۔وہ عموماً زیادہ تر جینز پر گھٹینوں تک آتی شرٹ پہنتی تھی اور گلے میں سکارف۔۔۔۔۔لیکن اس وقت وہ لمبی بروان فراک نیچے وائٹ کیپڑی پہنے ڈوپٹہ لہراتی اپنی پیاری سی شکل سے اس سے پوچھتی اسے بہت پیاری لگی۔۔۔۔

بہت پیاری اور تم ہر کلر میں پیاری لگتی ہوں جان عزیز۔۔۔۔اس نے گھمبیر تا لہجے میں کہتے ہوئے اس کا کام والا ڈوپٹہ پکڑا۔۔۔۔۔

زکے ابھی کھل کر مسکرا بھی نا سکی تھی جب رابیل نے ڈاکٹر ہارون کو اپنی طرف متوجہ کیا ۔۔۔۔۔ڈاکٹر ہاروں آئی تھنک اپریشن کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔رابیل نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔۔۔۔

او ہاں !

زلے میں تم سے بعد میں ملتا ہوں بہت ضروری سرجری کرنی ہے مائے ڈیئر۔۔۔۔وہ محبت سے اسکے گاک چھوتا کہتا رابیل کو سلگا گیا تھا۔۔۔۔۔

چلیں !

رابیل نے مصنوعی مسکان سے پوچھا۔۔۔۔۔

آفکورس زلے بعد میں ___وہ کہتا ہوا آگے بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے جاتی ہوئی رابیل کو آج نے لقب سے نوازا ___ناگن تمہیں تو سبق بہت جلد سیکھاتی ہوں زلے کے رومینٹک سین کا ستیاناس کر دیا تم نے بکری کہی کی۔۔۔۔۔اس نے دانت پیس کر کہا۔

۔۔۔۔۔

PRIME URDU NOVELS
Zuhnovelszone.com

ذروہ بیٹا۔۔۔۔۔

وہ کلاس روم میں تھی جب اس آواز پر وہ چونک کر دروازے کی طرف پلٹی۔۔۔۔۔۔

جہاں ذوالفقار صاحب گرئے تھری پیس سوٹ میں ملبوس بے تاب نظروں سے اسے دیکھتے اس کی طرف آئے تھے۔۔۔

ذروہ جھٹ سے اپنی چیئر سے کھڑی ہوتی انکی طرف دوڑی۔۔۔۔۔

ڈیڈ !

وہ پوری کلاس کو حیرانی میں چھوڑے جھٹ ان کے سینے سے لگی روئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے کہاں باپ کے سینے کی گرمی محسوس کی تھی اسے اپنے ڈیڈ دنیا کے بیسٹ ڈیڈ لگتے تھے حلانکہ ذوالفقار صاحب کے پاس اس کے لیے وقت نہیں ہوتا تھا انہوں نے اپنے تین بچوں پر ہی توجہ دی تھی۔۔۔۔۔۔

اور وہ ماں باپ کے پیار کو ترستی ہوئی اندر ہی اندر گھٹتی رہی۔۔۔۔۔

آج وہ انکے سینے سے لگی وہ شفقت محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔۔مم

میری بیٹی کیسی ہے۔۔۔۔

انہوں نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے محبت سے پوچھا۔۔۔

آئی ایم فائن ڈیڈ !

ذروہ نے رونق لیے چہرے سے انہیں مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔

کیا آج میرا بیٹا میرے ساتھ ٹائم سپینڈ کرئے گا۔۔۔۔۔انہوں نے اسے کندھوں سے تھام کر باہر لاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جی !

اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔۔۔

وہ اسے لیے گاڑی تک لائے اسے اندر نرمی سے بٹھا کر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آئے۔۔۔۔۔وہ ابھی بھی ینگ لگتے تھے ہینڈسم پرسنلٹی کے مالک تھے۔۔وہ ابھی بھی چالیس کے لگتے تھے__ ذروہ نے مسکرا کر ان کا جائزہ لیا۔۔۔

میرا بیٹا کیا کھائے گا۔۔۔

آنہوں نے پوچھا۔۔۔

ہمم__ میں ونیلا آئس کریم کھاوں گئ___زری نے انہیں دیکھتے ہوئے محبت سے کہا___"

میرے بیٹے کی پسند بلکل اپنے بابا جیسی ہے یہ مجھے آج پتا لگا ہے۔۔۔۔۔انہوں نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

---

آج میں اتنیییییی خوش ہوں کہ بتا نہیں سکتی۔۔۔اس نے بازوں اپنے چاروں طرف پھیلاتے ہوئے خوشی کے بھرپور احساس سے کہا۔۔۔

وہ سامنے ہونٹوں پر مٹھی بنائے رکھے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

پتا ہے ڈیڈ نے یہ سب مجھے شاپنگ کروائی ہے میں نے نا چھپکے سے یہ والی شرٹ آپ کے لیے لے لی کہ آپ پر یہ کلر بہت سوٹ کرتا ہے نا۔۔۔

اس نے چمکتے چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے بیگ سے شرٹ نکالی____

افففف میں یہ تو آپ کو بتانا ہی بھول گئی کہ ہم دونوں پلے لینڈ بھی گئے تھے وہاں انہوں نے مجھے بہت سارے جھولے دلوائے اور میں نے گول گپے بھی کھائے ڈیڈ نے منع کیا لیکن میں نے بھی کھا کر ہی چھوڑے میرے ڈیڈ دنیا کے بیسٹ ڈیڈ ہیں وہ بہت ہینڈسم بھی ہیں اور اچھے بھی _____وہ جب سے آئی تھی ایسے ہی باتیں کیے جارہی تھی۔۔۔اور وہ بنا کچھ بولے اسے دیکھتا جا رہا تھا۔۔۔۔ وہ شام کو واپس آئی تھی ذوالفقار صاحب اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

کیا آپ مجھے یونی سے لینے گئے تھے!۔۔۔اس نے اچانک سے یاد آنے پر اس سے پوچھا۔۔۔وہ اسے آج کوئی چھوٹی سی بچی ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔"

نہیں !

بس یہی کہا گیا۔۔۔

کیوں میں نے آپ کو بتایا تو نہیں تھا پھر آپ مجھے لینے کیوں نہیں گئے۔۔۔اس نے خفگی سے پوچھا۔

۔۔۔

بس مجھے پتا لگ گیا تھا ___دھیمے سے کہا گیا۔۔۔

کیا میں آپ کے لیے چائے بنا لاوں۔۔۔۔اس نے کھڑے ہوتے ہوئے اچھی بیویوں کی طرح پوچھا

_____

اونہہ میں بنا کر لاتا ہوں آپ بیٹھیں ___اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا """

ذروہ جھٹ سے واپس اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔پھر سے چیزیں دیکھتی وہ چونکی وہ چائے کے دو کپ رکھے ڈیڈھ منٹ میں ہی واپس آگیا تھا۔۔۔

آپ نے چائے بنا بھی لی۔۔۔اس نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

ہاں ___ آکر بنائی تھی اور ٹی پاٹ میں ڈال تھی۔۔۔اس نے چائے کا کپ اسے دیتے ہوئے کہا۔

۔۔

مجھے نہیں پینی یہ باسی چائے میں فریش ٹی پیتی ہوں۔۔۔منہ بسور کر اس نے کہا۔۔۔

اذمار نے اسے دیکھا جو بلیو سوٹ پر بلیک چادر لیے اسے بہت ہی کیوٹ لگی تھی فرمائشیں کرتی ہوئی

۔۔۔۔۔۔

اذمار کی جان بھی ذروہ پر قربان ہو تو کم ہے ___اس نے اس کا سر چومتے ہوئے شدت سے کہا۔۔۔

میں اپنے ہارٹ کے لیے فریش چائے بنا کر لاتا۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا دوبارہ کچن کی طرف گیا۔۔۔ذروہ کے ہونٹ خودبخود مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے صوفے سے کھڑی ہوتی اس کے پیچھے کچن میں آئی جہاں وہ اس کے لیے چائے بنا رہا تھا

سلیوز کہنویو تک موڑے وہ ابلتے ہوئے پانی میں پتی ڈال رہا تھا۔۔۔

میں نے دودھ پتی پینی ہے۔۔۔

ذروہ نے پانی کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

اس نے فوراً پلٹ کر اسے دیکھا

پھر مسکرایا ___وہ چولہے سے دیگچی کو پکڑے اس میں ابلتا ہوا پانی سنک میں بہا چکا تھا اور اب اس

میں دودھ ڈالتا وہ ذروہ کو دنگ کر گیا تھا کہ کوئی کسی کو اتنا بھی چاہ سکتا ہے۔۔۔۔

ذروہ نے اسکی پشت کو دیکھا پھر آہستہ سے اس کے قریب ہوتی اپنے ہونٹ اسکی پشت پر رکھ چکی

تھی وہ ___چائے بناتے ہاتھ فوراً سے ساکت ہوئے تھے وہ پلٹا نہیں تھا۔۔۔۔

ذروہ آنکھوں سے آنسو صاف کرتی بھاگ کر بیڈ روم میں چلی گئی ___ اذمار نے پلٹ کر اپنی زری کی گھم ہوتی چادر کو دیکھا

___ آنکھوں میں نمی سی چمکی تھی اس کی آنکھوں میں جس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا آنسو سے ناطہ وہ توڑ چکا تھا ___

چائے کو مگ میں ڈالتا ٹرے پکڑے روم کی طرف بڑھا "

---

نوال چپ چاپ بالکنی میں کھڑی اسے سوچ رہی تھی۔۔۔۔

وہ تو سمجھی تھی کہ وہ بس مزاق مزاق میں کہتا ہے لیکن کل کا اس کا روپ دیکھ کر وہ دنگ سی تھی ۔۔۔۔

افف کیا کروں میں کیوں اسی کے بارے میں سوچے جارہی ہوں ___

نوال زچ ہوتے ہوئے بڑبرائی ___

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔زینی نے چائے کا سپ لیتے ہوئے اس کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بس وہی کل والی بات کو سوچ رہی ہوں کسی نے مجھ سے زکر تک نہیں کیا یہ کیا بات ہوئی بھلا ۔۔۔۔نوال نے غصے سے کہا۔۔

ہمم ___ یہ بھی تو سوچو جو بھی ہوا اسی وقت فنش بھی تو ہوگیا چاچو کہاں مانے گئے مجھے تو معیز کا ترس آتا ہے وہ اب کیا کرئے گا۔۔۔

زینی نے سنجیدگی سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

نوال کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا__کیا سچ میں ڈیڈ نہیں مانے گئے۔۔۔نوال نے دل میں سوچا۔۔۔

چلو اب شاپنگ پر جانا ہے آج سب نے !شادی میں تین دن ہی تو رہ گئے ہیں۔۔۔۔۔زینی چائے کا کپ وہی رکھ کر اس سے عجلت میں کہتی واپسی کے لیے پلٹی۔۔۔۔۔

تم چلو میں آتی ہوں۔۔۔

اس نے مصنوعی مسکان سے کہا۔۔۔۔۔

اوکے آو جاو جلدی سے ورنہ جانتی ہو نا آپی چپل لے کر آجائیں گی۔۔۔زینی اسے زلے کا ڈروا دیتی ہوئی روم سے باہر نکل گئی۔۔۔

زینی نے سنجیدگی سے پردے کا پلو پکڑا___وہ پریشانی سی تھی ! لیکن وہ الجھ رہی تھی کہ وہ کیوں پریشان ہے_"

---

یہ دیکھو یہ شرٹ اور لہنگا تم پر بہت سوٹ کرئے گا___نوین نے ریڈ کامدار شرٹ اس کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ارم مبین ,نوین سب اس کے ساتھ شادی کی شاپنگ پر آئی ہوئی تھیں جبکہ اس نے تین گھنٹوں میں ہی انکی ناک میں دم کر دیا تھا__یہ نہیں لینا تو وہ نہیں لینا ارم اور مبین صبر کے گھونٹ ہی بھر رہی تھیں جب سے اس کے ساتھ آئیں تھیں۔۔۔

میں وہ پنک والا لوں گئ___اس نے معصومیت سے ریک میں پڑے سب سے بیش قیمتی لہنگے کی طرف اشارا کیا_

جس پر نوین سمیت سب کے منہ حیرت سے کھل گئے __

جانتی ہو وہ کتنے کا ہے۔۔۔

ارم نے غصہ ضبط کرتے ہوئے تیکھے لہجے میں پوچھا۔۔۔

جتنے کا بھی ہو آئی ڈونٹ کیئر میرے ڈیڈ اتنے رچ ہیں کہ وہ میری ہر خواہیش پوری کر سکتے ہیں !سو میں وہی لوں گئی پیک کردیں اسے۔۔۔۔۔۔سرد لہجے میں کہتے اس نے سیلز بوائے کو پیک کرنے کا کہا۔۔۔۔

جس پر ارم نے مبین کو دیکھا جو خود بے بس تھی کہ کیا کہہ سکتیں تھیں بھلا وہ اسے۔۔۔کیونکہ لڑکی پہلے دن کا جوڑا اپنے باپ کے گھر کا پہنتی ہے سو یہ رسم ارم نے نا چاہتے ہوئے بھی پوری کرنی ہی تھی ورنہ ذوالفقار صاحب کی جھاڑ کون سنتا۔۔۔۔۔

اب میڈیم سلور سینڈل میچ کر رہی تھی اپنے کامدار لہنگے سے۔۔۔۔۔۔۔ارم نے زچ ہوتے ہوئے پانی کی طرح پیسہ بہاتی زلے کو گھورا۔۔۔۔

جو جواباً مسکرائی !لوگوں کو زچ کرنا تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا __نوال اپنے لیے کچھ نہیں لے رہی تھی وہ بس چپ سی تھی جبکہ زینش خوب آگے بڑھ بڑھ کر اپنے لیے شاپنگ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

نوین نے بھی مہنگے ترین جوڑے خریدے تھے زلے کے لیے _زلے نے انہیں کہہ دیا تھا جو وہ خریدیں گئی وہی زلے کی پسند ہو گئی۔۔۔۔۔۔جس پر مبین اور ارم نے اسے غصے بھری نظروں سے گھورا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔۔۔

نوین کا اکلوتا بیٹا تھا وہ سب چاہ اسکی شادی پر پورے کرنا چاہتیں تھیں۔

زلے نے ساتھ آٹھ گھنٹوں میں اپنی شادی کی ساری شاپنگ کر لی تھی۔وہ صبح کیں مال آئیں شام کو تھکی ہاری گھر واپس لوٹیں تھیں۔۔

---

وہ دروازے میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا_وہ اس کے کمرے میں سارے بیڈ پر قبضہ کیے سو رہی تھی۔

اذمار مسکرایا !

وہ آہستہ سے چلتا اس کے سراہنے آیا وہ ایک تکیہ بازوں میں لیے دوسرا کمر کے نیچے رکھے نیند کی وادیوں میں گھم تھی۔۔۔

وہ آہستہ سے اس کے سراہنے نیچے بیٹھا تھا ٹکٹکی باندھے نمی لیے آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ لب بھینچ گیا تھا۔۔

ذروہ تم جان ہو میری تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا یہ وعدہ ہے اذمار کا اپنی زری سے۔۔۔۔

اس نے محبت سے اسکی ناک میں چمکتی لونگ پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہا__

اسکا فون بجا تھا جس پر وہ آنکھوں سے نمی صاف کرتا ہوا فون کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

ہمم !

سن نے اگلے بندے کی بات سن کر کہا۔۔۔

ٹھیک ہے میں کل ملتا ہوں ان سے۔۔۔۔اس نے کہتے ہی فون بند کر دیا__

پھر اسکی طرف متوجہ ہوا وہ تھوڑا سا جھکا اور اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتا وہ اٹھ کر تیز قدموں سے باہر چلا گیا۔۔۔

---

نوال پلیزز رکو ایک بار میری بات سن تو لو__ معیز نے تیز قدموں سے چلتی ہوئی نوال کی کلائی پکڑ کر بے بس لہجے میں کہا۔۔۔

کیوں سنوں میں تمہاری بات سننے کو رہ کیا گیا ہے اب _ اچھا ہوتا تمہارے بھائی سے میری انگیجمنٹ ہوجاتی تو پھر تمہیں پتا چلتا۔۔۔نوال نے غصے سے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

شٹ اپ !

اس سے زیادہ کچھ نہیں سنوں گا میں تمہاری__ معیز نے غصے سے اس کی کلائی پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔۔

کر کے دیکھتی تم، تمہاری ٹانگیں نا توڑ دیتا تو پھر کہتی۔۔تم صرف میری ہو صرف میری تم پر میں کسی کی نظر تک نہیں برداشت کروں گا اس نے شدید غصے سے کہا___ ویسے بھی شادی کے بعد میں تمہیں برقہ پہناوں گا ___اس نے اسکے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جس کا اسکی آخری بات پر حیرت سے سارا منہ کھل چکا تھا۔۔۔

واٹ !

اس نے اپنی کلائی آزاد کرواتے ہوئے تنک کر پوچھا۔۔

یس !

اس نے بھی ہونٹ بھینچ کر سختی سے کہا۔۔۔۔

تم اپنے یہ سارے خوبصورت خیالات اپنے خوابوں میں ہی پورے کرنا انڈرسٹینڈ !

انگلی اس کے چہرے کے سامنے گھما کر کہتی ہوئی وہ دوسری طرف چلی گئ پیچھے وہ دانت پیسے کھڑا اسکی پشت کو گھورتا بڑبڑا رہا تھا۔۔جانم تم پر ہی پورے کروں گا اور وہ بھی خقیقت میں ان شاءاللہ___وہ پیچھے سے اونچی آواز میں کہتا اسے تپا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

---

یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے۔۔۔۔۔اس نے ایک لمبے سائز کی ڈبی اسے دیکھاتے ہوئے پرجوش سے انداز میں پوچھا۔۔۔

ہارون جو بہت ضروری فائل سٹڈی کر رہا تھا___اس کے ایکسائیٹڈ سے سے لہجے پر اس کی طرف متوجہ ہوا___

ہارون مسکرایا !

وہ بلیک شرٹ بلیک ہی پینٹ پہنے فارمل سے لک میں تھا۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا اسکی طرف آیا'

آئی تھنک یہ تم میرے لیے کچھ لے کر آئی ہو۔۔۔اس نے آئی بروز اچکا کر کہتے ہوئے گیس کیا ۔۔۔

جی نہیں یہ میں تمہارے لیے نہیں لائی۔۔۔زلے نے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔

تو پھر !

ہارون نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

یہ میں واچ اذمار کے لیے لیکر آئی ہوں۔۔۔۔زلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہارون نے حیرت سے اپنی انوکھی بیوی کو دیکھا۔۔۔

افففف زلے تم مجھے پاگل کر دو گئی۔ایک تو تم اس سے ہر وقت لڑتی رہتی ہو اور آج اسکے لیے یہ واچ لے آئی کہی میرے بھائی کے خلاف کوئی سازش تو نہیں بن رہی تم۔۔۔اس نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

میں تمہیں جادو ٹونے کرنے والی لگتی ہوں کیا !زلے نے غصے سے اس سے پوچھا۔

لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔۔۔

ہارون نے مسکراہٹ کو ہونٹوں میں ہی ضبط کرتے ہوئے کہا.

میں یہ گفٹ اسکے لیے اس لیے لائی ہوں کہ اس نے میری بہن کو وہ ساری خوشیاں دی ہیں جس کی وہ حقدار ہے اور میں اور اذمار اوپر اوپر سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں ورنہ اندر سے ہم ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا "جبکہ ہارون نے حیرت کی زیادتی سے اسکی آخری بات سنی۔۔۔۔

زلے یار بات کرتے وقت سوچ لیا کرو وہ کیا کہتے ہیں" پہلے تولو پھر بولو"

ہارون نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا۔۔۔

واٹ ڈڈ یو مین ہاں !

زلے نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تنک کر پوچھا___"

ویسے آج میری بیوی بہت پیاری لگ رہی ہے حیریت۔۔۔اس نے اس کے سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے اس کا دھیان پہلی بات سے ہٹایا۔۔

میں ہر روز ہی حسین لگتی ہوں سمجھے تم۔۔۔زلے نے خفگی سے کہا۔۔

میری بیوی ناراض سی لگتی ہے آج۔۔۔ہارون نے اس کے سر سے اپنا ماتھا ٹکراتے ہوئے پوچھا۔۔

زلے مسکرائی !

میں سوچ رہی تھی تم شادی پر

مہرون کلر کی شیراونی پہنو۔۔۔

زلے نے اسکی شرٹ کے بٹنوں سے چھڑ چھانی کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

کیاااا !

ہارون نے صدمے سے کہا۔

ہاں نا ہم دونوں میچنگ کریں گئے نا۔۔۔زلے نے مناتے ہوئے کہا۔

افف زلے کیا میں مہرون شیروانی پہنتا اچھا لگوں گا نرا مزاق ہے یہ تو۔

ہارون نے اس کی سر پر ٹھوڑی اٹکاتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔

افف ایک تو تم اور ایک تمہارے نخرے ___ زلے نے ناک چڑہا کر کہا۔۔۔۔

نوین چچی ناشتے پر تمہارا ویٹ کر رہیں ہیں جلدی سے آجاو اگر ناشتہ کرنا ہے تو۔۔۔

اس نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔جس پر ہارون نے صرف سر ہلایا اور اپنا کورٹ وغیرہ اٹھانے لگا۔۔۔

زلے منہ بناتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔'

ہارون بھی جلدی سے اسکے ساتھ ہو لیا_____"

*

_____

اذمار نے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا۔۔وہ رات والے ہی انداز میں سو رہی تھی کسی معصوم بچے کی طرح۔۔

اذمار مسکرایا،

پھر دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا۔وہ ہلکا سا جھکا اور اس کے ماتھے پر پیار کیا۔۔ذروہ نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔۔اسے خود پر جھکا دیکھ کر وہ سرعت سے سیدھی ہوئی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔۔

ذروہ نے بال سمیٹتے ہوئے اسے ہنوز جھکے دیکھ کر خفگی سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں

اس نے دھیمے سے کہا۔۔

پھر آپ مجھے گھور کیوں رہے ہیں۔۔۔ذروہ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔۔

ذروہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔۔۔اس نے آہستہ سے اسکی تصحیح کی۔۔

میں فریش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔

اس نے اسے سامنے جمے دیکھ کر ہلکی سی آواز میں کہا۔۔

وہ مسکرایا پھر ایک سائیڈ ہوتا اسے واش روم جانے کی جگہ دی۔۔۔۔وہ جلدی سے بھاگتی ہوئی واش روم گئی تھی۔۔پیچھے اس کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔

آہ

اسکی چیخ پر وہ چونک کر دروازے کی طرف موڑا۔۔

وہ الٹے قدموں واشروم کی طرف بھاگا تھا ___ واش روم کا دروازہ بند تھا لاک نہیں۔۔۔

ذروہ سر تھامے نیچے بیٹھی تھی۔۔۔۔وہ درد سے کراہتی ہوئی اس کا دل چیر گئی تھی۔۔۔

ذروہ میری جان آپ ٹھیک ہو۔۔۔اس نے اسے بانہوں میں سمیٹے ہوئے درد بھری آواز میں پوچھا ۔۔۔۔

میرا سر پھٹ جائے گا۔۔

اس نے اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

وہ اسے جلدی سے اٹھاتا باہر بیڈ پر لایا۔۔۔

ذروہ میری جان بس چپ میں ہوں نا۔۔۔

اس نے فون نکالتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مان سے پوچھا۔۔

ذروہ نے درد کو ہونٹ بھینچ کر برداشت کرتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

جلدی آجائیں بس پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس ورنہ اگلا چھٹا منٹ تمہاری موت ہو گا یو انڈرسٹینڈ ۔۔۔اس نے اگلے بندے کو دھمکی دیتے ہوئے سیل بند کیا اور آنکھیں بند کیے اس پر کچھ قرانی آیات پھونکنے لگا۔۔۔۔

ذروہ نے اسے دیکھا جو اس سے زیادہ بیمار تو وہ لگنے لگا تھا۔۔۔ذروہ نے درد سے لب بھینچے اور درد کو اگنور کرنا چاہا۔۔۔۔

باہر ہوتی دستک پر وہ اٹھا جلدی سے ذروہ کے سر پر ڈوپٹہ اوڑھتا_وہ باہر چلا گیا۔۔

تھوڑے ہی منٹوں میں دو ڈاکٹر اس کے ساتھ روم میں آئے تھے۔۔۔

اذمار جلدی سے ذروہ کے پاس آیا اسے بانہوں میں لیتے ہوئے ڈاکٹر کو چیک کرنے کا اشارا کیا ۔۔ڈاکٹر نے اسے چیک کرنے کے بعد انجیکشن تیار کیا جسے دیکھ کر ذروہ کے آنسو آنکھوں میں ہی ٹھہر گئے تھے شاک سے۔۔

میں نہیں لگاوں گئی یہ ٹیکہ شیکہ مجھے کوئی میڈیسن دے دیں میں وہی کھا لوں گئی۔۔۔اس نے معصوم سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

ڈاکٹر نے اذمار کو دیکھا جس نے سر ہلا کر تسلی دی۔۔

ذروہ میری طرف دیکھیں !

اس نے ذروہ کا چہرہ اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔۔

ذروہ آپ کو پین زیادہ تکلیف دے گئی یا پھر یہ زرا سے سوئی والا انجیکشن۔۔۔

اس نے نرم سی آواز میں پوچھا۔۔

نہیں اسکی بہت پین ہوتی ہے میں میڈیسن ہی کھاوں گئی اس نے سر اس کے سینے میں چھپاتے ہوئے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

ذروہ آپ میری بات نہیں مانے گئی میرے لیے لگوا لیں یہ پلیززز__اس نے اس کے سر پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ نے بنا کچھ کہے اس کے سینے میں شدت سے منہ چھپایا یہ رضامندی کا اظہار تھا۔۔۔۔

اذمار نے ڈاکٹر کو اپنا کام کرنے کا اشارا کیا۔۔۔۔ڈاکٹر نے سر ہلا کر انجیکشن اس کے بازو میں آہستہ سے لگایا۔۔۔۔۔

دیکھیں اذمار سر انہیں اب آپ ایڈمیٹ کر وا دیں کہ یہ بیماری علاج کے بغیر نہیں جائے گئی۔۔۔اور یہ کام آپ کو جلد ہی کرنا ہو گا۔۔۔ڈاکٹر اسے سے کہتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔اذمار نے سپاٹ نظروں سے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔

ذروہ کو ڈاکٹر نے نیند آور میڈیسن دینے کے لیے کہا تھا تاکہ اس کا دماغ ریلکس رہے۔۔۔۔

وہ آہستہ سے اس کے کمرے میں آیا اسے اچھی طرح کمفرٹر اوڑھتا وہ گاڑی کی کیز پکڑتا باہر نکلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔ان سے ملنا ضرور تھا اب "

---

تمہاری پھپھو آئی تھی آج۔۔۔۔مبین نے کپڑے تہہ کر کے رکھتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔

کیا !

کیا کہہ رہی تھیں پھپھو۔۔۔۔اس نے جلدی سے موبائیل نیچے رکھتے ہوَے بے تابی سے پوچھا ۔۔۔۔جس پر مبین بیگم نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا

جس پر وہ جلدی سے سنبھلی فون پکڑتی اس نے ان سے نظریں چڑائی۔۔۔۔۔

وہ میرا مطلب تھا کہ اب کیا کہنے آئیں تھیں وہ۔۔۔۔اس نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔"

تمہارا اور زینش کا رشتے لیے کر آئیں تھیں وہ۔۔۔۔مبین بیگم نے کپڑوں کو کبڈ میں رکھتے ہوَے اسے بتایا۔۔۔۔

نوال کے ہاتھ سے موبائیل چھوتے چھوتے بچا۔۔

ڈیڈ نے کیا کہا۔۔۔۔

اس نے ہونٹ بھینچ کر نا چاہتے ہوئے بھی حیرت سے پوچھا۔۔۔

تمہارے ڈیڈ نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔۔۔

مبین بیگم اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتی باہر چلی گئی نوال نے ان کے جانے کے بعد کھل کر سانس لی پھر موبائیل کو بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔

ڈیڈ کیا فیصلہ کریں گئے اب۔۔۔اس نے کمرے کا چکر لگاتے ہوئے بے چینی سے سوچا۔۔۔۔

---

تم یہاں !

ڈاکٹر رابیل نے اسے اپنے کیبن میں دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں میں نے سوچا میں ڈاکٹر رابیل سے آج مل آوں پھر تو کہاں ملن ہو پائے گا یونو ،شادی دعوت پھر ہنی مون کہاں ٹائم ملے گا مجھے آپ کی سرئی ہوئی !نہیں میرا مطلب ہے سوفٹ سے شکل دیکھنے کا ۔۔۔

زلے نے اپنا سنہری اینڈ بلیک کامینشن کا کارڈ لہراتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

جس پر رابیل نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا جو بلیک اینڈ یلو سوٹ میں ملبوس بالوں کی خوب اونچی پونی کیے پنک شیڈز کی لپ سٹک لگائے وہ رابیل کو اندر باہر سے سلگا گئی تھی۔۔۔

کہہ لیا ہو تو اب تم جاسکتی ہو مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔۔۔رابیل نے اپنی بکھڑی ہوئی فائلیں سمیٹتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

جا رہی ہوں میں ڈاکٹر رابیل میں تو کارڈ دینے آئی تھی تمہیں ! میں نے سوچا ہارون تمہیں دیا ہو یا نا دیا ہو ورنہ میں فارغ نہیں ہوں سو کام ہیں مجھے تمہیں کیا پتہ دلہن کو کتنے کام ہوتے ہیں۔۔۔۔وہ کارڈ اس کے ٹیبل پر رکھتی ہوئی ناک سکوڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔۔

رابیل نے کارڈ کے ٹکڑے کرتے ہوئے ڈسٹ بن میں پھینکے دلہن مائے فٹ۔۔۔۔رابیل نے جلے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر دروازے کے پاس کان لگائی کھڑی زلے کی ہنسی نکل گئی۔۔۔

جل ککڑی کہی کی۔۔۔زلے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہوئے چلی گئی۔۔۔۔۔

---

اذمار نے انہیں سنجیدگی سے دیکھا۔۔۔۔

میں خود پرشان ہوں کیسے میری بچی کو یہ موزی بیماری لگ گئی۔۔۔ذوالفقار صاحب نے انگھوٹھے سے آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اذمار نے بے تاثر نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

آپ شادی کے بعد اپریشن کی تیاری کروائیں۔۔۔میں زری کو اور پین میں نہیں دیکھ سکتا۔۔

اس نے سنجیدگی اور سرد لہجے میں کہا۔۔۔

ذالفقار صاحب نے سر ہلایا۔۔

اذمار !

انہوں نے دروازہ کھولتے اذمار کو آواز لگائی۔۔۔

وہ رکا لیکن پلٹا نہیں۔۔

شکریہ میری بچی کی اتنی کیئر اور محبت کرنے کے لیے۔۔

انہوں نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے شرمندگی سے کہا۔۔۔

اسکی ضرورت نہیں چاچو۔۔وہ اتنا ہی کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔وہ بے جان سے واپس اپنی جگہ پر بیٹھے۔۔۔۔سوچ کی لکیریں انکے چہرے پر واضع تھیں۔۔۔۔۔۔"

---

اذمار نے مسکرا کر اپنی بیوی کے نخرے دیکھے۔۔۔

یہ نہیں کھانا تو کیا کھانا ہے میری زری نے۔۔۔۔

اس نے اس کے بالوں کو ربڑ بینڈ میں جکڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

میں کچھ تیکھا سا کھاوں گئی مجھ سے نہیں کھائے جاتے یہ پھیکے سے کھانے۔۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے منہ بسور کر کہا۔۔۔

اذمار نے اسے غور سے دیکھا جس کا چہرہ ہلدی کی طرح پیلا پڑ گیا تھا کچھ ہی گھنٹوں میں۔۔

آئی پرومس میں تمہیں رات کو کھانا تمہاری مرضی کا کھلاوں گا لیکن اب آپ کو میری ماننا ہو گئی

۔۔۔۔

اس نے سوپ کا چمچ زبردستی اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے فکرمندی سے کہا__

ذروہ وائٹ پنک سوٹ میں ملبوس کئی دنوں کی بیمار دیکھتی تھی۔۔۔۔

اذمار آپ میرے سر پر جب جب ہاتھ رکھتے ہیں تب تب میرا درد جاتا رہتا ہے ایسا کیوں۔۔۔۔

اس نے اپنے سر پر اسکا سفید بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے پوچھا۔۔۔

اذمار مسکرایا۔۔

پھر جھک کر اس کی ناک پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔۔

آپ میرا دل ہیں ذروہ اور دل کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔۔آپ بھی خود کا بہت سا خیال رکھا کریں اپنے لیے نہیں میرے لیے۔۔۔۔اس نے شدت سے ہونٹ اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ کھل کر مسکرائی۔۔

آپ ہیں تو زروہ ہے آپ نہیں تو زری کا وجود اس دنیا میں بے کار ہے۔۔۔۔ذروہ نے اس کے ہاتھ کی پشت پر ہونٹ رکھتے ہوئے عقیدت سے کہا۔۔۔تب ہی باہر بیل بجی۔۔۔

کون ہو گا۔۔۔

ذروہ نے اسے چپل پہنتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

دیکھتا ہوں شاید زلے ہو۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا باہر چلا گیا۔۔۔

جبکہ زری کا اپنی بہن کے بارے میں سن کر ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ چھا گئی۔۔

ذروہ تم ٹھیک ہو یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے اٹھّو مجھے چل کر دیکھاو ایسے کیوں لگ رہا تم کافی دنوں سے بیمار ہو۔۔۔۔

زلے نے اسے لیٹے دیکھ کر پریشانی سے بیگ وہی صوفے پر ڈھیر کرتے ہوئے پریشانی سے پوچھا ۔۔۔۔

آپی میں بلکل ٹھیک ہوں بس ہلکا سا بی پی لو تھا نا اب اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

زلے نے اپنی بہن کے گلے لگتے ہوِے کہا۔۔۔۔"

بس رہنے دو تم دیکھو اپنی حالت بہن کی شادی ہے اور تمہیں کوئی فکر ہی نہیں۔۔۔۔۔

زلے نے خفگی سے کہا۔۔۔۔

ذروہ ہارون کو کمرے میں آتے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

کیسی ہے میری لٹل سس۔۔۔ہارون نے اس کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے شفقت سے پوچھا۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اپنے بڑے کو دیکھا جس نے جواباً اپنے چھوٹے بھائی کو تگڑی گھوری سے نوازا تھا۔۔۔

یہ دیکھو میں کیا لائی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔

اس نے چار پانچ بیگ بیڈ پر لاتے ہوئے ایکسائیٹڈ سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

کیا ہے۔۔

زری نے اشتیاق سے پوچھا۔۔

یہ میری شادی کی شاپنگ تمہارے لیے وہ بھی ڈاکٹر ہارون کی جیب سے۔۔۔۔۔اس نے اندر سے وائٹ گوکڈن لہنگا نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔

لیکن میں نے تو سنا تھا ڈاکٹر زلے اپنی جمع کی ہوئی کمائی سے میری بیوی کو شاپنگ کروائیں گئیں۔

۔۔۔آذمار نے سیریس لہجے میں زلے سے آئی بروز اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہاں تو میری اور ہارون کی کمائی کونسا الگ الگ ہے ہاں لیکن اپنی کمائی سے میں تمہارے لیے کچھ ضرور لائی ہوں۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔جس پر اذمار نے حیرت سے آنکھیں سکیڑیں ! آپی یہ اتنا بھاری کون پہنے گا میں کیسے یہ پہنوں گئی۔۔۔زری نے لہنگا دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا

۔۔۔۔

،

---

یہ لہنگا تم نے پہنا ہے سمجھی ورنہ مجھ سے بھلائی کی کوئی امید مت رکھنا۔۔۔زلے نے مصنوعی غصے سے اسے دھمکی دی۔۔۔

ذروہ نے منہ بناتے ہوئے اس دیکھا جو سنجیدگی سے اسکی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔

ارے اُسے کیوں دیکھ رہی ہو میری طرف دیکھو۔۔۔جو میں کہوں گئی وہی تم نے کرنا ہے سمجھی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

ہارون سمیت ذروہ مسکرائے تھے اس کی دھمکی پر۔۔۔۔اذمار ان کی بیچ ہو کر بھی نہیں تھا اس کا دھیان تو ذروہ کی بیماری پر تھا وہ پریشان نہیں ہونا چاہتا تھا اسے یقین تھا اسکی ذروہ کو کچھ نہیں ہو گا ۔۔۔

یہ تمہارے لیے لائی ہوں۔۔۔آئی ہوپ تمہیں یہ کوسٹلی واچ پسند آئے گئی۔۔۔۔زلے نے اسے واچ دیتے ہوئے کہتے کوسٹلی پر زیادہ دباو دیا۔۔۔۔۔

جس پر اذمار نے اپنی کلائی اس کے سامنے کی۔۔

زلے نے مسکراتے ہوئے اس کی کلائی پر واچ باندھی۔۔۔۔۔ذروہ نے مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں جتنا بھی لڑ لیں لیکن وہ ایک دوسرے کا خیال بھی تو بہت رکھتے تھے۔۔۔۔۔

ان دونوں کے جانے کے بعد اذمار دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا کہ اسے نیند کی اشد ضرورت تھی سر بھاری ہو رہا تھا اسکا۔۔۔۔

ذروہ بور سی ہو رہی تھی۔۔

پھر آہستہ سے بیڈ سے اترتی۔۔۔۔وہ کچن میں آئی۔۔۔۔

کچن صاف ستھرا تھا۔۔۔

جیسے اُس میں کسی نے کچھ بنایا ہی نا ہو۔۔۔

ذروہ مسکرائی !

پھر چائے بنا کر اس کے کمرے میں آئی جہاں وہ بیڈ پر الٹا لیٹا نیند میں تھا۔۔۔

بروان سلکی بال ماتھے پر بکھڑے ہوا سے اِدھر اُدھر اڑ رہے تھے۔۔۔۔۔

میں آپ کے لیے چائے لائی ہوں۔۔۔۔اس نے چائے کا مگ سائیڈ والی ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے ہلایا ۔۔۔۔۔

جس کی فوراً ہی آنکھ کھل گئی تھی اس کے ہلانے پر۔۔۔

وہ اسے دیکھتا ہوا بیٹھا

آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی آپ نے پھر کیوں چائے بنائی۔۔۔۔۔۔اس نے اس کا ہاتھ اپنی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے بھاری خمار آلود آواز میں پوچھا۔۔۔۔

میں سو کر بھی اٹھ گئی لیکن آپ نہیں اٹھے مجھے چائے پینی تھی کیا اب میں کو یہ کہہ کر اٹھیاتی کہ اٹھیں اور مجھے چائے بنا دیں ایسے کیا اچھا لگتا ہاں۔۔۔۔۔۔

اس نے منہ بسور کر جواباً شکایت کر دی۔۔۔۔

وہ مسکرایا لیکن آنکھیں لائٹ گرین ہی تھیں۔۔۔

آپ دل سے نہیں مسکرائے آپ کی آنکھیں ڈارک گرین نہیں ہوئی۔۔۔اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوۓ نرمی سے پوچھا۔۔۔

آپ کو دیکھ کر ہی میں خوش ہوتا ہوں ذروہ آپ سامنے ہیں تو سمجھیئے میں بہت خوش ہوں ۔۔۔۔اس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اس کے چادر لیے سر پر آہستہ سے ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے چائے کا مگ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے کپ اس سے پکڑا۔۔۔۔

آپ بہت اچھی چائے بناتی ہیں ذروہ !

آس نے چائے کا سپ لیتے ہوئے مسکرا کر اسکی تعریف کی۔۔۔

ہیں نا میری مما بھی یہی کہتی ہیں کہ ذروہ جیسی چائے کوئی نہیں بناسکتا۔۔۔۔اس نے سر ہلاتے ہوئے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

امار نے چائے کا سپ لیتے ہوئے اسے دیکھا __

ذروہ آپ کا دل ہے نادیہ چچی سے ملنے کا۔۔۔

اس نے کپ بیڈ پر رکھ کر اس کا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔۔

ہاں !

لیکن ابو نہیں ملنے دیں گئے نا۔۔ذروہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بے بسی سے کہا ۔۔۔۔

اذمار نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے اس کا سر شدت سے چوما۔۔۔ذروہ ہم کل آپ کی مما کی طرف چلیں گئے بلکہ لنچ وہی کریں گئے۔۔۔۔'

ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ذروہ کیا فائدہ میرے ہونے کا جب میں آپکی پریشانی بھی دور نا کر سکوں میرے ہوتے ہوئے آپ کے چہرے پر یہ مایوسی والے تاثرات نا آئیں۔۔۔۔۔اس نے آہستہ سے اس کا سر تھپکتے ہوئے ملائم سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

جس پر اس نے سکون سے آنکھیں موندتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔۔"

---

آج زلے کی مایوں تھی۔۔۔

سب صبح سویرے سے اٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔لیکن جس صاحبہ کی آج مایوں تھی وہ کمرہ لاک کیے نیند کے مزے لے رہی تھی۔۔۔۔۔

زینش دو تین بار دروازے کو کھٹکا کھٹکا کے گئی تھی لیکن وہ نہیں اٹھی۔۔۔

ہارون بیٹا جاو تم ہی اسے اٹھاو۔۔۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے اور یہ لڑکی کمرے کو لاک کیے نیند میں مست ہے وہ تو شکر ہے شادی کر کے یہی رہے گئی ورنہ اگلے گھر سے مجھے مجھے سو سو جوتی پڑواتی لوگ کہتے یہ تربیت کی ہے اس کی دادی نے۔۔۔دادی نے چائے پیتے ہوئے غصے سے ہارون سے اسکی شکایت کی۔۔۔۔۔

وہ جواباً مسکرا۔۔

دادی موڈی ہے وہ، ورنہ دل کی بہت اچھی ہے وہ۔۔۔ہارون نے چائے پیتے ہوئے اسکی فیور لی ۔۔۔جس پر پاس ہی بیٹھی ارم نے غصے سے پہلو بدلا۔۔۔

ہاں لیکن لوگ دل نہیں عادتیں دیکھتے ہیں بس کوکنگ کروا لو یا فیشن اور باتیں اور کسی کام کی نہیں ۔۔۔دادی نے تاسف سے کہا۔۔۔۔

ہارون کو برا لگا۔۔۔ارم کو مسکراتے دیکھ کر۔۔

دادی مجھے زلے اپنی تمام اچھی بری عادتوں سمیت سو بار قبول ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں اسکی کسی عادت سے ایکچیولی میں تو انجوائے کرتا ہوں اسکی شرارتوں کو سو میری بیوی کی کوئی برائی نا کرے ۔۔۔۔ہارون نے ارم کو دیکھتے ہوئے جتلایا جس پر ارم غصے سے جل بھن سی گئی۔۔۔۔۔جیتے رہو بیٹے اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے میرے بچو۔۔۔۔۔دادی نے اس کی بات سے خوش ہو کر سب کو دعا دی۔۔۔۔اوپر ریلنگ کو تھامے کھڑی زلے نے بھی آمین کہا۔اور ہارون کو محبت پاش نظروں سے دیکھا کہ وہ اسے ہر کسی کی نظر میں معتبر کر دیتا تھا۔۔۔۔بس ڈرتی تھی وہ کہ کہی وہ دونوں بھی علیحدہ نا ہوجائیں نادیہ اور ذوالفقار کی طرح اس کے دل میں کہی یہ ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا لیکن وہ ہاروں سے کبھی بھی جدا نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ہارون کی اچانک سے نظر اس پڑی۔۔۔جو وائٹ شارٹ شرٹ نیچے کھلا گرے ٹروزر پہنے اسے دیکھتی بھرپور انداز میں مسکرائی تھی

---

ہارون بھی اسے دیکھے مسکرا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔زلے نے ہتھیلی کو چومتے ہوئے اس کی طرف پھونک ماری تھی جس پر وہ اشارے سے کیچ کرتا ہتھیلی کو اپنے سر سے وار گیا تھا۔۔۔۔جس پر وہ شرما کر کمرے کی طرف بھاگتی تھی۔۔۔۔ہارون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی ۔۔۔۔یہ لڑکی اس کی زندگی میں رنگوں جیسے تھی۔۔۔۔اس کے مسکرانے کی وجہ۔۔۔

بیٹا بیٹھ کر چائے پیوں اب کھڑے ہو کر پینے کی عادت سیکھ لی ہے کیا تم نے انگریزوں کی طرح ۔۔۔دادی نے تاسف سے کہا۔۔۔۔جس پر وہ مسکراتا ہوا صوفے پر بیٹھا۔۔چائے کے مگ کو میز پر رکھتے وہ اپنا سر دادی کی گود میں رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔

تم دونوں کیا لینے آئے ہو یہاں !

ادریس صاحب نے انہیں لاونج میں بیٹھے دیکھ کر غصے سے پوچھا۔۔۔

ذروہ جو نادیہ کے سینے پر سر رکھے بیٹھی تھی ادریس صاحب کی آواز پر چونک کر جلدی سے سیدھی ہوئی۔۔۔۔۔

اذمار نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔۔

ڈیئر سسر صاحب ظاہر ہے آپ سے اور ساسو ماں سے ملنے آئے ہیں دیواروں سے ٹھوڑے نا ٹکریں مارنے آئں گئے ہم یہاں۔۔۔

اس نے طنزیہ مسکان سے کہا۔۔

جس پر ادریس صاحب نے اس بد لحاظ کو غصے سے گھورا۔۔۔

تم لوگوں کو کیا کہا تھا میں نے اس گھر پر اب قدم نا رکھنا پھر کیوں آئے ہو یہاں ہاں۔۔۔۔ادریس صاحب نے اونچی آواز میں دونوں کو ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔۔'

ذروہ نے ڈرتے ڈرتے انہیں دیکھا جو غصے سے اذمار کو گھور رہے تھے۔۔

تو وہ الفاظ آپ کے تھے ہمارے تو نہیں ہم تو آئیں گئے جب جب ہمارا دل آپ دونوں سے ملنے کو چاہے گا۔۔اس نے مسکراتی آنکھوں سے انہیں دیکھ کر کہا جس پر زچ ہوتے انہوں نے نادیہ کو جتاتی نظروں سے دیکھا۔۔

اذمار آپ تمیز سے بات کریں ابو سے۔۔ذروہ نے خفگی سے کہا۔۔

جس پر ادریس صاحب سر جھٹکتے ہوئے سامنے والے صوفے پر بیٹھے۔۔۔

کیسے ہیں آپ انکل کچھ کھایا پیا کریں اور جان بنائے آفٹر آل آپ میری بیوی کے ابو ہیں آپ کی صحت کی مجھے ٹینشن تو ہوگئی نا، اور آپکی عزت مجھ پر فرض۔۔!

اذمار نے سیریس سے لہجے میں کہا جس پر ذروہ نے دانت پیسے وہ اسکے ابو تھے اور اسے بہت پیارے تھے وہ۔۔۔

آپ غصہ تھوک دیں نا وہ اچھا آدمی تو نہیں تھا نا جو ہم نے اپنی بیٹی کے لیے پسند کیا تھا۔۔نادیہ نے مصلحت سے انہیں سمجھایا۔۔

جس پر وہ چپ ہوِے۔۔۔فرزانہ بیگم اپنے دوسرے بیٹے کی طرف تھی آج کل اس لیے نادیہ کی زندگی بھی چین سے گزر رہی تھی ورنہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی کیسے چین سے رہ سکتا ہے بھلا۔۔۔

نادیہ مما آپ لنچ نہیں کروائیں گی ہمیں۔۔۔اس نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔

ارے کیوں نہیں بس آدھے گھنٹے میں سب ریڈی ہو گا۔۔۔نادیہ اسے نہال ہوتی نظروں سے دیکھ کر کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

ذروہ نے ادریس صاحب کو دیکھا جو خود پر مصنوعی غصہ چڑھائے بیٹھے تھے۔۔۔

ابو آپ کے لیے چائے لے آوں بنا کر! اس نے انکے گھٹنے کو تھامتے ہوئے میٹھی سی آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔

ادریس صاحب نے کچھ دیر تو اسے دیکھا پھر سنجیدگی سے سر ہلایا جس پر وہ خوشی سے نہال ہوتی جلدی سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی جبکہ اذمار کے لیے اس کے دل میں موجود عشق اور بڑھا وہ اپنے سے جڑے ہر رشتے سے محبت کرنے والی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔اذمار مسکرایا۔۔۔

ادریس صاحب نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا جس پر وہ اپنے ہونٹوں پر پیاری سے مسکراہٹ سجاتا انہیں تپانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

ادریس صاحب سر جھٹکتے ہوئے اخبار کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

ڈیٹھ انسان۔۔۔

وہ غصے سے بڑبڑائے۔۔۔۔۔

جس پر اذمار نے ٹھوڑی پر کھجایا جیسے ان سنا کیا ہو انکے کہے کو۔۔۔۔۔۔"

---

ہارون ذروہ کی فائل کو سٹڈی کر رہا تھا جب وہ آندی طوفان کی طرح روم میں آئی۔۔۔

افف اتنا بورنگ ہبی اللہ کسی کو نا دے بھلا اپنے مایوں کے دن کون یہ سڑی ہوئی فائلیں دیکھتا ہے ۔۔۔۔۔اس نے اس کے ہاتھ سے فائل چھینچتے ہوئے ناک چڑہا کر پوچھا۔۔۔۔جس پر وہ پریشانی سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہوں تم یہ فائل دو میں رکھ دیتا ہوں۔۔۔۔اس نے جلدی سے کہتے ہوئے فائل کی طرف ہاتھ بڑھائے۔۔۔۔

اونہہ یہ نہیں ملے گئی تمہیں یہ میرے پاس رہے گ ٔئی جب تک ہماری شادی نہیں ہو جاتی۔۔۔۔

زلے کہتی ہوئی فائل لہراتی ہوئی کمرے سے چلے گئی۔۔۔

او خدایا اگر زلیخہ نے فائل دیکھ لی تو !

ہارون نے پریشانی سے پیشانی مسلتے ہوئے سوچا۔۔۔

ہارون اسکے پیچھے بھاگا جب تک وہ گھر آئے مہانوں میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

بعد میں لیتا ہوں زلے کے کمرے کی تلاشی کچھ بھی ہو شادی سے پہلے کسی کو نہیں پتا لگنا چاہئے ذروہ کے بارے میں۔۔۔۔

ہارون پریشانی سے بڑبڑایا۔۔جبکہ سامنے کھڑی زلے بھرپور انداز میں مسکرائی۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے گھورا لیکن ہارون کی گھوری کا بھلا اس پر کیا اثر۔۔۔

---

تمہاری دادی نے تم دونوں کے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں گھر کا بچہ ہے ! ویسے بھی اذمار نے تو اپنی آخری سانس تک اس کم شکل کو نہیں چھوڑنا تھا۔۔۔۔

ارم نے ڈوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے زینش سے کہا۔۔۔۔

جس نے حیرت سے ارم کو دیکھا تھا۔۔۔"

افففف مما یہ کیا مجھے نہیں کرنی اس سے شادی۔۔۔ذینش نے پیر پٹختے ہوئے غصے سے کہا۔۔

بکواس بند کرو سمجھی تم۔۔۔خاندان میں کہاں اب کوئی لڑکا بچا ہے سب تو شادی شدہ ہیں ایک معاز ہی ہے اوپر سے اپنا بزنس سٹارٹ کر رہے ہیں دونوں بھائی !

ارم نے اسکی طرف پلٹتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

زینش نے منہ بنایا۔۔

ویسے بھی خاندان کے بیسٹ لڑکے تو وہ دونوں بہنیں لے اڑی ہیں۔۔۔۔ارم نے جلے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

دیکھا کتنا بھاری ہار بنوائیں ہیں تمہارے باپ نے دونوں بہنوں کے لیے۔۔۔۔ارم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے زینی سے کہا۔۔زینش کا زہن تو معاز پر ہی اٹک گیا تھا۔۔۔انکی بات کا جواب خاک دیتی ۔۔۔

تمہاری شادی پر میں بھی خوب پیسا لگواوں گئی انکا۔۔۔ان کا بس چلے تو سب کچھ ان بہنوں پر ہی بہا دیں لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گئ۔۔۔۔۔۔۔

ارم نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔۔انہیں تو وہ گولڈ کے بھاری ہار ہی نہیں بھول رہے تھے جو وہ رات کو دونوں بہنوں کے لیے لے کر آئے تھے۔۔۔۔۔

زینش نے منہ بناتے ہوئے پیر پٹخا وہ ابھی پوری طرح کہاں اسے بّولا پائی تھی۔۔۔۔

---

زلے پیلے لہنگے میں ملبوس پھولوں کا پیلا زیور پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے سب لڑکیوں نے پیلے پھولوں سے سجے ہوئے جھولے میں بٹھایا تھا۔۔۔

زلے پیلے سوٹ میں پنک لپ سٹک لگائے انتہائی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔لیکن اسکی نظریں صرف خارجی دروازے پر ہی تھیں۔۔۔

ہارون سامنے کھڑے اپنے ساتھی ڈاکٹر سے بات کرتا ہوا زلے کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

---

ذروہ نے اس کے ٹھوڑی پر ہاتھ رکھا اور اسے اپنی طرف موڑا۔۔۔

آپ میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہے۔۔۔کیا میں خوبصورت نہیں لگ رہی ___اس نے روہانسے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

آپ کو نظر نا لگ جائے میری اس لیے نہیں دیکھ رہا میں آپ کو۔۔۔اس نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

ذروہ نے منہ بسورا۔۔۔

وہ گرین لمبی کام والی شرٹ پہنے۔۔۔نیچے لائٹ گرین فلیپر پہنے ہلکے ہلکے میک اپ میں، بالوں کے دونوں طرف رول بنائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

ذروہ کو تیار ہونا بلکل بھی نہیں آتا تھا۔۔۔اس لیے وہ اسے شہر کے سب سے مشہور پالر میں لے آیا تھا۔۔۔۔

ذروہ جب سے تیار ہو کر گاڑی میں آئی تھی۔۔۔وہ اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد نہیں دیکھ پایا تھا ۔۔۔جس پر ذروہ کو بہت غصہ تھا۔۔۔

اذمار گاڑی کو سٹارٹ کر چکا تھا

ذروہ نے اسے دیکھا۔۔۔

آپ میری تعریف ہی کردیں میری طرف دیکھ کر۔۔۔۔

ذروہ رہ نا سکی تھی۔۔۔اس لیے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں اس سے کہا۔۔۔

آپ اس دنیا کی سب سے پیاری نیک دل لڑکی ہیں ذروہ۔۔۔آپ سے زیادہ مجھے کوئی اور پیارا نہیں لگ سکتا۔۔۔۔

کہنے کو تو میں ساری زندگی کہتا رہوں لیکن آپ سن نہیں پائیں گئی میری شدتیں۔۔۔۔

ذروہ کی کاجل لگئی آنکھیں بھر آئیں تھی۔۔۔۔

آپ جانتی ہیں میں آپ کو طلاق دینے پر تیار تھا یونو میرے نزدیک شادی نکاح کی کوئی ویلیو نہیں تھی۔۔۔۔

ذروہ نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا جو سامنے دیکھتا ڈرائیونگ کرتا اس سے نرم لہجے میں مخاطب تھا۔۔۔۔

لیکن جب آپ نے میرے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔۔

وہ کہتا چپ ہوا۔۔۔

جس پر ذروہ نے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔وہ لمحہ ایسا تھا کہ میں شاید ہی اسے لفظوں بیان کر سکوں۔۔۔۔۔

اذمار نے گاڑی کی سپیڈ سلو کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میں تین راتوں تک سویا نہیں تھا میرا دل میرے اختیار سے باہر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔آپ کو دیکھتے ہی یہ دھڑکنے لگ جایا کرتا تھا۔۔۔۔

اذمار نے کہتے اسے دیکھا جس کی آنکھیں نمی لیے اسے دیکھ رہیں رہیں تھیں ہونٹ ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے۔۔۔

آپ

میرا دل کو ایسی بھاہ گئی کہ پھر میں آپ کے علاوہ کچھ اور سوچ ہی نا سکا۔۔۔۔۔

اس نے ہلکی سی مسکان سے کہتے اسکی چمکتی لونگ پر شدت سے اپنے ہوبٹ جمائے۔۔۔۔ذروہ نے سختی سے آنکھیں میچیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

PRIME URDU NOVELS
ZUBINOVELSZONE.COM

زلے کی بے تات نظروں کو قرار سا آگیا تھا ان دونوں کو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اندر آتے ہوئے دیکھ کر۔۔۔۔

اذمار رف سے حلیے میں تھا۔وائٹ شرٹ بلیک پینٹ میں رف سے حلیے میں بھی وہاں موجود سب سے نمایا تھا وہ۔۔۔

مبین اسے دیکھتی بھاگ کر اس کے چوڑے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

اذمار نے انہیں اپنی مضبوط بانہوں میں محبت سے قید کیا۔۔پھر جھکتے ہوئے انکے ماتھے پر پیار کرتا وہ انکی شکایتوں کو خندہ پیشانی سے سنتا وہ کوئی سعادت مند بیٹا ہی لگ رہا تھا۔۔مبین نے ذروہ کو ایک نظر تک دیکھا نہیں تھا وہ بس اذمار کو پکڑے بس اسی سے مخاطب تھیں۔۔۔۔

موم اپنی بہو سے بھی مل لیں۔۔۔اس نے انکی توجہ اپنی بیوی کی طرف دلائی۔۔۔ذروہ مسکرائی۔۔۔ کیسی ہو ،

انہوں نے بس یہی پوچھا۔۔۔

الحمداللہ میں ٹھیک ہوں !آپ کیسی ہیں اس نے زبردستی انکے گلے لگتے ہوئے مسکرا کر پوچھا جس پر مبین نے نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

جیسے اذمار کو اس سے جڑا ہر رشتہ عزیز تھا ویسے اسے بھی اذمار سے ریلیٹڈ ہر چیز اپنی جان سے زیادہ پیاری تھیں یہ تو پھر اس کی ماں تھی۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں .

وہ کہتی پھر سے اذمار کی طرف متوجہ ہوئیں جو پہلے سے کمزور دیکھا تھا انہیں۔۔۔

اپنا خیال رکھا کرو بچے تمہیں

میں نے بہت منتوں مردوں سے دوبارہ پایا تھا۔۔۔مبین بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے وہ کڑا وقت یاد کر کے۔۔۔۔۔

موم میں اب آپ کو روتے ہوئے نا دیکھوں۔۔۔اس نے انہیں اپنے سینے سے لگاتے ہوئے فکرمندی سے کہا۔۔

میں آپی سے مل لوں وہ مجھے بلا رہیں ہیں۔۔۔اس نے اذمار سے پوچھا۔۔

ہاں آپ جائیں مل ملیں۔۔

اذمار نے نرم سے لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر وہ مسکراتی ہوئی اپنی خوبصورت بہن کی طرف بڑھی جو اپنی سہیلیوں اور کزنز میں گری اسے ہی بولا رہی تھی۔۔

ماشاءاللہ آپی آپ بہت ہی پیاری لگ رہیں۔۔۔اس نے اس کے پاس آکر جھک کر اس کی پھولوں سے سجی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے کہا۔۔

میری بہن تو آج مجھ سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔۔

زلے نے اسے اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے شفقت سے کہا۔۔

ذروہ کیا فائدہ اتنے پیارے سٹائل کا جب اس پر یہ دو گز چادر ہی لینی تھی تو۔۔۔

زلے نے اسے گرین شال سر پر لیے دیکھ کر تپے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔

آپی جس کو دیکھانا تھا انہوں نے دیکھ لیا ہے لوگوں کے لیے تو نہیں بنوایا میں نے اور آپ ٹینشن مت لیں میں آپ کو اندر جا کر خوب اچھے سے دیکھاوں گئی میں! اس لیے آج کا دن غصہ نا کریں ۔۔۔۔۔۔اس نے زلے کے گال پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے نرم سے لہجے میں سمجھایا۔۔۔

جس پر زلے نے نمی لیے آنکھوں سے اپنی بہن کو دیکھا۔۔۔

پھر اپنی لپ سٹک سے سجے ہونٹ اسکی پیشانی پر رکھ چکی تھی وہ۔۔۔۔

اللہ میری حصے کی خوشیاں بھی میری زری کے مقدر میں لکھ دے۔۔۔۔زلے نے آہستہ سے آنکھوں سے نمی صاف کرتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

جس پر ذروہ نے دہل کر انہیں دیکھا۔۔

اللہ نا کرئے ! آپ کے حصے کی خوشیاں اللہ آپ کے مقدر میں ہی لکھے آمین۔۔۔۔

ذروہ نے جلدی سے کہا جس پر زلے مسکرائی۔۔۔

ذروہ !

ذروہ نے پلٹ کر جلدی سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا پھر جلدی سے کھڑی ہوتی ان کے سینے سے لگی تھی

۔۔۔

آپ کی طبعیت ٹھیک ہے میرے بچے۔۔۔۔انہوں نے شفقت سے اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔۔

جی میں ٹھیک ہوں ڈیڈ آپ کیوں کمزور لگ رہیں ہیں مجھے۔۔۔اس نے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔

وہ جواباً مسکرائے۔۔۔۔

کتنی پیاری بچی تھی انکی لیکن وہ اس کے حصے کا پیار اسے نہیں دے پائے تھے۔۔۔۔یہ بات انہیں بہت پریشان کرتی تھی۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں !آپ فریش جوس پیئے گئی انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔جس پر اس نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔

زلے نے نہال ہوتی نظروں سے باپ بیٹی کو دیکھا۔۔۔

دور کھڑا اذمار عدیل صاحب کی ڈانٹ سنتا ذروہ کو خوش دیکھ کر مسکرایا تھا جس پر عدیل تپ کر رہ گئے کہ وہ اسے ڈانٹ رہے تھے اور وہ بجائے شرمندگی کے ہنس رہا تھا۔۔۔۔

انہوں نے سر تاسف میں ہلایا۔۔۔

جس پر اذمار جلدی سے سیریس ہوا تھا۔۔۔

---

کیسا لگ رہا ہوں میں !

معیز نے نوال کے سامنے آتے ہوئے پوچھا۔۔۔

معیز وائٹ سوٹ میں ملبوس گلے میں پیلا ڈوپٹہ ڈالے وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا جبکہ نوال پیلی فراک پہنے گلے میں گرین ڈوپٹہ لیے بالوں کی فرنچ چوٹی بنائے دونوں ہاتھوں میں پیلی ہری چوڑیاں ڈالے بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

پہلے بھی چھچھوندر جیسی شکل تھی تمہاری اب بھی وہی ہے نیا کیا ہے اس میں۔۔۔۔۔نوال نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔جس پر وہ خوب تپا تھا

تمہاری بھی شکل پہلے بھی لنگور جیسی تھی اب بھی وہی ہے بلکہ ہمیشہ لنگور ہی رہو گئی جتنا مرضی میک اپ کرنا ہے کر لو کوئی فرق نہیں پڑے گا ان شاءاللہ۔۔۔۔۔معیز نے اپنی بیستی کا بدلا اسی وقت لیا اتنا ہینڈسم تو لگ رہا ہوں اور یہ باندری مجھے چھچھوندر جیسی شکل کا کہہ رہی تھی اس نے جل کر سوچا۔۔۔۔

نوال نے اس کے پیر پر زور سے اپنی ہیل ماری۔۔۔۔

شرم نہیں آتی لڑکیوں کو لنگور بولتے ہوئے۔۔۔

نوال نے غصے سے پوچھا۔۔۔

آپ کو شرم کیوں نہیں آتی اپنے ہونے والے ہسبینڈ کی بیستی کرتے ہوئے۔بڑا ہوں رتبے میں تم سے اس لیے تمیز سے بات کیا کرو۔۔۔۔اس نے انگوٹھے سے ناک کو چھوتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

نوال نے گہری سانس لی کہ اس سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔۔۔۔۔

شکر کرو میرے باپ کا جس نے تمہیں اپنی پھولوں جیسی بیٹی دے دی ورنہ تمہیں کون اپنی بیٹی دیتا ہاں۔۔۔۔

نوال نے اسے گھورتے ہوئے اپنا احسان یاد دلانا چاہا۔۔۔

اللہ اللہ پھولوں جیسی تم !

کیا مزاق ہے نوال بی بی آپ ناخوش فہمی میں زرا کم رہا کریں۔۔۔۔اس نے کہتے ہوئے اسے مسکرا کر دیکھا پھر آہستہ سے اِدھر اُدھر دیکھ کر آہستہ سے اس کے قریب ہوا جس پر نوال نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔۔

اصل میں پھولوں جیسا تو میں ہوں ! آپ کو اللہ کا شکر اداپ کرنا چاہئے جو اس نے تمہیں اتنا پیارا پھول سا لڑکا دے دیا ہے۔۔۔۔۔

وہ شرارت سے کہتے ہوئے سامنے کی طرف بھاگ گیا۔۔۔

افف ایک بار لگ جاو تم میرے ہاتھ پھر دیکھنا تمہیں تو میں کچا چبا جاوں گئی۔۔۔۔نوال نے زچ ہوتے ہوئے پیر پٹخ کر کہا۔۔۔۔۔

اذمار ہارون کے ساتھ کھڑا سنجیدگی سے اس کے فرینڈ سے ہائے ہیلو کر رہا تھا۔۔۔۔ہارون کی نظریں بھٹک بھٹک کر سٹیج پر بیٹھی زلے کی طرف جارہیں تھیں۔۔۔۔۔۔زلے سب کے ساتھ کھڑی سیلفی لے رہی تھی۔۔۔۔جبکہ پاس ہی ذروہ سلاد کی پلیٹ گود میں رکھے کھا رہی تھی اسے بھوک لگی ہوئی تھی شاید۔۔۔۔

آپ نے ذروہ کی فائل سٹڈی کی !

اس نے ہارون سے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں کی ہے میں نے ان شاء اللہ وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گئی۔۔۔۔ہارون نے اسے دیکھ کر یقین سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ذروہ کو کچھ نہیں ہو گا میرے بھائی ___ تم بس خوش رہو اور میری شادی انجوائے کرو۔۔۔۔۔

شادی انجوائے !

اسکی زری بیماری تھی اور وہ شادی انجوائے کرتا کیسے نا ممکن تھا یہ ، اذمار نے ہلکی سی مسکان سے ہارون کے گلے لگتے ہوئے دل میں سپاٹ سے انداز میں سوچا۔۔۔۔

اب سب لوگ مایوں کا کھانا کھا رہے تھے مایوں کا کھانا عدیل صاحب کی طرف سے تھا۔۔۔ساری بہت اچھی اریینجمنٹ تھی۔۔

ذروہ آپ بریانی کھا رہی ہیں یہ مت کھائیں یہ کھائیں۔۔۔۔۔۔اس نے اس کے ہاتھ سے بریانی کی پلیٹ پکڑ کر کھیر کی پلیٹ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ذروہ نے منہ بسورا ___

لیکن میرا دل بریانی کا ہے میٹھے کا نہیں مجھے نہیں کھانی یہ کھیر۔۔۔۔۔اس نے روہانسے لہجے میں کیا

۔۔۔۔

ذروہ کے سر پر درد کی لہر سی اٹھی تھی۔۔۔

جب اذمار نے اس کے چہرے پر ازیت کے تاثرات چھاتے دیکھ کر جلدی سے اس کے سر پر بھاری ہاتھ رکھا۔۔۔۔

ذروہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا اس پر پھونکتا جھکا کر اس کے سر کا بوسہ لے چکا تھا۔۔۔۔

جس پر آس پاس بیٹھی خواتین نے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

دور کھڑی زینی نے ہونٹ بھینچے۔۔۔۔۔وہ معاز کا رشتہ ایکسیپٹ کر چکی تھی لیکن دل کا کیا کرتی جو اذمار کا طلب گار تھا معاز نے کل شادی میں شرکت کرنی تھی اس لیے وہ نہیں آیا تھا بس شائستہ بیگم اور معیز ہی آئے تھے۔۔۔۔۔

زینی نے رخ دوسری طرف موڑ لیا۔۔۔۔۔۔"

---

زلے اور ہارون کو ساتھ ساتھ بٹھایا گیا تھا تاکہ اکھٹی ہی رسم وغیرہ ہو جائے دونوں کی۔مووی بن رہی تھی سب دونوں کو باری باری مٹھائی کھلاتے اور شگن کے پیسے انکے ہاتھ پر رکھتے جا رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔

سنیں۔۔۔

اذمار جو دور کھڑا کسی کو فون میں ڈانٹ رہا تھا اس کی نرم سی آواز پر اسکی طرف موڑا۔۔۔

وہ انگلیاں چٹخاتی ہوئی پریشان سی دیکھی تھی اسے۔۔۔

ذروہ آپ پریشان ہیں ___اس نے اس کے قریب آتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔

جب ایک بہن کی شادی ہو تو دوسری بیاہی بہن مایوں پر اپنی بہن کو سونے کا یا پھر کوئی اور بیش قیمتی گفت دیتی ہے لیکن میں پتا نہیں کیسے بھول گئی اب کیا کروں میں۔۔۔

ذروہ نے روہانسے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا۔۔۔

ذروہ آپ زلے کو کیش دیں دے وہ اپنی مرضی کا لے لے گی گفٹ! ___اذمار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ملائم سے لہجے میں کہا۔۔۔

نہیں نا ___پیسے نہیں دیتے نا،

ذروہ نے پریشانی سے منہ بسور کر کہا۔۔۔

اچھا آپ آدھا گھنٹہ ویٹ کریں میں آتا ہوں۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا جلدی سے باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا۔۔۔۔

ذروہ پیچھے حیرت زدہ سی اسکی پھرتی دیکھتی رہ گئی۔۔۔

ذروہ آو تم رسم کرو!

دادی نے اسے نیچے کھڑے دیکھ کر بلایا۔۔۔

ذروہ مصنوعی مسکان سے سر ہلاتی اوپر آئی۔۔۔۔۔

آو بچے یہاں بیٹھ جاو۔۔۔نوین نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے محبت سے اسے بلایا۔۔۔

زلے نے بھی اسے اپنے آنے کا اشارا کیا۔۔۔

PRIME URDU NOVELS
ZUBNOVELSZONE.COM

ارے بھابھی کہی نہیں جائے گئی جب تک میرے ساتھ ایک آدھ ڈانس کر لیں۔۔۔۔

معیز نے ذروہ کے سامنے آتے ہوئے

آئی بروز اچکاتے ہوئے سب سے کہا۔۔۔

ذروہ نے اسے گھورا___

مجھے نہیں پسند یہ ڈانس وانس___ذروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

اچھا اگر یہاں آپ کا شوہر کہتا تو فٹ سے ڈانس کر لیتی اس کے ساتھ میرے ساتھ کرنے میں آپ ڈانس بھول گئی ہیں۔۔۔۔

معیز نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے لڑاکا انداز میں کہا۔۔۔۔۔۔

جس پر نوال نے زبردست گھوری سے اسے نوازا لیکن وہ اس وقت ذروہ کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

میں انہیں بھی یہی کہتی جو تم سے کہا ہے۔۔۔اس نے منہ بسو کر نرم سی آواز میں کہا۔۔۔

نہیں نہیں بھابھی آپکو اپنی بہن کی مایوں پر ہلکا پھلکا ڈانس تو کرنا ہی پڑے گا !کیوں زلے بھابھی _____اس نے مسکراتی ہوئی زلے سے پوچھا۔۔

میری بہن پر کوئی زبردستی نا کرئے۔۔۔۔زلے نے ٹشو سے ہونٹ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

زری مسکرائی۔۔

ہارون نے مسکراتی نظروں سے زلے کو دیکھا جس کے خوبصورت ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔ہارون نے آہستہ سے انگلیوں سے اسکی مہندی رچی انگلیوں کو نرمی سے چھوا ۔۔۔۔۔جس پر وہ چونکی پھر دھڑکتے دل سے وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

اسکی مسکراتی آنکھوں میں آج پتا نہیں وہ کیوں دیکھ نہیں سکی تھی نظریں جھکاتے ہوئے وہ مسکرائی جس سے اس کا حسن دو آتشہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

زری کو وہ زبردستی آہستہ سے گھمانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔جبکہ ذروہ بھاگنے کے چکر میں تھی ۔۔۔۔۔

انہیں دیکھا دیکھی بہت سے کپل آہستہ آہستہ ڈانس کرنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔

ذروہ اپنی بہن کے لیے کیا لائی ہو۔۔۔۔ارم بیگم نے اسے سٹیج پر خالی ہاتھ آتے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں پوچھا۔۔۔

ذروہ سخت شرمندہ ہوئی۔۔۔

میرا گفٹ تو میری بہن ہے امی جان۔۔۔۔زلے نے بھی طنزیہ کہا۔۔۔

جس پر ارم نے سر جھٹکا۔۔۔۔

ذروہ رسم کرو بچے۔۔۔۔۔۔نوین کے کہنے پر وہ آہستہ سے زلے کے قریب آئی۔۔۔

ایک منٹ ذروہ پہلے اپنی بہن کو گفٹ دیں پھر رسم کریئے گا۔۔۔۔۔

ذروہ جو رسم کے لیے جھکی تھی اذمار کی آواز پر وہ جلدی سے سیدھی ہوتی اسکی طرف پلٹی ۔۔۔۔۔۔جس کی وائٹ شرٹ اور بروان بال پسینے میں تر تھے۔۔۔۔۔وہ ہاتھ میں ایک بلیو فائل پکڑے ذروہ کی طرف مسکرا کر دیکھتا سیڑیاں چڑتا اوپر آگیا تھا۔۔۔۔۔

زلے یہ زری کی طرف سے تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔

اس نے فائل زری کے ہاتھ میں دے کر اس کا ہاتھ پکڑ کر زلے کے ہاتھ میں فائل دی۔۔۔۔۔

ذروہ اور زلے نے تعجب سے فائل کو دیکھا ہارون نے سنجیدگی سے اپنے چھوٹے بھائی کو گھورا۔۔۔۔

یہ کیا ہے۔۔۔۔۔

مبین بیگم نے صدمے سے پوچھا۔۔۔۔

زلے نے بھی سوالیہ نظروں سے اذمار کو دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں موم بس میری بیوی کی طرف سے اسکی بہن کے لیے ایک چھوٹا سا گفٹ۔۔۔۔۔

اس نے زلے کے کھلے منہ میں شرارت سے برفی کا پورا ٹکڑا ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

زلے نے اسے گھورتے ہوئے برفی کا ٹکڑا نگلا۔۔۔

پھر بھی پتا تو چلے کیا دے دیا ہے تم نے اسے۔۔۔۔

مبین بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

بتا کیوں نہیں رہے اپنی ماں کو !

ارم نے جلے ہوئے لہجے میں پوچھا____'

خالہ گفٹ دیا ہے آپ لوگ کیوں پریشان ہو رہے ہیں ریلکس رہیں۔۔۔۔۔اس نے ذروہ کو دیکھتے ہوئے ارم سمیت سب کو جواب دیا۔۔۔۔

ذروہ مسکرائی جس سے اسکے ناک میں پڑی لونگ بھی چمکی تھی ____ہارون نے فائل زلے کے ہاتھ سے لے کر کھولی۔۔

وہ جوں جوں پڑھتا جا رہا تھا چونکتا جا رہا تھا۔۔۔

یہ کیا ہے ہاں کیوں اپنے سارے شیئرز زلے کے نام کیے ہیں تم نے۔۔۔۔او تو اس لیے صبح تم وکیل کے پاس گئے تھے۔۔۔۔۔۔ہارون کی غصے بھری آواز پر وہ سب چونکنے کے ساتھ پریشان ہوئے۔۔۔

زلے نے بھی پریشانی سے اسے دیکھا۔۔

جبکہ مبین اور ارم کے کے تو دل پر ہاتھ پڑا تھا۔۔۔

آپ لوگ پریشان کیوں ہورہے ہیں یہ میرے شیئرز تھے میں نے اپنی بھابھی اور زری کے بہن کے نام کر دیئے تو اس میں ایسا کیا کردیا ہے میں نے۔۔۔میرا حق تھا میں نے انہیں تحفے میں دے دیا دیٹس اٹ۔۔۔۔۔۔

اذمار کے دو ٹوک لہجے نے سب کی بولتی بند کر دی۔۔۔

Zarwa can u dance with me.....,

اس کے گھمبیر آواز پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

ذروہ کنفیوژ ہوئی سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر__

Zarwa i am waiting ...

زلے نے تاسف سے زری کو دیکھا پھر ناک چڑھاتے ہوئے اسکا ہاتھ

اذمار کے ہاتھ پر جھٹ سے رکھ دیا۔۔۔۔۔

اذمار مسکرایا۔۔۔

بھائی مائک۔۔۔

معیز نے اس کی طرف مائک پھینکا تھا جسے وہ مہارت سے کیچ کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔"

---

مجھے نہیں کرنا ڈانس ،

اس نے ممناتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔

اذمار نے ہلکی سی مسکان سے اپنی جان سے پیاری ذروہ کو دیکھا۔۔۔

کیوں !

اس نے شرارت سے پوچھا۔۔

مجھے نہیں پسند !

آہستہ سے کہا گیا کہ وہ بڑوں سے شرم کھا رہی تھی وہ کیسے اپنے باپ کے سامنے ڈانس کر سکتی تھی ہرگز نہیں وہ مر کر بھی یہ نہیں سکتی تھی۔۔۔

اذمار اب کی دفعہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبایا۔۔

جبکہ زلے نے دانت پیسے۔۔۔

یہ لڑکی اتنی ان رومینٹک کیوں ہے۔۔۔۔زلے غصے سے بڑبڑائی۔۔۔۔

ہارون نے آئی برو اچکا کر اپنی بیوی کو گھورا۔۔۔

وہ ان رومینٹک نہیں بلکہ حیا والی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ہارون نے فوراً اسکی تصحیح کی۔۔۔

جس پر زلے نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پھر مسکرائی__اور تائید میں سر ہلاتی واپس اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔۔۔

اس نے آہستہ سے ذروہ کا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔

جس پر وہ گھبرائی۔۔

آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں میں ہوں نا جو کام آپ کو نہیں پسند وہ مجھے بھی نہیں پسند ڈیٹس اٹ ۔۔۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔جس پر وہ مسکرائی۔۔۔

ہائے یہ لڑکا مجھے ہارٹ اٹیک کروائے گا کس پر چلا گیا ہے یہ ارم۔۔۔مبین نے چیئر پر بیٹھتے ہوئے غم و غصے سے پوچھا۔۔"

ہمارے تو خاندان میں ایسا کوئی نہیں ہے جو بیوی کی غلامی کرئے اس پر پتا نہیں اس ذروہ نے کیا جادو کر دیا ہے۔۔۔۔ارم نے سلگ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

میرا بیٹا اپنا سب کچھ ان دونوں بہنوں پر وار دے گا میں کیا کروں ارم میں کیا کروں !

مبین نے تاسف سے ہاتھ ملتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔

بس اب تو صبر ہی کرنا ہو گا ہمیں۔۔۔ارم نے پانی کا گلاس مبین کو دیتے ہوئے جلے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔۔

ہلکے ہلکے میوزک پر وہ چونکی۔۔۔لائٹس بھی جلتی بجھتی اسے چونکا گئی تھی۔۔۔

وہ مائک کو لبوں کے پاس لے جاتا اسے چونکا گیا تھا۔۔۔۔

...At last may love has come along

وہ اپنی سحر انگیز آواز میں گنگنایا تھا___ جس پر سب جہاں تھے وہی تھم گئے۔۔

ذروہ نے حیرت سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

My love days are over

,and is life like a song

Oh yeah, at last the skyies above are blue

وہ اپنے سحر خیز آواز کا جادو سب پر طاری کرتا وہ ذروہ کی طرف دھیمے قدموں سے بڑھا جس پر ذروہ آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف کھسکنے لگی تھی۔۔۔

وہ مسکرایا محبوب کی تو ہر ادا ہی جان سے پیاری لگتی۔۔۔۔

زلے نے وہی سے ہی فلائنگ کس دونوں پر واری۔۔۔جس پر ہارون نے زور سے چٹکی اس کے بازو پر کاٹی۔۔۔۔

آہ !یہ کیا بد تمیزی ہے __زلے نے بازو پر ہاتھ رکھ کر تنک کر پوچھا__"

شرم کر لو دلہن ہو تم __اس نے جلے ہوئے لہجے میں غصے سے کہا۔۔۔

ہوز کیئر۔۔۔۔ناک سکوڑ کر کہتی وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔جس پر ہارون نے اسے گھورا ؛

, My heart was wrapped up clover the night i looked at you

if found a dream that i could speak you

(Copied)

ذروہ کی آنکھوں میں نمی دور سے بھی وہ دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

ذروہ وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔۔

جبکہ سب پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔زلے نے باقاعدہ کھڑے ہوتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔جو مائک معیز کی طرف پھینکتا ہوا اس کی پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔

زری کو کیا گیا ہے یہ ایسے کیوں بھاگی ہے۔۔۔زلے نے پریشانی سے ہارون سے پوچھا۔۔۔

اونہہ کچھ نہیں شاید گھبرا گئی ہے شائے بھی تو بہت ہے وہ۔۔۔۔

ہارون نے اس کا ہاتھ تھپکتے ہوئے نرمی سے اسے تسلی دی۔۔۔۔

جس پر وہ گہری سانس لیتی ہوئی واپس بیٹھی تھی۔۔۔۔اب دوسریاں لڑکیاں رسم کر رہی تھی لیکن زلے اب انجوائے نہیں کر پا رہی تھی اس کا دھیان زری کی طرف تھا۔۔۔۔

---

ذروہ بھاگتی ہوئی سیڑیاں چڑتی ٹیرس پر آگئی تھی ___ ریلنگ پکڑتی وہ گہرے گہرے سانس لیتی روئی تھی ___

ذروہ کیا ہوا ہے آپ کو ___ اس کی پریشان آواز پر وہ پلٹی تھی۔۔

پھر بھاگتی ہوئی اس کے قریب آتی جھٹ سے اسکے سینے سے لگی ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔۔

ذروہ میری جان بس اب اور نہیں رونا۔۔۔

اس نے اس کے سر پر لب رکھتے ہوئے دھیمے سی آواز میں کہا۔۔۔ٹیرس پر صرف چاند کی ہی روشنی تھی۔۔۔

میں آپ کے ساتھ میچ نہیں کرتی پھر آپ کیوں مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں میں نہیں ہوں آپ کے قابل۔۔۔اس نے اس کے سینے میں منہ دیئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا جب وہ بولا۔۔'

بس ذروہ آئندہ یہ الفاظ کہہ کر خود کو اور مجھے تکلیف مت دیجئے گا۔۔۔۔۔۔

آپ کیا ہیں یہ مجھ سے اور میرے اللہ سے پوچھیئے۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

نہیں آپ زینش سے !

اس نے کہنا ہی چاہا تھا۔۔

جب وہ چلایا۔۔

بس چپ ایک اور لفظ منہ سے مت نکالیئے گا۔۔۔۔۔۔۔اس نے غصے سے کہا۔۔۔

ذروہ دبک سی گئی تھی اسکی غصے بھری آواز پر۔۔۔

آپ ہر بار یہ الفاظ کہہ مجھے تکلیف مت دیا کریں ذروہ !

سرد سے لہجے میں اس نے اس کے کندھوں سے تھامتے ہوئے کہا۔۔خود کو ایسا کہہ کر اللہ کو ناراض کرتی ہیں جس نے آپ کو بنایا ہے۔۔

اس نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے سرد سے لہجے میں ٹوکا۔۔۔

ذروہ نے ہونٹ بھینچے۔۔۔

آپ کو بھی خدا نے بنایا ہے مجھے بھی خدا نے بنایا ہے تو اس میں میرا اور آپ کا تو کوئی کمال نا ہوا پھر آپ خود کو کیوں ہر بار ڈی گریڈ کرتی ہیں۔۔۔۔

وہ پہلی بار اس پر غصے ہوا تھا کتنا وہ سمجھاتا تھا لیکن وہ ہر بار یہی کہتی تھی جو الفاظ اسے تکلیف دیتے تھے،

وہ کہتا ہوا پلٹ کر نیچے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

ذروہ اسے ساکت نظروں دیکھتی

اس کے رویہ کے بارے میں بے یقین سی کھڑی تھی۔۔۔۔

---

اذمار چلا گیا تھا گھر بنا ذروہ سے کچھ کہے سنے۔۔

ذروہ چینج کر کے پریشان سی زلے کے پاس بیٹھی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔۔

ذروہ ہاتھ پر لوشن کا مساج کرتی

اسے تاسف سے دیکھ رہی تھی۔۔

اب کیوں پریشان ہو کر دیا نا اسے ناراض میرا کہا تو ماننا ہی نہیں نا کسی نے اس گھر میں۔۔۔۔۔زلے نے لوشن کا کیپ بند کرتے ہوئے آفسوس سے کہا۔۔

لیکن آپی آپ نے تو کبھی کچھ نہیں کہا نا انکی ناراضگی کے بارے میں۔۔۔۔ذروہ نے حیرت سے پوچھا۔۔'

جواباً زلے نے منہ بسورا "

آپی وہ تو کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے مجھ سے۔۔۔ذروہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

کیوں بار بار زینش کا نام لے کر اسے ٹیز کرتی ہو۔۔۔اگر اس نے زینش سے شادی کرنی ہوتی تو اسے کوئی روک نہیں سکتا تھا نا اسے تمہاری پرمیشن کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔زلے نے تلخی سے کہتے ہوئے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔

میں پتا نہیں غصے میں کیسے کہی گئی۔۔۔۔وہ کتنا خوبصورت لگ رہا تھا نا آپی نا تیار ہو کر بھی بس پتا نہیں کیسے شیطان نے دل میں یہ بات ڈال دی کے میں اس کے قابل نہیں ہوں ___اس نے ہاتھ کی انگلیاں چٹخاتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔

اب زیادہ سوچو مت آجائے گا وہ صبح کا ناشتہ وہ یہی کرئے گا __ہارون نے اسے پکا کر کے بھیجا تھا ۔۔۔۔۔زلے نے بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

آپی نیند نہیں آئے گی مجھے۔۔۔

اس نے زلے کو لائٹ بند کرتے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ یار ٹھک گئی ہوں نا میں۔۔۔زلے نے منہ پر کمبل لیتے ہوئے خمار زدہ لہجے میں کہا۔۔۔

آپی آپ انہیں فون کرئیں نا۔۔۔

اس نے نیند میں جاتی زلے کا بازو جھنجھورتے ہوئے منت سے کہا۔۔

ذروہ یار نہیں اٹھائے گا وہ فون غصہ میں نہیں اٹھاتا وہ کسی کا فون۔۔۔۔زلے نے بے چارگی سے کہا۔۔

لیکن پھر وہ گہری سانس لیتی فون پکڑتی اس کا نمبر ملا چکی تھی۔۔۔۔

بیل جا رہی ہے لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا ڈیئر سس۔۔۔۔

زلے نے فون رکھتے ہوئے کہا پھر اسے بھی بیڈ پر لیٹاتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔

دوسرے ہی منٹ وہ گہری نیند میں تھی۔۔۔

ذروہ نے باہر برستی بارش کو گھورا۔۔پھر اٹھتی گلاس وال کھولتی وہ بارش میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ہر طرف اندھیرا اور خاموشی تھی ___

اذمار پلیززز مجھے معاف کردیں نا۔۔۔۔اس نے بارش میں کھڑے آسمان کی طرف چہرہ کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

لیکن پھر وہ ڈرتی اندر کی طرف بھاگی کیونکہ سامنے والے گھر میں اچانک سے جلتی لائٹ دیکھ کر وہ ڈر سی گئی تھی۔۔۔وہ گیلے کپڑوں سے ہی بستر میں دراز ہوتی ایۃ الکرسی پڑھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

---

صبح صبح گھر میں خوب ہنگامہ برپہ تھا تازے ناشتے کی خوشبووں پھیلی ہوئی تھیں چاروں طرف۔۔۔۔:

ذروہ نے ہونٹ بھینچے ___وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ذروہ بلیو گھٹنوں تک آتی شرٹ نیچے بلیک کیپری پہنے اوپر بلیک ہی چادر اوڑھے وہ بہت آفسردہ سی تھی۔

آپی وہ نہیں آئے۔۔۔

ذروہ نے سیب کھاتی زلے سے منہ بسور کر اسکی شکایت کی۔۔

اب بتاو میں معصوم کیا کروں ہاں۔۔۔زلے نے سیب کھاتے ہوئے اپنی بہن کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔

ہارون بھائی !

ذروہ کی پکار پر زلے نے جھٹ سے ڈوپٹہ منہ پر کھینچا۔۔۔

کہ ہارون سے پردے کرنے کا سخت حکم ملا تھا اسے۔۔۔

ہارون مسکراتا ہوا وہی رکا۔۔

ذروہ ادھر آجاو یار کچھ لوگوں کو پردہ کرنے دو۔۔۔

ہارون کی مسکراتی آواز پر اس نے ڈوپٹے کے پیچھے سے ہی اسے گھورا۔۔

ذروہ اسے ادھر ہی بلا لو میں بھی دیکھ لوں گی اس بہانے اسے۔۔۔زلے نے آہستہ سے بہن کو سمجھایا۔۔

جس پر ذروہ نے حیرت سے اپنی دیوانی بہن کو دیکھا۔۔۔

ہارون بھائی ادھر ہی آجائیں کچھ لوگوں کا آپ سے سخت پردہ ہے لیکن وہ آپکو دیکھنا ضرور چاہتے ہیں سو پلیززز دیدار نصیب کرواتے جایئے گا۔۔۔۔۔۔

ذروہ کی شرارتی آواز پر کوئی سیڑیاں چڑتا رکا تھا۔۔۔

زلے نے اسے زور سے کہنی ماری۔۔ہارون بھرپور انداز میں مسکرایا۔۔۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا زلے سے کچھ قدم کے فاصلے پر رکا۔۔

لیکن میں اس چاند چہرے کو اب ایک بار ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

زلے نے دانت پیسے۔۔۔

تو مسٹر میں بھی مری نہیں جارہی تمہاری شکل دیکھنے کے لیے۔یہ زری تو جھوٹ بول رہی ہے ۔۔زلے نے غصے سے کہا۔۔۔

لیکن آپی آپ نے کہا تو تھا۔۔

ذروہ ممنائی۔۔

ڈاکٹر زلیخہ کہی سے جلنے کی بو نہیں آرہی ہے آپ کو۔۔۔

ہارون نے مسکراتے ہوئے اپنی دلہن کو چھیڑا۔۔

جلیں زلے کے دشمن۔۔۔زلے کی جلتی ہے جوتی۔۔۔۔وہ تنک کر کہتی ہوئی واپس کمرے میں چلے گئی ۔۔۔

بھائی آپ کیا شادی کے بعد بھی ایسے ہی لڑے گئے۔۔۔اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔

تمیاری بہن لڑے بغیر رہ نہیں سکتی کیا کریں اب۔۔۔ہارون نے کندھے اچکاتے ہوئے سارا الزام اس پر دھرا۔۔

جی نہیں آپ نے بھی لڑنے میں پوری پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے میری بہن پر الزام مت دھریں ___ذروہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر تنک کر کہا___

ہارون دلکشی سے مسکرایا۔۔

بھائی !

اس آواز پر وہ دل و جان سے موجہ ہوتی پلٹی تھی۔۔۔۔

وہ چاکلیٹ کلر کی۔شرٹ پہنے نیچے بلیو پینٹ پہنے اپنے سریس سے انداز میں وہ ہارون کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ذروہ پیاسی نظروں سے اپنے دل کی پیاس بجھاتی اس کے دل کش نقوش اپنے دل میں اتارتی وہی کھڑی رہی۔۔۔۔

اگر تم دس منٹ تک اور نا آتے تو میں نکل رہا تھا تمہارے کان کھینچنے۔۔

اذمار مسکرایا۔۔

آپ کا حکم میں نے پہلے کبھی ٹالا ہے جو اب ٹالتا۔۔۔وہ کہہ تو ہارون کو رہا تھا لیکن دیکھ ذروہ کو رہا تھا۔۔

جو شرمندگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھائی کمرے میں جا رہا ہوں فریش ہونے۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا آگے بڑھا__ذروہ چونک سی گئ تھی اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر ،لیکن وہ دس سیکنڈ تک اس کے سامنے رکتا پھر تیزی سے وہ اس کے سامنے سے گزرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

ذروہ ساکت سی اسکی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔۔

ہائے اللہ یہ تو بہت ناراض ہو گئے ہیں ! کیا یہ اب مانے گئے نہیں۔۔۔ذروہ نے پشیمانی سے لب کاٹتے ہوئے سوچا۔۔۔

اذمار نے کمرے میں آکر زور سے مکہ دیوار پر مارا۔۔۔ہاتھ جس پر پہلے ہی پٹی باندھی ہوئی تھی وہی سے پھر سے خون آنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

افففف میں کیا کروں۔۔۔۔

اس نے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بے بسی سے سوچا۔۔۔

وہ فریش ہونے واش روم میں گیا تھا جب آیا تو وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔۔۔

وہ وہی رکا

ذروہ نے اسے دیکھ کر نظریں جھکائیں۔۔۔

آپ نے رات کو مجھے گھر چلنے کو بھی نہیں کہا۔۔

ذروہ نے اسکی طرف آتے ہوئے دھیمے سے شکایت کی۔۔

وہ جواباً چپ رہا۔۔

آپ سچ مچ والے ناراض ہو گئے ہیں کیا۔۔۔ذروہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔۔

جس پر وہ پلٹا تھا__

ذروہ آپ نے مجھے کتنی تکلیف پہنچائی ہے یو ریمیمبر۔۔۔اس نے سرد سے لہجے میں پوچھا۔۔

ایم سوری میں آئندہ نہیں روں گئ اور نا ایسی ویسی کوئی اور بات کروں گئ جس سے آپ کو دکھ پہنچے۔۔۔

ذروہ نے سخت پریشانی سے کہا۔۔۔

پرومس کریں۔۔

اس نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے سامنے کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

پکا والا پرومس بس آپ کبھی مجھے اگنور نہیں

خریں گئے اور نا ہی اونچی آواز میں بولے گئے۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے کہتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئ تھی۔۔

وہ ہلکے سے ہنستا ذروہ کا گال محبت سے چھوتا ذروہ کو ٹھٹھکا گیا تھا۔۔۔

یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا ہے یہ خون کیسا ہے آپ کے ہاتھ پر۔۔۔۔

اس نے بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں بس تھوڑا سا زخمی ہو گیا ہے زیادہ چوٹ نہیں لگی مجھے۔۔۔اس نے نرم سے لہجے میں اسے ریلکس کرنا چاہا۔۔

لیکن کیسے لگی یی چوٹ آپ کو۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ ہونٹوں سے چھوتی سخت پریشان تھی۔۔۔

اپنا خون اس کے گال پر لگے دیکھ کر وہ سخت پشیمان ہوا ___ ذروہ

آئی لو یو۔۔۔۔

وہ دھیمے سے کہتا اس کے گرد کوئی اسم ہی تو پھونک گیا تھا۔۔۔۔

وہ ہلکے سے مسکراتی کمرے سے بھاگتی ہوئی باہر چلی گئی تھی

جبکہ وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے کبڈ کی طرف اپنی شرٹ لینے بڑھا۔۔۔۔۔

---

وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔پرپل کلر کا لہنگا پہنے اوپر ریڈ کامدار ڈوپٹہ اوڑھے بالوں کو کرل ڈال کر کھلا چھوڑے ڈارک ریڈ لپسٹک لگائے وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

ذروہ کہاں ہے نوال۔۔

اس نے ڈوپٹہ درست کرتی نوال سے پوچھا۔۔

وہ تیار ہو رہی ہیں !

آپ کو پتا ہے ہاروں بھائی بہت ہی گڈ لک رہے ہیں۔۔۔

نوال نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

مونچھوں کے ہوتے وہ کہاں ہینڈسم لگ سکتا ہے۔۔۔۔

ذروہ نے مرر میں خود کو دیکھتے ہوئے ناک سکوڑ کر کہا۔۔۔

آپی کوئی حال نہیں۔۔۔نوال نے منہ بناتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔

آپی جلدی سے چلیں ہال جانا ہے۔۔۔۔زینش نے روم میں آتے ہوئے عجلت سے کہا۔۔۔۔

ہاں ہم آرہی تھیں۔۔۔نوال نے کہتے ہی بڑی سی بروان شال زلے پر اوڑھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زلے نے منہ بسورا خود کو چادر میں پیک ہوتے دیکھ کر۔۔۔۔۔۔"

---

اپریش پرسوں ہو گا۔۔۔

اس نے پیر شاہ جی صاحب کو بتاتے ہوئے رخ پلٹا۔۔۔۔

جب وہ ٹھٹھکا اسکی نظریں وہی جم سی گئی تھی۔۔۔۔

وہ وائٹ لہنگا چولی میں سیڑیاں اترتی اسکی طرف ہی آرہی تھی۔۔۔وائٹ لہنگے پر کاپر کلر کا تلے کا کام ہوا تھا بازو کہنیوں تک تھے جو فل کام سے بوجھل تھیں۔۔بالوں کو کھلے لیکن ان پر کاپر کلر کا ڈوپٹہ اوڑھے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

وہ خود وائٹ سوٹ میں تھا جس پر بلیک کلر کے بٹن تھے جس سے وہ سوٹ اس کی لمبی جسامت پر خوب جچ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

---

کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔

اس نے اپنا لہنگا چٹکیوں میں اٹھائے ہوۓ اشتیاق سے اس سے پوچھا۔۔۔

ماشاءاللہ آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں لیکن آپ مجھے سادگی میں زیادہ پیاری لگتی ہیں ذروہ ،

وہ کہتا ہوا چپ ہوا__سادگی میں آپ مجھے اپنے دل میں گھستی ہوئی محسوس ہوتیں بلیک شیشوں والی چادر جب آپ سر پر اوڑھتی ہیں تو آپ کی لونگ بھی مسکرا اٹھتی ہے وہ منظر مجھے سب منظروں سے زیادہ پیارا ہے ذروہ۔۔۔۔۔۔

دھیمے سے کہتا وہ ذروہ کو ساری دنیا سے زیادہ پیارا لگا تھا۔۔۔

میں جانتی تھی آپ اسی سے ملتا جلتا کچھ کہیں گئے۔۔۔ذروہ نے اس کی شرٹ کے بٹنز کو درست کرتے ہوئے لاڈ سے کہا۔۔۔

اچھا تو میری زری مجھے اتنا سمجھنے لگی ہے۔۔۔۔۔

اذمار نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

اس سے بھی زیادہ۔۔۔ذروہ نے اس کے دل کے مقام پر ہتھیلی رکھتے ہوئے چمکتی آنکھوں سے کہا۔۔۔

اذمار نے اس کے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ رکھا جب کلک کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔۔۔

سامنے ہی معیز گلے میں کیمرہ لٹکائے دونوں کو کیمرے میں شوٹ کر چکا تھا۔۔

اذمار نے اسے گھورا جبکہ ذروہ جلدی سے اس سے تھوڑا پیچھے ہوئی۔۔

شرم تو نہیں آئی ہو گئی تمہیں اس طرح کی حرکت کرتے ہوئے۔۔۔

اذمار نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔

بلکل بھی نہیں !میں کونسا کسی کی جیب کاٹتے ہوئے پکڑا گیا ہوں یا پھر کسی لڑکی سے فلرٹ کرتا ہوا پکڑا گیا ہوں یا پھر کسی کے منہ سے نوالا چھین کر بھاگا ہوں جو شرم آتی مجھے !

ویسے بھی شرم اور میرا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں اس لیے مجھے شرم نہیں آسکتی۔۔۔۔۔۔

معیز جب بولنے پر آتا تھا تو پھر کون اسے چپ کروا سکرا تھا بھلا۔۔۔

افففف کانوں میں درد کر دیتے ہو تم۔۔۔۔اذمار نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

تو یہ آپ کے کانوں کا فالٹ ہے مجھ معصوم کا اس میں کیا قصور۔۔۔معیز نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا۔۔۔

ذروہ کھل کر مسکرائی۔۔۔

سیریسلی معیز بھائی سے آپ زچ ہو گئے واوا۔۔۔ذروہ نے کھکھلاتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔

ذروہ باز آجائیں آپ۔۔۔

اذمار نے دونوں کو گھورا۔۔۔

اذی بھائی ویسے آپ مسکراتے ہوئے برے نہیں لگے گئیں اس لیے کبھی کبھی ہونٹوں کو مسکرانے کی احازت دے دیا کریں۔۔۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا بھاگ گیا کہ اب اسکی کٹ بھی لگ سکتی تھی بوکسر بھائی کے ہاتھوں۔۔۔۔۔

تو لگ بچو ہاتھ میرے پھر تیرے سارے دانت توڑتا ہوں میں۔۔۔اذمار نے دانت پیستے ہوئے پیچھے سے اسے دھمکی دی۔۔۔

ارے آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں __ذروہ نے شرارتی نظروں سے اس کے تپے تپے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

ذروہ آپ بھی مجھے تنگ کرئیں گئ اب۔۔۔۔اس نے خفگی سے پوچھا۔۔۔

جواباً وہ مسکراتی سر ہلاتی ہوئی معیز کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ ہلکی سی مسکان سے ہارون کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

---

روخان سب ثبوت اور پیرز میں نے انسپکٹر احمر کو دے دیئے ہیں سو تم پریشان مت ہو وہ کل صبح دونوں باپ بیٹا جیل کے اندر ہوں گئے۔۔۔۔۔۔ہارون نے اسے فون میں سے مضبوط لہجے میں تسلی دی۔۔۔۔

اوکے پھر کل ہی بات ہو گئی اللہ خافظ۔۔۔۔۔۔ہارون نے اذمار کو دیکھ کر جلدی سے فون بند کیا کس سے بات کر رہے تھے اور کون جیل میں ہو گا۔۔۔۔اذمار نے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے آئی بروز اچکا کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔۔

پریشانی کی بات نہیں بس کسی کے مجرموں کو سزا دلوانی ہے۔۔۔۔ہارون نے فون پاکٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

اختیاط سے رہئے گا آپ۔۔۔۔اذمار نے سنجیدگی سے اسے ہدایت کی۔۔۔۔

تم فکر کیوں کرتے ہو میرے راج دلارے تم بس خوش رہو اور سمجھو تمہارا بھائی بھی خوش ہے ۔۔۔۔۔۔۔ہارون نے محبت سے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا چلیں شادی ہال جانا ہے نیچے سب ویٹ کر رہے ہیں آپ کا۔۔۔۔

اذمار نے دروازے کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہمم چلو !

وہ کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔پیچھے اذمار بھی گہری سانس لیتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

زلے کہاں ہے۔۔۔

نوین نے نوال کو اکیلے نیچے آتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

وہ چچی آپی واش روم میں ہیں آجاتی ہیں تھوڑی دیر تک۔۔۔

ذروہ نے لب بھینچے سر میں شدید درد تھا لیکن وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے تھی کہ کسی کو اپنی وجہ سے وہ پریشان نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

اذمار باہر گاڑیوں کی ارینجمنٹ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ ہارون کی نظریں صرف سیڑیاں کی طرف تھیں جہاں سے عزیز جان نے دلہن کے روپ میں آنا تھا۔۔۔

ذروہ جاو زلے کو لے آو۔۔۔

نوین نے سونے کی چوڑیاں پہنتے ہوئے مصروف سے انداز میں ذروہ سے کہا۔۔۔

جی چچی امی !

وہ کہتی ہوئی زبردستی صوفے سے کھڑی ہوئی۔۔۔

اذمار فون کان میں لگائے اندر آیا۔۔۔زینش بلیک سلور کامبینشن کی فراک میں بہت پیاری لگ رہی تھی لیکن وہ سپاٹ نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔نوال نے ریڈ سلور کامبیشن کی فراک پہنی ہوئی تھی بال کھولے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی معیز کی نظروں نے صرف اسکا چہرہ فوکس کیا ہوا تھا۔۔۔

نوال نے اسے گھورا۔۔

جواباً وہ دلکشی سے مسکراتا اسے آنکھ مار گیا تھا___

لوفر نظر باز کہی کا۔۔

نوال نے اسے تگڑی گھوری سے نوازتے ہوئے نئے القابات سے نوازا۔۔۔۔"

ذروہ جو اسے لینے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی جب سامنے ہی سے اسے آتے دیکھ کر وہ رکی۔۔۔۔

ذروہ ٹھٹھکی تھی اس کے چہرے پر غیر معمولی تاثرات دیکھ کر۔

وہ ہارون کو دیکھتی دھیمے دھیمے قدموں سے سیڑیاں اتر رہی تھی۔۔۔

اچھا ہوا بیٹا تم آگئی دیر ہو رہی ہے چلو نوال آپی کو گاڑی میں بٹھاو۔۔۔نوین نے صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

ذروہ نے اپنے پاس سے گزرتی ہوئی زلے کو حیرانی سے دیکھا جو اسکی طرف متوجہ نہیں تھی وہ بس ہارون کی طرف جا رہی تھی۔۔۔

یہ کیا ہے !

زلے نے اپنی طرف دیکھتے ہارون سے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

کیا !

ہارون نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔

یہ فائل کس کی ہے۔۔۔

زلے نے بلیو فائل اس کے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ی یہ ___ہارون نے حیرت و صدمے سے بلیو فائل کو دیکھا۔۔

میں پوچھ رہی ہوں یہ فائل کس کی ہے۔۔۔۔۔

اس بار اتنی اونچی آواز میں وہ بولی تھی کہ سب اپنے اپنے کام ترک کیے اسکی طرف حیرت سے متوجہ ہوئے تھے۔۔

اذمار نے فائل کو سنجیدگی سے دیکھ کر ذروہ کو دیکھا جو سیڑیوں کی ریلنگ پکڑے پتھڑائی ہوئی نظروں سے زلے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

زلے تماشا مت کرو لاو یہ فائل مجھے دو ___ اذمار نے سپاٹ سے لہجے میں فائل کا مطالبہ کیا۔۔

ہارون کیا یہ فائل ذروہ ذوالفقار کی ہے۔۔۔۔اس نے سب کو اگنور کیے اس سے چلا کر پوچھا۔۔۔

زلے بیٹا کیا بات ہے کیا ہوا ہے۔۔۔۔عدیل صاحب نے حیرت سے نکلتے ہوئے زلے سے پریشانی سے پوچھا___

ہارون جواب دو میری بہن کو ٹیومر ہے کہ نہیں۔۔۔۔زلے نے اس کا گریبان جھنجھورتے ہوئے تلخ لہجے میں پوچھا۔۔۔

ہاں !

ہارون نے کہتے ہوئے آہستہ سے سر ہلایا۔۔۔لیکن اگلے ہی لمحے سب نے حیرت کی زیادتی سے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔

زلے کا تھپڑ تھاہ کر کے اس کے گال کی زینت بنا تھا۔۔۔

مبین اور ارم نے آپس میں ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھتے ہوئے بات سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔۔

زلے ہوش میں ہو تم یہ کیا حرکت تھی۔۔۔۔

اذمار نے غصے سے اس سے باز پرس کی۔۔۔

زلے فائل سمیت نیچے بیٹھتے گئ وہ صدمے میں تھی۔۔۔

ذوالفقار صاحب ساکت سے کھڑے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھتے ہوئے سخت غمگین تھے۔۔۔۔

ذروہ کی طرف کوئی متوجہ نہیں تھا سب زلے کو دیکھ رہے تھے۔۔سب اس کے ارد گرد اکٹھے تھے جو اونچا اونچا روتی سب کے دل چیر رہی تھی۔۔۔

ہارون کی آنکھیں جلمل کر رہی تھیں اپنی محبت کو شادی کے جوڑے میں بکھڑتے دیکھ کر۔۔۔۔ذروہ درد کی شدت سے لب بھینچے آنسو سے روتی اپنی بہن کے دن کو خراب ہوتے دیکھ کر وہ سخت صدمے میں تھی۔۔۔

اذنار اپنی جگہ پر کھڑا اسے ساکت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔جس کا سجا سنورا چہرہ پل میں ہی لٹھے کی مانند ہو گیا تھا۔۔۔

کیوں چھپایا آپ نے ڈیڈ !میری بہن تکلیف میں ہے اور آپ گھر میں شادی رچائے بیٹھے ہیں۔۔۔

میں کیسے اپنی بہن کی تکلیف نہیں محسوس کر سکی میں اچھی بہن نہیں ہوں نہیں ہوں میں اچھی بہن ۔۔۔۔۔وہ چلا کر کہتی سب کو رولا گئی تھی۔۔۔۔۔

بیٹا !

ذوالفقار صاحب نے اسے نیچے سے اٹھانا چاہا۔۔۔

جب وہ پھنکاری !

مت کہیں مجھ بیٹی آپ لوگوں نے کیوں چھپایا کہ ذروہ کو ٹیومر ہے۔۔۔۔زلے نے سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ذروہ!

اس گرتے دیکھ کر وہ کہتا ہوا اسکی طرف دوڑا تھا۔۔۔

وہ سیڑیوں پر اپنے پورے قد سمیت گری تھی۔۔۔۔

اب سب اسکی طرف پریشانی سے دوڑے۔۔۔۔

وہ گھر جو کچھ دیر پہلے خوشیوں سے جگمگا رہا تھا اب اسی گھر میں ویرانی سے چھائی ہوئی تھی۔۔۔

سب ہسپٹل چلے گئے تھے گھر میں بس کچھ گنے چنے مہمان ہی رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

---

اذمار نے زلے کو زبردستی صبح گھر بھیج دیا تھا۔تاکہ وہ چینج اور فریش وغیرہ ہو لے۔۔۔

زلے اور نوال کو معیز چھوڑنے گیا تھا۔۔۔۔

اذمار نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو گرم تھی اسے بخار تھا رات سے ___ذروہ اٹھو جوس پیو شاباش

۔۔

اذمار نے کہتے ہی اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا وہ نقاہت سے اسے دیکھتی ہوئی بیٹھی۔۔۔

جوس پئیں آپ بہتر فیل کریں گی۔۔۔اس نے جوس کا گلاس اسکے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے نرم سے لہجے میں کہا۔۔۔

آپ نے کچھ کھایا۔۔۔

ذروہ نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔

ہاں چائے وغیرہ پی کر آرہا ہوں سو آپ ریلکس رہیں۔۔۔۔

آپی چلی گئیں۔۔۔

ذروہ نے جوس فنش کر کے اس سے پوچھا۔۔۔

ہاں جا تو نہیں رہیں تھیں وہ لیکن میں نے اور ہارون بھائی نے زبردستی بھیج دیا ہے ان تینوں کو ۔۔۔۔۔اس نے زری کا منہ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے بتایا_ __"

رات کو آپ کا اپریشن ہے ذروہ۔۔۔۔اس نے آہستہ سے کہا۔۔۔

ذروہ نے ہونٹ بھینچ کر سر ہلایا

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر میری موت اس بیماری سے آنی ہے تو پھر آکر رہے گ ی اور اگر میں زندگی زیادہ لکھی گئی ہے تو ان شاءاللہ کچھ نہیں ہو گا مجھے آپ پلیززز پریشان مت ہوں۔۔۔۔ذروہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر گود میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔"

آپ نے اب اگر مرنے کی بات کی نا تو میں آپ کو ماروں گا ذروہ۔۔۔۔اذمار نے غصے سے کہا جس پر وہ ہنسی۔۔۔۔

اذمار میں قسم کھا کر کہتی آپ مجھے کبھی نہیں مار سکتے چاہے آپ کا کتنا ہی دل کیوں نا کرئے ۔۔۔۔۔ذروہ نے شرارت سے کہا۔۔۔"

اذمار کی آنکھیں اسے ہنستے دیکھ کر ڈارک گرین ہوئیں تھیں۔۔

---

تم !

اس نے غصے سے تلملا کر پوچھا "

کیسا فیل کر رہے ہو جیل میں آکر آئی ہوپ یو فیل بیٹر۔۔۔۔۔۔

ہارون نے مسکراتے ہوئے طنزیہ کہا۔۔

تم کیا سمجھ رہے میں میں یہاں سے نکل نہیں سکتا دو دن کے اندر جیل سے باہر ہوں گا میں ! پھر تمہاری موت تو طے ہے ہارون احمد خان ___ منیب نے اسے لہو رنگ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پھنکار کر کہا۔۔۔۔۔

آج صبح ہی وہ اپنے فلیٹ سے ایک گواہ شدہ لڑکی کے ساتھ پکڑا گیا تھا ___

افففف رسی جل گئی لیکن بل نہیں گیا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم اب کبھی نکل سکتے ہو یہاں سے ۔۔۔۔ہارون نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔

تمہارے دادا ہی نکلنے نہیں دیں گئے جن کے بیٹے کو تم اور تمہارا باپ جائیداد کے لیے قتل کر چکے ہیں۔۔۔۔

تمہارے باپ کی تلاش بھی جاری ہے آئی ہوپ کل تک وہ بھی تمہارے ساتھ اندر ہو گا۔۔۔۔

ہارون نے ہلکی سی مسکان سے کہا جس پر چوہدری منیب کا دل کیا اسے گولیوں سے بھون دے۔۔۔۔

ایک بار باہر آنے دو تمہیں قبر میں اتاروں گا اپنے ان ہاتھوں سے۔۔۔۔

منیب نے دانت پیس کر نفرت سے کہا "

شوق سے اتارنا لیکن خواب میں سمجھے تم۔۔۔۔

روحان کو یتیم کیا پھر اس پر گولیاں برسائی کیسے انسان ہو تم اپنے کزن چچا تک کو نہیں چھوڑا۔۔۔۔یہ تو ایک الگ معاملہ ہے جو آئے دن لڑکیوں کے ساتھ زیادتی کرتے رہے ہو ان سب کا بھی تو حساب دینا ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔

موت تک تمہیں یہاں سے نکلنے نہیں دوں گا گڈ بائے چوہدری منیب صاحب۔۔۔۔۔۔

ہارون سرد لہجے میں کہتا ہوا آنکھوں پر بلیک گلاسز لگاتے ہوئے ایک ادا سے پلٹ گیا جس پر چوہدری منیب پیچھے سے اسے گالیاں بکتا رہ گیا۔۔۔۔۔

---

ٹھینکیو ہارون بھائی میرا ساتھ دینے کے لیے مجھے پروٹیکٹ کرنے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔

روحان نے اس کے گلے لگتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

اونہہ یہ سب تمہارے زریعے ہی تو کرسکے ہیں ہم اگر تم اسکے قتل کرتے وقت کی ویڈیو نا بناتے تو شاید ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے تھے لیکن تم نے سمجھداری سے کام لیا تب ہی تو وہ آج جیل کے اندر ہے۔۔۔۔۔۔

ہارون نے اس کا کندھا تھپکتے ہوئے شفقت سے کہا۔۔۔

ہارون بھائی آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔۔۔۔روحان نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

ارے یار چل کرو ویسے بھی میرا اس آدمی سے بہت سا حساب نکلتا تھا اسے تو میں نے سبق سکھانے ہی تھا۔۔۔ہارون نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔۔۔

آپکی بیوی کیسی ہے بھائی۔۔

روحان نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

اونہہ بھابھی ہے وہ تمہاری۔۔۔ہارون نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے باور کروایا ___ آفکورس بھابھی ہے وہ ___ بیوی تو انہیں کوئی بے وقوف ہی بنا سکتا ہے اتنی لڑاکا اف اللہ توبہ توبہ

۔۔۔۔۔۔

وہ شرارت سے کانوں کو ہاتھ لگاتا کہتا ہوا باہر کی طرف بھاگا۔۔۔

بچو اب لگ تو میرے ہاتھ تمہیں تو زلے سے ہی سیدھا کرواتا ہوں میں۔۔۔۔ہارون نے پیچھے سے چلا کر کہا۔۔۔

وہ جواباً مسکراتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا جب گلاس ڈور کے سامنے وہ ٹھٹک کر رکا۔۔۔

میں نہیں انجیکشن لگواوں گئی آپ کسی اور کو لگالیں۔۔۔۔

زری نے ڈاکٹر رابیل کو دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا۔۔۔

ذروہ یہ تمہارے لیے ہے کسی اور کو کیسے لگا دوں ہمم۔۔۔۔رابیل نے زچ ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

وہ کب سے اسے انجیکشن لگانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ لگوانے سے انکاری تھی اذمار اسکی میڈیسن لینے دوسرے سٹور گیا ہوا تھا جہاں سے اسے آنے میں آدھا گھنٹہ تو لگ ہی جانا تھا۔۔۔۔

وہ منہ بسورے اونچی پونی بنائے چمکتی لونگ کے ساتھ کوئی بچی ہی لگ رہی تھی___

آپ مجھے کوئی پلز دیں لیں میں وہ چپ چاپ کر کے کھالوں گئی لیکن یہ ہرگز نہیں لگواوں گئی چاہے کچھ بھی ہو۔۔۔۔

ذروہ نے ناک کے نتھے پھیلاتے ہوئے غصے سے کہا___۔

جس پر روحان کے چہرے پر بہت پیاری سی مسکراہٹ آئی۔۔۔

اس لڑکی کے چہرے پر پاکیزگی کا نور تھا جس سے اس کا سانولا سا چہرہ چمکتا تھا۔۔۔

روحان وہی کھڑا رہا۔۔۔۔

ذروہ میں اب ڈاکٹر ہاروں کو بولا لاوں گئی۔۔۔۔رابیل نے غصے سے کہا۔۔۔

وہ ہسپٹل میں نہیں ہیں وہ ڈاکٹر لوف کو لینے گئے ہیں وہ بتا کر گ ۔ئے ہیں مجھے ایئر پورٹ ۔۔۔۔۔ذروہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے ڈیٹھ لہجے میں کہا۔۔۔

اچھا انجیکشن سے درد ہوتا ہے اپرین جب ہو گا تب کیا کروں گ ی ہاں۔۔۔۔رابیل نے بیزار سے لہجے میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

تب تو میں بے ہوش ہوں گئی تب کیسے درد ہو گا مجھے۔۔۔۔۔

ذروہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا "

روحان دلکشی سے مسکرایا اس ضدی سی لڑکی کو دیکھ کر جو انجیکشن سے تو ڈرتی تھی لیکن اپریشن سے نہیں۔۔۔۔

یہ تم دروازے کے سامنے کھڑے مسکرا کیوں رہے ہو ہاں۔۔۔۔۔

زلے نے ٹفن ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے آئی بروز اچکا کر پوچھا۔۔۔۔

روحان نے زلے کو دیکھا پھر اندر بیٹھی ضدی سی انوکھی سی لڑکی کو۔۔۔۔

یہ ہسپٹل آپکے بابا اور شوہر کا ہے آپ کا نہیں جو میں آپکو بتاتا پھروں کے میں یہاں کیوں کھڑا ہوں۔۔۔۔۔اس نے شرارت سے اسے تپایا۔۔۔۔

تھپڑ مار کر منہ سجا دوں گئی تمہارا_جسے دیکھ رہے ہو وہ میری بہن ہے سمجھے تم۔۔۔۔

زلے نے منہ بناتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

افف کیا یہ معصوم سی انوسینٹ سی لڑکی آپکی بہن ہے کہہ دیں کہ آپ مزاق کر رہی ہیں۔۔۔۔۔

روحان نے حیران ہونے کی مصنوعی کوشش کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔۔

جہاں سے ابھی چلے جاو اگر اس کے شوہر نے تمہیں اپنی بیوی کو معصوم اور انوسینٹ کہتے سن لیا نا تو ابھی تمہارا قیمہ بنا دے گا وہ۔۔۔۔۔۔زلے نے اسے دھمکی دی"

شوہر !

روحان نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

ہاں جی میری بہن ماشاءاللہ سے شادی شدہ ہے اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔

زلے نے اندر جاتے ہوئے اس کے سوال کا جواب دیا۔۔۔۔۔

پیچھے وہ ساکت سا اسے دیکھتا رہا جو معصوم سا منہ بنائے ڈاکٹر رابیل کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

روحان نے جلدی سے رخ پلٹا اور باہر کی طرف تیز قدموں سے بڑھا وہ اب یہاں نہیں رک سکتا تھا

۔۔۔۔۔۔

---

سب ہی گھر والے ہسپٹل میں جمع تھے۔۔۔۔۔

آج ذروہ کا اپریشن تھا شام کے چھ بج رہے تھے ڈاکٹرز اندر اپریشن کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔

دادی نادیہ تسبیح پڑھتی سخت پریشان تھیں۔۔۔۔۔۔۔

زلے وائٹ بلیک سوٹ میں کوریڈور کے بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔ذوالفقار صاحب اندر تھے عدیل ، احمد صاحب بھی کرسیوں پر پریشان سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔ارم مبین زینش نوال گھر پر تھیں احمد صاحب نے انہیں گھر پر رہنے کا کہا تھا۔۔۔نوال نے ضد تو کی لیکن عدیل صاحب کے سختی سے کہنے پر وہ منہ بسور کر گھر ہی رک گئ معیز کو بھی انکے پاس گھر پر ہی رکنے کو کہا ۔۔۔شائستہ بھی ہسپٹل میں ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اذمار ہمیں اپریشن والی جگہ سے ذروہ کے بال کاٹنے پڑے گئیں۔۔۔۔ہارون نے اذمار کے سپاٹ سے چہرے کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔

اذمار میں تم سے مخاطب ہوں۔۔

ہارون نے اسے خاموش دیکھ کر اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

بھائی میری ذروہ کو بہت پسند تھے اپنے بال۔۔۔۔۔

وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔۔۔

اونہہ !ڈونٹ وری ہم بس وہی سے ہی بال کاٹے گئے جہاں سے ہمیں اپریٹ کرنا ہے ___ہارون نے اس اپنے گلے لگاتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔

اذمار نے بھائی کے کندھے پر سر رکھ کر اندر نظر آتی اپنے جان کو دیکھا جس کے دونوں بازو پر ڈریپس لگی ہوئی تھی خود آنکھیں بند کیے ساکت سی لیٹی وہ اسے اندر سے ختم کر رہی تھی وہ کیسے اسے اس حالت میں دیکھ رہا تھا یہ بس وہ یا اس کا خدا جانتا تھا۔۔۔۔۔۔

---

نوال بالکنی میں کھڑی چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جب معیز اس کے ساتھ آکر رکتا اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا رہا۔۔۔۔

نوال جانتی ہو ہماری زندگی میں کسی انسان کی اہمیت کب اجاگر ہوتی ہے۔۔۔۔۔

اس نے دھیمے سے نوال سے پوچھا۔۔۔۔

نوال نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

جب وہ ہم سے دور چلا جاتا ہے یا پھر وہ کسی مصیبت میں ہو تب ہمیں محسوس ہوتی ہے کسی کی اپنی زندگی میں اہمیت۔۔۔۔۔معیز نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میں بہت پریشان ہوں ذروہ بھابھی کو لے کر !بھائی کچھ کھاتے بھی نہیں نا کسی سے بات کرتے ہیں خاموش سے ہو گئے ہیں میرا تو دل کٹتا ہے انہیں ایسے دیکھ کر۔۔۔۔۔

اس نے بہتے آنسو صاف کر کے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

نوال یہ گھڑی ایسی ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کو تسلی دینی ہے اگر ایسے سب رونے لگ جائیں تو سوچو زلے آپی کا کیا ہو گا ماموں کو کون حوصلہ دے گا نادیہ آنٹی انہیں بھی تو دیکھو پھر اذمار !ہم سب کے لیے یہ گھڑی مشکل ہے لیکن ہمیں خود پر کنٹرول کرنا ہو گا۔۔۔

ؓمعیز نے اسکے بہتے ہوئے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نوال نے سر ہلایا۔۔۔

اپریشن آدھا گھنٹہ پہلے شروع ہو چکا ہے__ معیز نے اس کے چہرے پر نظریں کہا۔۔۔

جس پر اس نے چاند کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔

---

اپریش ٹھیٹر کی لائٹ جلتے تقریباً چار گھنٹے ہو چکے تھے یہ وقت سب نے سولی پر گزارا تھا ۔۔۔۔۔نادیہ اور زلے کی آنکھیں گیلی ہی رہی تھیں۔۔۔۔

لائٹ ایک دم ست بجی تھی۔۔۔۔

سب بجتی لائٹ کو دیکھتے ہوئے اپنی اپنی جگہ سے جھٹ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

سب سے پہلے لندن کے مشہور سرجن ڈاکٹر لوف جو کہ ہارون کے بیسٹ فرینڈ بھی رہے تھے باہر آیے۔۔۔۔۔

زلے جھٹ سے دیوار کے ساتھ لگی تھی۔۔۔۔۔۔

اپریشن از سکسیس فل۔۔۔۔۔انہوں نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر ذوالفقار سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اذمار سنتا ہی اپنی جگہ پر کھڑا گھٹنوں کے بل نیچے گرا تھا۔۔۔۔

زلے نے جھٹ سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔

نادیہ نے تسبیح چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے زلے کو سینے سے لگایا جو سہارا ملتے ہی رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اذمار نے آہستہ سے پیشانی فرش سے اٹکائی۔۔۔

اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر فرش پر گرا تھا جب عدیل صاحب نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے سینے سے لگایا۔اذمار انکے سینے سے لگا اپنی آنکھوں پر بن باندھ گیا تھا۔۔۔

ساری رات سب نے جاگ کر گزاری تھی۔۔۔

---

ذروہ کو بے ہوش ہوئے سات گھنٹے بیت چکے تھے۔۔۔۔

سب کا کھانا نوال اور معیز لے کر آئے تھے۔

نوین بیگم بھی صبح سے ہسپٹل آگئی تھی۔۔۔

اذمار شیشے کے سامنے کھڑا اسکا پٹیوں میں جکڑا سر دیکھتا رہا منہ پر اکسیجن ماسک لگائے وہ دنیا سے بیگانہ تھی اور وہ خود سے۔۔۔۔۔

ہارون نے زبردستی اسے کڑک سے چائے اور ایک سینڈوچ زبردستی کھلایا تھا۔۔۔۔

وہ لائٹ گرین آنکھوں سے اسے دیکھتا بیمار سا دیکھتا تھا۔۔۔۔

کوئی کیسے کہہ سکتا تھا یہ وہی اپ ٹو ڈیٹ رہنے والا اذمار عدیل خان ہے جو ناک چڑھائے اپنے لاپرواہ سے ایٹی ٹیوڈ سے ساری یونی میں مشہور تھا۔۔۔۔۔۔

---

آپی وہ کہاں ہیں۔۔۔۔

اسے رات کو ہوش آیا تھا سب ایک ایک کر کے اس سے مل چکے تھے لیکن وہ نہیں آیا تھا۔۔۔۔

زلے نے اسکے پٹیوں میں جکڑے سر پر محبت سے ہونٹ رکھے۔۔۔

ہسپٹل نہیں ہے وہ ! پریشان ہے تم جلدی سے ٹھیک ہو جاو بہت تنگ کر لیا ہے تم نے سب کو اور خاص کر اسے۔۔۔۔۔۔

ذروہ کی آنکھیں بھر آئی۔۔۔اپنی تکلیف پر نہیں اسکی تکلیف پر جو کہتا نہیں تھا بس خود پر سہتا تھا۔

۔۔۔۔۔

---

آپی وہ ساری رات نہیں آئے۔۔۔

اس نے بہتے ہوئے آنسو صاف کر کے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

زلے نے اپنی دیونی بہن کو پیار سے دیکھا۔۔۔۔

وہ ساری رات تمہارے سراہنے بیٹھا رہا ہے ذروہ۔۔۔زلے نے ڈبے سے فریش جوس گلاس میں نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

آپی میں سو رہی تھی میں نے نہیں دیکھا انہیں میں یہ جوس تب پیوں گئی جب وہ میرے سامنے ہوں گئے ورنہ میں کسی سے نہیں بولوں گئی۔۔۔۔

ذروہ نے غصے سے زلے کو دھمکی دی۔۔۔۔

زری !

زلے نے اسے تنبیہی آواز میں پکارا۔۔۔

آپی میں نے کہہ دیا ہے ! آپ کو کیا پتا مجھے ایسے لگتا ہے جیسے مجھے برسوں ہوں گئے ہیں انکی شکل دیکھے۔۔۔۔

اس نے چہرے پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زلے نے ساکت نظروں سے دروازے میں کھڑے اذمار کو دیکھا جو لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

زلے گہرا سانس لیتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔۔۔

وہ دھیمے دھیمے قدموں سے چلتا اسکے بیڈ کے پاس کر آکر رکا۔۔۔۔

ذروہ!

اس نے دھیمے سے پکارا__

ذروہ نے جھٹ سے ہاتھ چہرے سے ہٹائے۔۔۔

آپ کوئی محبت نہیں کرتے مجھ سے آپ نے ایک بار بھی اپنا چہرہ نہیں دیکھایا مجھے میں سخت ناراض ہوں آپ سے۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے جو منہ میں آتا جا رہا تھا کہتی جا رہی تھی۔۔۔۔

اذمار نے اس کے چلتے ہوئے ہونٹوں ہر آہستہ سے ہتھیلی رکھی۔۔۔

ذروہ نے اسے آنسو لیے آنکوں سے دیکھا۔۔۔۔

ذروہ آئندہ مت کہیئے گا کہ مجھے آپ سے محبت نہیں۔۔۔۔اس نے دھیمے سے کہتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

ذروہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

ذروہ میں آپ سے شرمندہ ہوں __اس نے آہستہ سے اس کے پٹیوں سے جکڑے سر پر لب رکھتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔

آپ نے رات کو کیوں نہیں اٹھایا مجھے ___ذروہ نے اس کے ہاتھ کو ہونٹوں پر رکھتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں پوچھا۔۔

ایم سوری۔۔۔

اس نے دھیمے سے کہا۔۔

آپکی آنکھیں لائٹ گرین کیوں ہیں میں ٹھیک ہوں پلیززز آپ خوش رہیں میری خاطر گھر والوں کی خاطر۔۔۔۔۔

اس نے ہنوز اس کے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگائے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ آپ جانتی ہیں سٹریس کتنا برا ہے آپ کے لیے۔۔۔آپکو اس ہفتے میں کوئی بری بات نہیں سوچنی نا ہی پریشان ہونا ہے۔۔۔۔۔۔اس نے ہلکی سی مسکان سے کہا۔۔۔

آپ میرے سامنے رہیں میں قسم کھاتی ہوں کبھی پریشان نہیں ہوں گئ۔۔۔۔

ذروہ کے لہجے میں عشق کی شدت تھی جس سے اذمار باخوبی واقف تھا۔۔۔۔۔

---

اس ہفتے میں ہسپٹل سے گھر نہیں گیا تھا وہ۔۔۔

اور ہسپٹل کے عملے کی ناک میں دم کر کے رکھا ہوا تھا اس نے۔۔۔

منٹ منٹ بعد کمرہ صاف کرواتا اس کا چیک اپ کرواتا اسکی دیکھ بھال وہ ایسے کرتا جس سے نرسز کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر بھی رشک سے اس معمولی سی لڑکی کو دیکھتی جو شکل کی عام لیکن قسمت کی

دھنی تھی جسے خوبصورت محبت کرنے والا عزت کرنے والا جان دینے والا شوہر ملا تھا۔۔سچ کہتے ہیں قسمت شکل و صورت سے نہیں ملتی۔۔۔۔

ان دنوں نادیہ خود اسکے لیے ناشتہ بنوا کر لاتی۔نوین رات کا کھانا لے کر آتی۔۔۔وہ بہت خوش تھی سب کو ایک ساتھ دیکھ کر ___

آج اسکے سر سے پٹیاں کھل چکیں تھیں۔۔۔۔۔۔اذمار اس پورے وقت میں اسکے پاس رہا تھا۔۔ اسکے بال سر کے بیچ سے ہتھیلی جتنی جگہ سے کاٹے گئے تھے۔۔اذمار نے محبت سے کالی چادر اس کے سر پر اوڑھی وہ مسکرائی۔۔۔

زلے نے محبت سے اسے اپنے کندھے سے لگایا۔۔

سب ہی اسکے پاس تھے۔۔

ذروہ اور زلے کی آنکھیں اس پورے وقت میں بھیگی ہی رہیں تھیں۔۔۔

---

زلے نے رابیل کو گھورا۔۔۔

کیا اس دنیا میں اور لڑکوں کا کال پڑ گیا ہے جو آپ میرے ہی شوہر پر نظر رکھیں بیٹھی ہیں ۔۔۔۔زلے نے انہیں آپس میں ہنستے اور باتیں کرتے دیکھ لیا تھا اب رابیل کو اکیلے دیکھ کر وہ فوراً اس کے پاس آتی جلے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

رابیل مسکرائی

افف اتنی جیلسی !

رابیل نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔

جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔۔وہ میرا ہے اور میرا ہی رہے گا اپنے لیے کوئی اور ڈھونڈ لو جو گورا اور پھینا ہو تاکہ میچ تو صحیح بنے نا۔۔انڈرسٹینڈ۔۔۔۔زلے نے ناک سکوڑتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

را بیل نے غصے سے اسے دیکھا پھر پیر پٹختی ہوئی وہ اپنے کیبن میں چلی گئی۔۔۔۔

زلے نے سر جھٹکا۔۔

عجیب ہی نظروں سے گھورتی ہے مجھ معصوم کے شوہر کو نظر لگائے گئی یہ اسے۔۔۔۔۔زلے غصے سے بڑبڑاتی ہوئی زری کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

---

ذروہ مسکرائی وہ اسے سب کے سامنے گود میں اٹھائے چلتا اپنی مغرور ناک سے ذروہ کو دنیا جہاں سے پیارا لگا۔۔۔

ہارون نے گاڑی کا ڈور کھولا۔۔۔اذمار نے آہستہ سے اسے پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔۔

زلے نے سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھا جبکہ ذوالفقار صاحب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے تھے۔۔۔۔

اذمار اور زلے ذروہ کے ساتھ جبکہ ہارون ذوالفقار صاحب کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا رات کے آٹھ بج رہے تھے۔۔

ہارون نے مرر سے زلے کو دیکھا اور مسکرا کر رہ گیا وہ ذروہ کے کندھے پر سر رکھے گوڑے گدھے بیچ کر سوئی لگ رہی تھی۔

اذمار سنجیدگی سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا اور ذروہ اسے۔۔۔۔

---

زلے نے کچن میں آتے ہارون کو اگنور کیا یہ اسکی ناراضگی کا واضع اظہار تھا۔۔۔

ہارون نے آہستہ سے چائے بناتی زلے کے کندھے پر ٹھوڑی رکھی۔۔۔کوئی ناراض لگ رہا ہے مجھ سے شاید۔۔۔

ہارون نے آہستہ سے اسے چھیڑا____"

شاید نہیں میں خقیقتاً ناراض ہوں سمجھے۔۔زلے نے اس کا سر کندھے سے جھٹکتے ہوۓ غصے سے کہا۔۔۔

لیکن ناراض کیوں ہو میں نے تو تمہیں ہسپٹل میں ڈانٹا تک نہیں یار اب مجھ معصوم نے کونسی غلطی کر دی ہے

ہارون نے اسے خود کو گھورتے دیکھ کر انتہائی معصومیت سے کہا۔۔۔

کیا بھائی سارا دن ون سونی لڑکیوں کے ساتھ رہتے ہیں ان سے باتیں کرتے ہیں ان کے ساتھ لنچ ڈینر میٹنگز اپریشن کیا کیا نہیں کرتے آپ!

کیا اب زلے آپی آپ سے ناراض بھی نا ہوں حد ہے بھائی ویسے۔۔۔۔۔۔

معیز نے سیب کھاتے ہوۓ جلتی پر تیل ڈالتے ہوۓ اینڈ پر تاسف سے سر جھٹکا۔۔۔

زلے نے کمر پر ہاتھ رکھا۔۔

ہاں وہی تو سارا دن لڑکیوں کو دیکھتے ہیں خاص کر اس بکری کے منہ والی کو اس لیے تو میں دیکھتی نہیں ہوں۔۔۔

آج کتنے شوق سے بلیک شفون کا سوٹ پہنا تھا لیکن نظر بھر کر مجھے نہیں دیکھا تعریف تو دور کی بات ہے انتہائی خشک انسان سے پالا پڑا ہے مجھ معصوم کا۔۔۔۔۔

زلے نے معیز سے دل کا دکھڑا رویا

ہارون نے زبردست گھوری سے اسے نواز کر جھٹ سے معیز کی گردن اپنے شکنجے میں لی۔۔۔

بھائی کیا اب اپنے چھوٹے بھائی کو ماریں گئے آپ۔۔۔

معیز نے ایمو شنل بلیک میل کرنا چاہا۔۔۔

بلکل تمہیں نا صرف ماروں گا بلکہ پنکھے سے الٹا لٹکا دوں گا تمہیں روز روز کا تمہارا تماشا تو بند ہو۔۔۔۔۔۔۔

ہارون نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔

اس بیچارے کا کیا قصور ہاں وہ تو سچ ہی بول رہا ہے _____زلے نے ناک چڑہا کر کہتے ہوئے اسے چھڑایا۔۔

ویسے بھی سچ بولنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا ہے آپی۔۔۔۔۔معیز نے زلے کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے مصنوعی غمگین لہجا اپنایا۔۔۔

تجھے تو میں سیدھا کرتا ہوں ٹھہر توں زرا۔۔۔۔۔ہارون سلیوز اوپر کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھا

پہلے پکڑ کر تو دیکھائیں دی ون اینڈ آنلی معیز خان کو۔۔۔۔۔۔۔

وہ کہتا ہوا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔

ہارون بھی پیچھے ہی بھاگا آخر مزا بھی تو اسے چکھانا تھا نا۔۔۔۔

یہ نہیں ہوا اپنی خوبصورت بیوی کو منالوں دوڑیں لگادی جیسے موقع چاہئیے ہو یہاں سے بھاگنے کا۔۔۔۔۔۔۔

وہ چائے کو کپوں میں نکالتی تپے تپے سے لہجے میں بڑبڑائی۔۔۔۔

PRIME URDU NOVELS
Zuhaibovelszone.com

وہ میری بیوی ہے تو اسے میرے کمرے میں کیوں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی آپ نے___ اذمار نے دادی کے کمرے میں آتے ہوئے سرد سے لہجے میں پوچھا۔۔

ہم ایسے تو اسے نہیں بھیجیں گئے تمہارے کمرے میں۔۔۔۔دادی نے تسبیح پڑھتے ہوئے ریلکس سے لہجے میں کہا۔۔

تو پھر کیسے بھیجیں گئ آپ اسے میرے کمرے میں ___اس نے آئی بروز اچکاتے ہوئے پوچھا۔

باقاعدہ رخصتی کر کے تمہارے ساتھ بھیجیں گئے ہم۔۔۔

دادی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

اذمار ٹھنڈی سانس لیتا روم سے تیزی سے نکل گیا۔۔۔

آج کل کے بچوں کو تو شرم چھو کر بھی نہیں گزری آہ کیا ہمارے زمانے تھے شرم و حیا والے ۔۔۔۔دادی نے آفسوس سے آہ بڑھتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔

---

میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم۔اتنے فسادی نکلو گئے۔۔۔۔

نوال نے ذروہ کو چائے پکڑاتے ہوئے ذروہ کے پاس بیٹھے معیز سے تیوریاں چڑھاتے ہوئے کہا۔۔

افف اب کیا کر دیا مجھ معصوم نے جسے دیکھو میں معصوم ہی ملتا ہوں حد ہے ویسے۔۔۔۔

معیز نے معصومیت سے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔۔

تم جیسے دو اور معصوم ہوں نا تو دنیا بدل جائے اتنے کوئی معصوم تم۔۔۔۔۔ہارون نے اس غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ تو بخش دیں مجھے ایک بات کیا کر دی آپ نے تو مجھ معصوم سے بیڑ ہی باندھ لیا ہے۔۔۔

معیز نے چائے پیتے ہوئے سخت تاسف سے کہا۔۔۔

ذروہ مسکراتے ہوئے معیز کو دیکھ رہی تھی جب وہ روم میں آیا۔۔۔

---

ذروہ میں گھر جارہا ہوں دو تین گھنٹے میں آجاوں گا۔۔۔

اسکی سپاٹ آواز پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

یار کیا بات ہے !کیوں جا رہے ہو رات کے سات بجے۔۔۔

ہارون نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بھائی حسیب سے کچھ کام تھا آجاتا ہوں تھوڑی دیر تک۔۔

وہ کہتا ہوا ذروہ کے پاس آیا اٹھو اور وہاں صوفے پر بیٹھو۔۔۔.

اس نے معیز کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔۔۔جو ذروہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔

کیوں !

معیز نے دانت پیس کر پوچھا۔۔۔

میری مرضی۔۔۔۔

وہ اسے زبردستی صوفے پر بیٹھاتا عجلت سے باہر چلا گیا۔۔۔۔

جبکہ باقی سب ی معیز کی ہونق شکل دیکھ کر ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔

ذروہ آپ کیسے اس جن کے ساتھ رہ لیتی ہیں۔۔۔۔۔

معیز نے ذروہ کے پاس دوبارہ بیٹھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔۔۔۔

ڈیٹھ انسان اگر وہ آگیا نا تو قیمہ بنا کر تمہارا روٹی کے ساتھ کھا جائے گا۔۔۔۔ہارون نے اسے ڈرایا۔۔۔

جبکہ ذروہ نے اسے گھورا اتنا پیارا شوہر تھا اسکا اور وہ اسے جن کہہ رہا تھا۔۔۔

ارے ڈرتا تو میں کسی کے باپ سے بھی نہیں ہوں بس اپنی بیوی سے ڈروں گا ان شاءاللہ۔۔۔۔

مسخرے پن سے کہتا وہ سب کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا جبکہ نوال پیر پٹختی ہوئی باہر چلی گئی۔۔۔

افففف انتہائی نکمی لڑکی ہے یہ ہونے والے شوہر کی عزت ہی نہیں۔۔۔۔معیز نے زلے کو دیکھ کر سر جھٹکتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔

اٹھو میرے ساتھ چلو !

ہارون کہتا ہوا اس کا بازو پکڑ کر زبردستی اسے اٹھا کر لے گیا۔۔۔

پیچھے وہ دونوں بہنیں کھکھلا کر رہ گئیں۔۔۔۔

---

وہ دربار میں ہاتھ باندھے مساکینوں کو کھانا کھلاتا وائٹ شرٹ بلیک پینٹ میں وہ بہت پیارا لگ رہا تھا وہ سب کے آگے کھانا رکھتا حسیب کے پاس آیا جو اسے مسکرا کر دیکھتا زچ کر رہا ہے۔۔۔

کیوں دانت نکل رہے ہیں تمہارے مکہ مار کر ساری بتیسی توڑ کر ہاتھ میں دے دوں گا۔۔۔

اذمار نے اسکی مسکان سے چڑتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

قسم سے عاشق تو بہت دیکھے لیکن تم جیسا پہلی بار دیکھ رہا ہوں جو بیوی کی زندگی کی مانگی ہوئی منتیں پوری کر رہا ہے۔۔

حسیب نے مسکراتے ہوئے رشک سے کہا۔۔۔

غلط کیا میں نے ! تجھے اپنے ساتھ لانا ہی نہیں چاہئیے تھا۔۔۔

اذمار نے سرد سے لہجے میں کہا۔۔

ہاہاہا____

یار ایسا ہو سکتا ہے توں کوئی کام کر اور مجھے پتا نا ہو۔۔۔

حسیب نے فخر سے کالر جھٹکتے ہوئے کہا۔۔

اپنا منہ بند رکھو۔۔۔۔۔

اور چلو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔

آنکھوں پر گلاسز لگاتا اسے گھورتا ہوا دربار کی سیڑیاں اترتا چلا گیا۔۔۔

مغرور انسان عشق کیسے کر لیا تم نے۔۔۔

حسیب نے اسے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

یہ بچوں کے کرنے کی باتیں نہیں ڈفر۔۔۔

اذمار نے اس بار اسے زچ کرنا بہتر سمجھا۔۔۔

بچہ !

تجھے شرم نا آئی مجھے بچہ کہتے ہوئے خیر سے منگنی شدہ ہوں خیر سے شادی بھی ہو جائے گئی تم جیسے لوگوں کی باتیں کیا کہتی ہیں۔۔۔۔

حسیب نے منہ بناتے ہوئے تنک کر کہا۔۔۔۔

جواباً وہ بائیک پر بیٹھتا دلکشی سے مسکراتا اسے تپا گیا تھا۔۔۔"

PRIME URDU NOVELS
ZUBNOVELSZONE.COM

تم ابھی بھی ناراض ہو ڈاکٹر ہارون سے۔۔۔۔

ہارون نے اسے گفٹ کھولتے دیکھ کر محبت سے پوچھا۔۔

ہوں !

لیکن تھوڑی بہت مان لیتی ہوں اب تم اتنے پیار سے گفٹ لائے ہو تو میں تمہارا دل نہیں توڑ سکتی نا۔۔۔

اس نے ہنوز گفٹ کھولتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہتے ہوئے اس پر احسان کیا۔۔۔

وہ جواباً مسکراتا ہوا اس کے پیچھے بیڈ پر بیٹھا وہ اس وقت بلیک ہاف سلیوز شرٹ پہنے وائٹ پینٹ پہنے وہ گیلے بالوں سے اسے محبت سے دیکھتا بہت پیارا لگ رہا تھا۔۔

بلیک ڈریس !

زلے نے حیرت سے پلٹتے ہوئے پوچھا۔۔۔

اب وہ دونوں بہت قریب سے ایک دوسرے کو دیکھتے کوئی انتہائی پیارا کپل لگ رہا تھا۔۔

ہاں اور یہ مجھے پہن کر دیکھائیں تاکہ میں آپکی تعریف کرسکوں۔۔۔۔

گھمبیر لہجے میں کہتا وہ زلے کا دل دھڑکا گیا۔۔۔

صبح پہنوں گئی میں ابھی تو میں نے نائٹ ڈریس پہنا ہے بار بار مجھ سے نہیں ہوتی چینجنگ وغیرہ۔۔۔

اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

زلے آپ پہن رہی ہیں یا نہیں۔۔۔

ہارون نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔

پہن رہی ہوں۔۔۔

وہ غصے سے ڈریس پکڑتی واش روم کی طرف بڑھی۔۔۔

پیچھے وہ اسکے بیڈ پر نیم دراز ہوا___

تب ہی وہ پانچ منٹ میں باہر تھی۔۔۔۔

پیروں تک آتی بلیک شیفون کمیز نیچے وائٹ تنگ کیپری گلے بانہوں پر موتیوں سے باریک کام کیا گیا تھا۔وہ ڈریس اپنی قیمت خود بتا رہا تھا۔۔۔

پہن لیا اب دیکھ لیا ہے تو جاو مجھے سونا بھی ہے۔۔۔۔

اس نے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔۔

ہاہاہا

وہ قہقہ لگاتا بیڈ سے اٹھتا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

زلے نے حیرت سے اسے اپنی طرف آتے دیکھا۔۔۔

تم دور سے ہی میری تعریف کردو۔۔

زلے نے پیچھے ہٹتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

دور سے کیوں پاس سے کیوں نہیں۔۔۔

اس نے ہنوز اسکی طرف بڑھتے ہوئے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

دیکھو ابو جاگ رہے ہیں چلے جاو اگر وہ آگے تو پھر تم جانتے ہو تمہاری اور میری خیر نہیں۔۔

زلے نے اسے ڈرانا چاہا___

کم اون مائی ڈیئر وہ ہسپٹل سے آج دیر رات گھر آئیں گئے۔۔۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں گھسائے دھیمے قدموں سے اس کی طرف بڑھتا وہ اسے زچ کر چکا تھا۔۔۔

تم وہی کیوں نہیں رک جاتے مت مار گئی تھی میری جو تم سے تعریف کا کہہ دیا اب نہیں کہوں گئی تعریف کے لیے۔۔۔

زلے نے گلاس وال سے لگتے ہوئے غصے و گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

میرا تو فرض ہے نا تمہاری تعریف کرنا تمہارے ڈریس کی تعریف کرنا تمہارے بالوں کی تعریف کرنا تمہارے۔۔۔۔

بس بس اتنی ہی کافی ہے تعریفیں۔۔۔۔

زلے نے اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔۔۔

افففف میری بیوی کتنا شرمانا سیکھ چکی ہے۔۔۔

ہارون نے اس کے ارد گرد ہاتھ جماتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔

زلے سخت گھبرائی وہ اس کے ماتھے سے اپنا کشادہ پیشانی اٹکا چکا تھا اس کی مونچھیں زلے کو ناک ہونٹوں پر چبتی محسوس ہوئیں ___

افف پیچھے کرو اپنی لاڈلی مونچھیں۔۔۔۔زلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

وہ جواباً مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھ چکا تھا زلے ساکت ہوئی اس کے جلتے لمس پر ۔۔۔وہ اپنی پیش قدمی جاری رکھے ہوئے تھا جب وہ دونوں ہی چونکے۔۔۔۔

آپی !

یہ ذروہ روم میں آرہی ہے تم باہر مت جاو چھپ جاو کیا سوچے گئی وہ میرے بارے میں۔۔۔۔

ہائے اللہ۔۔۔زلے نے گھبراہٹ سے اس سے دور ہوتے ہوئے کہا__

کیا کروں تم چھپ جاو واش روم میں۔۔۔زلے نے مسکراتے ہوئے ہارون کے بازو کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

افففف زلے کیا ہو گیا ہے کچھ نہیں سوچتی وہ بہت سمجھدار بچی ہے۔۔۔۔ہارون نے مسکراتی آنکھوں سے اسے کے سرخ چہرے کو دیکھ کر کہا۔۔

نہیں میری چھوٹی بہن ہے وہ کیا سوچے گئی وہ اپنی آپی کے بارے میں !

تم بس چھپ جاو اور جب تک میں نا کہوں اندر سے نکلنے کی کوشش بھی کی تو جان سے مار دوں گئی ۔۔۔۔اس نے واش روم کا دروازہ بند کرتے ہوئے اسے دھمکی دینا بہتر سمجھا۔۔۔

آپی اتنی دیر لگا دی ڈور کھولنے میں! میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔ذروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

میں واش روم میں تھی زری اس لیے لیٹ ہو گیا۔۔۔

زلے نے اپنے بکھڑے بال سنوارتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔

آپی وہ ابھی تک نہیں آئے پتا نہیں کہاں ہے۔۔۔

ذروہ نے بھرائے ہوئے لہجے میں آپی سے اس کی شکایت کی۔۔۔

آجاتا ہے وہ پہلے تو دن چڑے آتا تھا وہ اپنی مرضی کا مالک ہے کسی کی کم ہی سنتا ہے تم جاو شاباش سو جاو۔۔۔

زلے نے اس کے سر پر چادر درست کرتے ہوِے پیار سے کہا۔۔۔

آپی آپ کہی جا رہیں ہیں کیا ؟

اس نے اس کے نئے دریس کو ستائش سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں تو یہ بس ایسے ہی پہن کر سائز چیک کر رہی تھی۔۔۔

زلے نے مسکرا کر کہا۔۔۔

اچھا آپ آرام کریں !

وہ کہتی ہوئی پلٹی جب وہ چونکی۔۔

آچھ آچھ

مسلسل تین چھینکوں پر وہ چونک کر واپس مڑی۔۔۔

زلے نے دانت پیس کر اسے کوسا جو واش روم میں بند اپنی موجودگی کا پتا دے گیا تھا۔۔

زلے مصنوعی مسکرائی۔۔

وہ میں چھینکی ہوں واش روم میں کوئی نہیں۔۔۔

زلے نے ہڑبڑی میں الٹا سیدھا بول دیا۔۔

ہاہ آپی آپ کی ہارون بھائی جیسی آواز کب سے ہو گئی ہے۔۔۔زری نے منہ پر ہاتھ رکھ کر شرارت سے کہا۔۔

بھائی باہر آجائیں !

زری نے اپنی آپی کے ہونق چہرے کو دیکھ کر واش روم کی طرف آواز لگائی۔۔۔

ہارون ہلکی سی مسکان سے باہر آیا۔۔۔

سوری زری ڈیٹر میں اندر شرٹ دھونے چلا گیا تھا یونو چائے کا داغ لگ گیا تھا تو میرے واش روم کا ٹیپ خراب تھی تو میں زلے کے واش روم میں آگیا زلے بھی انجان ہے کہ میں واش روم میں تھا یہ اس وقت ڈریسنگ روم میں تھی۔۔۔۔۔

ہارون نے زلے کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے اپنی اور زلے کی صفائی دی۔۔۔جس پر زلے نے ماتھا پیٹا کہ بہانہ تو صحیح بناتے__

ہمممم !

آئی نو آپ دونوں سچ ہی بول رہے ہوں گئے۔۔۔۔

اس نے دونوں کے گرد گھومتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے دونوں کی بات پر تائید کی۔۔۔

یہ میرے روم آئے تھے زری میں تو کہی نہیں گئی نا۔۔۔

زلے نے اپنی صفائی دی۔۔

آپی میں کونسا پوچھ رہی ہوں کہ کون کیسے کہاں کیوں آیا زری نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

اچھا میں چلتی ہوں آپ دونوں پریشان نا ہوں۔۔۔۔

وہ کہتی ہوئی جلدی سے روم سے بھاگی۔۔۔۔

دیکھا میں نہیں کہتی تھی کوئی آجائے گا۔۔۔

زلے نے اسکی طرف پلٹ کر غصے سے کہا۔۔۔

سوری جانو !

ہارون نے مسکراتے لہجے میں کہہ کر اسے تپایا۔۔۔

افف ایک تو آپ مجھے ان چیپ نیم سے مت پکارا کریں اور نکلیں یہاں سے اس سے پہلے کہ تائی امی آئیں یا ارم آنٹی نکلنے کی کریں یہاں سے۔۔۔۔زلے نے کہتے ہی اس کا ہاتھ پکڑا اور دروازے سے باہر کیا۔۔۔

گڈ نائٹ۔۔۔!

ہتھیلی پر چوم کر اسکی طرف پھونک مار کر کہتی وہ جھٹ سے دروازہ بند کر گئی تھی۔۔۔

پیچھے وہ دانت پیس کر بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

---

ریس ہو جائے۔۔۔

حسیب نے بائیک پر بیٹھتے ہوئے اس سے ایکسائیٹڈ سے انداز میں پوچھا۔۔۔

نو تمہاری طرح چھڑا چھانڈ تو ہوں نہیں میری زری میرا انتظار کر رہی ہوں گئی سو میں نہیں لگا سکتا ریس۔۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے قطعیت سے کہا۔۔

افف لگتا ہے تم ڈر گئے پچھلی بار کے ہارنے سے کم آن یہ ہار جیت تو قسمت والوں کو ملتی ہے سو دل چھوٹا مت کرو اور ریس لگاو ٹین ٹھاوزنڈز ملے گئے ہم دونوں میں سے جو جیتا اسے۔۔۔

حسیب نے آئی برو اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

نو !

۔

اس نے ایٹی ٹیوڈ سے لہجے میں کہا۔۔

تجھے بھابھی کی قسم۔۔۔

تیری تو اب اگر بھابھی کی قسم دی تو یہاں کھڑا ہو گا وہی قبر بنا دوں گا سمجھے۔۔۔۔۔اذمار نے اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ کر اس کا سر بائیک پر مارتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

آئی ایم سوری اب میرے باپ کی توبہ جو تجھے بھابھی کی قسم دوں چھوڑ دے زلیل انسان چھوڑ دے ۔۔۔۔۔۔حسیب نے دہائی دیتے ہوئے اپنی گردن آزاد کروائی۔۔۔

اس بار بخش دیا آئندہ کا مطلب سمجھتے ہو نا۔۔۔۔

آفکورس جان سمجھ گیا__ حسیب نے دانت پیس کر کہا۔۔۔۔

آجاو اگر ریس لگانی ہے تو۔۔۔اس نے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔۔

خبیث انسان اگر لگانی تھی تو مجھے سے اتنے ترلے منتیں کیوں کروائیں ہاں۔۔۔۔

جواباً اپنی زچ کرتی مسکان سے وہ بائیک سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

وہ سپیڈ سلو کرتا حسیب کو آگے بڑھنے کا موقع دے رہا تھا جس کی باچھیں کھل چکیں تھی خود کو آگے بڑھتے دیکھ کر۔۔۔۔

اذمار مسکرایا !

حسیب کافی آگے بڑھ گیا تھا جب وہ سپیڈ بڑھاتا اس سے آگے آیا۔۔۔

حسیب نے بے چارگی سے اپنی جیب کو دیکھا۔۔۔۔۔

افففف یہ تو جیت جائے گا۔۔۔

حسیب نے کہتے ہی بائیک کو فل سپڈ پر چھوڑتا اذی سے آگے نکل گیا پیچھے پلٹ کر وہ مسکرایا کہ شاید اذمار ہار گیا ہے۔۔۔

اذمار نے زچ کرتی مسکان سے منٹوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کرتا بہت آگئے نکل گیا بھلا اس سے کوئی جیت سکا تھا وہ خود اگلے بندے کو آگے بڑھنے کا موقع دیتا تھا۔پھر جب اس آدمی کو لگتا وہ جیت جائے گا تب آگے نکل جاتا کہ اسے لوگوں کو زچ کرنے میں مزہ آتا تھا۔۔۔

حسیب مقرر جگہ پر پہنچا جہاں وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے لیٹنے سے انداز میں بیٹھا مسکرا دیکھتا اس کا آدھا خون خشک کر چکا تھا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا جس کا مطلب سمجھ کر حسیب ہڑبڑایا۔۔۔۔

I am waiting

اس نے مسکراتے لہجے میں ہاتھ ہلایا۔۔۔

آدھے آج لے لو آدھے کل دے دوں گا پکا۔۔۔۔حسیب نے رونے والے انداز میں بے چارگی سے کہا۔۔۔

Have all the money on my palm۔

اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

نہیں ہیں نا۔۔۔

حسیب نے رونے والے لہجے میں کہا کہ شاید ترس کھا لے لیکن اذمار کہاں کسی کی سنتا تھا۔۔

اذمار نے ہاتھ کو بھینچا اور اس کی پاکٹ سے جھٹ سے وائلٹ نکالا اس میں سے فائیو ٹھاوزنڈ کے دو نوٹ پکڑتا وہ اس کا ہاتھ سیدھا کرتا اس پر وائلٹ رکھتا بائیک سٹارٹ کر چکا تھا بنا اس کے صدمے سے کھلے منہ کو دیکھے۔۔۔

پچھلی بار میں جان بوجھ کر ہارا تھا جانی۔۔۔

وہ مسکراتی آنکھوں سے کہتا بائیک کو فل سپیڈ پر چھوڑتا جا چکا تھا۔۔

خبیث انسان !

حسیب نے صدنے سے وائلٹ چیک کرتے ہوئے کہا۔اور بائیک پر بیٹھا اسے لگا تھا یہ والی ریس شاید جیت جائے گا اور اذمار سے ٹین ٹھاوذنڈ لے کر اپنی محبوبہ کے لیے گفٹ لے گا لیکن ہائے رے لالچ جو تھے وہ بھی گنوا بیٹھا تھا۔۔۔۔

روڈ پر خواجہ سرا کو وہ پیسے دیتا اسے بتانا نہیں بھولا تھا کہ یہ شرط کے پیسے ہیں۔۔۔اس خواجہ سرا نے جھٹ سے اس سے پیسے چھینے اور اسے دعائیں دیتا پلٹ گیا۔۔۔

پورے گھر پر تاریکی چھائی ہوئی تھی

سب دروازے کھڑکیاں بند تھیں۔۔

وہ آسانی سے دیوار پر چڑتا نیچے کود چکا تھا۔۔

آرام سے دروازہ ڈبلیکیٹ چابی سے کھولتا وہ سیٹی بجاتا ہوا اندر آیا لیکن سیڑیاں پر وائٹ گلابی سوٹ میں بیٹھے وجود کو دیکھ کر وہ وہی ٹھٹھکا کر رکا۔۔۔

وہ ریلنگ سے سر ٹکائے نیند میں چلی گئی تھی۔۔

اس نے تاسف سے سر جھٹکا۔۔

اسے جھک کر گود میں اٹھاتا وہ آہستہ سے سیڑیاں چڑتا وہ اسے اپنے روم میں لایا۔۔

اسے آہستہ سے بیڈ پر لیٹاتا وہ ہلکا سا ہنسا وہ بلکل بچوں کی طرح نیم وا ہونٹوں سے سوئی اسے بہت پیاری لگی آہستہ سے اسکی چمکتی لونگ پر ہونٹ رکھتا وہ ہلکا سا ہنسا اس کے ساتھ دراز ہوتا اسے اپنے بانہوں میں کستا اس کے سر پر ہونٹ رکھتا وہ اپنی ڈارک گرین آئز بند کر گیا تھا۔۔۔۔

ذروہ نے اسکے سونے کا یقین ہونے کے بعد آہستہ سے تھوڑی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔
وہ دیر تک مسکراتی نمی لیے آنکھوں سے اس کا چمکتا چہرہ دیکھتی رہی۔۔۔
پھر وہ آہستہ سے اوپر اٹھتی اس کے ناک پر ہونٹ رکھ کر نیچے ہوئی۔۔اسے جی بھر کر دیکھنے کے بعد وہ سو چکی تھی ___ اذمار نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولیں اب وہ مسکراتی آنکھوں سے اس سادی سی دیوانی سی لڑکی کو دیکھتا رہا کہ جانتا تھا وہ جاگ رہی تھی اس لیے اس نے سونے کی ایکٹنگ کی تھی

۔۔۔۔

اسے مظبوط بانہوں میں بھینچتا وہ ہلکی سے مستقل مسکان سے دیر تک اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا رہا اس کے دیدار سے ____ """"

---

واوا

دادی یہ بہت پیارے ہیں۔۔۔۔
زینش جو انکے لیے چائے لے کر آئی تھی انہیں مختلف قسم کے زیورات بیڈ پر رکھے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔۔۔
دادی مسکرائیں ،

دادی یہ میں لے لوں !

اس نے چمکتے ہوئے خوبصورت ہار کو دیکھ کر دادی سے پوچھا۔۔۔
نہیں یہ والا زری کے لیے ہے۔۔۔انہوں نے ہار کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

دادی مجھے نہیں پتا یہ میں لوں گئ آپ ذروہ کو کوئی اور دیں دے۔۔۔زینی نے جلے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

اونہہ

یہ ذروہ کے لیے اس کی ماں نے دیا ہے۔۔۔۔

انہوں نے غصے سے کہا۔۔

زینش پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔

کچن میں چائے بناتی زری کو گھورتی وہ گارڈن میں چلی گئی جہاں اسکی زبردست ٹکر ہوئی تھی اندر آتے معاز سے۔۔۔۔

---

, معاز نے اسے گرنے سے بچانے کے لیے اسے مضبوط ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

زینش نے چونک کر اسے دیکھا۔جو وائٹ پینٹ پر براون ہاف سلیوز شرٹ پہنے کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔

معاز نے اسے اپنی طرف دیکھتے دیکھ کر پیار سے پوچھا۔۔

ہاں میں ٹھیک یوںThanks for keeping me from falling

زینش نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتے ہوئے آہستگی سے کہا۔۔

اٹس اوکے ڈیَر ویسے بھی اب تو ساری زندگی تمہیں میں نے ہی تو سنبھالنا ہے۔۔۔معاز مسکراتے لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گیا کہ وہ شائستہ بیگم کو لینے آیا تھا۔۔

زینش نے گہری سانس لی۔۔یہ

اتنا برا بھی نہیں ہے اذمار سے __زینش نے اسے دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔۔۔

وہ چونکی سامنے ہی وہ موبائیل کان سے لگائے کسی سے باتیں کر رہا تھا ایک ہاتھ پاکٹ میں گھسائے دوسرے سے فون کو کان سے لگائے وہ کئی لڑکیوں کے دلوں کی ڈھڑکن تھا۔۔۔

زینش آہستہ سے اسکی طرف بڑھی۔۔۔

تم انہیں کہہ دو میں نے چھوڑ دیا ہے سنگنگ کرنا نو میرا نمبر کسی کو مت دینا !

وہ چپ ہوا۔۔تو کہہ دو کہ وہ اب سنگنگ نہیں کرئے گا۔۔

ہمم___اوکے بائے۔۔۔

اس نے زینش کو سامنے کھڑے دیکھ کر فون بند کیا۔

تم بتا سکتے ہو محبت کیا ہے۔۔

زینش نے اس سے پوچھا۔

وہ مسکرایا اور اس کے نزدیک آیا۔۔

زینش محبت یہ نہیں کہ کوئی آپ کو خوبصورت لگتا ہو یا کوئی آپ کا خیال رکھتا ہو تو اسے آپ سے یا آپ کو اس سے محبت ہے۔۔

محبت!

یہ وہ جذبہ ہے جو ہر کسی کے دل میں نہیں اترتا۔۔وہ کہتا چپ ہوا پھر بولا۔۔

تم آگے بڑھو اپنا مستقبل بناو معاز اچھا لڑکا ہے اپنا بزنس سٹارٹ کر چکا ہے آئی ہوپ وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔۔۔

اذمار نے کچن کی کھڑکی سے نظر آتی ذروہ کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔جو ڈوپٹہ سر پر اچھی طرح اوڑھے چائے کو کپوں میں ڈال رہی تھی۔۔

زینش نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔

پھر اسے دیکھا جو چمکتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

زینی نے سر ہلایا۔۔

تم ٹھیک کہتے ہو ہم اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو ضروری تو نہیں کہ وہ بھی ہمیں چاہے۔

زینش نے ہلکی سی مسکان سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔

وہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی پیچھے اذمار نے جاتی زینی کی پشت کو تاسف سے دیکھا

اللہ کرئے تم ہیشہ خوش رہو۔۔۔اس نے دل میں کہا پھر زری کی طرف بڑھا۔۔

---

ذروہ ہم دونوں ایک سے لہنگے لیں گئے کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔

زلے نے صوفے پر اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

آپی میں لہنگا نہیں پہنوں گئی۔۔میں مینج نہیں کر سکتی نا۔۔

ذروہ نے بے بسی سے کہا۔

افف تم نا ایک نمبر کی بور پرسن ہو۔۔۔زلے نے اس کے ہاتھ سے چائے لے کر پیتے ہوئے ناک چڑہا کر کہا۔۔

زلے آپی آپ نا سی گرین ٹیل گون لینا آپ پر نا بہت سوٹ کرئے گا۔۔۔نوال نے ان کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے ایکسائیٹڈ سے انداز میں اسے اپنی رائے دی۔۔۔

ہاں ویسے کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو میں یہی لوں گئی اب تمہاری بات تھوڑی نا ٹالوں گئ۔۔۔۔

زلے نے چائے سے سپ لیتے ہوئے نوال کو خوش کیا۔۔

ذروہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کو زورو شور سے ڈسکس کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔

زینش بھی ان کے قریب بیٹھ گئی تھی باتوں میں حصہ لیتی وہ پہلے والی زینی ہی لگ رہی تھی۔۔

ذروہ اذمار کو کمرے میں جاتے دیکھ کر اس کے لیے چائے لینے کچن میں چلی گئی۔۔

---

آپ نے شرٹ کیوں اتاری ہوئی ہے شرٹ تو پہنے نا۔۔۔

ذروہ نے رخ پلٹتے ہوئے لجائے ہوئے لہجے میں کیا۔۔۔

اذمار جو نہا کر واش روم سے باہر آیا تھا وہ ٹاول سے پانی کی قطرے خشک کر رہا تھا جب معصوم سی شرمیلی سی آواز پر وہ پلٹا اور زری کی طرف دیکھ کر ہلکے سے ہنسا۔۔

... O my God Zarwa you are ashamed

اس نے مسکراتے لہجے میں اس سے پوچھا۔۔۔

ہاں تو شرماوں گئی ہی نا جب آپ شرٹ نہیں پہنے گئے تو۔۔۔اس نے معصوم سے لہجے میں کہا۔۔۔

اوکے آپ پلٹ سکتی ہیں میں نے شرٹ پہن لی ہے۔۔۔۔

اس نے بنا شرٹ کے بٹن بند کیے اس سے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔

ذروہ آہستہ سے مڑی۔۔آپ نے شرٹ کے بٹن کیوں بند نہیں کیئے ہاں ___اس نے خفگی سے پر لہجے میں پوچھا۔۔۔

مائے ہارٹ آپ بند کردو نا یہ بٹن۔۔

اس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔۔

لیکن میں تو چائے لیکر آئی ہوں آپ کے لیے۔۔۔

اس نے چائے کا کپ اس کی طرف کرتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

یہ یہاں رکھیں اور پہلے بٹن بند کردیں میری شرٹ کے۔۔۔۔

اس نے چائے کا کپ اس سے لیکر میز پر رکھتے ہوئے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔۔

ذروہ نے ہچکچاتے ہوئے ہاتھ اسکی طرف بڑھائے۔۔

وہ آہستہ سے اسکی شرٹ کے بٹن کو چھوتی انہیں محبت سے بند کرتی اذمار کا دل زورو سے دھڑکا گئی تھی وہ اس کے دل کی بھی دھڑکن باخوبی سن سکتا تھا۔۔

ذروہ آپ مجھے اتنی پیاری کیوں لگتی ہیں۔۔۔اس نے آہستہ سے اسکی طرف جھک کر نرمی سے پوچھا۔۔

ذروہ دھیمے سے مسکرائی !

یہ آپ اپنے دل سے پوچھیں نا۔۔

اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔۔

اذمار نے سر ہلاتے ہوئے اسے اپنی مظبوط بانہوں میں بھرا۔۔

ذروہ مجھ سمجھ نہیں آتی مجھے عشق کیسے ہوگیا میں تو ان سب چیزوں میں پڑھنے والا انسان نہیں تھا ! پھر آپ کو دیکھ کر میں کیوں خود کو بھول جاتا ہوں آپ میں مجھے اپنا آپ دیکھنے لگتا ہے آپ دل میں دھڑکتی ہوئی محسوس ہوتیں ہیں۔وہ دھیمے سے اپنا حال اس پر اشکار کر رہا تھا۔۔

زری نے آہستہ سے اپنے ہاتھوں میں اس کا خوبصورت چہرہ بھرا

آپ ہیں تو زری ہے آپ نہیں تو زری کا وجود اس دنیا میں بیکار ہے اذمار۔۔

وہ دھیمے سے کہتی اس کا نام لے گئی تھی _

اذمار کو اپنے کانوں میں مٹھاس سی گلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

ذروہ آپ ایک بار پھر سے میرا نام پکاریں۔۔

اس نے اس کے ناک سے اپنی ناک جوڑتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں فرمائش کی __ جس پر ذروہ نے ہلکی سی مسکان سے اس کے سینے میں اپنا منہ چھپایا تھا۔۔

---

بھابھی یہ ڈریس آپکے لیے امی نے بھیجا ہے رات کو آپ نے یہ پہننا ہے۔۔۔

نوال نے ایک خوبصورت فیروزی لائٹ پنک کامینشن کا ٹیل اوپن گون اس کے بیڈ پر ڈھیر کرتے ہوئے کیا۔۔۔

کیا یہ چچی امی نے بھیجا ہے وہ بھی میرے لیے۔۔ذروہ نے حیرت سے نوال سے پوچھا۔۔

ہاں جی آپکے شوہر ساتھ لے کر گئے تھے مما کو !اور مما کی پسند کا ڈریس لیا ہے انہوں نے آپ کے لیے۔۔۔۔نوال نے اسکے سانولے سے چہرے کو رشک سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔

ذروہ نے حیرت سے سوٹ پر ہاتھ پھیرا۔۔اور آپی کا ڈریس !

ذروہ نے نوال سے پوچھا۔۔

دادی سے دو لاکھ کا چیک لے کر نکل چکیں ہیں ہارون بھائی کے ساتھ نوال نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر اسے بتایا۔۔"

افف آپی بھی نا اپنا پیسہ خرچ نہیں کریں گئی چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ذروہ کے لہجے میں اپنی بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی۔۔۔

اونہہ !

معیز کی آواز پر وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

آپ لڑکیاں کو کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا میں نے آدھا گھنٹہ پہلے تمہیں اپنے لیے چائے لانے کو کہا تھا ہاں کیوں نہیں بنائی۔۔

معیز نے دونوں سے کہتے ہوئے آخر پر نوال سے تحکم بھرے لہجے میں پوچھا۔۔"

جس پر اس نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

بات سنو !

سنائیں۔وہ جھٹ سے اسکے ساتھ بیٹھتا ہوا بولا۔۔

میں کوئی تمہاری نوکرانی نہیں ہوں جو حکم چلا رہے ہو مجھ پر جاو جا کر مینا(نوکرانی) سے کہو۔۔۔نوال نے اسے گھورتے ہوئے اچھے سے باور کروایا۔۔

تم تو ہو ہی ایک نمبر کی کام چور سڑی سی شکل والی۔۔۔۔

معیز نے ذروہ کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے منہ پھلا کر نوال سے کہا۔۔

ذروہ نے اسے گھورا۔۔

پہلے اپنی شکل دیکھو کالے کوّئے کے منہ والے۔۔۔۔نوال نے غم و غصے سے کہا۔۔

ارے جاو جاو تم جیسے بہت دیکھے میں نے اپنی خوبصورتی سے جلتے۔۔۔معیز نے لڑکا انداز اپنایا۔۔

افف تم دونوں لڑنا بند کر سکتے ہو۔۔۔ذروہ نے زچ ہوتے ہوئے دونوں سے پوچھا۔۔

میں کہا لڑتا ہوں میں تو معصوم ہوں یہی ہے اپنے بھائی کی طرح لڑاکا جو ہر وقت مار دھار کے لیے تیار رہتی ہے۔۔۔معیز نے سر جھکٹے ہوِے معصومیت سے کہا۔۔

میرا شوہر تمہیں لڑاکا مار دھار والا لگتا ہے۔۔۔۔ذروہ نے خفگی سے پوچھا۔۔

ارے میں آپکے شوہر کو نہیں نوال کے بھاَئی کو کہہ رہا ہوں آپ ریلکس رہیں۔۔۔۔اس نے جلدی سے زری کو اپنی صفائی پیش کی۔۔

اف یو کائنڈ انفو !

میرا بھائی ذروہ بھابھی کا شویر ہے۔۔۔نوال نے مصنوعی مسکان سے اسے باور کروایا۔۔

تمہیں تو پتا نہیں کس کی گٹی دے دی ہے فسادن میری ذروہ بھابھی سے لڑائی کروانا چاہتی ہو۔۔۔۔۔معیز نے کمر پر ہاتھ رکھ کر منہ بناتے ہوئے پوچھا۔۔۔

افففف تم دونوں اگر ایسے ہی لڑتے رہو گئے تو کیسے گزارا ہو گا تم دونوں کا میں ابھی چاچو سے کہتی ہوں کہ کوئی ضرورت نہیں ان کی منگنی کروانے کی ___ذروہ دونوں کو دھمکی دیتی ہوئی کمرے سے ہی نکل گئی اِن دونوں نے تو سر میں درد کر کے رکھ دیا تھا اس کے۔۔

افففف!

دیکھا کر دیا نا بھابھی کو ناراض۔۔۔نوال نے غصے سے ہوچھا۔۔۔۔۔"

اگر میری منگنی نا ہوئی نا تمہارا قیمہ بنا کر روٹی سے کھا جاوں گا۔۔۔۔آہستہ سے اسکے کان میں کہتا وہ باہر بھاگا۔۔۔۔

افففف یہ انسان مجھے پاگل کر دے گا۔۔۔۔نوال غصے سے بڑبڑائی۔۔۔۔"

آپی میں کیسی لگ رہی ہوں ___ زروہ نے اسکے طرف پلٹتے ہوئے پوچھا۔۔۔

سر پر اچھی طرح فیروزی کامدار ڈوپٹہ لیے بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے ڈارک پنک لپسٹک بھاری جیولری میں وہ بہت ہیاری لگ رہی تھی۔۔۔

بہتتتت ہی پیاری۔۔

زلے نے محبت نظروں سے اس کا سجا سنوارا روپ دیکھتا ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

آپی وہ صبح سے گھر نہیں آئے۔۔۔

اس نے ہمیشہ کی طرح پھر سے زلے سے اسکی شکایت لگائی۔۔۔

اونہہ دونوں بھائی ولیمہ کا ارینجمنٹس دیکھنے ہوٹل گئے ہیں وہ ہی سے ہمیں جوائن کریں گئے ۔۔۔۔۔زلے نے مسکرا اسے تسلی دی پارلر والی اس کا ہلکے کام والا لائٹ پنک ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔۔۔بالوں کو دونوں طرف سے آگے ڈالے نیچے سے ہلکے ہلکے رول ڈالے وہ ہیوی میک اپ میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی ٹیل گون لہنگا اس کی جسامت پر بہت سوٹ کر رہا تھا۔بازو نیٹ کے تھے جو اوپر سے کام والے جبکہ نیچے سے سادے تھے جو بہت ہی پیارے لگ رہے تھے۔۔۔

میں کیسی لگ رہوں۔۔

نوال نے بالوں کو ایکسٹرا ہیئر پن میں قید کرتے ہوئے آئی برو اچکا کر زروہ سے پوچھا جو پرپل کلر کے لہنگا چولی میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی بالوں کو نیچے سے رول ڈالے ماتھے پر بھاری رول بنائے وہ بھی بہت خوبصورت دیکھتی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو!

زروہ نے محبت سے اسکے سجے سنورے روپ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

جواباً وہ مسکرائی۔۔۔

آج رات کو انکا ولیمہ تھا جو ایمرجینسی میں رکھا گیا تھا کہ پہلے ہی بہت لیٹ ہو گیا تھا ساتھ ہی زینش اور نوال کی انگیجمنٹ کی سیر منی بھی تھی۔۔

---

میرا بھائی تو چاند کا ٹکڑا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔اس نے اذمار کو سامنے سے آتے دیکھ کر بڑے بھائیوں والی شفقت سے کہا۔۔

اذمار وائٹ ایکسپینسیو شرٹ اوپر نیلا کوٹ پہنے گلے میں نیلی ہی ٹائی لگائے ماتھے پر بروان بال بکھیڑے وہ ڈارک گرین آنکھوں سے اپنی قاتل پرسنلٹی سے بہت ہی خوبصورت لگ ریا تھا۔۔۔

میرا بھائی مجھ سے بھی زیادہ ہینڈسم اور چارمینگ لگ رہے ہیں۔۔۔اذمار نے ہارون کے گلے لگتے ہوئے محبت سے جواباً کہا۔۔۔

ہارون وائٹ شرٹ اوپر بلیک کوٹ پہنے بلیک ہی ٹائی لگائے وہ وقع میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا وہ ایک نہایت گڈ پرسنلٹی کا مالک تھا وہ مقناطیسی کشش رکھتا تھا ہر کوئی کھینچا چلا جاتا اس کی طرف۔۔۔۔

افف میرا چھوتا پرنس اپنے برو کی تعریف کر رہا ہے واوا آمیزنگ۔۔۔ہارون نے اس کی چمکتی پیشانی پر شفقت سے بوسہ دیتے ہوۓ پیار سے کہا۔۔۔

اذمار جواباً مسکرایا۔۔وہ ہارون کی محبت سے آگاہ تھا کہ وہ اسے خود سے بھر کر محبت دیتا تھا۔۔

وہ دونوں مین اینٹریس میں کھڑے تھے۔۔کہ

انکی دلہنیں ابھی راستے میں تھیں۔۔

---

ہوا ہے آج پہلی بار"

جو ایسے مسکرایا ہوں"

تمہیں دیکھا تو جانا یہ"

کیوں دنیا میں آیا ہوں"

یہ جان لے کر کے جا میری"

تمہیں میں جینے آیا ہوں"

میں تم سے عشق کرنے کی"

اجازت رب سے لایا ہوں"

زری کو گاڑی سے نکلتا دیکھ کر اس کے ہونٹ خودبخود مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

جو جھکی نظروں سے شازل(بھائی) کا ہاتھ پکڑے گاڑی سے نکلی تھی۔۔

جبکہ ہارون نے آگے بڑھ کر زلے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔

زلے نے جھکے سر سے اس کے ہاتھ میں اپنا سجا ہوا ہاتھ دیا۔۔

اذمار وہی ساکت کھڑا خود سے بیگانہ ہوتے اسے خود میں سماتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

اذنار جاو بچے ذروہ کو ہیلپ کرو ___عدیل صاحب کے کہنے پر وہ چونک کر انہیں دیکھتا ذری کی طرف اپنی خوبصورت چال سے بڑھا۔۔۔جبکہ

ذروہ کا دل اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر زوروں سے سینے میں پھڑپھڑایا۔جیسے ابھی نکل کر باہر ہی آجائے گا

وہ آہستہ سے اس کے سامنے اپنا ہاتھ کرتا ذروہ سمیت کئی لوگوں کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا

زلے نے اسے شرماتے دیکھ کر اس کا ہاتھ اذمار کے ہاتھ پر شرارت سے رکھ دیا۔۔۔

ہارون نے اپنی بیوی کی شوخی جی بھر کر خود میں سموئی۔۔

زلے جھینپ سی گئی تھی اسے خود کو ایسے دیکھتے دیکھ کر۔۔

---

وہ چاروں سٹیج پر بیٹھے تھے۔نوال نے منہ بسور کر اسے دیکھا جو اپنی کزن (نینی) کی پک بنا رہا تھا۔۔

ایک پک میری بھی بنانا۔۔نوال نے اپنا سیل اسکی طرف بڑھاتے ہوئے طنزیہ کہا۔۔

جواباً وہ مسکرایا۔۔

شیور مائی ڈیئر۔۔

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کہتا نوال کو جھینپنے پر جبکہ نینی کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

افففف اتنی جیلسی یقین رکھو شادی تم سے ہی کروں گا مائے ڈیئر آخر انسانیت نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔۔اس نے انتہائی معصومیت سے اس کے کان میں کہا جو نوال کو اندر بایر سے سلگا کر رکھ گیا تھا۔۔

شکل دیکھو پہلے پھر مجھ سے شادی کے خواب دیکھنا۔۔۔نوال نے تیوریاں چڑہاےٓ بالوں کو جھٹکتے ہوئے ایک ادا سے کہا۔۔۔

او تو پھر ایسا کرتا ہوں نینی سے کر لیتا ہوں تم تو کرو گئی نہیں آخر مجھ معصوم نے اپنا گھر بھی تو بسانا ہے نا۔۔۔۔

نہایت معصومیت سے کہا گیا۔۔

تم کر کے تو دیکھو تمہاری ٹانگیں نا توڑ دی تو نوال عدیل خان نام نہیں میرا۔۔۔نوال نے نہایت جلے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

افففف اتنی محبت اگر اتنی محبت ہے مجھ معصوم سے تو پھر اظہار کیوں نہیں کرتی۔۔۔

معیز نے انتہائی اسکے قریب ہوتے ہوئے آئی برو اچکا گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔۔

نوال نے چونک کر اسے اپنے قریب ہوتے دیکھا۔۔۔

وہ بلیک ٹو پیس سوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر نوال کا دل زور سے دھڑکا۔۔

مجھے آئی تھنک آپی بولا رہیں ہیں۔۔۔۔نوال کہتی ہوئی سٹیج کی طرف بھاگ گئی تھی۔۔۔۔

پیچھے وہ مسکراتا ہوا اسکی پشت دیکھتا اپنے سنوارے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔۔۔۔

---

ارم ،مبین نوین سب سٹیج پر بیٹھی آپس میں کچھ باتیں کر رہیں تھیں۔۔۔۔مبین کا رویہ ذروہ سے بہتر ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اچھے سے جانتی تھی۔۔وہ اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش تھیں۔۔۔جبکہ ارم کے تاثرات نارمل اور سنجیدہ تھے۔۔نوین تو پھولے نہیں سما رہی تھی اپنے بیٹے اور زلے کو دیکھتی برسوں پہلے دیکھا خواب جو سچ کا روپ دھار گیا تھا انہیں اور کیا چاہیئے تھا۔۔۔۔

زینش اپنی فرینڈ کے ساتھ کھڑی کچھ باتیں کر رہی تھی جب

ایکسیوزمی کی آواز !

پر

وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے اگر آپ مناسب سمجھے تو۔۔۔معاز نے زینش کو دیکھتے ہوئے ریکوئسٹ کی۔۔

میں آتی ہوں تم انجوئے کرو۔۔۔۔

زینش اپنی فرینڈ سے کہتی ہوئی معاز کے ساتھ ایک ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

معاز نے چیئر گھسیٹ کر اسے پیش کی۔۔زینش گہرا سانس لیتی ہوئی چیئر پر بیٹھی۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا میں اپنی فیلنگ کیسے بیان کروں آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔۔زینی اسکے گھمبیر لہجے پر چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

میں نے جب پہلی بار آپ کو دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ مجھے جسکی تلاش تھی وہ میرے آس پاس تھیں اور میں پاگل اسے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈتا رہا۔۔۔۔معاز نے تاسف سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔

تلاش ؛

زینش نے اچنبے سے پوچھا۔۔

آپ جانتی نہیں آپ ایک بار ٹریپ پر اسلام آباد گئ تھی بس وہی مال روڈ پر آپ کو سرخ ڈریس میں میں دیکھتا رہ گیا تھا۔۔اسکے بعد مجھے احساس ہوا کہ یہ لڑکی تو میرا سب کچھ لے گ ٔی ہے آپ کو بہت ڈھونڈا لیکن آپ کو نہیں ملنا تھا سو آپ نہیں ملی۔۔۔۔

میں باہر رہا ہوں آپ جانتی ہیں آپ کے گھر میں میں بچپن میں آیا تھا بعد میں کبھی نہیں گیا۔۔۔۔۔

وہ دھیمے سے زینی پر انکشاف کرتا زینی کو ساکت کر گیا تھا۔۔

زینی اسے حیرت سے دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔۔

پھر امی نے ذروہ کے لیے فورس کیا میں مان گیا کہ منگنی کرنے میں کوئی خرج نہیں لیکن شادی کے بارے میں میں نے نہیں سوچا تھا کہ میرے دل میں تو آپ تھی۔۔۔

پھر امی نے نوال سے فورس کیا میں نے سوچا منگنی ہی تو کرنی ہے ذروہ سے نہیں تو نوال سے کر لیتا ہوں۔۔۔۔لیکن جب آپ کو میں نے اپنے سامنے دیکھا تو چونک گیا کہ میں آپ کو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہاں آگے آپ جانتی ہیں کیا سچویشن ہوئی۔۔۔۔

معاز نے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔

زینی نے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

زینش آپ بس خوش رہا کریں ہنستی کھلکھلاتی ہوئی جیسے روڈ پر اپنی دوستوں کے ساتھ مستی کرتی مجھے بھاہ گئی تھیں۔۔۔میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔

معاز نے آہستہ سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر التجا کی ہو جیسے۔۔۔۔۔زینی کی آنکھوں میں آنسو آئے کہ واقعے اللہ سے بہتر کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں! وہ وہ فیصلہ کرتا ہے جو ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے۔۔

آپ کو میری زات سے کوئی پریشانی نہیں ہو گئی میں خود کو آپ کے لیے کافی سدھار چکا ہوں باقی آپ میری زندگی میں آئیں گئی تو آپ سدھار دینا۔۔۔۔۔معاز نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا جس پر زینش مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑاتی اٹھ کر بھاگی تھی __

پیچھے معاز مسکرا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

دور بیٹھے اذمار کے ہونٹوں پر بھی ایک ہلکی سی مطمئن سی مسکراہٹ چمکی تھی۔۔۔

سٹیج پر اب سب مہمان سلامیاں دے رہے تھے۔۔۔۔

نوین نے دو سونے کے موٹے کڑے زلے کو اور دو ذروہ کو پہنائے کہ یہ انکی ماں کی نشانی تھے۔۔۔

مجھے لگتا ہے میری لپسٹک لائٹ ہے۔۔۔۔زلے نے منہ بسورتے ہوئے ہارون سے کہا۔۔

ہارون نے غور سے اسکے ڈارک لپسٹک سے سجے ہونٹ دیکھے پھر ہلکی سی مسکان سے اسے دیکھا۔۔

کوئی حال نہیں زلیخہ تمہارا اس سے زیادہ ڈارک کوئی لپسٹک نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ہارون نے سر ہلاتے ہوئے تاسف سے کہا۔۔۔۔

ہو سکتی ہے اگر تمہارا خون پی جاوں تو !

زلے نے دانت پیس کر کہا۔۔۔

پی جاو never mind..

اس نے دھیرے سے گھمبیر لہجے میں اسکی طرف جھکتے ہوئے کہا۔۔"

زلے سٹپٹا سی گئی تھی اسکے گھمبیر تا لہجے پر۔وہ نظریں چراتی سامنے پیار دینے والی آنٹی کی طرف جلدی سے متوجہ ہوئی۔۔۔

بھابھی کو کیا دو گئے گفٹ میں۔۔۔ حسیب نے اذمار سے تجسس سے پوچھا۔۔۔

منہ بند رکھو اور سامنے کی طرف دیکھو تاکہ تمہاری تصویر اچھی آئے ورنہ کل کو میرے بچے ڈر گئے تو ! کہ یہ کارٹون کون ہے....

اذمار نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اسے جواب دیا۔۔۔

سامنے ہی ذروہ اپنی دوست کو گھوم کر اپنی ٹیل گون فراک دیکھا رہی تھی جس پر اذمار نے جلدی سے گھومتی ہوئی زری کی پک بنائی جس سے اسکا بہت اچھا پوز بنا تھا۔۔۔

افففف بس کردے بھابھی کو تاڑنا نظر لگائے گا کیا اب۔۔

حسیب نے اس کے کندھے پر جھانپڑ مارتے ہوئے کچھ دیر پہلے ہوئی بیستی کا بدلہ چکایا۔۔

نظر تم جیسے بد نظروں کی لگتی ہے۔۔۔اس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

سلامیوں اور گفٹس کے بعد زینی اور نوال کی انگیجمنٹ کی سیر منی پوری کی گئی۔۔۔

عدیل صاحب نے معیز کو رنگ پہنائی تو ذوالفقار صاحب نے معاز کو۔۔۔شائستہ بیگم نے نوال ،زینش کو خود ہی رنگ پہنائی جس پر معیز منہ بسور کر رہ گیا شائستہ نے رنگ کے بعد دونوں کی ہتھیلیوں پر لاکھ لاکھ کا کیش رکھا۔۔۔۔

اذمار نے ذروہ کو دیکھا جو نادیہ بیگم کے گلے لگی سب کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی نادیہ نے دونوں بہنوں کو تین تین بھاری ہار دیئے تھے اور ادریس صاحب نے زلے ، ذروہ کو پانچ پانچ لاکھ کے چیک دیئے انہوں نے ذروہ سے معافی مانگ لی تھی اپنے غلط فیصلے کی اور اس مصنوعی دھمکی کی

(انہوں نے ذروہ کو نادیہ کو طلاق دینے کی دھمکی دی تھی وہ انہوں نے بس مصنوعی دھمکی دی تھی کہ وہ راضی ہو جائے وہ راضی نا بھی ہوتی تو انہوں نے طلاق نہیں دینی تھی نادیہ کو یہ سب بھی انہوں نے فرزانہ بیگم کے دباو میں آکر کہا تھا۔)

کب سے تمہارا انتظار تھا اتنی دیر کیوں لگا دی۔۔ہارون نے اس کے گلے ملتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔۔۔

بس کچھ ارجنٹ کام آگیا تھا آپ کو بہت بہت مبارک ہو ہارون بھائی ویسے لڑکی آپ نے اپنے جیسے نہیں ڈھونڈی۔۔۔۔روحان نے سجی سنواری زلے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔۔

جس نے ہاتھ کا مکہ بنا کر اسے مارنے کا اشارا کیا تھا۔۔۔۔

نہیں یار میری بیوی جیسی شاید ہی کوئی اور ہو گئی۔۔۔ہارون کی بات پر زلے نے نے طنزیہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ مسکرایا تب ہی اسکی نظر اس پر پڑی جو اپنے ساتھ کھڑے خوبصورت لڑکے کو کبھی دیکھ لیتی تو کبھی مسکرا کر نظریں جھکا لیتی۔۔

روحان نے سنجیدگی سے اس لڑکے کو دیکھا وہ سمجھ چکا تھا وہ لڑکا اسکا شوہر تھا۔۔۔

اسکے قدم خودبخود اس کی سمت بڑھے تھے۔۔

ہیلو مائے نیم روحان ____اس نے ذروہ سے ہلکی سی مسکان سے اپنا تعارف کروایا۔۔

ذروہ نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا جیسے پہچاننے کی کوشش کی ہو۔۔۔

کون ہو تم !

اذمار نے سنجیدگی سے اسے سے پوچھا۔۔۔

پہلے آپ کو محبت ہوئی یا انہیں۔۔۔اس نے اس کے سوال کو اگنور کر کے پوچھا۔۔۔

اذمار نے اسے گھورا۔

تم سے مطلب اگر کھانا کھا لیا ہو تو تم جا سکتے ہو اب۔۔۔اذمار نے ذروہ کے آگے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں کھانا میں نے ابھی نہیں کھایا آپ کیا ہر وقت ان کے آس پاس ہی رہتے ہیں جائیں اپنے دوستوں کے ساتھ گھومیں اور انہیں کھل کر سانس لینے دیں۔۔۔روحان نے سنجیدگی سے اسے مشورہ دیا بنا اس کی گھورتی نظروں سے خائف ہوئے۔۔۔

اذمار نے حیرت سے اس بدتمیز لڑکے کو دیکھا۔۔۔۔

آپ نے جلد بازی کی شادی میں اگر ایک سال اور ویٹ کر لیتی تو آپ کو کوئی اچھا سا انسان مل سکتا تھا۔۔۔۔روحان نے تاسف سے سر جھٹکتے ہوئے ذروہ سے کہا۔۔

لگتا ہے بنا مار کھائے نہیں ٹلنے والے تم یہاں سے۔۔۔۔اذمار اسکی طرف بڑھا ہی تھا جب ہارون نے اسے آواز لگائی۔۔۔

نو دو گیارہ ہو جاو یہاں سے۔۔۔اذمار نے غصے بھری نظروں سے اسے وارننگ دی۔۔۔۔

جس نے اس کی دھمکی پر لاپرواہی سے شانے اچکائے تھے۔۔۔

اذمار ادھر آو یار۔۔۔

ہارون زبردستی اسکا بازو کھینچتے ہوئے اپنے دوست سے ملوانے لے گیا۔۔۔

ذروہ نے اسے پریشانی سے دیکھا جو تاسف سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

مسلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ذروہ نے غصے سے پوچھا۔۔

مجھے پی غم ساری عمر رہے گا کہ آپ نے شادی میں جلد بازی کی۔۔۔۔وہ ہونٹ بھینچ کر کہتا ہوا پلٹا پھر واپس اسکی طرف مڑا۔۔۔۔۔اللہ کرئے آپ اس سڑیل انسان کے ساتھ ہمیشہ خوش رہیں۔۔۔وہ کہتا ہوا پلٹ کر وہاں سے نکلتا گیا ذروہ کی نظروں میں حیرانی ہی حیرانی تھی وہ اس عجیب سے لڑکے کو سمجھ نہیں سکی تھی۔۔۔

اذمار نے بھی گہرا سانس لیا اسے باہر جاتے دیکھ کر۔۔۔۔

افف یہ کہاں سے آگئی !

زلے رابیل کو ریڈ ساڑھی میں دیکھ کر غصے سے بڑبڑائی۔۔۔

جو ریڈ ساڑھی میں لمبے بال کھولے ریڈ ڈارک لپ سٹک لگائے بہت ہی حسین لگ رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر زلے مبارک ہو تمہیں۔۔۔۔

رابیل نے مصنوعی مسکان سے کہا۔۔۔

خیر مبارک خیر مبارک ڈاکٹر رابیل آپ کی دعاوں سے ہی تو یہ دن میری زندگی میں آیا ہے ۔۔۔۔زلے نے زبردستی اس کے گلے لگتے ہوئے کہا۔۔۔۔

رابیل نے منہ بنایا۔۔۔

ہارون کہاں ہے۔۔۔۔رابیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کے بارے میں پوچھا۔۔۔

وہ تو واش روم میں چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔زلے نے بڑا سا جھوٹ بولا۔۔۔۔۔

آج کے دن تو جھوٹ مت بولو وہ سامنے کھڑے ہیں میں انہی کے پاس جارہی ہوں۔۔۔۔۔رابیل نخوت سے کہتی ہارون کی طرف بڑھ گئی بنا زلے کا شاک سے کھلا منہ دیکھے۔۔۔۔

یہ میری سوکن نا ہسپٹل میں جان چھوڑتی ہے نا گھر پر۔۔۔۔اسکی شادی جلد ہی کسی سے کروانی ہو گئی مجھے۔۔۔۔۔زلے نے سنجیدگی سے سوچا۔۔۔۔۔۔

جس پر ذروہ زور سے ہنسی تھی.

---

ذروہ نے اسے دیکھا جو اسکے سامنے خاموش سا بیٹھا تھا۔۔

آپ بول کیوں نہیں رہے۔۔

ذروہ نے پریشانی سے پوچھا۔۔

وہ مسکرایا!

ذروہ پلیز آپ اتنا سجا سنورا مت کریں مجھے ڈر لگتا ہے آپکو دیکھتے ہوئے۔۔۔اس نے اس کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

وہ دھیمے سے ہنسی۔۔

اور اگر یہی سب کچھ میں آپ سے کہوں کہ آپ بھی اتنا تیار ہو کر گھر سے مت نکلا کریں لڑکیاں نظر لگا دیتی ہیں تو!۔۔۔ذروہ نے اسے دیکھتے ہوئے شرارت سے پوچھا۔۔

جس پر اسکی آنکھیں ڈارک گرین ہوئیں تھیں ان میں وضع چمک دیکھی جا سکتی تھی۔۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر ___

ذروہ اس کے گھمبیر لہجے پر گھبرائی۔۔

آپ ایسے تو نا دیکھیں !

ذروہ نے ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔

تو پھر کیسے دیکھوں۔۔۔

اس نے شرارت سے پوچھا۔۔

آپ نظریں نیچی کر لیں نا مجھے شرم آتی ہے ایسے۔۔۔ذروہ نے سر جھکائے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

جس پر اذمار نے اسے اپنی طرف کھینچا___ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جس کے نقوش میں اسے کے لیے محبت ہی محبت تھی۔۔۔

ذروہ میرا دل کرتا ہے آپ میرے شولڈر پر ہاتھ رکھ کر میرے ساتھ ڈانس کریں تنہائی ہو ہمارا ساتھ اور چاروں طرف صرف محبت ہی محبت ہو۔۔۔اذمار نے اس کے سر پر ہونٹ رکھ کر شدت سے

سے کہا۔۔۔

ذروہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

آپ سچ میں میرے ساتھ ڈانس کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے نرم سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

اس نے جوابا اپنے گرین آنکھیں اس کے ہونٹوں پر رکھی۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے نمی لیے آنکھوں سے اسکی آنکھوں پر ہلکا سا بوسہ دیا۔۔۔

میں اس ڈریس میں آپ کے ساتھ ڈانس نہیں کر سکتی نا اور مجھے ڈانس کرنا آتا بھی نہیں ہے ___ ذروہ نے بے چارگی سے کہا۔۔۔اذمار کو اس کے ہونٹ اپنے ناک پر محسوس ہوئے وہ سر اٹھاتا مسکرایا۔۔۔

ذروہ اسے کبڈ کی طرف جاتے دیکھ کر آہستہ سے بیڈ سے اٹھی۔۔۔ٹیل گون فراک میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ ایک نیلے رنگ کا باکس پکڑے اس کی طرف آیا۔۔۔

یہ آپکے لیے ___اس نے اس کی طرف باکس بڑھاتے ہوئے کہا.

ذروہ نے باکس کو پکڑ کر اسے حیرت سے کھولا۔۔۔۔

ڈبے میں ایک بلیک کلر کی وائٹ نگوں والی میکسی کو دیکھ کر ذروہ حیرت سے اسکی طرف پلٹی۔۔۔۔

یہ !

ذروہ نے پوچھا۔۔

آپکے لیے مجھے یہ شاپ میں بہت اچھی لگی سو آپکے لیے لے آیا آپ اسے روم میں پہن سکتی ہیں ۔۔۔۔۔اس نے دھیمے سے کہا۔۔۔

ذروہ نے پیروں تک آتی بلیک خوبصورت میکسی کو دیکھا گول گلا بلکل سادہ تھا لیکن بارڈر پر بہت ہلکا سا نفیس کام کیا ہوا تھا بازو بھی فل نیٹ کے تھے۔۔وہ ایک آئیڈیل فراک تھی۔۔

وہ باہر بھی پہن سکتی تھی لیکن اذمار جانتا تھا وہ کتنی شائے ہے۔۔۔۔۔۔۔میں کیسے یہ پہنوں گئی مجھے شرم آئے گئی۔۔

ذروہ کے خفگی بھرے لہجے پر وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔۔

اٹس اوکے مت پہنیں جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔۔۔اس نے اسے تھامتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو ہر حال میں اسکا ساتھ دیتا تھا پھر وہ کیسے اسکی خواہیش کو رد کر سکتی تھی ہرگز نہیں۔۔۔

میں پہنوں گئی۔۔۔

ذروہ نے ڈبے پکڑتے ہوئے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

---

میں کیسی لگ رہی تھی آج زلے نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔

دنیا کی سب سے خوبصورت برائیڈ۔۔۔۔ہارون نے نیم دراز ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

سچی !

زلے نے اس کے بالوں کو انگلیوں سے بکھیرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

مچی میری جان۔۔۔ہارون نے کہتے ہی اس مظبوط بانہوں میں کسا۔۔۔۔

رابیل پر وہ ریڈ ساڑھی سوٹ نہیں کر رہی تھی ہیں نا۔۔۔

زلے نے اس کے نقوش کو دیکھتے ہوئے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔۔

زلے رابیل کہاں سے آگئی ہم دونوں میں۔۔۔ہارون نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

بس آگئی وہ کہاں جان چھوڑتی ہے تمہاری۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

زلے اسکی انگیجمنٹ اپنے کزن سے سے ہوگئی ہے تقریباً تین چار دن پہلے میں گیا بھی تھا تقریب میں۔۔۔ہارون نے اس کے بال منہ سے پیچھے کرتے ہوئے اسے تسلی دی۔۔۔۔

تمہیں بولا لیا لیکن مجھے نہیں بولایا اس رابیل کی بچی نے۔۔۔زلے نے دانت پیس کر کہا۔۔۔

افففف زلے اور کتنے گناہ جھاڑو گئی اسکے ____ہارون نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

میں کیوں گناہ جھاڑوں گئی اسکے میری طرف سے جہنم میں جائے زلے نے منہ بسور کر خفگی سے کہا۔۔۔

زلے تمہارا شوہر صرف تمہارا ہے۔۔رابیل جیسی دس بھی آجائیں تو زلے کی جگہ کوئی نہیں لے سکتی جو ہارون احمد کے دل میں صرف زلے کے لیے ہے۔۔ہارون نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے محبت سے کہا۔پھر آہستہ سے جھک کر اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھتا وہ زلے کو شرمانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔

زکے نے جھٹ سے ہارون کے سینے میں چہرہ چھپایا۔۔۔جس پر ہارون کے ہونٹوں پر بہت پیاری سی شرارتی مسکان چمکی۔۔۔۔"

کمرے میں چاروں طرف پھیلی چاندنی انکی محبت کی گواہ بنتی جارہی تھی۔۔۔۔

اذمار نے چونک کر اسے دیکھا جو فراک کو چٹکیوں میں پکڑے لمبے بالوں پر بلیک کڑھائی والی چادر اوڑھے وہ کنفیوژ سی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔

اذمار مسکرایا ساتھ ہی گرین آئز بھی مسکرا اٹھیں تھی۔۔۔

ذروہ آپ میرے ساتھ ڈانس کریں گئی۔۔۔۔اس نے ایک گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے اس سے گھمبیر آواز میں پوچھا۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ آہستہ سے رکھا۔۔

اذمار ہنوز بیٹھے اس کے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگاتا مسکرایا وہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔۔۔

اذمار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھا۔۔اور اپنا ہاتھ اس کی کمر میں رکھ کر اسے خود سے قریب ترین کیا۔۔

جو ہے

توں روبرو میرے"

بڑا محفوظ رہتا ہوں"

تیرے ملنے کا شکرانہ "

خدا سے روز کرتا ہوں"

یہ دل پاگل بنا بیٹھا"

اسے اب توں ہی سمجھا دے"

دیکھے تجھ میں میری دنیا"

توں میری دنیا بن جا رے"

ہوں خوش قسمت جو قسمت سے

تمہیں ایسے میں پایا ہوں"

میں تم سے عشق کرنے کی"

اجازت رب سے لایا ہوں"

وہ آہستہ سے اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھے گنگنایا تھا۔

ذروہ نیم وا ہونٹوں سے اس کے عشق پر خدا سے شکر گزار تھی جس نے پل میں اسے اتنا کچھ دے دیا تھا کہ اس کا دامن تنگ پڑھنے لگا تھا۔۔۔

ذروہ نے نمی سی چمکتی آنکھوں سے اس کی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھے پھر ناک کی نوک پر رکھتی وہ کوئی دیوانی ہی دیکھتی تھی۔اذمار ڈارک گرین آنکھوں سے اپنے نقوش کو مغرور ہوتے دیکھا جو ذروہ کے میٹھے سے لمس پر مسکرا اٹھے تھے۔۔۔

اذمار نے اس کی چادر اترے بالوں ہر کئی بار محبت سے ہونٹ رکھے اسے سینے میں چھپائے وہ آنکھیں موند گیا تھا۔۔

مجھے آپ کے ساتھ بائیک پر بیٹھ کر دور تک سفر کرنا ہے۔۔۔اذمار کو اس کے ہونٹ اپنے سینے ہر ہلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

واٹ !

اذمار نے حیرت سے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔۔

ہاں مجھے آپ کے ساتھ بائیک پر بیٹھنا ہے ابھی اسی وقت۔۔۔

ذروہ نے پیر پٹخ کر ضد کی۔۔۔

ذروہ۔۔۔

اس نے حیرت سے نکلتے ہوئے اس کا نام پکارا۔۔

آپ میری خواہیش پوری نہیں کریں گئے۔۔۔اس نے آہستہ سے خفگی سے پُر لہجے میں پوچھا "

آپ اس ڈریس میں بائیک پر بیٹھیں گئی۔۔۔اس نے میکسی کو دیکھتے ہوئے شرارت سے پوچھا۔

وہ جواباً جھینپ سی گئی تھی

---

کیوں فون کیا ہے تم نے اپنی طرح ویلا سمجھا ہوا ہے مجھے۔۔۔۔نوال نے خفگی سے اس سے پوچھا۔۔۔

تو میری جان آپ کونسا کھیتوں می حل چلا رہی ہیں جو آپ بہت ہی مصروف اور میں بہت ہی ویلا ہوں۔۔۔۔معیز نے نیم دراز ہوتے ہوئے طنز سے پوچھا۔۔۔

سو رہی تھی میں۔۔۔۔اس نے دانت پیس کر کہا۔۔۔

افف لوگ ہماری نیندیں اڑائے خود چین کی نیند سو رہے ہیں خدا کیا کیا جا سکتا ہے ایسے بے حس لوگوں کا۔۔۔معیز نے تاسف سے کہا۔۔۔

تم نے یہی بات کرنی تھی تو کر لی کروں اب فون بند۔۔۔۔نوال کی دھمکی پر وہ سیدھا ہوا۔۔۔

کر کے تو دیکھا اگلے پانچ گھنٹوں میں تمہارے روم میں ہوں گا۔۔۔اس نے بھی جواباً دھمکی دی۔۔۔۔

پانچ گھنٹوں میں کیا تم آوٹ آف کنٹری میں ہو جو تمہیں آتے ہوئے پناچ گھنٹے لگ جائیں گے۔

۔۔۔۔اس نے طنز سے آئی برو اچکا ککر پوچھا۔۔۔۔

تو میں اپنی نیند پوری کر کے آوں گا نا سمجھی۔۔۔۔

معیز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

افف انتہائی نکمے انسان ہو تم۔۔۔نوال نے خفگی سے کہا۔۔۔

تم پر گیا ہوں میری جان ؛ ویسے آج بہت پیاری لگ رہی تھی تم۔۔۔۔معیز نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

آگیا خیال تمہیں !

نوال آنکھیں بند کر کے پوچھا۔۔۔

ہاں بس سونے لگا تھا تو جھٹ سے تمہارا چہرہ نظروں میں آگیا پھر میں نے سوچا فون میں ہی تعریف کر دیتا ہوں۔۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

لیکن آگے سے گہری خاموشی پر اس نے دانت پیسے۔۔۔

نیند کی دیوانی لڑکی کبھی میری بھی تو دیوانی بنے گی۔۔۔۔معیز فون بند کرتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔۔

---

وہ دونوں بائیک پر بیٹھے تھے بائیک کو وہ سلو سپیڈ پر رکھے ہوئے تھا روڈ پر کوئی کوئی گاڑی آتے جاتے دیکھائی دے رہی تھی ذروہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا ذروہ یلو لونگ شرٹ بلیو کیپری پہنے ہوئے تھی جبکہ وہ فل بلیک ڈریس میں تھا۔۔۔

آپ جب بائیک ڈرائیو کرتے تو آپ کے بال ہوا سے جب اڑتے ہیں تو مجھے یہ منظر سب منظروں سے زیادہ پیارا لگتا ہے۔۔۔۔۔

ذروہ نے بہت دھیمے سے کہا تھا لیکن سننے والے نے سن لیا تھا۔۔اس کے کٹاو دار ہونٹوں پر بہت پیاری مسکراہٹ آئی تھی کہ وہ لڑکی اس کا سب کچھ بن چکی تھی۔۔

انکے سامنے اچانک سے ایک گاڑی آکر رکی تھی۔۔۔۔۔

اذمار نے سرعت سے بائیک روکی۔۔۔۔

ذروہ نے خوف سے اس کا کندھا دبوچا۔۔

سردار اور لالا کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر اذمار ایک ادا سے بائیک سے اترا۔۔۔

ذروہ اسکے پیچھے تقریباً چھپ سی گئی تھی۔۔۔

افففف کہاں گھم تھے لڑکے میں نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا۔۔۔۔سردار نے اسکے قریب آتے ہوئے خوشی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

جبکہ لالا نخوت سے دونوں کو گھور رہا تھا۔۔

خیریت سردار صاحب۔

اذمار نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔۔

تمہاری امانت جو تمہیں لوٹانی تھی سوہنے شہزادے۔۔۔۔سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

کیسی امانت !

اس نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے پوچھا۔۔

تمہارا نکاح نامہ

سردار نے نکاح نامہ گاڑی سے نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اب کیا فائدہ۔۔

اذمار نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تو سوہنے اس میں ہماری کیا غلطی تم نے مانگا نہیں ہمیں یاد نہیں رہا۔۔۔۔

سردار نے خوش اخلاقی سے کہا۔۔۔

جس پر وہ مسکرایا۔۔۔

پھر لالا کو طنزیہ نظروں سے دیکھ کر نکاح نامہ لے کر جیب میں ڈالا۔۔۔

لالا نے اسے گھورا۔۔۔جواباً وہ زچ کرتی مسکان سے مسکرایا۔۔۔

کبھی ہمارے گھر آنا خاطر داری کریں گئے تمہاری۔۔۔۔۔سردار نے بندوق کندھے پر رکھتے ہوئے محبت سے اسے دعوت دی۔۔۔

ضرور سردار صاحب جی۔۔۔

مسکرا کر کہا گیا

آخر آپ کا احسان جو ہے مجھ پر۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

جس کا مطلب سمجھ کر سردار مسکرایا پھر اس سے ہاتھ ملاتا وہ اور اس کے آدمی پلٹ کر گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔۔۔

ذروہ ڈیئر وہ چلے گئے ہیں۔۔۔اس نے ہنوز اپنی بیک میں سر دیئے دیکھ کر مسکرا کر اسے باور کروایا۔۔۔

افففف میں ڈر گئی تھی انکی شکلیں ہی اتنی ڈراونی ہیں۔۔۔۔

ذروہ نے اس کے سامنے آتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔

جس پر اس نے مسکراتے ہوئے اس کے سر سے سر جوڑا۔۔۔۔۔

صبح پیر شاہ جی کے پاس چلیں۔۔۔

اذمار نے دھیمے سے اس سے پوچھا۔۔

ہاں میں بھی ان سے دعائیں لینا چاہتی ہوں۔۔۔۔ذروہ نے جھٹ سے کہا۔۔۔

انکی دعائیں ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں ذروہ۔۔۔۔

میں اپنا پہلا بچہ انہیں دینا چاہتا ہوں ذروہ تاکہ وہ اسکی ایسی تربیت کریں کہ دنیا اس پر ناز کریں کیا آپ کو میرا یہ فیصلہ منظور ہے اگر آپ کو نہیں منظور تو ذروہ انکار کا حق آپ کو ہے میں بلکل بھی اعتراض نہیں کروں گا۔۔۔اس نے اسے دیکھتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔

آپ کے لیے تو ذروہ کی جان بھی خاظر ہے اور مجھے آپ کا فیصلہ دل و جان سے قبول ہو گا کہ پیر شاہ جی کے ایس بھی تو کوئی ہونا چاہئیے نا میں تو خوش ہوں آپ کی سوچ پر۔۔۔۔ذروہ نے آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو سے اسے دیکھتے ہو فخر سے کہا۔۔۔۔

اذمار نے جھک کر اس کے بہتے ہوئے آنسو پر ہونٹ رکھے۔۔۔

وہ دونوں بائیک پر بیٹھے اپنی منزل کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔بائیک کو فل سپیڈ پر چھوڑے وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو محسوس کرتے جا رہے تھے۔۔۔۔

---

میں کیا کروں تمہارا بلکل اپنے باپ پر گئے ہو نا وہ میری سنتا ہے نا تم آخر میں جاوں تو جاوں کہاں

۔۔۔۔۔۔۔

زلے نے غصے سے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو چینج کرنے کے بلکل موڈ میں نہیں تھا۔۔۔۔

مما آپ بھی تو ہم دونوں معصوموں کے پیچھے پڑی رہتی ہیں۔۔۔۔۔عبدالرحمٰن نے غصے سے ناک چڑھا کر کہا۔۔۔۔

تم دونوں معصوم اور مما تو ڈائن ہے نا وہ مروہ کو دیکھا کتنی سمجدار بچی ہے ایک تم ہو ایک نمبر کے چالاک۔۔۔۔۔

زلے نے غصے سے کہا۔۔۔

تو وہ اپنی مما پر گئی ہیں میں اپنی مما پر گیا ہوں ایسا مجھے معیز چاچو کہتے ہیں۔۔۔۔

اس نے خفگی سے کہا۔۔۔

اس معیز کو تو میں سیدھا کرتی ہوں بیگاڑ کر رکھ دیا ہے اس نے تمہیں۔۔۔۔۔۔

زلے دانت پیس کر کہا۔۔۔

آپ چاچو کو میرے سامنے ایسا مت کہیں۔۔۔

عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے ماں بیٹے میں۔۔۔۔۔ہارون نے کمرے میں آتے ہوئے ہلکی سی مسکان سے پوچھا وہ ابھی ہسپٹل سے آیا تھا۔۔۔

پاپا دیکھیں نا مما ہم معصوم جانوں کو کب سے ڈانٹ رہیں ہیں۔۔۔۔۔عدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے مما کی شکایت کی۔۔۔

زلے نے دانت پیسے کہ وہ انتہائی چالاک اور صاف زبان کا چار سالہ بچہ تھا جس کی جان اذمار اور معیز میں قید تھی۔۔

بیٹا مما کتنا کام کرتی ہیں ہمیں ناشتہ بنا کر دیتی ہیں پھر ہمارے کپڑے چینج کرواتی ہیں اور پھر مما ہسپٹل میں جاتی ہیں تو آپ مما کو مت ستایا کرو نا۔۔۔۔۔۔ہارون نے اس کے پھولے ہوئے گالوں پر محبت سے ہونٹ رکھتے ہوئے اپنی غصے سے بھری بیوی کی سائیڈ لی۔۔۔۔

زلے خفگی سے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

لیکن پاپا ذروہ چاچی ناشتہ بناتی ہیں نا۔۔۔اس نے سمجھداری سے بات سن کر کہا۔۔۔

ہاں وہ تو ہے جاو مما سے سوری بولو۔۔۔ہارون نے اسکے کان میں کہا جو خوب با خوب زلے کی شکل کا تھا حرکتیں بھی ساری زلے جیسی تھی پل میں تولہ پل میں ماشہ۔۔۔۔

مما عبدالرحمٰن آپ سے سوری بول رہا ہے آپ اپنے کیوٹ سے بیٹے کو معاف کردیں نا۔۔۔

اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے کان پکڑ کر معصومیت سے کہا۔۔۔

جس پر زلے کو جی بھر کر اس پر پیار آیا۔۔۔

ہائے میرا پیارا بچہ مما کا لاڈلا سا بچہ۔۔۔۔زلے نے اس گود میں لیتے ہوئے محبت سے چومتے ہوئے کہا۔۔۔

ہارون نے سینے پر ہاتھ باندھ کر محبت سے دیکھا کہ وہ دونوں جان تھے اسکی۔۔۔

مما میں ذروہ خالہ کے پاس جاوں۔۔۔اس نے سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔۔

مما کی جان جائیں لیکن خالہ کو تنگ نہیں کرنا۔۔۔زلے نے اس کے ہاتھ چومتے ہوئے محبت سے اسے جانے کی اجازت دی__۔

جس پر وہ بھاگتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

آج خیریت تو ہے نا میری بیوی کے ناک پر اتنا غصہ کیوں ہے۔۔۔

ہارون نے اسے پیچھے سے اپنے مظبوط حصار میں لیتے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔۔۔

تم اتنا لیٹ آئے ہو اوپر سے اس رابیل کے ساتھ آج تمہاری میٹنگ بھی تھی۔۔۔

زلے نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے خفگی سے کہا۔۔۔

ہاہاہا___زلے سیریسلی تمہاری جیلسی نہیں ختم ہوگئی یار وہ ایک بچی کی ماں ہے اب تو اسکا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔۔۔

ہارون نے اسے اپنے بہت قریب کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

بس میں کیا کروں وہ اتنی خوبصورت ہے۔۔۔زلے نے اسکی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ جتنی بھی خوبصورت ہو لیکن میری زلیخہ کے آگے وہ کچھ بھی نہیں ہارون کی زلیخہ سے بھلا کوئی مقابلہ کر سکتی ہے۔۔۔۔ہارون نے اسکی ٹھوڑی پر ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

زلے مسکرائی۔۔

پھر اس کے سینے پر سر رکھتی بڑبڑائی۔۔۔آپ اسے ہسپٹل سے نکال کیوں نہیں دیتے۔۔۔۔

افففف ہارون نے گہری سانس لی کہ رابیل سے اسے خدا واسطے کا بیڑ تھا جو ختم تو کبھی نہیں ہو سکتا تھا رابیل بھی تو اسے دیکھ کر غصے سے منہ ناک چڑھاتی تھی۔۔۔

میری بیوی۔۔۔

ہارون نے کہتے ہی اسے اپنی بانہوں میں لیا۔۔۔

---

خدا نے زلے کو ایک بہت خوبصورت بیٹے سے نوازا تھا۔جو کہ شکل وصورت اور عادتوں سمیت اپنی ماں پر گیا تھا نخرے کرنے والا پیار کرنے والا اور جیلسی فیل کرنے والا۔۔ہارون تو دونوں ماں بیٹے کو ہر وقت سمجھاتا ہی رہتا تھا۔۔۔

ذروہ اور اذمار کو اللہ نے دو جڑوا بچوں سے نوازا تھا۔۔۔بیٹا اور بیٹی۔۔بیٹا اس نے پیر شاہ جی کو دیا تھا یہ کہہ کر کے یہ اللہ نے دیا ہی آپ کے لیے ہے جس پر پیر شاہ جی کی آنکھوں میں پہلی بار نمی چھلکی تھی۔۔۔

پیر شاہ جی کے پاس وہ ہر اتورا جاتے تھے انکا بیٹا (ابراہیم )

جو ساڑھے تین سال کا تھا پیر شاہ جی سے اور اماں سادیہ سے سب سے زیادہ محبت کرتا تھا وہ بہت ہی سمجھدار اور شرارتی بچہ تھا جس کے نقوش اپنی ماں پر جبکہ رنگ اپنے باپ پر تھا وہ بہت ہی خوبصورت بچہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔انکی بیٹی( مروہ )

جو اپنی خالہ پر تھی بہت ہی ضدی بچی تھی ہر کسی کی بات بھی مانتی تھی لیکن کرنی صرف اپنی ہی تھی ۔۔۔۔مبین بیگم کی تو جان تھی ابراہیم اور مروہ میں انکا رویہ ذروہ سے بہت ہی اچھا ہو گیا تھا_____

معیز اور نوال کی ابھی کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔۔جبکہ زینی اور معاز کی ایک بیٹی تھی نینا وہ دونوں جدہ میں مقیم تھے ہر سال پاکستان میں آکر چھٹیاں گزارتے تھے جبکہ معیز اپنے بابا کا بزنس سنبھال رہا تھا حرکتیں بلکل بھی نہیں بدلی تھیں وہی نوال کی ناک میں دم کر کے رکھنا زلے کو زچ کرتا لیکن وہ پیار بھی بہت کرتا تھا سب سے۔۔۔۔

نوین سب بچوں سے ایک جیسا پیار کرتی تھی۔۔۔عبدالرحمٰن سے ابراہیم سے اور مروہ سے۔۔۔۔

ارم نے ارشمان کی شادی اپنی بھتیجی سے کی تھی جو کہ مری میں سیٹل ہو گئے تھے کہ ان دونوں کو جوائینٹ فیملی سسٹم پسند نہیں تھا۔۔۔۔

دادی ان سالوں میں ان سے بچھڑ گئی تھی انکا تین سال پہلے انتقال ہو چکا تھا انکی کمی تو انہیں ساری زندگی رہنی تھی لیکن مرنے والوں کے آخر ساتھ مرا تو نہیں جاتا نا۔۔۔

یہ کیا ہے۔۔۔۔

ذروہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

یہ آپ کھول کر دیکھیں۔۔۔

اذمار نے اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے دھیمے سے کہا۔۔۔

ذروہ نے مسکراتے ہوئے لفافہ کھولا۔۔۔اس نے حیرت سے لکھی ہوئی عبارت پڑھی۔۔۔۔

عمرہ کے ٹکٹس۔۔۔۔

ذروہ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

ہمم میں آپ ڈیڈ مما اور اماں سادیہ اس بار اکٹھے عمرہ کریں گے۔۔۔۔۔اس نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے یوے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

افففف میں کتنی خوش ہوں آپ کو بتا نہیں سکتی۔۔۔۔

ذروہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہونٹوں آنکھوں سے لگاتے ہوئے شدت سے کیا۔۔۔

اذمار نے اسکا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔۔۔

ذروہ مائے ہارٹ میں جانتا ہوں___ اذمار نے ڈارک گرین آنکھوں میں چمک لیے کہا۔۔۔۔

جب ہی مما کی پکار پر وہ دونوں جھٹ سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے۔۔۔

مما یہ دیکھیں رحمان نے میری ڈرائنگ کو خراب کر دیا ہے میں نے آپ دونوں کا سکیچ بنایا تھا اسنے یہ کہہ کر خراب کر دیا کہ میرا کیوں نہیں بنایا۔۔مروہ نے روتے ہوئے مما سے شکایت کی۔۔۔

میرے شونا تو آپ بھائی کا بھی بنا دیتی نا۔۔۔ذروہ نے اس کی پونی کو ٹھیک کرتے ہوئے ہدایت

دی۔۔۔۔

بابا آپ دیکھ رہے ہیں مما ہمیشہ اس موٹے کی سائیڈ لیتی ہیں۔۔۔اس نے اب اسکی شکایت اپنے باپ سے کی کہ وہ ہی شاید اسے ڈانٹ دے۔۔۔۔

میں ابھی اس سے پوچھتا ہوں آپ رونا بند کرو۔۔۔

چاچو مجھ سے آپ کیا پوچھیں گے میں کوئی جان بوجھ کر کسی کو کچھ تھوڑے ہی کہتا ہوں اس نے پہلے مجھے موٹا کہا میں کیا موٹا ہوں میں تو پہلے ہی نظر لگنے سے دبلا ہو گیا ہوں۔۔۔۔اس نے اندر آتے ہوئے خفگی سے جواباً اسکی شکایت کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ذروہ نے مسکرا کر اسے دیکھا کہ جان تھی اسکی اس میں۔۔۔۔

ایسا آپ سے کس نے کہا۔۔۔اذمار نے آئی بروز اچکا کر پوچھا۔۔۔

معیز چاچو نے کہا ہے کہ مجھے نظر لگ گئی ہے۔۔۔۔اس نے منہ بسورتے ہوئے اذمار کی گود میں بیٹھتے ہوئے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔

بابا آپ اسے ڈانٹے نا۔۔۔مروہ نے ناک پھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے کیوں ڈانٹے گئے چاچو میں تو معصوم بچہ ہوں ہے نا چاچو۔۔اس نے منہ اسکی طرف کرتے ہوئے معصومیت سے ہوچھا جس پر اذمار نے نہایت پیار سے اسے دیکھا پھر اپنی بیٹی کو اپنے پاس بلایا۔۔۔

آپ دونوں بہت ہی پیارے بچے ہیں اب دونوں نے نہیں لڑنا ورنہ میں ابراہیم کے پاس نہیں لے کر جاوں گا۔۔۔اس نے دونوں کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

چاچو ہم تو مزاق میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں ہے نا مروی۔۔۔اس نے سر ہلاتے یوَے جلدی سے مروہ سے تصدیق چاہی جس نے نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلایا کہ مجبوری جو تھی

ذروہ نے تینوں کو محبت سے دیکھا اور اللہ کا شکر کیا جس نے اتنی خوشیاں اسکے مقدر میں لکھ دی تھیں۔۔۔۔۔

---

السلام علیکم۔۔۔

معیز اور نوال نے اندر آتے ہوئے بلند آواز میں ڈیز کرتے ہوۓ انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔

سب نے اسکے السلام کا جواب دیا۔۔۔

نوال زلے اور ذروہ سے ملنے کے بعد سب بڑوں سے پیار لے رہی تھی۔۔۔

جبکہ معیز اذمار کی کھانے کی پلیٹ اپنی طرف کر چکا تھا

اذمار نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔۔۔جو لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کھانا کھانا سٹارٹ کر چکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔

معیز چاچو آج میں آپکی طرف چلوں گا۔۔۔عبدالرحمٰن نے اس کی گود میں گھستے ہوئے منہ بسور کر اسے اطلاح دی۔۔۔

ارے میرے شیر کیوں نہیں میں بھی تو آج آپ کو لینے ہی آیا ہوں جاو دانت صاف کر کے آو پھر گھر چلیں۔۔۔۔معیز نے بریانی سے انصاف کرتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔جو جھٹ سے اپنے کمرے میں دوڑا تھا۔۔۔

کوئی حال نہیں تمہارا بچے کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے تم نے۔۔۔۔زلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

کھانا کھا لینے دیں پھر آپ سے نبٹتا ہوں۔۔۔۔

اس نے بریانی سے بھرپور انصاف کرتے ہوے کہا۔۔۔

تمہیں تو اللہ ہی پوچھے کیا میں تمہیں کھانا کھانے کو نہیں دیتی جو بھوکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑے ہو۔۔۔۔۔نوال نے غصے سے پوچھا۔۔۔

تمہارا کھانا زندہ رہنے کے لیے کھانا کھانا پڑتا ہے ورنہ با ذوق کہاں وہ کھانا برداشت کر سکتا ہے اس نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

آئندہ اگر تم نے میرے کھانے پر انگلیاں چاٹی تو میں تمہاری انگلیاں توڑ دوں گی سمجھے تم۔۔۔۔نوال نے غصے سے کہا۔۔۔

ہاں تو وہ میں سنت پوری کرتا ہوں۔۔۔۔اس ننے جواباً سر جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔۔

بڑے سب کھانا کھاتے ہوئے انکی نوک جھونک انجوائے کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اذمار نے ذروہ کو دیکھا جو گال پر ہتھیلی جمائے اس ہی نثار ہوتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔اذمار نے ہلکی سی مسکان سے اسے دیکھا جو عشق کے بدلے عشق کرنا جانتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ ہارون اور زلے کی بحث جاری تھی۔۔۔۔ہارون نے چائے پیتے ہوئے اپنی ناک چڑھائے بیٹھی بیوی کو دیکھا۔۔۔۔۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

# "ختم شد"